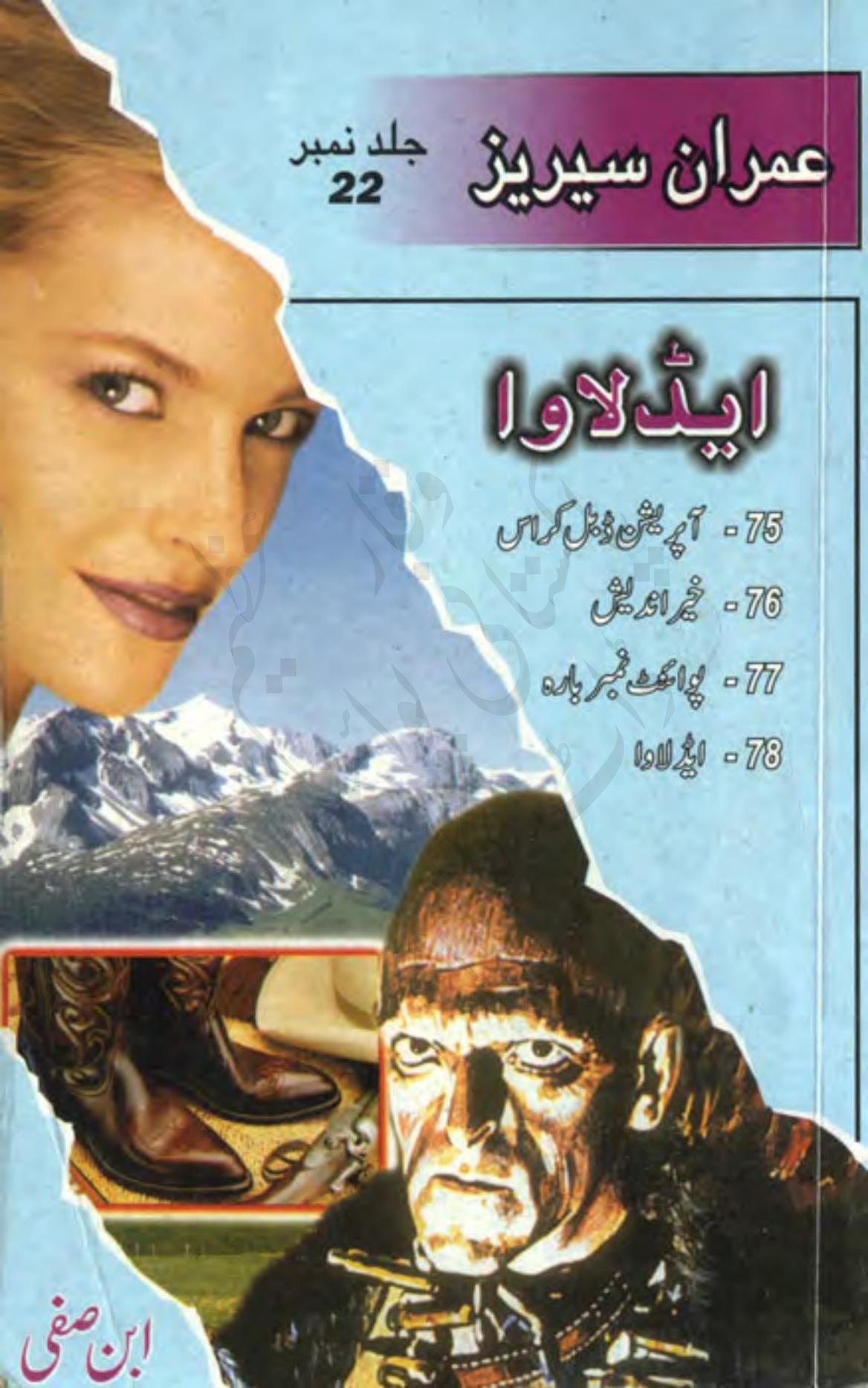


جلد نمبر  
22

# عمران سپریز

## ایڈ لاوا

- آپ پیش ڈبل کراس 75
- خیر امیش 76
- پوچھت ببر بارہ 77
- ایڈ لاوا 78



ابن صفائی

## پیشہ س

بہر حال آئندہ کہانی اس کہانی سے کہیں زور دار ہو گی۔ (انشاء اللہ)  
 ”عظیم حماقت“ کے بارے میں پسندیدگی کے خطوط آئے ہیں۔ لیکن تخفی کی شکایت بدستور قائم ہے۔ ایکسو بارہ صفحات میں اب فریدی کے ناولوں کو نپانا بے حد مشکل کام بن گیا ہے۔ کم از کم ایک سو ساٹھ صفحات ہونے چاہئیں۔ انشاء اللہ پھر آپ فریدی کی کہانیوں میں تخفی محسوس نہیں کریں گے۔

”عظیم حماقت“ کے سلسلے میں میری ایک ذاتی حماقت ملاحظہ فرمائیے جس کی طرف ایک پڑھنے والے نے توجہ دلائی ہے۔ صفحہ نمبر ۵ کی گیارہویں سطر میں چھ لڑکیوں کی بجائے صرف چار لڑکیاں پڑھئے اور لڑکوں کی تعداد چھ نوٹ فرمائیے کیونکہ انگلے صفحات میں اسی تناسب سے ان کا ذکر ہوا ہے۔ بے خودی میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ لکھ گیا تھا۔ ویسے بھی مجھے ایک کی چار دکھائی دیتی ہیں۔

ابن صفحہ

۱۹۷۳ء جولائی ۲۵ء

قاعدے سے اس ناول کو عمران سیریز کا ڈائمنڈ جوبلی نمبر ہونا چاہئے تھا۔ مطلب یہ کہ خنیم ناول ”بیک جلد“ اور قیمت ہونی چاہئے تھی مبلغ دس روپے لیکن پھر وہی پرانی بات دھراوں گا کہ یہ میرے زیادہ تر پڑھنے والوں کی قوت خرید سے باہر ہوتا اس لئے میں اسے ”بالاقساط“ ایک خنیم ہی ناول کی صورت میں پیش کر رہا ہوں اور میری کوشش یہی ہو گی کہ ہر قسط اپنی جگہ پر ایک مکمل کہانی بھی ہو۔ اس قسط میں آپ اس ایجنت کی کہانی ملاحظہ فرمائیے جس نے ایکس ٹو کوڈبل کراس کیا تھا۔ غالباً آپ ادھورے آدمی کو بھولے نہ ہوں گے جس نے اسی ایجنت جیمسن ہارلے کی سازش سے ایکس ٹو کوبے نقاب کرنا چاہا تھا۔

اس کتاب کی ”جملک“ میں غالباً میں نے آپس کے دامن میں فائرؤں کی گونج کا ذکر کیا تھا لیکن کہانی کا وہ جزو اس کتاب کے کیوناں میں نہیں آسکا۔ (صرف بچہ لوگ سے مغذرت خواہ ہوں۔ انگلے ناول میں آپس کا دامن خون کی ندیوں سے جل تھل ہو جائے گا) ملک کے دشمنوں کا خون بہتے دیکھنا غیر صحیح مندر جان نہیں ہے اور پھر ایسے دور میں تو اسے غیر صحیح مندر جان کہا ہی نہیں جا سکتا جب دنیا کی بعض اقوام امن اور انسانیت کے ڈھول پیٹ پیٹ کر دھماکے کر رہی ہوں یا ان کی حوصلہ افزائی کر رہی ہوں۔ جو چھوٹی اقوام کو ایٹھی دھمکیاں دیتی رہتی ہیں۔

”پلو تو پھر وہیں چلو...!“ جو زف جہاں لے کر بولا۔ ”میر ان شہ اکھڑ رہا ہے۔!“  
 ”لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہوا۔ پرانے ما بوتا کے نام کی کال کیوں نہیں ہوئی۔!  
 جیسن نے پر تشویش بجھ میں کہا۔  
 ”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں مشر... پتہ نہیں باس کی کیا سکیم ہو۔ آٹو میں ہمارا ٹھہرنا  
 کہیں اس کے خلاف نہ ہو!“  
 ”اچھا تو پھر بیٹھے رہو یہیں۔!“  
 ”دوسری بات بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔!“ جو زف بڑھایا۔  
 ”کون کی بات....؟“  
 ”باس نے تمہارے ساتھ مجھے کیوں بھیجا ہے۔!“  
 ”اس لئے کہ مجھے ہر وقت موت یاد رہے موت کا فرشتہ تم سے زیادہ خوفناک نہ لگتا ہو گا۔!  
 ”تمیں اتنا بد صورت تو نہیں ہوں مشر...!“ جو زف نے دانت نکال کر کہا۔  
 ”پھر بتاؤ میں تمہیں کس طرح سمجھاؤ۔ ویسے ہر مجھی آج کل کچھ عجیب سے ہو رہے ہیں۔!  
 ”اگر تم باس کی بات کر رہے ہو تو وہ کب عجیب نہیں لگتے۔!  
 ”کبھی میرا باس بھی عجیب تھا لیکن تمہارے باس نے اسے بالکل تباہ کر کے رکھ دیا۔ اب وہ  
 کسی کام کا نہیں رہا۔ ہر وقت شریف آدمی نظر آنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔!  
 ”مگر تمہیں تو میرے باس نے بے حد خوبصورت بنا دیا ہے۔!“ جو زف کے دانت پھر نکل پڑے۔  
 ”خوب صورت۔!“ جیسن غریا۔ ”ڈاڑھی اور موچھوں کے بغیر خود کو بالکل یتیم سمجھنے لگتا  
 ہوں۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ انہوں نے میری ڈاڑھی اور موچھوں کا صفائی کر دیا۔!  
 جو زف آواز سے پشاور بولا۔ ”لیکن میں تو اسے ظلم نہیں سمجھتا کہ اسی کے حکم سے مجھے  
 ڈاڑھی رکھنی پڑی ہے۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ کبھی ڈاڑھی رکھنے کا خیال بھی میرے دل میں آیا ہو۔!  
 ”ڈاڑھی میں تم اور زیادہ خوف ناک لگنے لگے گو۔ اپنے روئیں صدی کے کوئی جلا د۔!“ جیسن  
 اسے گھوڑتا ہوا بولا۔  
 ”باس کا حکم! لیکن میں اسے ظلم نہیں سمجھتا۔!  
 ”اچھا کیا میں واقعی خوبصورت لگتا ہوں ڈاڑھی کے بغیر۔!

◆◆◆

ایرپورٹ پر کوئی انہیں رسیو کرنے نہیں آیا تھا۔ حالانکہ ملک سے روائی کے وقت انہیں بتایا گیا تھا کہ وہ روم میں تھا انہیں ہوں گے کوئی مقامی آدمی انہیں ایرپورٹ سے لے جائے گا۔  
 بہر حال وہ آدھے گھنٹے تک اس کال کا انتظار کرتے رہے تھے جس کی بناء پر ان کی شناخت  
 ہوتی اور رسیو کرنے والا انہیں اس جگہ تک پہنچا دیا جہاں وہ قیام کرنے والے تھے۔  
 ”اب کیا ہو گا مشر...؟“ جو زف نے بالآخر جیسن کا شانہ تھپک کر پوچھا۔  
 ”فکر نہ کرو...! روم میرے لئے نیا شہر نہیں ہے۔... ہم یہاں سے سیدھے آٹو کے لئے  
 روانہ ہو جائیں گے۔!  
 ”آٹو...! کیا چیز ہے....؟“  
 ”بڑی نہیں جگہ ہے۔... اگر وہ بڑھیا اب بھی زندہ ہو گی تو ہمارے عیش ہو جائیں گے۔  
 اطا لوی بڑے زندہ دل لوگ ہیں۔!  
 ”کیا اس بڑھیا کا نام آٹو ہے؟“  
 ”نہیں۔...! ایک قدیم و ضعی کی عمارت ہے جس میں متوسط مالی حیثیت کے سیاح مزے سے  
 گزار سکتے ہیں۔!  
 ”اچھا میں سمجھا۔... وہ بڑھیا اس سرائے کی مالکہ ہو گی۔!  
 ”یہی سمجھ لو۔...! اتنی زندہ دل بڑھیا روئے زمین پر کوئی دوسری نہ ہو گی۔!  
 ”تو یہ کہو کہ تم اور مشر ظفر الملک یورپ کی آوارہ گردی کرتے رہے تھے۔!  
 ”اور کیا رکھا ہے زندگی میں۔!

”خوبصورت بھی اور کم عمر بھی!“

”ہم یہاں کب تک بیٹھے رہیں گے....؟“

”تم جانو....! اچارج تم ہو...!“

”ابھن میں پڑ گیا ہوں!“

”میں نے تو پاس سے یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ مجھے روم کیوں بیٹھ رہے ہو!“ جوزف نے  
ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”بہت سعادت مند ہو....!“ جیمس جلا کر بولا۔

”وہ میرا باپ بھی تو ہے....!“

”اچھا باموش رہو.... مجھے کچھ سوچنے دو!“

جوزف نے پھر جماہی لی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہ دونوں انتظار گاہ  
کی ایک فتح پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”چلو انھوں...!“ جیمس تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”پا نہیں کیا چکر ہے!“

انہوں نے اپنے سفری تھیلے اٹھائے اور انتظار گاہ سے سڑک کی طرف چل پڑے۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر جیمس نے ڈرائیور کو آڈنٹو کا پتہ بتایا تھا اور ٹیکسی حرکت میں آتے ہی ٹیکسی  
ڈرائیور نے بکواس شروع کر دی تھی۔

”اگر آپ لوگ سیاح ہیں تو دھوکے بازوں سے ہوشیار رہئے گا۔ یہودیوں نے اٹلی کو تباہ  
کر دیا ہے۔ آپ شائد عرب ہیں.... سی نیور...!“

”نہیں... ایرانی!“ جیمس بولا۔

”تب تو تمہیک ہے۔ دراصل یہودی کچھ ایسے نہ رہے بھی نہیں ہیں۔ مجھے یہودی لڑکیاں بہت  
پسند ہیں۔ تھی پوچھتے تو سیاحوں کے لئے جنت مہیا کر دیتی ہیں۔ آڈنٹو تو بڑی تھرڈ کلاس جگہ ہے۔“

”ہم ہمیشہ وہیں ٹھہرتے ہیں۔“

”برنس یا سیاحت سی نیور؟“

”برنس...! قالمیوں کا ہی پار ہے....!“ جیمس بولا۔

”واہ....واہ.... کیا کہنے.... ایرانی قالمیوں کے.... برنس کیسا چل رہا ہے....!“

”اٹلی ہمارا سب سے بڑا گاہک ہے!“

”پھر بھی آڈنٹو...!“

”اگر ایسا نہ ہو تو ہم تفریح کے لئے پیسے کیوں کر بچائیں!“ جیمس بولا۔ ”برنس کا مالک میں  
تو نہیں ہوں صرف ٹریولنگ اجیخت ہوں!“

”میں بھی گیا سی نیور....!“ ڈرائیور نے تھیکہ لگایا۔ ”میرا نام اوٹ ہے۔ اگر اچھی تفریح کا  
ارادہ ہو تو مجھے یاد رکھنا.... وقت بتا دو.... آڈنٹو کے باہر موجود ملوں گا!“

”اٹلی تو ہم دو دوں صرف آرام کریں گے!“

”تم انگریزی غاصی بول لیتے ہو!“ جیمس بولا۔

”میرا باپ اطالوی تھا اور مال انگریزی...!“

”اچھا.... اچھا.... اب کچھ دیر خاموش بھی رہو!“ جوزف بھنا کر بولا۔

آڈنٹو کے بڑے سے بھائیک کے سامنے اس نے ٹیکسی روکی تھی اس علاقے کی سبھی عمارتیں  
قدیم طرز کی اور باہر سے مغلوک الحال نظر آتی تھیں!“

ٹیکسی کا کرایہ ادا کر کے وہ بھائیک سے گزرتے ہوئے ایک نیم تاریک راہداری میں پہنچے۔  
اچھاک کسی نے انہیں عقب سے آواز دی۔ جیمس تھوڑی بہت اطالوی بھی جانتا تھا وہ نہ اندازہ نہ  
کر پاتا کہ انہیں یہ مخاطب کیا گیا ہے!

”تم کون ہو اور کہاں چلے جا رہے ہو....؟“

جیمس رکا تو جوزف بھی رک کر مڑا تھا۔ آواز دینے والا قریب آگیا۔

”لیکا یہ سی نیور افسے نیلی کا بیوڑا ڈنگ ہاؤز نہیں ہے!“ جیمس نے پوچھا۔

”یقیناً ہے....!“ جواب ملا۔

”تو ہم پھر صحیح جگہ پر پہنچے ہیں!“ جیمس نے پر سرت لجھ میں کھل۔

اجنبی ان کے سفری تھیلوں کو گھورتا ہوا بولا۔ ”اگر یہاں قیام کرنے کی غرض سے آئے ہو  
تو میرا خیال ہے کہ تمہیں مایوسی ہی ہو گی!“

”وہ کیوں پیارے بھائی....؟“ جیمس جیب سے اپنے پرس نکالتا ہوا بولا۔

”ایک آدھ کرہ وہ اپنے دوستوں کے لئے خالی رکھتی ہے!“ اجنبی کی آنکھیں جیمس کے

پرس پر تھیں۔

”ہمیں تو تم اپنا بھی دوست پاؤ گے!“ جیسن نے کہا اور پرس سے کچھ نوٹ کھینچ کر اس کی جیب میں ٹھوٹس دیئے۔

”میرے ساتھ آؤں نور!“ اس نے کہا اور بائیں جانب مر گیا۔

وہ شخص نے نیلی کا کلرک ثابت ہوا۔ ایک بختے کا بیٹھی کرایہ لے کر اس نے ایک رجڑ میں کچھ اندر اجات کئے تھے اور انہیں ساتھ لے ہوئے عمارت کی دوسری منزل پر آیا تھا۔ انہیں ایک برا کرہ مل گیا۔ جسے لکڑی کے پار ٹیشتر کے ذریعے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

”بھاں...!“ اچاک جوزف نے بے آواز بلند جماہی لی اور بولا۔ ”کیا اب میں دوچار گھونٹ لے سکتا ہوں!“

”ضرور... ضرور...!“ جیسن نے کہا اور اپنے سفری بیگ سے سامان نکال نکال کر بستر پر ڈھیر کرنے لگا۔

جوزف اپنے پار ٹیش میں بیٹھا بوقت سے گھونٹ لے رہا تھا۔ تحوڑی دیر بعد وہ جیسن کے پار ٹیش میں آیا اور ایک طرف کھڑا ہو کر اسے گھورنے لگا۔

”کیوں...! کیا یہاں کی ہوا زیادہ نشہ لاتی ہے!“ جیسن مسکرا کر بولا۔

”نہیں...! ہم دو دن آرام نہیں کر سکتیں گے!“

”کیا مطلب...؟“

”تم نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تھا...؟“

”اچھا... تو پھر آج ہی لڑکیوں کا انتظام کیا جائے!“

”میں یہ نہیں کہہ رہا۔!“ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جلدی سے کہہ ڈالو جو کچھ کہنا ہے۔ میں تحوڑی دیر سونا چاہتا ہوں!“

جوزف نے ایک تصویر کوٹ کی جیب سے نکال کر جیسن کے سامنے ڈال دی اور بولا۔

”یہاں ہماری آمد کا مقصد یہ ہے کہ اس شخص کو تلاش کر کے قتل کر دیں!“

”مجھے علم ہے...!“ جیسن خشک لہجے میں بولا۔ ”میرے پاس بھی تصویر ہے۔!“

”اچھا...!“ جوزف کے لہجے میں حیرت تھی۔

”شاہد ہم دونوں کو الگ الگ ہدایات دی گئی ہیں!“ جیسن نے طویل سانس لے کر کہا۔  
 ”تاکہ ہم دونوں ہی خود کو اس ہم کا انچارج سمجھتے رہیں!“  
 ”باس کی باتیں باس ہی جانے!“  
 ”مجھے ایکس ٹو سے برادر است ہدایت ملی تھی!“ جیسن اکٹھ کر بولا۔  
 ”تمہارے باس واس کا چکر نہیں ہے!“  
 ”مجھے تو باس نے تصویر دی تھی!“  
 ”بھلام کس طرح اس کو تلاش کرو گے!“ جیسن نے مضکمہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔  
 ”بس تم دیکھنا کہ میں کیا کرتا ہوں!“  
 ”کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ یہاں شراب بہت مہنگی ہے۔ شیرہ یہاں نہیں ملتا!“  
 ”جس نے پیدا کیا ہے وہی میرے لئے انتظام بھی کرے گا تم اس کی فکر نہ کرو!“  
 دفعٹا کسی نے دروازے پر ہولے ہولے دستک دی۔  
 ”آ جاؤ...!“ جیسن نے اطالوی میں کہا۔  
 اور ایک بے حد توانا اور کیم شجیم بوزٹھی عورت کمرے میں داخل ہوئی جیسن پھر تی سے اخا  
 تھا اور اس کے خیر مقدم کو آگے بڑھتا ہوا بولا تھا۔ ”سی نور افسے نیلی تھیں دوبارہ دیکھ کر میری  
 آنکھوں میں مزید روشنی آگئی ہے!“  
 ”خوش رہو لا کے...! تم پہلے کب یہاں ٹھہرے تھے!“ عورت بولی۔  
 ”کوئی پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ یو۔ کے سے آیا تھا۔!“  
 ”اچھا... اچھا...!“ وہ مسکرا کر بولی۔ پھر اس کی نظر جوزف پر پڑی تھی۔  
 جیسن نے اُسے چوکتے دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے تھے۔!  
 جوزف بھی اسے گھورے جا رہا تھا۔  
 ”گک... کیا ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں!“ وہ بالآخر بولی۔  
 ”میرا ساتھی اطالوی نہیں بول سکتا!“ جیسن نے کہا۔  
 ”فرانسیسی...!“  
 ”نہیں...! سی نورا...! یہ صرف عربی...! سوا حلی اور انگریزی بول سکتا ہے!“

”صرف میری ہی نہیں تمہاری بھی جان پیچاں والی نکلی۔“ جیسن گدی سہلا تاہو اپر تشویش لجھے میں بولا۔

”میں نہیں سمجھا!“

”وہ تمہیں پرنس ہر بڑا سمجھی تھی!“

”نہیں...!“ جوزف اچھل پڑا۔

”یقین کرو...!“ جیسن نے کہا اور اس کی گفتگو دھراتا ہوا بولا۔ ”محضے یقین ہے کہ اسے میری بات پر یقین نہیں آیا!“

”یہ تو بہت بُرا ہوا مسرِ!“

”مقدار ہمارا... خیر و یکھیں گے!“

”کیا کیکھو گے...! میری دانست میں اب یہاں شہر نام مناسب نہیں ہے!“

”ختم بھی کرو...! کیا رکھا ہے ان باتوں میں... یہ ہمارے لئے محفوظ ترین جگہ ہے!“

جوزف کچھ نہ بولا۔ جیسن بھی کسی فکر میں پڑ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ اس باز خود جیسن نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔

”اوہو...!“ وہ تحریر گیا۔ سامنے وہی ٹیکسی ڈرائیور کھڑا نظر آیا تھا جو انہیں کچھ دیر قبل یہاں چھوڑ گیا تھا!

”یہ لفافہ آپ کے لئے ہے سی نیور!“ وہ اس کی طرف نیلے رنگ کا ایک لفافہ بڑھاتا ہوا بولا۔

”کہاں سے لائے ہو...؟“

”یہاں سے روانہ ہوا تھا کہ کچھ دور پر ایک آدمی نے ہاتھ اٹھا کر گاڑی رکوائی اور مجھ سے کہا کہ یہ لفافہ آپ تک پہنچا دوں اب اجازت دیجئے!“

”شکریہ...! میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ کل دس بجے تم یہاں آئکتے ہو۔!“

”ہم دن بھر تمہیں انتیج رکھیں گے!“

”ٹھیک دس بجے پہنچ جاؤں گا...!“ آپ مطمئن رہیں سی نیور...!

وہ چلا گیا اور جیسن دروازہ بند کر کے بستر کی طرف پلت آیا۔

<sup>1</sup> اس داستان کے لئے ”لگ چانگ“ سلسلے کے ناول پڑھئے۔

”بڑی عجیب بات ہے... نام کیا ہے....؟“

”جوزف مو گوڑا...! تائیجیر یا کا باشندہ ہے!“

”یقین نہیں آتا...! اتنی مشابہت ناممکن ہے!“

”میں نہیں سمجھا...! تم بیٹھ کیوں نہیں جاتیں!“ جیسن نے اس کے لئے کہی کھکاتے ہوئے کہا اور اس کے بیٹھ جانے کے بعد خود جوزف کے قریب بستر ہی پر بیٹھ گیا۔

”بہت دنوں کی بات ہے...! بھر اکاہل کے کسی جزیرے کا ایک شہزادہ یہاں نہ ہوا تھا۔ فرانس کی سیکریٹ سروس کے لوگ اس کے پیچھے تھے۔ اس لئے ان سے بچتے کے لئے یہیں پناہی تھی۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا!“

”ہو سکتا ہے...! یہ کالے ایک دوسرے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ میں نے یہی محسوس کیا ہے!“

”خیر...! میں یہ کہنے آئی تھی کہ یہاں کے قواعد و ضوابط کے مطابق تمہیں یہاں وقت گزارنا پڑے گا۔ لیکن تم تو جانے ہی ہو گے اگر یہاں پہلے کبھی قیام کر چکے ہو۔!“

”اچھی طرح جانتا ہوں سی نیورا...! میں تو پہتا ہی نہیں اور میرے ساتھی کا یہ حال ہے کہ جتنے زیادہ نشے میں ہوتا ہے اتنا ہی خاموش ہو جاتا ہے۔ تم اس کرے میں کبھی شور و غل نہ سنو گی۔ عورتوں سے نہ مجھے دلچسپی ہے اور نہ میرے ساتھی کو... ہمارے ساتھ کبھی کوئی عورت نہیں دکھائی دے گی!“

”خدا کا شکر ہے تمہیں یہاں کے قواعد و ضوابط یاد ہیں ورنہ بعض لوگ تو آن کی آن میں سب کچھ بھول جاتے ہیں!“

”نہیں ہم کو ایسا نہیں پاؤ گی سی نیورا...!“

”ویسے میرے ساتھ بیٹھ کر پینے میں کوئی حرج نہیں ہے تم میرے ساتھ پروف کرے میں بیٹھ کر پیو اور جتنا دل چاہے شور چاؤ!“

”میں اپنے ساتھی کو سمجھا دوں گا!“

”فے نیلی چلی گئی!“

”کیا بکواس کر رہی تھی...?“ جوزف نے بر اسمانہ بنا کر پوچھا۔

”کیا قصہ ہے....؟“ جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔  
 ”قصہ پر قصہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور تم.... خیر.... ابھی بتاتا ہوں!“ جیسن کہہ کر لغافہ  
 چاک کرنے لگا۔ جوزف اسے غور سے دیکھے جا رہا تھا۔  
 خط کا مضمون عجیب ثابت ہوا۔ کسی نامعلوم آدمی نے لکھا تھا۔  
 ”فی الحال یہی مناسب ہے کہ یہیں ٹھہر دے۔ فون نمبر تین آٹھ سات نو پر اپنی ضروریات  
 سے آگاہ کر سکتے ہو۔ بحوالہ خط نمبر تین.... اپنا نام لینے کی ضرورت نہیں اتنا ہی حوالہ کافی ہو گا  
 فون کسی پلک ٹیلی فون بو تھے سے کرتا!“  
 خط انگریزی میں لکھا گیا تھا۔ جیسن نے اسے جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”منی  
 خیز کہانی بن سکتی ہے!“  
 جوزف نے اسے پڑھ کر کسی داشمند آدمی کی طرح خاموشی اختیار کر لی تھی اور جیسن بستر  
 پر بیٹھا اونگتا رہا تھا۔

رات کے کھانے سے قبل بوزہی فنیلی ایک بار پھر ان کے کمرے میں آئی اور جیسن سے  
 کہنے لگی۔ ”اپنے ساتھی جوزف کو لے کر میرے ساؤنڈ پروف کرے میں آجائو!“

”وہ تھا بیٹھ کر پینے کا عادی ہے کی نہ را!....!“  
 ”کیا کسی کی دعوت بھی نہیں قبول کرتا!“  
 ”اچھا میں کوشش کروں گا!“

”میں وہیں منتظر ہوں گی۔ دیرنہ لگانا!“ کہتی ہوئی وہ چلی گئی۔  
 جیسن کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں پرانی پرانی ہر بندزاوی کہانی جوزف ہی کی طرح اسے  
 بھی پسند نہیں آئی تھی۔ لیکن اب کیا کر سکتا تھا۔ مجبوری تھی۔

ایکس ٹونے اسے مور چھل سے آدمی اسی لئے بنایا تھا کہ آسانی سے پہچاننا جاسکے اور جوزف  
 کی ڈاڑھی کی بھی غرض و غایت یہی معلوم ہوئی تھی کہیں یہ پرانی ہر بندزاوی الاچکر لے ہی نہ ڈوبے۔  
 کچھ دیر تک ناک بھوں پر زور دیتے رہنے کے بعد وہ انھا اور جوزف والے پارٹیشن کے

قریب پہنچ کر اسے آواز دی۔

”آ جاؤ...!“ جوزف کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔

جیسن نے اس کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ وہ میز پر رکھی ہوئی خالی بوتل کو اس طرح  
 گھوڑے جا رہا ہے جیسے اپنی قوت ارادی کی مدد سے اسے دوبارہ لبریز کر دینا چاہتا ہو۔!  
 ”خالی ہو گئی....؟“ جیسن نے سوال کیا۔

”آخری بوتل....!“ جوزف گلوگیر آواز میں بولا۔

”تمہارے عقیدے کے مطابق شاکند آسمان والا تم پر مہربان ہی معلوم ہوتا ہے!“

”بوزہی تھیں اپنے ساؤنڈ پروف کرے میں مدد کر گئی ہے!“ وہ بھی بلا نوش ہے سر شام  
 شروع کرتی ہے اور اس وقت تک گلاس ہاتھ سے نہیں رکھتی جب تک کہ سونے کا وقت نہ  
 ہو جائے اور آدمی رات گزرنے سے قبل کبھی نہیں سوتی!“

”وہ کچھ ایسی بوزہی بھی نہیں لگتی!“ جوزف خوش ہو کر بولا۔ اسے بوزہی کہنا ترک کر دو  
 ایسے لوگ کبھی بوزہی نہیں ہوتے مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ پورا مارے پنج یاد ہے تھیں!“

”خدا کے لئے کہیں نہیں میں اس کا حوالہ نہ دے بیٹھنا!“

”میں پاگل نہیں ہوں!“ جوزف بائیں آنکھ دبا کر مسکرا لیا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔

”یہ بھی ممکن ہے کبھی وہ آدمی بھی اس کی نظر سے گزرنا ہو جس کی تصویر میری اور تمہاری  
 یہیں میں موجود ہے!“

”اس کی شکل تم نے اچھی طرح ذہن نشین کر لی ہو گی!“ جیسن نے کہا۔

”بالکل.... تصویر دیکھے بغیر ہزاروں میں پہچان لوں گا!“

”بس تو ہمیں چاہئے کہ تصویر صائم کر دیں!“ جیسن بولا۔

جوزف نے فوراً تھی کچھ نہیں کہا تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ ”تم ٹھیک کہتے ہو۔ اسے  
 صائم کر دینا ہی بہتر ہو گا۔ پھر ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہو گی جس کی بناء پر ہم پہچانے  
 جاسکیں!“

اس فحصلے پر پہنچنے کے بعد تصویر کی دونوں کاپیاں جلا دی گئی تھیں اور وہ فنیلی کے ساؤنڈ  
 پروف کرے کی طرف چل پڑے تھے۔

تھے وہ خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔  
 ”چکھے اور سناو...!“ تھوڑی دیر بعد فے نیلی نے اسے مخاطب کیا۔  
 ”اب ایرانی موسمیتی سنئے...!“ جیسے مسکرا کر بولا۔  
 ”ہمیں تو اب اجازت دو فے نیلی...!“ فعطاً بوڑھے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ  
 ہی دونوں جوان آدمی بھی اٹھتے تھے۔  
 جیسے نے بوڑھی کے چہرے پر تشویش کا سایہ سادیکھا۔ اس نے اٹھ کر انہیں رخصت کیا  
 تھا اور پھر تیزی سے جیسے کے قریب پہنچی تھی۔  
 ”محجھے بے حد افسوس ہے کہ تم دونوں یہاں رات نہ گزار سکو گے۔!“ اس نے بھرائی ہوئی  
 آواز میں کہا۔  
 ”میں نہیں سمجھا سی نیورا...!“  
 ”مجھ سے غلطی ہو گئی...!“ میں نے اپنے دوست کو اس لئے بلایا تھا کہ وہ بھی اس حیرت انگیز  
 مشاہدہ سے مظوظ ہو سکے لیکن وہ تمہارے ساتھی کو وہی مفرور شہزادہ سمجھنے پر مصرب ہے جس کی  
 گرفتاری کے لئے یہاں فرانس کے نظام الامور نے لاکھوں یورے کا انعام رکھا تھا۔!  
 ”سوال یہ ہے کہ...!“  
 ”میری بات سنو...!“ بڑھا جیسے کی بات کاٹ کر بولی۔ ”وہ معلومات کرنے لگیا ہے۔ اگر  
 ناظم الامور کی وہ پرانی پیش کش ابھی تک منسون نہیں ہوئی تو تمہارا دوست بڑی دشواری میں پڑ  
 جائے گا۔!  
 ”خدا کی پناہ...! ہم کس دشواری میں پڑ گئے۔ کیا ہمارے کاغذات بھی کسی کام نہ آئیں گے۔!  
 ”اگر تم یہاں کے ماحول سے واقف ہو تو اچھی طرح سمجھتے ہو گے کہ کاغذات بھی تمہارے  
 کام نہ آئیں گے۔ تم نے یہاں کمرہ حاصل کرنے کے لئے کلرک کو کتنی رشوت دی تھی۔!  
 ”اڑے وہ تو میری اپنی خوشی تھی۔!  
 ”چند ہزار یورے وہ اپنی خوشی سے کسی کی بھی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ بوڑھا بے حد لالچی  
 ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔!  
 ”تو پھر بتاؤ ہم کیا کریں۔!

فے نیلی کرے میں تھا نہیں تھی۔ تین سفید فام اور بھی تھے اس کے ساتھ ان میں سے  
 ایک اسی کی طرح عمر تھا اور دوسرا جوان ہی تھے۔  
 ان دونوں کی آمد پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ فے نیلی نے تعارف کرنے کا فرض انجام دیا تھا۔  
 بوڑھا آدمی علاقے کی میونسلی کا چیئرمین تھا اور وہ دونوں مختلف تجارتی اداروں سے تعلق  
 رکھتے تھے وہ سب پہلے ہی سے شغل کرتے رہے تھے۔ فے نیلی نے کپ بورڈ بے دلگاس اور اٹھائے  
 ”میں پیتا ہی نہیں ہوں سی نیورا۔!“ جیسے نے اس طرح کہا جیسے نہ پینا انتہائی نالائقی ہو۔  
 ”پھر کیا کرتے ہو...?“  
 ”میں اس محفل کو اپنے نغموں سے گراوں گا۔ ایرانی نغمے زندگی سے بھر پور ہوتے ہیں۔!  
 اس کی یہ تجویز پسند کی گئی۔ بوڑھا آدمی کبھی جوزف کو دیکھتا تھا اور کبھی فے نیلی کی طرف  
 دیکھنے لگتا تھا۔ جیسے نے محسوس کیا جیسے بوڑھے نے بھی جوزف کو ہر بندگی کی حیثیت سے پہچان لیا  
 ہو۔ تو اس پارٹی کا مقصد یہ تھا اس نے طویل سانس لی اور فے نیلی کی طرف دیکھنے لگا جو سر جھکائے  
 جوزف کے لئے گلاس تیار کر رہی تھی۔.... انہوں نے گلاس ٹکرائے تھے اور جیسے نے ایک  
 طرف رکھا ہوا گیارا اٹھا لیا تھا۔ ایک مشہور اطالوی دھن چھیڑتے ہوئے اس نے لوگوں کا جائزہ  
 لیا۔ کسی غیر ملکی کو اپنانغمہ چھیڑتے دیکھ کر ان کے چہرے کھل اٹھتے تھے۔  
 ”تم بہت قیمتی ایرانی معلوم ہوتے ہو لڑ کے۔!“ فے نیلی نے اسے نیم واں لکھوں سے دیکھتے  
 ہوئے کہا۔  
 ”ایرانی قالینوں کی طرح...!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔  
 اس طرح تین دور چلتے تھے اور یک بوجھے آدمی نے بولنا شروع کر دیا تھا۔ ”میں تم سے  
 متفق ہوں فے نیلی.... تمہارا خیال درست ہے.... میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا اگر وہ  
 حالات اب بھی برقرار ہیں تو تم بڑے فائدے میں رہو گی۔!  
 ”ہش.... ہش.... کیا تمہیں نشہ ہو گیا۔!“ فے نیلی نے ناخوش گوار لجھے میں کہا۔  
 ”نہیں....! میں ہوش میں ہوں.... ورنہ تمہارے فائدے کی بات ہرگز نہ کرتا۔!  
 ”پس اب اپنی زبان بند رکھنا۔!  
 ان دونوں کی گفتگو جوزف کے پلے پڑی ہو یا نہ پڑی ہو۔ لیکن جیسے کے کان کھڑے ہو گئے

”جنی جلدی ممکن ہو یہاں سے چلے جاؤ!“  
”کچی بات یہ ہے سی نور کہ میں یہاں تمہارے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں جانتا۔ اور نہ میرے لئے آٹوٹو یہ کیوں.... میں کہیں اور بھی جا سکتا تھا!“

”اچھی بات ہے فی الحال تم دونوں اپنے کمرے میں جاؤ.... میں تمہارے لئے کچھ کروں گی۔ مجھے قطعی پسند نہیں ہے کہ میرے گاہک کسی دشواری میں پڑیں۔ میں ایک ایمان دار عورت ہوں میری ہی وجہ سے تم دونوں اس پریشانی میں پڑے ہو.... اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ہی تمہارے تحفظ کی ذمہ داری قبول کروں!“

”آپ بہت مہربان ہیں سی نورا!....!“ جیمس نے جھک کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پھر وہ اپنے کمرے میں واپس آگئے تھے۔ جیمس نے پوری روداد جوزف کو سنائی تھی اور وہ حیرت سے منہ چھاڑائے ستارہ تھا۔

”کمال ہو گیا!“ بالآخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”اب میں سوچ رہا ہوں کہ آخر تمہارے بقراط باس کو یہ کیا سو جھی تھی۔ بغیر ڈاڑھی کے بھی تم اتنے ہی لبے ترکے تھے.... تمہیں کیا تکلیف تھی ڈاڑھی کے لیغرا!“

”نہ تمہیں ڈاڑھی میں کوئی تکلیف تھی....!“ جوزف نے پرتوش لجھ میں کہا۔ ”میری بات چھوڑو.... ڈاڑھی ہو یا نہ ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن جب ہر بند افرانس کی جیل سے فرار ہو کر یہاں پہنچا تھا تو اس کے چہرے پر ڈاڑھی تھی!“ ”ضرور ہی ہوگی....!“ جوزف سرہلا کر بولا۔

”تم اتنی لاپرواہی سے گھنگو کر رہے ہو کہ میں اب پاگل ہو جاؤں گا!“ ”نہیں.... نہیں.... ایسا نہ ہونے دینا نہیں تو میرا کیا ہو گا!“ ”میں یہ کہہ رہا تھا عقل کے پتلے کہ تمہارے بقراط نے تمہیں یہاں ہر بند ابنا کر کیوں بھیجا!“ ”باس کی مرضی!“

”خواہ تمہاری کھوپڑی میں سوراخ ہو جائیں!“ ”میری زندگی کا مقصد یہی ہے مسٹر کہ باس پر قربان ہو جاؤں۔ پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ یہ سب کچھ سوچتا پھر دوں!“

”بہت دری سے پیدا ہوئے۔!“ جیمس دانت پیس کر بولا۔ ”تمہیں تو ہزاروں سال پہلے پیدا ہوتا تھا جب زندہ غلام مردہ آقاوں کے ساتھ بھی خوشی دفن ہو جایا کرتے تھے!“

”میرے جسم میں اتنی ہی پر اپنی روح ہے مسٹر....! میں صرف اپنے باس کے لئے زندہ ہوں اور ایک دن اسی کے لئے مر جاؤں گا!“

”شام کو وہ دن قریب آپنچا ہے۔!“ ”ہو گا....!“ جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جبنت دی۔ جیمس اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی در بعد پر سکون لجھ میں بولا۔ ”جس کی تصویر ہمارے پاس تھی۔ اس کا کچھ نہ کچھ تعلق فرانس کی سیکرٹ سروس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔!“ ”ڈبل کراس کرنے والے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔! کئی پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔!“ جوزف آہستہ سے بولا۔

”کیا مطلب....؟“ جوزف اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا لیا اور بولا۔ ”میرا بابس بچ چاہتی نہیں ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کس کی تصویر تھی۔!“ ”نہیں....!“

”اسی ایجنت کی جس نے ایکس نو کو ڈبل کر ان کیا تھا!“ ”اوہ....!“ جیمس چوک کر بولا۔ ”وہ کیڑے سدا لا قصہ....!“ ”ٹھیک سمجھے....!“ اسی ایجنت نے کرنل ہوریشو کو ایکس نو کے آدمیوں کے چیچے لگایا تھا۔ ”سوال تو یہ ہے کہ پرنس ہر بندا....?“

”صرکے ساتھ سخت رہو....!“ جوزف ہاتھ انٹا کر بولا۔ ”کرنل ہوریشو کی گرفتاری کی خبر سننے والہ ایجنت روپوش ہو گیا۔ تمہیں غالباً ایڈی دے سازاں یاد ہو گی۔!“ ”ہاں.... ہاں.... لوئیسا....!“

”وہ میرے باس کی دشمن ہو گئی ہے۔ اسی نے میں الاقوای خیر اندریشیوں کو اس ایجنت کے توسط سے ایکس نو اور اس کے آدمیوں کے لئے در دسرا بنا یا تھا۔!“

اس داستان کے لئے عمران کا ناول ”اوھر آدمی“ پڑھئے۔

"سمجھ گیا....!" جیسن سر ہلا کر بولا۔  
"کیا سمجھ گئے....؟"

"تم قربانی کے بکرے بنائے گے ہو!"  
"ایسی بے ہودہ باتیں نہ کرو.... میرا بابا دیوتا ہے.... اس نے مجھے سارے خطرات سے  
آگاہ کر دینے کے بعد یہ تجویز پیش کی تھی! -"

"قربانی کے بکرے دیوتا ہی کے لئے ہوتے ہیں! -"  
"مسٹر جیسن....! میں ورخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنی زبان بند رکھو درنے میں  
سب سے پہلے تمہیں ہی قتل کر دوں گا۔"

"میرے باس کو اگر کوئی میری موجودگی میں بھون کر کھا بھی جائے تو میرے کان پر جوں  
نہیں رینگے گی! -"  
"تمہارا اپنا معاملہ ہے! -" جوزف نے خلک لجھ میں کہا اور دوسرا طرف دیکھنے لگا۔ جیسن  
توڑی دیر بعد سر ہلا کر بولا۔ "میں سمجھ گیا۔ وہ حضرت ہمارے آس پاس ہی کہیں موجود ہوں گے! -"  
"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! -"

"کنگ چانگ والے کیس میں بھی بھی ہوا تھا۔ ہم خود کو تھا سمجھ رہے تھے لیکن وہ حضرت  
اچانک غمودا رہ گئے تھے! -"

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ مجھے اس آدمی کو تلاش کر کے قتل کر دینا ہے! -"  
"تلاش کیا اور قتل کر دیا....!" جیسن نے مصلحت اڑانے والے انداز میں کہا۔  
جوزف صرف غصیلی نظروں سے اسے دیکھ کر رہا گیا تھا۔ کچھ بولا نہیں....! جیسن نے  
توڑی دیر بعد کہا۔ "میں نے تو محض مفت کی تفریق ہو جانے کے خیال سے اپنی ذرا ہمی صاف  
کر دی! -"

"مجھے اس سے غرض نہیں کتھہ را مطلع نظر کیا ہے! -" جوزف آپس سے بولا۔  
"خیر.... خیر.... دیکھو اب کیا ہوتا ہے۔ بڑھیا تو یہاں رات نہیں بر کرنے دے گی! -"  
"آسمان والا یہاں بھی ہے! -" جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔  
پھر وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھے رہے تھے۔ دفعتاً جیسن اٹھتا ہوا بولا "ہمیں تیار ہنا چاہئے! -"

اس نے تیزی سے اپنا سامان الٹھا کر کے سفری بیک میں ٹھوٹنا شروع کر دیا تھا۔ بھر جوزف  
نے بھی اس کی تقلید کرنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ وس منٹ کے اندر وہ رواگی کے لئے  
تیار ہو گئے اس کے بعد انہیں کچھ دیر اور انتظار کرنا پڑا تھا۔

بڑھیا دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرہ ستا ہوا تھا.... بہت زیادہ فکر  
مند معلوم ہوتی تھی۔

"سب سے پہلے میں تم لوگوں کا بیٹھگی کرایہ واپس کروں گی! -" اس نے بھرائی ہوئی آواز  
میں کہا۔ "صرف آج کی رقم وضع کر لی ہے! -"

"ارے نہیں سی نیڑا را....! واپسی کی کیا ضرورت ہے....!" جیسن بول پڑا۔

"نہیں....! یہ ضروری ہے اگر تم خود ہی جا رہے ہوئے تو اس پر میرا حق ہوتا! -"

"تمہاری یہی مہربانی کیا کم ہے کہ تم نے ہمیں خطرے سے آگاہ کر دیا! -"

"خیر ختم کرو ان باتوں کو.... یہ رقم رکھو! -" اس نے کئی نوٹ اس کے حوالے کرتے  
ہوئے کہا۔ "یੰچے ایک ٹیکسی موجود ہے۔ میں نے ڈرائیور کو ہدایات دے دی ہیں وہ تمہیں ایک

جگہ اتارتے گا۔ تم مکان میں چلے جانا اور صاحب خانہ کو میرا خط دے دینا! -"

"بہت بہت شکر یہ....! ہم آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھیں گے! -"

وہ کچھ نہ بولی اور بیاؤز کے گریبان سے ایک لفاذ نکال کر جیسن کی طرف بڑھا دیا۔ بھر وہ  
جانے کے لئے مڑ گئی تھی۔

توڑی دیر بعد ٹیکسی جگہ گاتی ہوئی سڑکوں پر گزر رہی تھی۔

سفر قرباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا۔

ٹیکسی ایک ایسے علاقے میں رکی تھی جہاں چھوٹے چھوٹے معقولی قسم کے مکانات تھے اور  
آبادی بھی زیادہ کھنی معلوم ہوتی تھی دور تاروں بھرے آسمان کے پیش منظر میں پہاڑوں کے  
سلسلے پھیلے نظر آرہے تھے۔ وہ ٹیکسی سے اتر کر اس مکان کی طرف بڑھے جس کے سامنے ٹیکسی  
روکی گئی تھی۔ کھڑکیاں روشن تھیں لیکن اندر سے کسی قسم کی آواز نہیں آرہی تھی ٹیکسی واپسی  
کے لئے مڑ گئی! -

انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا تھا اور کسی مرد نے غر اکر پوچھا۔ "کون ہے? -"

”ہم صاحب خانہ کے لئے ایک خط لائے ہیں!“ جیسن بولا۔

”کس کا خط ہے....؟“

”سی نورانی نیلی کا....!“

”اوہ.... اچھا.... اندر آ جاؤ....!“ وہ پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ روشنی میں انہوں نے اس کی شکل دیکھی۔ بھاری جبڑوں والا ایک بلند قامت آدمی تھا۔ آنکھوں سے اذیت پرندگی مترش تھی۔ جوزف کو اس نے خاص طور سے گھور کر دیکھا تھا۔ لیکن انداز میں شناسائی کی جھلک بھی نہیں تھی۔ ہو سکتا تھا ناپسندیدگی کی بنا پر اس نے جوزف کو اس طرح دیکھا ہو۔ نیکروز کو پورپ کے باشندے ایسی ہی نظروں سے دیکھتے ہیں!“

وہ انہیں نشست کے کمرے میں لایا۔ جیسن نے اسے دروازے ہی پر لفافہ تھا دیا تھا۔ لیکن وہ خط کے مضمون سے لا عالم تھا۔ بہر حال وہ اسے خط پڑھتے دیکھا رہا۔ خط پڑھ کر اس نے جیب میں رکھا اور مصالغے کے لئے ہاتھ پڑھاتا ہوا بولا۔ ”میرا نام جیسن گارڈ ہے!“

جیسن کے بعد اس نے جوزف سے مصالغہ کرتے ہوئے کہا۔ ”اگر تمہاری طبیعت میں سفر اپن ہے تو مجھے تمہارے یہاں قیام کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ دیے بھی تم فیصلی کے دوست ہو!“

”شکر یہ....! میں بھی کر جھین ہی ہوں....!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”مجھے صرف اسی پر اعتراض ہو سکتا ہے!“ گارڈو مسکرا یا۔

”میرا ساتھی صفائی پرند اور شاستہ ہے....!“ جیسن بولا۔

اس نے جوزف کی آنکھوں میں ناگواری کے آثار دیکھتے تھے۔

”کیا تم لوگ کھانا کھا چکے ہو....؟“ گارڈو نے پوچھا۔

”ہاں.... فی الحال تمہیں اس کی تکلیف نہ دیں گے!“ جیسن نے کہا۔

رات بر کرنے کے لئے انہیں ایک چھوٹا سا کمرہ نصیب ہوا تھا۔ جس میں ایک بڑے تخت پر دونوں کو سونا پڑا تھا۔

دوسری صبح معلوم ہوا کہ گارڈو اس مکان میں تھا نہیں تھا۔ دو لڑکیاں بھی تھیں اس کے ساتھ جن کا تعارف اس نے پہنچوں کی حیثیت سے کرایا۔ بڑی کائنام پور شیا تھا اور چھوٹی سلویا کہلاتی

تھی۔ ناشتے کی میز پر ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

جیسن کی تجویز کے مطابق جوزف نے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا اور پھر اسی تخت پر جا پڑا تھا جس پر رات بسر کی تھی۔ واقعی اس کی حالت خراب تھی۔ صبح آنکھ کھلتے ہی پہلا گھونٹ حلقت سے نہیں اتر سکا تھا۔ شراب تھی ہی نہیں اور میز بان نے بھی کوئی ایسی پیش کش نہیں کی تھی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ وہ پینے پلانے کے معاملے میں فرانخ دل واقع ہوا ہے۔

اپنے پر گرام کے مطابق جیسن گیارہ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلا تھا۔ رقم تو تھی ہی کہ وہ سستی شراب کی دو تین بو تلیں جوزف کے لئے خرید سکتا۔

نیکی آسانی سے مل گئی تھی اور وہ شہر پہنچا تھا۔ ایک پلک ٹیلی فون بو تھے سے اس نے ان نمبروں پر رنگ کیا۔ جو کسی نامعلوم آدمی کی طرف سے اسے ملے تھے۔

دوسری طرف بے فور آئی جواب ملا۔ جیسن نے خط کا نمبر بتا کر پچھلے دن کی رو داد و ہر آئی۔

دوسری طرف سے موجود قیام گاہ کا محل و قوع پوچھا گیا اور جواب ملنے پر آواز آئی۔ ”تم لوگوں سے جلد ہی رابطہ قائم کیا جائے گا۔ فی الحال وہیں تک مدد و در ہو....!“

”اور کچھ....؟“ جیسن نے پوچھا۔

”نہیں فی الحال اتنا ہی.... تمہارا پرس تو ہلکا نہیں ہے!“

”نہیں.... ادو تین دن بہ آسانی نکل جائیں گے!“

”ایک ضروری بات نوٹ کرو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”نیکروز کا چہرہ صاف ہو جانا چاہئے۔ اب ضرورت نہیں رہی!“

”وہ میری بات پر یقین نہیں کرے گا!“ جیسن نے کہا۔ ”جس نے ڈاڑھی رکھوائی تھی وہی صاف کرائے گا!“

”اچھا.... اچھا.... ذرا دیر ہو لڑ کرو....!“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ جیسن رسیور کان سے لگا کے کھڑا رہا۔

”ہلو....!“ پھر آواز آئی اور جیسن کا جواب سن کر کہا گیا۔ ”اس سے کہہ دینا سر کندوں کے سائب صفائی چاہتے ہیں!“

جیسن نے پر معنی انداز میں سر ہلایا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

"تو یہ بات ہے....؟" جیسن بڑا تاہو ابو تمہ سے باہر آیا۔

اس نے ضروریات کی چیزیں خریدی تھیں اور قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ گارڈوں کی بینیں اسے پسند آئی تھیں۔ فلکٹ نہیں معلوم ہوتی تھیں خود گارڈوں بھی سنجیدہ آدمی ثابت ہوا تھا۔ لیکن چہرے کی بناوٹ کے اعتبار سے فطرتاً اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے سب سے پہلے جوزف کی خیریت دریافت کی تھی۔

"وہ تمہارے جانے کے بعد سے اب تک کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا.....!" سلویا نے جواب دیا۔

"تمہاری بہن اور بھائی نہیں دکھائی دیتے۔!"

"وہ دونوں میری طرح بیکار تو نہیں ہیں۔ وہ کام کرتے ہیں اور میں گھر سنجا لاتی ہوں۔!"

"یہ بڑی اچھی بات ہے.... اچھا بہ میں ذرا اپنے ساتھی کی خبر لے لوں پھر امور خانہ داری میں تمہارا بھائی بناؤں گا۔!"

پھر وہ اس کمرے میں آیا جہاں جوزف فرش پر اونڈھا پڑا کراہ رہا تھا۔

"آگئیں....! اب تو نہ مر...!" جیسن نے کہا اور جوزف اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ تینوں بوتلیں یکے بعد دیگرے تھیں سے برآمد ہو رہی تھیں۔

"خدا تمہیں جزاۓ خیر دے....!" جوزف ان کی طرف لپکتا ہوا بولا۔

پہلے ہی ہلے میں اس نے چوٹھائی بوتل صاف کر دی تھی۔

"ذراعاتیات سے.... شیرہ نہیں ہے.... دو دن نکالنے ہوں گے۔! چہ بوتلیں یومیہ والے دن بھول جاؤ۔!"

"اچھا.... اچھا....!" وہ دانت نکال کر بولا۔ "میں احتیاط رکھوں گا۔! تم نے فون پر اس آدمی سے گنتگوکی تھی۔!"

"کی تھی....؟" جیسن نہ اسامنہ بنا کر بولا۔ "تمہارے لئے فوری طور پر چہرے کی صفائی کا حکم صادر ہوا ہے۔!"

"میرا مصکنے مت اڑا۔.... اپنی مرضی سے ڈاڑھی نہیں رکھی۔!"

"احمق آدمی....! میں تج کہہ رہا ہوں.... یہی ہدایت ملی ہے۔!"

"کیسے یقین کروں....؟"

"سرکندوں کے سانپ صفائی چاہتے ہیں۔!" جیسن نے کہا اور جوزف خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ "آسمان والے تیرا بہت بہت شکریہ.... تو نے میری ادا سی رفع کر دی۔" اس نے کہا تھا اور پھر شاکد جیسن کامنہ چومنے کے لئے جھپٹا تھا۔ جیسن بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"میں تمہیں ضرور بوس دوں گا۔ تم نے بڑی اچھی خبر سنائی ہے مشر....!" جیسن نے کہا۔

"بوسہ گندی حرکت ہے.... اس لئے مجھے معاف رکھو....!" جیسن نے کہا۔

"خیر.... خیر....!" جوزف نے کہا۔ "میری نیت نے بوسہ تم تک پہنچا دیا۔!"

"کیا سرکندوں کے سانپ تمہارے رشتے دار گتے ہیں۔!"

"دنہیں....! یہ میرے باپ کا فرمان ہے.... اب میں خود کو تیم نہیں محسوس کر رہا ہم۔!"

"بکواس بند کر کے بتاؤ کہ کیا چکر ہے۔!"

"باس سیمیں موجود ہیں۔ تقدمیں ہو گئی۔!"

"تمہارا بابا سرکندوں کا سانپ کب سے ہو گیا ہے۔!"

"تمہارے منہ میں خاک....!" جوزف آگئیں نکال کر بولا۔ "آسمان والا اس کا سایہ میرے سر پر ہمیشہ قائم رکھے.... ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے قبیلے میں مرنے والوں کی رو جیں سانپ بن کر سرکندوں کی جھاڑیوں میں رہتی ہیں۔!"

جیسن نہ اسامنہ بنائے ہوئے کچھ سوچتا رہا۔ جوزف بڑی بیتابی سے بوتل کا کاک نکال رہا تھا۔ چند گھونٹ لینے کے بعد اس نے جیسن سے کہا "اچاکن ڈاڑھی صاف کر دینا مناسب نہ ہو گا۔ تم ان تینوں کی موجودگی میں میری ڈاڑھی کا مفعکہ اڑا کر انہیں اپنا تم نواہیانے کی کوشش کرنا اور یہ تجویز پیش کرنا کہ ڈاڑھی صاف کر دی جائے۔ ورنہ وہ ٹکٹک و شبہات میں بٹلا ہو جائیں گے۔!"

"کیسے ٹکٹک و شبہات....! جیسن نہیں کر بولا۔ "تم کیا جانو کہ نیلی نے اپنے خط میں کیا لکھا ہو گا۔!"

"مجھے معلوم ہے.... تمہارے جانے کے بعد لڑکی سے بات ہوئی تھی۔!" جوزف بولا۔

"کیا بات ہوئی تھی....؟"

انہیں دیکھے جا رہا تھا۔

یہ گمراہ انگریزی بول اور سمجھ سکتا تھا اس نے جیسن کو اپنا کرتب دکھانے کا موقع مل گیا تھا۔

ذریحی کی دیر میں لڑکیاں جوزف کے سر ہو گئیں اور وہ بلا خراٹھ کر دہاں سے چلا گیا۔

یہ بڑی نامناسب بات تھی....! گارڈونے اپنی بہنوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں ہنسنے لگیں اور گارڈونے جیسن سے کہا۔ ”وراصل یہ تمہاری شرات تھی!“

”میں عرصہ سے کوشش رہا ہوں کہ اس کی ڈاڑھی صاف ہو جائے!“ جیسن ڈھنائی سے بولا۔

”غائبِ تم بھی اسی کی طرح مہی آدمی ہو!“

”یہ بات تو ہے....!“ جیسن سر ہلا کر بولا۔

”اسی لئے دوسروں کی دل آزاری میں لذت محسوس کرتے ہو....!“ میں نے عام طور پر یہی دیکھا ہے۔!

”نہیں....!“ پورشیا تھا اٹھا کر بولی۔ ”ہم اس مسئلے پر بور نہیں ہوتا چاہتے۔!

گارڈو خاموشی سے اٹھا اور باہر چلا گیا۔

”تمہارے بھائی بہت جذباتی معلوم ہوتے ہیں۔!“ جیسن بولا۔

”کاش یہ سچ ہوتا۔!“ پورشیا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ ”وہ منطقی دماغ رکھتا ہے اس کے بیہاں جذبات کا داخل نہیں۔!

”پیشے کے اعتبار سے اسکوں ماشر معلوم ہوتے ہیں۔!

”بالکل غلط....! ملکیک ہے۔!

”آج میرے سارے اندازے غلط ہو رہے ہیں۔!

”تم ایرانی مو سیقی کی بات کر رہے تھے۔!“ سلویا بول پڑی۔

”رات کے کھانے کے بعد۔!

”یہ تو گارڈو کی جبویز تھی۔ وہ جاچکا ہے....! اب تم ہمیں سن سکتے ہو۔!

”یونہی شروع کر دوں۔ یا گیمار بھی ہے تمہارے پاس....!

”ہے....! میں لاری ہوں....!“ سلویا ٹھنڈی ہوئی بولی۔

اس کے چلے جانے کے بعد جیسن نے پورشیا سے کہا۔ ”بیہاں کی ہوا میں اتنی متی ہے کہ

”اس نے بتایا کہ فے نیلی ہمیں اس لئے آڈٹو میں نہ رکھ سکی کہ اس کے سفید فام گاہک ایک کالے آدمی کا وجود برداشت نہیں کر سکتے تھے اس کا بھائی گارڈو چونکہ انسانیت پر یقین رکھتا ہے اور فے نیلی بھی ذاتی طور پر ایسے ہی خیالات رکھتی ہے اس لئے اس نے ہمیں یہاں بھیج دیا۔!

”اس وہم میں نہ رہتا....! پچھلی رات اس نے تمہیں دیکھ کر ناگواری ہی ظاہر کی تھی۔!

”وہ صفائی سترہائی کی بات تھی۔ گورے کالے کی بات نہیں تھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میری نسل کے زیادہ تر لوگ صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔!

”خیر....! دیکھا جائے گا۔!“ جیسن بڑا بڑا ہوا تخت پر شم دراز ہو گیا۔

شام کو چائے کی میز پر اس نے وہ دونوں تختے نکالے جو اس نے لڑکوں کے لئے خریدے تھے تھے شگریے کے ساتھ قبول کئے گئے اور گارڈو بولا۔ ”ایرانی بڑے شاستہ ہوتے ہیں۔ مجھے ایرانی مو سیقی پسند ہے۔!

”شکر یہ....! کچھ سناؤں....!“ جیسن بولا۔

”ابھی نہیں....! رات کے کھانے کے بعد....!“ گارڈونے کہا۔

جیسن اسی دوران میں بار بار جوزف کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کا مظہکہ اڑانا چاہتا ہو۔ شائد پورشیا نے اسے محسوس کر لیا تھا اور وہ بھی جوزف کی طرف متوج ہو گئی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ سب اسی کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کی ڈاڑھی خواہ مخواہ مل رہی تھی۔

”کیا یہ کبھی آرام نہیں کرتی۔!“ دفعتاً جیسن انگلی اٹھا کر بولا۔

”کیا مطلب....?“ جوزف چونک پڑا۔

”رات مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا....! یہ سوتے میں بھی ہلتی رہتی ہے۔!

جوزف جھینپے ہوئے انداز میں ہنسا تھا۔

”معذکہ خیز لگتے ہو....! ہو سکتا ہے ہم اس کی وجہ سے آڈٹو میں نہ ٹھہر سکے ہوں۔!

”مجھے اس طرح ذلیل نہ کرو...!“ وہ بُر امان کر بولا۔ لٹکھیوں سے لڑکوں کو دیکھے جا رہا تھا۔

”سچ کہتا ہوں ڈاڑھی کے بغیر زیادہ اچھے لگو گے....!“ جیسن نے کہا اور دوسروں سے پوچھا۔ ”آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔!

”یہ بات تو ہے....!“ دونوں لڑکیاں بیک وقت بول پڑیں۔ گارڈو کچھ نہ بولا خاموشی سے

خواہ نخواہ گانے کو دل چاہتا ہے۔!  
پورشا پکھ کہنے ہی والی تھی کہ سلویا خالی ہاتھ دوڑتی ہوئی آئی۔

”وہ... وہ... حق مجھ شیو کر رہا ہے۔!“ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ جیمن نے قہقہہ لگای۔  
پورشا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آرہے تھے اور پھر وہ شرمندگی ظاہر کرتی ہوئی  
بولی تھی۔ ”ہمیں اس کا مفعکہ نہیں اڑانا چاہئے تھا۔!“

”بہت بڑا کام ہوا ہے۔!“ جیمن ہنسنا ہوا بولا۔ ”اس کے ساتھ باہر نکلتے وقت مجھے ہمیشہ یہی  
محسوس ہوا ہے جیسے محدود بچوں کے لئے چندہ اکٹھا کرنے لکھے ہوں۔!“

”مجھے بے حد افسوس ہے! بقول گارڈوں حق ہم سے اس کی دل آزاری کا گناہ سرزد ہوا ہے۔!  
”ارے چھوڑو بھی اب آدمی لے گا۔!“ تم گیارہ نہیں لا میں سلویا۔!

”نہیں....! اب دل نہیں چاہتا۔ بے چارہ جوزف۔!  
جیمن نے اسامنہ بنا کر اپنی گدی سہلانے لگا۔



آنٹھ منزلہ ہوٹل فرانیا کے کمرہ نمبر بیاں کا کرایہ دار خون خوار آدمی معلوم ہوتا تھا۔  
ایک بار اس کے چہرے پر نظر پڑنے کے بعد دبارہ دیکھنے والے کم ہی رہے ہوں گے۔ ہوٹل کے  
ملازمین اس سے آنکھ ملا کر گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ابھی تک کسی کو بھی اس کے خلاف کسی  
بھی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا تھا۔

ہوٹل کی پیشہ در لڑ کیاں اس کے پاس بھی نہیں پہنچتی تھیں.... ڈائینگ ہال میں وہ اپنی میز  
پر تھا ہوتا۔ جب کھانے بیٹھتا تو ہال میں موجود آس پاس کے لوگوں کی نظریں اسی پر جمی رہتیں۔  
ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی لق و دلق جنگل میں کوئی درندہ تھا بیٹھا اپنے شکار کو بھینجوڑ رہا ہو۔ اس  
وقت قطعی یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسے اپنے آس پاس دوسروں کی موجودگی کا حساس بھی ہو۔  
ہوٹل کے رجڑ میں اپنانام ڈاؤ مور میلی لکھوایا تھا۔ قیام کرنے کے دن سے اب تک ہوٹل  
کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلا تھا۔

ہوٹل کے خانگی جاوس نے اس کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے نیجر بے کہا تھا۔  
”شام دوہ یہاں کسی کی آمد کا منتظر ہے۔!  
29

”کس بنا پر کہہ رہے ہو....؟“ نیجر نے سوال کیا۔

”دن میں کئی بار کلرک سے پوچھتا ہے کہ اس کے لئے کوئی پیغام تو نہیں ہے۔!  
”بہر حال ہو شیدر ہو۔ کیا تم اس کے کاغذات طلب کر کے دیکھنے کی جرأت کر سکو گے۔!  
”کسی معقول وجہ کے بغیر یہ ہمارے حق میں اچھا نہ ہو گا۔!“ خانگی جاوس نے جواب دیا۔

”بے حد خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر میں اس کی آمد کے وقت یہاں موجود ہوتا تو  
کوئی کمرہ خالی نہ ہونے کا بہانہ کر دیتا۔!  
”اوہ.... اتنی تشویش کی ضرورت نہیں۔ میں اس پر نظر رکھوں گا۔ آپ مطمئن رہئے۔!  
یہ بات یہیں ختم نہیں ہو گئی تھی.... دوسری طرف پیشہ در لڑ کیاں ایک بے حد چالاک  
لڑکی کو تباوہ لانے میں کامیاب ہو گئی تھیں اور وہ ان سے کہہ رہی تھی۔ ”خطرناک سے خطرناک  
مرد بھی عورت کے معاملے میں بالکل الو ہوتا ہے۔ میں اسے دیکھ لوں گی۔!  
ٹھیک اسی وقت خانگی جاوس نبھی دیاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے مجھی کا دعویٰ سننا۔ یہ اپنی لڑکی  
تھی۔ اطالوی، فرانسیسی اور انگریزی روشنی سے بول سکتی تھی۔

”تم پکھنہ کر سکو گی۔!“ خانگی جاوس نے چڑھانے کے سے انداز میں کہا۔

”تھیں نے کو نہ برا تیر مار لیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے فرانسیا میں شیر گھس آیا ہو۔!  
مجھی نے یہ اسامنہ بنا کر کہا۔ ”میں نہیں سمجھ سکتی کہ لوگ آخر اتنے سر ایسہ کیوں ہیں۔!  
”انہی میں تم بھی شامل ہو۔!“ خانگی جاوس پھر چڑھانے کے سے انداز میں بولا۔ ”ورنہ اس  
وقت اس گفتگو میں کیوں حصہ لے رہیں تھیں۔!  
”تم خواہ نخواہ کیوں آکو دے بچ میں۔!  
”میں تمہاری ہی تلاش میں نکلا تھا۔!  
”اس عنایت کی وجہ....؟“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرانی۔

”سب کے سامنے نہیں بتاؤں گا۔!“ اس نے کچھ ایسے لگاؤ کے انداز میں کہا کہ دوسری  
لڑکیاں ہن پڑیں۔

مجھی کو پھر تباوہ آیا اور وہ خانگی جاوس کا بازو پکڑ کر ایک طرف کھینچتی ہوئی لے چلی۔ ”جلو  
تباؤ.... چلو بتاؤ....!“ کہتی جا رہی تھی۔

میں نہیں۔ اگر میرا قیاس غلط لکھا تو میرا لائن ضبط ہو جائے گا!“  
”بات تو صحیح ہے....!“ مجیشی سر ہلا کر بولی۔  
”میری دانست میں تم بہت ذہین ہو....!“ خاگی جاؤس طویل سانس لے کر بولا۔ ”لہذا  
خواہ خواہ چھپر چھاڑ کرنے کی بجائے کوئی تغیری کام کرو!“  
”کیا کہنا چاہتے ہو....؟“  
”کسی طرح اس کے کمرے میں ایک الکٹریک بگ پہنچادو!“  
”یہ کام تو تم بھی کر سکتے ہو!“  
”وہ ابھی تک ہوٹل سے باہر گیا ہی نہیں کہ کنجی ہمارے ہاتھ آتی!“  
”ہاں یہ بات تو ہے.... وہ باہر نہیں جاتا!“  
”لہذا یہ کام تم بخوبی انجام دے سکو گی!“  
”وہ ہم میں سے کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا!“  
”تم نے اس سے سمجھ لینے کا دعویٰ آخر کس بناء پر کیا تھا....؟“  
”وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ ”لاک... وہ الکٹریک بگ مجھے دے دو.... میں  
کچھ کروں گی!“  
فرانسیا کی یہ بیشہ دریزیاں روم سروس سے بھی متعلق تھیں اور یہی وہاں ان کی موجودگی کا  
جواز تھا۔ گاہکوں کے کروں میں کھانا شراب اور دوسرا شرب و بات پہنچاتی تھیں۔ لیکن ابھی تک  
کسی کی بھی ہست نہیں پڑی تھی کہ خوف ناک چہرے والے ڈاؤن موریلی کے کمرے میں قدم رکھ  
سکتی۔ اگر وہ کمرے میں کھانا یا شراب طلب کرتا تو کوئی مرد ہی اس کے آرڈر کی تعیین کرتا تھا۔  
لیکن خاگی جاؤس اپنے کام کے سلسلے میں کسی مرد پر اعتماد نہ کر سکا۔  
بہر حال اسی رات کو مجیشی شراب لے کر اس کے کمرے میں جا پہنچی۔ ...! ڈاؤن موریلی نے  
تجھے انداز میں پلکیں جھپکائی تھیں۔  
”آج یہ ثقی بات کیوں....؟“ وہ آہستہ سے غرایا۔  
”میں نہیں کچھی سی خور....!“ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولی۔  
”پہلے کوئی لڑکی میرے کمرے میں نہیں آتی تھی!“

”لب بس.... اب رک جاؤ!“ خاگی جاؤس بولا۔ ”اب یہاں ہمارے علاوہ اور کوئی  
نہیں ہے!“  
” بتاؤ جلدی....! کیا کہنا چاہتے ہو....؟“ وہ رکتی ہوئی بولی۔  
”میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کی سر اسیگی بے معنی نہیں ہے۔!“  
” بالکل بے معنی ہے.... یہ ایک ہوٹل ہے یہاں ہر قسم کے لوگ قیام کر سکتے ہیں۔ ہم نہیں  
کتنے ڈاکو، چور اور قاتل قیام کر کے ٹپے جاتے ہوں گے لیکن کسی کو پرواہ نہیں ہوتی۔ اس بے  
چارے کا تصور صرف یہ ہے کہ قدرت نے اسے خون خوار چہرہ عطا کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اندر سے  
وہ بالکل مومن ہو۔!“  
”ہمیں اسکے چہرے سے کوئی سر و کار نہیں ہے۔ میں صرف اپنی اور مجھ کی بات کر رہا ہوں۔!“  
”میں تو سبھی کو اس کے بارے میں متفکر دیکھتی ہوں۔!“  
”وہ اس کے روئے کی بناء پر ہو گا۔ لوگ اس کے بارے میں جانتا چاہتے ہیں۔!  
”تم دونوں کی تشویش کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔!“ وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔  
”چھ ماہ پہلے کی بات ہے.... ابھیز کے ایک ہوٹل میں ایسا ہی ایک خوف ناک شکل والا  
مسافر قیام پذیر ہوا تھا ایسا ہی پر اسرار۔۔۔ ایک دن کئی آدمی اس سے ملنے آئے اور اسی رات کو  
ہواں اڑے پر مسافروں کے ہجوم پر فائر گک کی گئی۔ فائر گک کرنے والوں میں سے دو پکڑ لئے گئے  
یہ دونوں بھی انہیں لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس خوفناک چہرے والے سے ہوٹل میں  
ملاقات کی تھی۔ چھ مسافر اس خوفناک سے ہلاک ہوئے تھے۔!  
”اور وہ خوفناک چہرے والا....؟“ مجیشی نے پوچھا۔  
”وہ اچانک غائب ہو گیا تھا۔ گرفتار ہونے والے بھی اس کے بارے میں صرف اتنا ہی بتا سکے  
کہ فائر گک کرنے کی ہدایت اسی سے ملی تھی۔ وہ کون تھا، کہاں کا باشندہ تھا، فائر گک کا مقصد کیا  
تھا....؟ آج تک نہ معلوم ہو سکا!“  
”ہوں....!“ مجیشی سر ہلا کر بولی۔ ”ضروری نہیں کہ یہ آدمی وہی ہو۔ پھر تم پولیس سے  
راہبلے قائم کر سکتے ہو۔!“  
”پہلے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ فائر گک کا واقعہ یونان میں ہوا تھا میں

آپ یہ شنڈل کراس

33

مد نمبر 22

”اچھی بات ہے.... اب تم جاؤ.... ضرورت ہو گی تو میں روم سرو دس کو فون کر کے صرف تمہارا نام لوں گا!“ پھر اس نے اپنے پرس سے کئی بڑے نوٹ کھینچنے تھے اور اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا تھا۔ ”مجھے سرو کر کے تمہیں ہمیشہ خوشی ہو گی!“

”شکریہ سی نور.... میں ہر وقت.... ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں!“ خاصی بڑی رقم تھی وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ ایک ہفتے کی کمائی کے باہر پندرہ منٹ میں کمالے گی۔ اور وہ بھی بالکل مفت.... بے وجہ۔

حیرت کے سمندر میں غوطے لگاتی ہوئی وہ اس کے کمرے سے برآمد ہوئی تھی۔ اسی رات کو خانگی جاسوس اپنے کمرے میں بے حد مصروف نظر آیا۔ ایرفون اس کے کانوں پر چڑھا ہوا تھا اور سامنے ٹیپ ریکارڈر پر اسپولزر گردش کر رہے تھے۔

خوف ناک چہرے والے موریلی کے کمرے میں خاموشی نہیں تھی۔ کوئی عورت بول رہی تھی۔ لیکن وہ ہوشی کی لڑکیوں میں سے کسی کی آواز نہیں تھی۔ خانگی جاسوس کی پیشانی پر سلوٹ میں ابھر آئیں۔

عورت کہہ رہی تھی۔ ”کالا آدمی کسی ایرانی کے ساتھ پہلے فی نیلی کے بورڈنگ میں مٹھرا تھا جہاں وہ پرنس ہربنڈا کی حیثیت سے پہچانا گیا.... اور راتوں رات وہاں سے غائب ہو گیا۔“

”پرنس ہربنڈا....!“ موریلی کی آواز سنائی ہوئی۔ ”مٹھر...!“ مجھے سوچنے دو....!“ کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر موریلی بولا۔ ”وہ اسی کا آدمی ہو سکتا ہے۔ جوزف....! ایک بارہ پرنس ہربنڈا کا روں ادا کر چکا ہے.... اسے تلاش کرو....!“

”فی نیلی لا علی ظاہر کرتی ہے!“ عورت کی آواز آئی۔ ”اگر وہ نہیں جانتی تو پہچانا کیسے گیا۔ نہیں مجھے یقین ہے کہ وہاں سے اس کے نائب ہو جانے میں فی نیلی ہی کا ہاتھ ہے اور اس پر تشدد کرو.... سب کچھا گل دے گی!“

”جیسی تمہاری مرضی.... یہ کر کے بھی دیکھے لیتے ہیں!“ عورت کی آواز آئی اور موریلی بولا۔ ”اگر وہ نیگر ہاتھ آگیا تو دسرے لوگ بھی روشنی میں آجائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تھا نہ ہو گا اور ہاں اس کے ساتھ والے ایرانی کا حلیہ بتاؤ!“

”بل، اس کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے وہ کوئی ایرانی تھا!“

32

”میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں سی نور....!“

”خیر.... خیر.... کیا تم کچھ دیر یہاں مٹھر دیگی!“

”جیسا آپ حکم دیں سی نور....!“

”بیٹھ جاؤ....!“ اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

”ٹنکریہ سی نور....!“ مجیشی نے کہا اور بیٹھ گئی۔

”دوسرا گلاس ہوتا تو تم بھی پی سکتیں.... کرے کا گلاس آج افق سے ٹوٹ گیا۔ دوسرا طلب کرنا بھول گیا تھا!“

”ڈیوٹی کے اوقات میں نہیں پیتی سی نور!“

”ظاہر ہے....! کیسے پی سکتی ہو!“ موریلی نے اپنے لئے شراب المیتے ہوئے کہا۔ ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر کے دوسرا بھرنے لگا تھا۔

”مجیشی سوچ رہی تھی کہ آخر لوگ اس سے خوف زدہ کیوں تھے یہ تو بالکل ایک عام سا آدمی ہے۔ شکل خوف ناک ہو سکتی ہے.... آنکھیں شر بار ہو سکتی ہیں۔ لیکن اندر سے زمہنی معلوم ہوتا ہے۔“

”دوسرے گلاس خالی کر کے وہ باتھ روم کی طرف چلا گیا تھا اور مجیشی نے بڑی پھرتی سے الکڑوک بگ اس کے بستر کے نیچے چھپا دیا تھا۔“

”جانتی ہو میں نے تمہیں کیوں روکا ہے....؟“ اس نے واپسی پر مجیشی سے پوچھا اور مجیشی گاٹوٹ کے انداز میں مسکرائی۔

”تم غلط سمجھیں!“ وہ انگلی اٹھا کر بولا۔ ”میں تمہارا نام پوچھوں گا اگر وہ تمہاری شخمت سے ہم آپنے ہوا تو خیر.... ورنہ میں تم سے درخواست کروں گا کہ اپنानام بدل دو!“

”مجیشی تحریر رہ گئی وہ نہیں میں معلوم ہوتا تھا اور نہ غیر سنجیدہ!“

”مم.... میرا نام.... مجیشی ہے اور میں اپنی ہوں!“

”خوب.... خوب....!“ تم مجیشی ہی معلوم ہوتی ہو۔ یہ نام تمہاری شخمت سے مطابقت رکھتا ہے اور تم بہت اچھی اطالبوی بول سکتی ہو۔ کیا تم مستقل طور پر سیمیں رہتی ہو!“

”ہاں.... آٹھویں منزل پر میرا کرہ ہے!“

”خیر.... تم فے نیل کو دیکھو...!“ موریلی کی آواز آئی۔

پھر عورت نے رخصتی کلمات ادا کئے تھے اور آواز سے دروازہ بند ہوا تھا۔ خانگی جاؤں تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا تھا۔ پھر شپ ریکارڈر کا سونچ آف کر کے ایئر فون کا نوں پر سے اتارتا ہوا اللہ کھڑا ہوا تھا۔



جوزف اور جیمس تخت پر بے خبر سورہ ہے تھے کہ اچانک کوئی بہت وزنی چیز ان دونوں پر آگری۔ کمرے میں اندر ہرا تھا انہوں نے بوکلا کر اس وزن کو اپنے اوپر سے جھک دینے کی کوشش کی ہی تھی کہ سر گوشی سنائی دی۔

”میں سلویا ہوں۔!“

”بیو تو ف لڑکی یہ کیا حرکت....!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔

”آواز مت نکالتا....!“

”یہ کیا بکواس ہے....!“ جوزف ترپ کر انہوں بیٹھا اور وہ تخت کے نیچے جاگری۔

”کہاں گئیں تم....؟“ جیمس نے آہستہ سے پوچھا۔

”تم دونوں کے بارے میں کچھ آدمی گارڈو سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔“ سلویا پھر تخت پر چھتی ہوئی بولی۔ ”ان کے ارادے اچھے نہیں معلوم ہوتے۔!“

جوزف اور جیمس دونوں کی غنوڈگی ہوا ہو گئی۔ سلویا کہہ رہی تھی۔ ”وہ تشدید پر آمادہ ہیں۔

لیکن گارڈو نے سونٹ سے ہونٹ بھینچ رکھے ہیں۔!

اور پھر یک بیک انہوں نے دھیگا مشتی کی آواز سنی۔ جو غالباً نشست کے کمرے سے آرہی تھی۔

”اوہ.... چلو کیمیں۔!“ جوزف نے ٹول کر جیمس کا بازو دبوچ لیا۔

نشست کے کمرے میں روشنی تھی اور چار آدمی گارڈو کی نری طرح پٹائی کر رہے تھے۔ پورشا یا ایک گوشے میں سہی کھڑی تھی۔ دفعتاً جوزف اور جیمس نے ان چاروں پر چھلانگیں لگائیں۔

”تم ہست جاؤ.... بھائی گارڈو....!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”ہم دیکھ لیں گے۔!“ ساتھ ہی اس کا گھونسہ ایک حملہ آور کے جیڑے پر پڑا تھا اور وہ اچھل کر دیوار سے جا نکل کریا۔ البتہ جیمس کو دو آدمی چھٹ گئے۔ گارڈو نے جوزف کے مشورے پر عمل کرنے کی بجائے

جیمس کی مدد کرنی شروع کر دی تھی۔ قریب تھا کہ چاروں حملہ آور پست ہو جاتے کہ ان میں سے ایک نے ریو اور نکال لیا۔

”اپنے ہاتھ روکو ورنہ مارے جاؤ گے۔!“ اس نے دانت پیس کر کہا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت ایک وزنی گلدان اس کے ریو اور والے ہاتھ پر پڑا اور ریو اور اچھل کر دور جا گرا۔.... جس پر جوزف نے چلا گئی تھی دوسرا ہی لمحے میں وہ ریو اور اس کے ہاتھ میں نظر آیا۔ اندھیرے کمرے سے گلدان سلویا نے پھیکا تھا اور اب روشنی میں آکر اس طرح تی کھڑی تھی جیسے میدان اسی کے ہاتھ رہا ہو۔

”دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔!“ جوزف سانپ کی طرح پھکھکا رہا۔ ”اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو۔....!“

چاروں اسے کینہ تو زور نظر وہی دیکھتے ہوئے دیوار سے جا گئے۔ گارڈو بھی جوزف کو دیکھتا تھا اور کبھی ان لوگوں کو۔ اس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا تھا جس سے خون کے قطرے پکڑے ہے تھے۔ ”لڑکیوں....! تم بھائی گارڈو کی خبر لو۔....!“ جیمس نے کہا۔

”نبیں....!“ گارڈو سر جھٹک کر بولا۔ ”پہلے یہ بتائیں کہ یہ کون ہیں اور انہیں اس کی جرأت کیسے ہوئی۔!“

اس نے یہ جملہ انگریزی کی بجا ہے اطالوی میں کہا تھا۔ وہ چاروں کچھ نہ بولے۔ ”زبان کھولو ورنہ چاروں نیکیں دفن کر دیجے جاؤ گے کیا تم نہیں جانتے کہ گارڈو کیا آدمی ہے۔!“

”تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو۔!“ ان میں سے ایک بولا۔ ”یہ اس طرح نہیں مانیں گے۔....!“ جیمس بولا۔ ”کیوں نہ ہم ان کے ہاتھ پیڑ باندھ کر انہیں پولیس کے حوالے کر دیں۔!“

”گارڈو پولیس کے حوالے کرے گا۔....!“ گارڈو نے خاترات سے کہا۔ ”گارڈو اس علاقے کا قانون ہے۔ تم دروازہ بند کر دو اور ان کی جامہ تلاشی لو۔!“

جیمس کے بڑھنے سے پہلے ہی سلویا نے جھپٹ کر دروازے کی ٹکنی چڑھادی تھی۔ جیس ان کی جامہ تلاشی لینے لگا۔ ایک کے پاس سے صرف ایک بڑا چاقو برآمد ہوا تھا۔

دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے....؟“ دفعتاً کارڈو دھاڑا۔

”میں ان دونوں کو ان کے حوالے کروں گی۔ اگر تم نے دھل اندازی کی تو اچھانہ ہو گا!“ سلویا بولی۔

”شباش....!“ چاروں یک وقت بولے۔ انہوں نے جلدی جلدی پیالیاں خالی کر دیں اور انہیں ایک طرف رکھ کر جوزف کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ان کے قدم لڑکھانے لگے۔

”یہ.... یہ.... گک.... کیا....؟“ ایک ہکلایا اور دھرام سے فرش پر گر گیا۔ اس کے تین ساتھی شامدے اٹھانے ہی کے لئے بجھے تھے لیکن تیوں اسی پر ڈھیر ہو گئے۔ سلویا نے تھقہہ لگایا اور روپا اور جوزف کی طرف اچھا لتی ہوئی بولی۔ ”معاف کرنا جوزف بھائی.... تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی تھی۔!“

”سلویا.... سلویا.... یہ تم کیا کر رہی ہو....؟“ کارڈو مضطرباً نہ انداز میں بولا۔

جوزف نے کہا تھا ”کارڈو.... یہ بچی تم سے زیادہ عقل مند معلوم ہوتی ہے۔ کیا اس نے غلط کیا تھا بے بھائی۔!“

”آخر تم کرنا کیا چاہتی ہو۔!“

”تم پہاں ان پر تشدد کرتے تو یہ جیچ چکھاڑ کر ساری بستی کو جگا دیتے۔ میں نے انہیں کافی میں بے ہوش دے دی ہے۔ اب اطمینان سے انہیں اپنی وین میں ڈالو اور کسی ویرانے کی طرف نکل جاؤ۔!“

”سلویا تم کریٹ ہو....؟“ جیمسن چک کر بولا۔

”بے بی....! تم کچھ چھم سب سے زیادہ عقل مند ہو....!“ جوزف نے کہا۔

”لیکن کارڈو کبھی اعتراض نہیں کرے گا کہ میں اس سے زیادہ عقل مند ہوں۔!“

”نہیں اس وقت تو کروں گا اعتراض....!“ کارڈو آگے بڑھ کر اس کا شانہ ٹھپکتا ہوا بولا۔

پھر اسی کے مشورے پر بے ہوش آدمیوں کے پیارے باندھے گئے تھے۔

سلویا کی تجویز کا دوسرا مرحلہ کسی قدر دشوار ثابت ہوا۔ چھوٹی سی وین میں چھ افراد کا سفر تکلیف دھا۔ جوزف لاکیوں کی دیکھ بھال کے لئے گھر ہی پر رک گیا۔ جیمسن کارڈو کے سامنے

” بتاؤ تم کون ہو....؟ اور کس کے لئے کام کر رہے ہو۔!“ کارڈو پیر پیچ کر بولا۔

”میں پھر کہتا ہوں ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو.... ورنہ پچھتا گے!“ ایک آدمی نے کہا۔

”تم انہیں کیسے جانتے ہو....؟“

”ہم تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دیں گے۔!“

”اچھی بات ہے تو دفن ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ!“ کارڈو آستینس چڑھاتا ہوا آگے بڑھا۔

”ٹھہر جاؤ بھائی....!“ جیمسن بول پڑا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو....؟“

”اگر یہ دفن کر دیئے گئے تو ہمیں اپنی وہ غلطی نہ معلوم ہو سکے گی جس کی بناء پر ہمیں پریشان کیا جا رہا ہے۔!“

”یہ بھی ٹھیک ہے....؟“ کارڈو سر ہلا کر بولا۔

”کیا اسی اچھا ہو کہ ہم اطمینان سے کام کریں۔!“ سلویا بول پڑی۔

کارڈو مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ اس دوران میں کمرے سے غائب رہی اور اب ایک بہت بڑی ٹرے میں کافی پاٹ اور پیالیاں اٹھائے کر کے میں داخل ہو رہی تھی۔

”یہ کیا ہے....؟“ کارڈو نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

”ساری ہاتھیں دوستانہ فضائیں ہوں گی۔ یہ چاروں بہت تھک گئے ہیں۔ انہیں کافی پلاوں کی تاکہ ان کے اعصاب کا تاؤ کچھ کم ہو اور ڈھنگ کی باتیں کر سکیں۔!“

وہ چاروں بھی حرمت سے لڑکی کو گھوڑے جا رہے تھے۔

”چلو....! یہ بھی برا خیال نہیں ہے۔!“ کارڈو زبری لی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

سلویا نے چار پیالیوں میں کافی انڈیا اور ایک ایک کر کے ان کے ہاتھوں میں تھماٹی چلی گئی۔

جوزف انہیں اب بھی کور کئے ہوئے تھا۔

”کارڈو....! یہ بچی تم سے زیادہ عقل مند معلوم ہوتی ہے....!“ ان میں سے ایک بولا۔

کارڈو خاموشی سے سلویا کو دیکھے جا رہا تھا۔ پورشا بھی اس کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔

لیکن بالکل خاموش تھی۔!

وہ چاروں کافی پیتے رہے۔ دفعتاً سلویا نے جوزف کے ہاتھ سے روپا اور اچک لیا اور تیزی سے

صح ہوتے ہوتے وہ ایک دیرانے میں پہنچے تھے۔ جہاں حد نظر تک اوپری پینچی ٹکنی میں بکھری ہوئی تھیں۔ حملہ آوروں کو ہوش آگیا تھا اور وہ انہیں گندی گندی گالیاں دے رہے تھے۔ گارڈوں نے وین روکی اور انہیں دھکا دے دے کر پہنچے گرا دیا۔ ”اب بیہاں چیخوں طبقہ پھاڑ پھاڑ کر۔“ اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

لیکن وہ یک بیک خاموش ہو گئے تھے اور اسکے چہروں سے خوف زدگی متربع ہونے لگی تھی۔

”تم نے دیکھا کہ گارڈوں کے گھر کے بچے بھی کتنے چالاک ہیں!“ جیسن نے انہیں مخاطب کیا۔ ”اب بتاؤ کہ تمہیں ہماری تلاش کیوں تھی....؟“

”تم دونوں....!“ ایک آدمی کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

”بکوجلدی سے میرے پاس وقت نہیں ہے۔!“ گارڈوں دھماڑ۔

”تم خواہ خواہ ان الجھنوں میں پڑے ہو گارڈوں.... تم سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔!“ وہی آدمی بولا۔

”تم شائد پاگل ہو.... کس کے گھر پر چڑھ کر آئے تھے تم لوگ....!“

اس نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔ گارڈوں انہیں گھورتا رہا۔ پھر بولا۔ ”میرے ہاتھوں کی بناوٹ دیکھ رہے ہو۔ میں نے اب تک تیرہ خون کے ہیں۔ اب سترہ ہو جائیں گے۔!“

”نہیں....!“ چاروں یک وقت بولے تھے۔

”تو پھر بتاؤ کہ تمہیں کس نے بھیجا تھا۔!“

”کبھرٹی باول کی ماں نے....!“

”اچھا وہ کلتیا.... ساروکی بیوہ نینا....!“

”ہاں وہی....!“

”وہ میرے دوستوں سے کیا چاہتی ہے۔!“

”ہمیں نہیں معلوم.... ہمیں تو صرف اتنے سے کام کا معقول معاوضہ ملنے والا تھا کہ ہم ان نوں کو کبھرٹی باول تک پہنچا دیں۔!“

”یہ کبھرٹی باول کیا ہے....؟“ جیسن نے گارڈوں سے پوچھا۔

”ایک بدنام شراب خانے.... چھپورے قسم کے لفٹاؤں کا اڑاہے۔!“

پھر وہ جیسن کو ان سے کچھ فاصلے پر لے جا کر بولا۔ ”اب کیا کہتے ہو....؟“

”میں نہیں جانتا کہ ساروکی بیوہ نینا کون ہے اور ہم سے کیا چاہتی ہے....؟“

”اسے بھی جنم میں جھوکوں... میں پوچھ رہا تھا کہ ان چاروں کا کیا کیا جائے۔!“

”چھوڑ دو.... انہوں نے بتا تو دیا کہ کس کے بھیجے ہوئے تھے۔!“

”تم کچھ شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔!“

”جیسن نے دانت نکال دیئے اور گارڈوں سے گھورتا ہوا بولا۔“ لیکن میں ایک تجربہ کار بدمعاش ہوں۔ اگر یہ زندہ رہے تو میں دشواری میں پڑوں گا۔ تھارہ گیا ہوں۔ عرصہ ہوابد معاشری ترک کر چکا ہوں۔ نینا اسے اچھی طرح جانتی ہے ورنہ آج سے دس سال پہلے کے گارڈوں سے نکرانے کی ہمت نہ کرتی۔!

”لیکن اگر یہ اس طرح غائب ہو گئے تو کیا سوچے گی۔!“ جیسن نے پوچھا۔

”کچھ بھی سوچے.... لیکن یہ ہرگز نہیں سوچ سکتی کہ میں نے انہیں ختم کر دیا ہو گا۔ وہ تو

سرے سے مجھ تک پہنچتی ہیں.... کیا سمجھے....؟“

”سمجھ گیا.... لیکن مجھے اس جگہ سے ہٹ جانے دو.... میرا دل بہت کمزور ہے۔!“

گارڈوں اس کے شانے پر ہاتھ مار کر پہنچا۔

جیسن اس کی اجازت سے وین پر بیٹھا اور اسے نشیب میں اتارتا چلا گیا۔ راستے میں پہنچ کر اس نے انہیں بند کر دیا تھا۔ بیہاں سے وہ لوگ اسے نظر نہیں آ رہے تھے۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد گارڈوں نشیب میں اترتا دھکائی دیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوبی ہوئی ہی معلوم ہوتی تھیں۔ گازی کے قریب پہنچ کر اس نے جیسن کو خاموش رہنے اور ڈرائیور کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ جیسن نے چپ چاپ تھیل کی۔ خاموشی سے گازی چلاتا رہا۔ پھر ایک جھوٹی ہی جھیل کے قریب پہنچ کر گارڈوں نے گازی روکنے کا اشارہ کیا۔ وہ ابھی تک کسی ایسے ہی درندے کی طرح ہانپ رہا تھا جس نے اپنے شکار کو بوج لینے کے لئے بہت لمبی دوڑ کاٹی ہو۔

جیسن نے گازی روکی اور گارڈوں اتر گیا۔ جھیل کے کنارے پہنچ کر اس نے کپڑے اتارتے اور نی میں چلا گئے لگادی۔ دس پندرہ منٹ کے بعد وہ پانی سے باہر آیا تھا اور کپڑے پہن کر پھر گازی

میں آبیجا تھا۔

”پلو....!“ وہ آہستہ سے بولا۔

گھر پہنچنے سے قبل اس نے کہا تھا۔ ”اب مجھ سے ان کا تذکرہ مت کرنا۔!

”لیکن ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔!  
”وہ کیا....؟“

”ان کی گاڑی تمہارے گھر کے آس پاس ہی کہیں موجود ہوگی۔!  
”میں اس کے لئے سلویا سے کہہ آیا تھا۔ تلاشی کے دوران میں ایک کی جیب سے گاڑی کی

چالی برآمد ہوئی تھی۔ سلویا گاڑی کوٹھکانے لگا چکی ہوگی۔!  
جیسون پھر کچھ نہیں بولاتے گارڈونے کے کہہ۔ لڑکیاں اگر ان کے بارے میں پوچھیں تو تم کہہ

دینا کہ ان سے معلومات حاصل کر کے چھوڑ دیا گیا۔ لیکن نہیں یہ بھی مناسب نہ ہو گا۔ مجھے  
سوچنے دو۔!  
”میرا خیال ہے کہ لڑکیاں کچھ بھی نہیں پوچھیں گی.... آخر وہ گارڈوہی کی بیٹھیں تو ہیں۔!  
زروں سی مسکراہٹ گارڈوکے ہونوں پر نمودار ہوئی تھی۔  
جیسون نے یہ بات غلط نہیں کہی تھی۔ لڑکیوں نے کچھ بھی نہ پوچھا۔ البتہ سلویا اپنا کارنامہ

بیان کرنے لگی تھی۔

”میں نے گاڑی لزی بار کے سامنے پارک کر دی تھی اندھیرا ہی تھا۔ بار کھلا نہیں تھا۔ پھر  
جانتے ہو میں نے اسٹریگ اور دروازے کا بینڈل صاف کر دینے کے بعد کیا کیا....؟“

گارڈو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو منقی جبکش دی۔

”میں نے اس کی سیٹ پر چاک سے انہیں ہوپڑی بیانی اور اس کے اوپر نجخیز ہادیا۔!  
”سلویا... سلویا....!“ گارڈو پر جوش لجھے میں بولتا۔ ”تم تو مجھ سے بھی بازی لے گئی۔!  
”مجھے بھی سمجھا اس مصوری کا مطلب....!“ جیسون نے گارڈو سے کہہ۔

”یہ ایک ایسے خطرناک گروہ کا نشان ہے جس کا ایک فرد بھی ابھی تک قانون کی گرفت میں  
نہیں آسکا۔... سلویا میں تمہاری ذہانت کی داد دیتا ہوں۔!  
”میں اچھی طرح جانتی تھی کہ اب وہ چاروں ہمیشہ کے لئے غالب ہو جائیں گے۔ میرا بھائی

41  
کچھ کام نہیں کرتا۔ لہذا اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔!  
”اچھا اگر وہ چاروں اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہوں تو....؟“ جیسون نے پوچھا۔  
”ہا ممکن.... اس گروہ کے جیالے سڑکوں پر خون کی ندیاں بہاتے ہیں۔!“ چاروں کی طرح  
گھروں میں نہیں گھستے پھرتے۔!  
”یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔“ گارڈو بولا۔ پھر تھوڑی دری تک کچھ سوچتے رہنے کے بعد کہنے لگا۔  
”مجھے فیلی کی خبر لئی چاہئے۔ اس کے علاوہ اور کون جانتا تھا کہ تم دونوں کہاں ہو۔!  
”یہ بات تو ہے....!“ جیسون نے پر تشویش لجھے میں کہا۔ جوزف اور پور شیانا موش تھے۔  
پھر گارڈو ناشتہ کے بغیر ہی باہر چلا گیا تھا۔



دوسری رات کو خالی چاسوس نے پھر شیپ ریکارڈر پر ڈاؤن موریلی کے کمرے میں ہونے والی  
محفلگوں یکارڈ کی تھی اور اب اسے فیجر کو سنانے کے لئے اس کے رہائش کمرے میں لایا تھا۔ اس کے  
لئے اسے فیجر کو سوتے سے جگانا پڑا تھا۔ خود فیجر نے اسے ہدایت کی تھی کہ جب بھی کوئی گفتگو  
ریکارڈ کرے فوراً سنائے خواہ اسے سوتے ہی سے کیوں نہ جگانا پڑے۔

خالی چاسوس نے شیپ ریکارڈر کا سوچ آبن کر دیا۔ ہلکی سی کھر کھراہٹ کے بعد مردانہ آواز  
آئی۔ ”میا خبر ہے....؟“

”میرے وہ چاروں آدمی غائب ہو گئے جو انہیں تلاش کرنے لگے تھے۔!“ عورت کی آواز آئی۔

”کہاں تلاش کرنے گئے تھے۔!  
”

”فیلی سے اگلو بیا گیا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ اس نے انہیں جیتنی گارڈو کے پاس بھجوادیا تھا۔!  
”اوہ.... جیتنی گارڈو....! لیکن وہ تو شائد اب شریفانہ زندگی بسر کر رہا ہے۔!  
”ہاں یہ درست ہے....! لیکن فیلی نے انہیں وہیں بھجوادیا تھا وہ انہیں چاہتی تھی کہ

پرانس ہربنڈ افرانسی ناظم الامور کے حوالے کر دیا جائے۔!  
”تو تمہارے آدمی کہاں غائب ہو گئے....؟“

”وہ اصل اب معاملہ دوسرا ہو گیا ہے.... ہو سکتا ہے کہ وہ چاروں گارڈو تک پہنچے ہی نہ  
ہوں۔ ان کی خالی گاڑی لزی بار کے سامنے کھڑی ہوئی ملی تھی۔ اور اس کی پچھلی سیٹ پر بھیڑیوں

کائنات بنا ہو اتحا۔!

”بھیڑیوں کائنات....!“ موریلی کی آواز آئی۔

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”سنو....! اب بہت زیادہ محاط رہنے کی ضرورت ہے.... انہوں نے شائد بھیڑیوں کا  
تعاوون حاصل کر لیا ہے۔!“

”اور اب اسی لئے میں الگ ہو رہی ہوں۔!“ عورت کی آواز آئی۔

”یہ کیسی یہودی کی بات کر رہی ہو۔!“

”نہیں سی نیور....! میں ایسے بھیڑیوں میں نہیں پڑتی.... ہو سکتا ہے گارڈ ہی پوشیدہ طور  
پر ان کا سر برآ ہو اور ظاہر شریفانہ زندگی بسر کر رہا ہو۔ ان میں ایک بھی تو آج تک پولیس کے  
ہاتھ نہیں لگا۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ سب ظاہر شریفانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔!“

”شائد یہ گروہ میرے ہی ہاتھوں ٹوٹے.... اچھا باب دفعہ ہو جاؤ.... میں کوئی دوسرا تدبیر  
کروں گا۔!“

”تو اب میں الگ ہو رہی ہوں۔!“

”بالکل.... صبح تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا۔ لیکن میرے بارے میں اگر تمہاری زبان سے  
ایک لفظ بھی کسی کے سامنے نکلا تو تینجے کی قسم خود دار ہو گی۔!“

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سی نیور....! میں احمد نہیں ہوں.... میں جانتی ہوں کہ تم  
بھیڑیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہو۔!“

”بل جاؤ....!“

”میں ایک بار پھر معافی چاہتی ہوں سی نیور....!“ عورت کی آواز آئی۔  
خانگی جاوس اور میڑ شیپ سننے میں اس طرح گھوٹ گئے تھے کہ انہیں کمرے میں کسی کے  
دالٹنے کا علم ہی نہ ہو سکا۔... وہ سر جھکائے بیٹھے تھے اور موریلی ان کے قریب ہی کھڑا نہیں  
گھوڑے جا رہا تھا۔ سب سے پہلے میڑ کی نظر اس پر پڑی اور وہ گھٹی گھٹی سی آواز کے ساتھ اچھل  
کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ خانگی جاوس کی تو گھٹی ہندھ گئی تھی۔

موریلی نے ٹھوک مرکار کوہ میز الٹ دی جس پر شیپ ریکارڈر کھا ہوا تھا۔

”حرام زادو....!“ فتحا موریلی دھاڑا۔ ”تم سمجھتے ہو کہ دوسرے غافل رہتے ہیں۔ میں  
ابھی تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ لوگوں کے کروں میں الکٹر ڈک بگ رکھ کر ان کی گھنگو  
ریکارڈ کرنے کا حق تمہیں کس نے دیا ہے۔ بولو جلدی ورنہ گھونسے مار مار کر ہلاک کر دوں گا۔!“  
وہ دونوں خاموش کھڑے تھے اور اسکے سینے لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول پچک رہے تھے۔  
”بولو....!“ وہ میڑ کا گریبان پکڑ کر جنموجھ تاہو اغرا یا۔

”س..... سی نیور....! میں کچھ نہیں جانتا.... اسی نے....!“ وہ خانگی جاوس کی طرف  
ہاتھ اٹھا کر رہا گیا۔!

”یہ کون ہے....?“

”ہاڑو ٹکلیو....!“

”اچھا.... اچھا.... تو یہ تمہیں ڈبل کر اس کر رہا ہے۔!“ وہ خانگی جاوس کو گھوڑتاہو ابولا۔  
”یہ میری ذمہ داری ہے سی نیور....!“ خانگی جاوس گھمکھیا۔

”بکواس ہے....! یوں کس نے تجھے اس پر آمادہ کیا تھا۔“ موریلی نے اس کا گریبان پکڑ کر  
جمکنایا۔

”ک..... کسی نے بھی نہیں سی نیور....!“

”التاہا تھا اس کے منہ پر پڑا اور وہ جمچل دیوار سے جا گلکیا۔

”یہ زیادتی ہے.... زیادتی ہے۔!“ میڑ کلکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”خاموش رہو....!“

”اب میں ضرور پولیس کو فون کروں گا۔!“ میڑ فون کی طرف بڑھتا ہو ابولا۔

”ضرور.... ضرور....!“ موریلی نے پر سکون لجھے میں کہا۔ ”براؤ راست پولیس چیف کے  
نمبر ڈائل کرو.... اور اس سے کہو کہ ڈاون موریلی ہمیں ہماری حماقتوں کی سزا دے رہا ہے۔ پھر  
اس کے جواب سے مجھے بھی مطلع کر دینا۔!“

میڑ جہاں تھا وہیں رک گیا اور اس کی طرف مڑ کر احتقانہ انداز میں جلدی جلدی پلکیں  
چمکانے لگا۔

”کیا تم لوگ مجھے کوئی بد معاشر سمجھتے ہو۔!“

اس کا شوہر شہر کے بدنام لوگوں میں سے تھا۔ اس کے کئی قدار خانے مختلف علاقوں میں قائم تھے۔ کئی سال پہلے ایک بڑے بھڑکے کے دوران میں اس کے گوئی گئی تھی اور وہ ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد نینا نے کاروبار سنچالا۔ یہ تمیں اور پیشیں کے درمیان رہی ہو گی۔ تدرست اور خاصی دلکش عورت تھی۔ کاروبار کو اس نے ایک بڑے شراب خانے کی شکل میں مدد و کریا تھا۔ قمار خانے بند کر دیتے تھے۔ البتہ ایکٹوں کے توسط سے نشیات کی غیر قانونی تجارت اب بھی جاری تھی۔ ساتھ ہی وہ اپنے ایکٹوں کے ذریعے دوسروں کے غیر قانونی کام بھی کرتی تھی اور اس کے لئے ضرورت مندوں سے خاصی رقم وصول کرتی تھی۔ ڈاؤ موریلی کو وہ اونچے طبقے کے ایک ایسے بدمعاش کی حیثیت سے جانتی تھی جو پس پر وہ رہ کر بڑے بڑے جرام کے مرٹک ہوتے رہتے ہیں وہ اس سے پہلے بھی اس کے لئے کئی جرام کراچی تھی اور معادنے کی بڑی بڑی رقومات نے اس کے بینک بیلنٹس میں وقیع اضافہ کیا تھا۔

لیکن اس وقت وہ ڈاؤ موریلی سے خوف محسوس کر رہی تھی۔ کھیل بگڑ جانے کی خبر سن کر موریلی کی آواز میں اسے کوئی خاص بات محسوس ہوئی تھی۔ لیکن وہ اسے کوئی نام نہ دے سکی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ شائد موریلی کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔ ممکن ہے وہ سمجھ رہا ہو کہ نینا نے اسے ڈبل کر اس کیا ہو۔ دوسرا پادری سے بھی کچھ رقم وصول کر کے بات بنا دی ہو۔ پہلے تو اسے صرف ”بھٹریوں“ کا خوف تھا۔ لیکن اس وقت موریلی کی طرف سے بھی خدشات میں بتلا ہو گئی۔

اس نے کئی بار سوچا تھا کہ اب اسے صرف قانونی طور پر شراب خانے ہی چلانے تک مدد وہ ہو جانا چاہئے۔ لیکن اس کے شوہر کے زمانے کے کارندے اسے غیر قانونی بزنس سے دشکش نہیں ہونے دیتے تھے۔

سنان سڑک پر اس کی گاڑی فرانٹ بھرتی ہوئی کبھرٹی باول کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ رات کا پچھلا پہر تھا اور سڑکوں پر اتنا کم ٹریکھ تھا کہ انہیں سننان ہی کہا جاسکتا تھا۔ دفعٹا ایک موڑ پر ایک گاڑی اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔ اگر اس نے فوری طور پر پورے بریک نہ لگائے ہوتے تو ٹکر ہو جانے میں کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی۔ گاڑی کچھ ایسے ہی طریقے سے روکی گئی تھی کہ راستہ رک گیا تھا۔ اچانک اسی گاڑی سے دو آدمی کو دے اور نینا کے سر پر مسلط ہو گئے۔ ایک

”نہ.... نہیں.... لیکن....!“  
”چبوた کرو کر ٹل فرناٹو سے....!“ اس نے فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔  
”میجر جہاں کھڑا تھا.... وہیں کھڑا رہا۔“  
”اور تم نے....! کس بناء پر میرے کمرے میں الکٹریک بگ رکھا تھا....؟“ وہ خانگی جاسوس کی طرف مڑ کر بولا۔ ”مجھ سے کون سی غیر قانونی حرکت سرزد ہوئی تھی؟“  
”س..... سب آپ سے خائف تھے سی نیور!“ خانگی جاسوس نے کپکاپی ہوئی آواز میں کہا۔  
”تم لوگوں کا داماغ تو نہیں خراب ہو گیا..... میں نے کسی کا کیا بگزارا ہے.... لاو.... نکالو اپنا لائن.....!“  
”مگر.... کیا.... مطلب....!“

”میں اسے منسوخ کر دوں گا.... اور تم بھیک مانگتے پھر دے گے۔“  
”ہم نہیں جانتے آپ کون ہیں؟“ میجر کپکاپی ہوئی آواز میں بولا۔  
”پوچھو.... کر ٹل فرناٹو سے....!“ وہ پھر فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر دھاڑا۔  
”ہم پوچھ لیں گے.... اب ہمیں معاف کر دیجئے؟“  
”اپسول نکالو ٹیپ ریکارڈر سے اور میرے حوالے کر دو!“  
”بب.... بہت اچھا سی نیور....!“ خانگی جاسوس جلدی سے بولا اور فرش پر بیٹھ کر اپسول نکالنے لگا۔

”میرے سلسلے میں اپنی زبانیں بھی بند رکھنا....!“ موریلی غریاب۔  
”بہت بہتر.... بہت بہتر.... ہمیں علم نہیں تھا کہ آپ اتنے معزز آدمی ہیں۔ ایک بار پھر معاف چاہتے ہیں کی نیور....!“

”معاف کیا....!“ موریلی نے خانگی جاسوس کے ہاتھ سے اپسول لیا اور باہر نکل گیا۔  
”وہ دونوں کھڑے احقار نہ انداز میں ایک دوسرے کی شکل دیکھے جا رہے تھے۔

◆

سارے وکی یوہ نینا اپنی چھوٹی فیاٹ فرانسیسی کی کپکاٹ سے سڑک پر نکال لائی۔ وہ کسی قدر خوف زدہ بھی تھی۔ جلد از جلد اپنے نمکانے پر پہنچ جانے کی کوشش کرنے لگی۔

کھرانی تھی۔ کوئی دیرانہ تھا، نامہوار راستوں سے گذرتے ہوئے وہ ایک چوبی عمارت میں داخل ہوئے تھے۔ ایک بڑے کمرے میں کیر و سین لیپ پروشن تھا۔

”بیٹھ جاؤ...!“ قریب کے آدمی نے نینا کو ایک اسٹول کی طرف دھکیتے ہوئے کہا۔ وہ چپ چاپ اسٹول پر بیٹھ کر انہیں گھورنے لگی۔ دفعتاً ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا اور اس کاڑ پ کھول کر دیکھنے لگا۔

”اوہ...! پستول...! غالباً اس میں میگرین بھی موجود ہو گا۔!“ اس نے مضجعہ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

”میں کوئی خاتون خانہ نہیں ہوں کہ تمہیں میرے بیگ میں میک اپ کا سامان ملے گا۔!“ نینا لمحہ میں بولی نہ جانے کیوں اب اس کا خوف دور ہو چکا تھا۔ ”یہ لوگ بھیڑیوں میں سے تو نہیں معلوم ہوتے۔!“ وہ سوچ رہی تھی۔

”جنی کارڈو کہاں ہے...?“ دفعتاً ایک آدمی نے اسے گھوڑتے ہوئے سوال کیا۔ ”میں کیا جانوں...!“

”یہ بکواس ہے...!“ تم نے ڈانو موریلی کو ڈبل کر اس کیا ہے۔“ ”یہ بکواس ہے...! خود میرے چار آدمی اسی چکر میں ضائع ہو گئے۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ گارڈو کا تعلق بھیڑیوں سے ہو گا۔ درنہ میں اس کام میں ہاتھ ہی نہ ڈالتی۔“

”بھیڑیوں کا نشان کوئی بھی بناسکتا ہے۔!“

”میں نے ایک بار کہہ دیا کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔!“

”اگر تم نے اپنی زبان نہ کھولی تو ہم تشدید کی انتہا کر دیں گے۔!“

”تو تم موریلی کے آدمی ہو۔!“

”پھر تم کیا سمجھتی ہو...?“

”میں اسے چوہا سمجھتی ہوں اگر اس نے میرے ساتھ اس قسم کا بر تاذ کیا ہے۔!“

دوسرے ہی لمحے میں اس کے گال پر تھپڑا تھا اور وہ اسٹول سے نیچے گر گئی تھی۔ دفعتاً

”دروازے کی طرف سے آواز آئی۔“ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا ورنہ قیمہ کر کے رکھ دوں گا۔!“

وہ بوکھلا کر مڑے۔... دھنڈی روشنی میں وہ اس کاچھہ صاف طور پر نہ دیکھ سکے۔ لیکن نای

کے ہاتھ میں ریو اور تھا۔

”بیٹھ بند کرو اور ہماری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔!“ ریو اور والے نے کہا۔

”چھا...!“ نینا سر دلچسپی میں بولی۔ حالانکہ دل ڈوبنے لگا تھا لیکن وہ اپنے رویے سے خوف ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔... وہ چپ چاپ اپنی گاڑی سے اتر کر سامنے والی گاڑی کی طرف بڑھی پچھلی سیٹ کا دروازہ اس کے لئے کھولا گیا تھا اور وہ اندر بیٹھ گئی۔ ایک آدمی پہلے ہی سے پچھلی سیٹ پر موجود تھا۔

گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ نینا خاموش بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ ”کیا میری گاڑی وہیں کھڑی رہے گی۔؟...?“

”نہیں...! وہ بھی چیچھے چیچھے اور ہی ہے۔!“ جواب ملا۔

”تم جانتے ہو...! میں کون ہوں...!“ نینا سر دلچسپی میں پوچھا۔

”ہمیں ایسے لوگوں سے سروکار نہیں جن سے جان پہنچان نہ ہو۔!“ جواب ملا۔

”تم جانتے ہو...! لیکن میں تمہیں نہیں جانتی۔!“

”تمہارے لئے بھی بہتر ہے۔!“

”کہاں جانا ہو گا...?“

”اگر ہی خود ہی دیکھ لو گی۔!“

”پچھلے ایک سال سے میرا کسی سے بھی جھگڑا نہیں ہوا۔!“ نینا نے کہا۔

”ہم صلح صفائی کرنے والے نہیں ہیں۔!“ اس نے قریب بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔ ”تم کیا سمجھ رہی ہو۔!“

”کچھ بھی نہیں۔!“ نینا نے لاپرواہی سے کہا۔

پھر بقیہ راستہ خاموشی سے طے ہوا تھا اور گاڑی ایک جگہ تھہر گئی تھی۔

”چلو اترو...!“ قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

نینا نے مڑ کر دیکھا۔ دور کسی گاڑی کی ہیڈلائٹ نظر آرہی تھی۔ یہ شائد اسی کی گاڑی تھی۔

وہ نیچے اتر گئی اور تینوں آدمی اسے زخمی میں لئے ہوئے ایک جانب بڑھنے لگے۔ ایک کے

ہاتھ میں نارچ تھی جس سے وہ راستہ دکھاتا جا رہا تھا۔ چاروں طرف اندر ہیرے اور سنائے کی

”البجزی عبد المنان اللہ کی پناہ چاہتا ہے!“ اجنبی مھرائی ہوئی آواز میں بولا۔  
 ”گاڑیاں کہاں ہیں....؟ مجھے راستے کا اندازہ نہیں ہے!“  
 ”میرے پیچھے چلی آؤ....!“ نووار دنے کہا۔  
 وہ گاڑیوں تک پہنچتے تھے لیکن نینا کو تیسری گاڑی کہیں نہ کھائی دی۔  
 ”تھے.... تمہاری.... گاڑی کہاں ہے....؟“ نینا نے پوچھا۔  
 ”میں تو شروع ہی سے تمہاری گاڑی میں رہا ہوں۔ جب تم کیمبرٹی باول سے فرانسیا کے لئے  
 روانہ ہوئی تھیں!“  
 ”ہا ممکن.... میری گاڑی اتنی بڑی بھی نہیں ہے کہ مجھے پچھلی سیٹ کی خبر نہ ہو!“  
 ”پچھلی سیٹ اس میں ہے کہاں.... پچھلی سیٹ کی جگہ تو میں خود رکھا ہوا تھا یہ دیکھو....  
 اس نے گاڑی کے پچھلے حصے میں روشنی ڈالی.... نینا کے حلق سے حیرت زدہ سنی آواز نکلی تھی۔  
 ”میاں اتنی ہی غافل رہی ہوں!“ اس نے بالآخر کہا۔  
 ”بیٹھو گاڑی میں ورنہ ہو سکتا ہے کہیں سے کوئی اور ٹپک پڑے!“ نووار بولا۔  
 ”تم ہی ڈرائیور گوگے.... مجھ میں تواب سکت نہیں ہے!“  
 ”بالکل.... بالکل....!“  
 ”کنجی کنیش میں موجود تھی۔ اجنبی نے انحن اشارت کیا اور گاڑی حرکت میں آگئی۔  
 ”میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا!“ نینا کچھ دیر بعد بولی۔  
 ”سائزونے کبھی تم سے البجزی عبد المنان کا ذکر ضرور کیا ہو گا!“  
 ”مجھے تو یاد نہیں پڑتا!“  
 ”میری بد قسمتی ہے کہ اس نے مجھے ایسے دوست کا ذکر اپنی بیوی سے نہیں کیا!“  
 ”لیکن تم میری گاڑی میں کیوں تھے....؟“  
 ”مجھے معلوم تھا کہ تم خطرے میں ہو!“  
 ”کہیں تم وہ ایرانی تو نہیں ہو جس کا قیام جنی گارڈو کے یہاں تھا!“  
 ”نہ میں کسی ایرانی کو جانتا ہوں اور نہ جنی گارڈو کو!“  
 ”سوال تو یہ ہے کہ تمہیں علم کیوں کر ہوا اس خطرے کا....؟“

گن تو نہیں صاف نظر آ رہی تھی۔ غیر ارادی طور پر ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔  
 ”تمہارا چوتھا سا تھی تو ایک ٹھوکر بھی برداشت نہ کر سکا۔ باہر بے ہوش پڑا ہے....!“  
 نووار نے کہا۔  
 نینا سنبھل چکی تھی۔ نووار کے بارے میں اس نے اندازہ لگایا کہ اطاولی بولنے کے باوجود  
 بھی اطاولی نہیں ہو سکتا۔ لہجہ عربوں کا ساتھا۔  
 ”تھے.... تم کون ہو....؟“ ایک آدمی ہکلایا۔  
 ”سائزو کا ایک دوست....! جو اس کی بیوی کی توہین نہیں برداشت کر سکتا۔ نینا تم اصر  
 آ جاؤ.... میرے قریب.... اور تم تیوں مڑا اور دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ!“  
 انہوں نے خاموشی سے تعقیل کی تھی۔ نینا نووار کے قریب کھڑی اسے حیرت سے دیکھے  
 جا رہی تھی۔ نہ آواز شناس معلوم ہوتی تھی اور نہ شکل ہی سے پہچانا جاسکتا تھا۔  
 ”تم ان کے ساتھ جو بر تاؤ مناسب سمجھو کرو!“ نووار نے نینا سے کہا۔  
 ”میں ان کی موت چاہتی ہوں!“ نینا دانت پیس کر بولی۔  
 ”ایک بار پھر سوچ لو....!“  
 ”اگر یہ زندہ رہے تو موریلی فرار ہو جائے گا اور میں اس سے انقام نہ لے سکوں گی!“ نینا  
 نے کہا اور جھپٹ کر اپنا بیگ اٹھا لیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس سے پستول نکل آیا تھا۔  
 ”نہیں.... نہیں....!“ تیوں گز گزدانے لگے۔  
 ”ہماری طرف مڑ جاؤ....!“ نینا غرائی.... اور وہ بدستور ہاتھ اٹھائے ہوئے ان کی طرف  
 مڑ گئے.... پے در پے تین فائر ہوئے اور تین لاشیں کیے بعد گیرے فرش پر گریں۔  
 ”بب..... بہت..... پھر تیلی ہو....!“ اجنبی ہکلایا۔ ”تیوں کے دل چھید دیئے!“  
 ”چوتھا کہاں ہے.... جو میری گاڑی لایا تھا!“  
 ”باہر ہے.... اب کیا بے ہوش کو بھی نہیں بخشوگی!“  
 ”ہر گز نہیں....!“  
 ”تمہاری مرضی....!“  
 ”چچ نینا نے بے ہوش آدمی کی کپٹی پر پستول رکھ کر فائز کر دیا تھا۔

”تم میرے چیتے شوہر کے دوست ہو... بدلتے کیا... اور پھر مجھے اس وقت سہارے کی ضرورت ہے.... میرے سب آدمی تاکارہ ہیں!“

”اگر یہ بات ہے تو میں تیار ہوں!“

نینا بھی تک واضح طور پر اس کی شکل نہیں دیکھ سکی تھی۔

شہر پہنچنے پہنچنے تاریکی ملکی ہو چکی تھی اور ہوا بڑی خوش گوار تھی۔

شراب خانے کے چوکیدار نے پھانک کھولا اور گاڑی عمارت میں داخل ہو گئی۔ پھر شراب خانے کے عقب میں رہائشی کمرے تھے نینا جنپی کو اپنے ساتھ اندر لیتی چلی گئی۔ پھر وہ اسے غور سے دیکھنے لگی تھی۔ اگر چہرے پر حماقت نہ برس رہتی تو بے حد اسلام گلتا۔ چہرہ دلکش تھا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح تمہارے اس احسان کا بدلتہ چکاؤں!“ وہ کچھ دیر بعد بولی۔

”مجھے بار بار شرمندہ مت کرو.... اچھا ب اجازت دو....!“

”یہ ناممکن ہے.... صبح ہو چکی ہے.... شاید تم بھی میری طرح رات بھر جا گے ہو....“

ناشتر کروا دوسرا جاؤ.... ہاں شراب کون کی پیتے ہو۔“

”دنیا کا کوئی عبد المنان شراب نہیں پیتا....!“ اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

”میں نہیں سمجھی۔!“

”عبدالننان شراب نہیں پیتا....!“

”بڑی عجیب بات ہے....!“

”سارو بھی نہیں پیتا تھا....!“

”نہیں تھک کر بیٹھتا تھا تو پیتے لگتا تھا۔!“

”بہر حال میں نہیں پیتا اور ابھی تھک کر بھی نہیں بیٹھا ہوں!“

”کیا کرتے ہو....?“

”مشرق و سطی سے حشیش لاتا ہوں....!“

”خطرناک کام ہے....!“

ناشتر کی میز پر اس نے عبد المنان کو اپنی کہانی سنائی تھی اور وہ سر ہلاک کر بولا تھا ہو سکتا ہے وہ

”تمہارے ستارے بہت اچھے جا رہے ہیں نینا.... یہ محض اتفاق ہے کہ میں نے کسی جگہ ان چاروں کی گفتگو سن لی تھی۔ کسی نے انہیں تمہاری گمراہی پر مامور کیا تھا۔ بس پھر میں نے ان چاروں کی گمراہی شروع کر دی تھی!“

”تم پہلے کبھی مجھ سے کیوں نہیں ملے۔!“

”میں جنبو والیں رہتا ہوں.... پچھلے ہفتے ایک کام سے آیا تھا۔“

”بہر حال اس امداد کا بہت بہت شکریہ....! تم اپنی نای گن ڈگی میں رکھ دو....! شہر میں کسی کی نظر پڑ گئی تو زحمت میں پڑو گے۔!“

اس پر اجنبی نے ایک زور دار قہقہہ لگایا۔

”کیوں اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے....!“

”ارے بھی لکڑی کی ہے....!“ اجنبی احمقانہ انداز میں بولا۔

”کیا مطلب....?“

”کھلونا ہے.... لکڑی کی نای گن.... میں نے اپنے سمجھنے کے لئے خریدی ہے۔ بالکل اصل معلوم ہوتی ہے۔!“

نینا نے بائیں ہاتھ سے اس کی گود میں رکھی ہوئی نای گن اٹھائی اور خود بھی ہنس پڑی۔

”بہت چالاک معلوم ہوتے ہو۔!“

”دھا کے والے کھیل نہیں کھیلتا.... صرف چا تو میرا سا تھی ہے۔!“

”بڑے عجیب معلوم ہوتے ہو.... تم نے مجھ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ قصہ کیا تھا۔!“

”بھی.... دوسروں کے بخی معاملات کی کھوچ مجھے نہیں رہتی.... اگر اتفاقاً تمہارا نام ان کی زبان سے نہ سنانا ہوتا تو اس وقت جیتن سے پڑا سورہا ہوتا۔ بہر حال تم خود مناسب سمجھو گی تو قصہ سنادو گی۔!“

”اطینان سے سناؤں گی.... تم کہاں ٹھہرے ہو....!“

”ایک گھٹیا سے ہوٹ میں.... زیادہ مال دار نہیں ہوں۔!“

”اب تم میرے مہمان ہو۔!“

”نہیں نینا.... میں بدلتے نہیں چاہتا۔!“ اجنبی نے دردناک آواز میں کہا۔

”بھائی گارڈو تم بتاتے کیوں نہیں کیا قصہ ہے!“ جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔  
”اگر جان کی بازی لگانی ہو تو مجھے مت بھولنا..... میں تمہارے لئے شیر کے منہ میں بھی ہاتھ دال سکتا ہوں!“

”مکاش وہ کوئی مرد ہوتا!“ گارڈو ٹھیکٹھی رک کر بولا۔  
”کس کی بات کر رہے ہو؟...؟“  
”اسی کتیانیا کی..... فے نیلی کواس نے بڑی طرح زخمی کر دیا ہے!“  
”میری وجہ سے اس نیک دل عورت نے بڑی تکلیف اٹھائی ہے۔ آخر میں اس کے لئے کیا کروں!“

”کیا تم سچ بچ پرنس ہو؟...؟“  
”نہیں بھائی گارڈو.... میں پرنس نہیں ہوں!“  
”تمہارا ساتھی کہاں گیا....؟“  
”ظاہر ہے کہ وہ قالینوں کے بزرگوں کے لئے یہاں آیا تھا!“  
”تم کیا کرتے ہو؟...!“  
”ہم دونوں ایک ہی فرم میں ملازم ہیں!“

سلویا خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ دفعٹا بول پڑی۔ ”اس نشان کا کیا رد عمل رہا جو میں نے ان کی گاڑی میں بنایا تھا!“

”تم نے دوسرا دشواری میں ڈال دیا ہے سلویا!“  
”دوشواری میں ڈال دیا ہے!“

”ہاں.... یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ میں بھی اب اسی خون خوار گروہ سے تعلق رکھتا ہوں!“  
”خدا یا....!“ وہ اچھل پڑی۔ ”اس کا تودھیاں ہی نہیں آیا تھا مجھے!“  
”لیکن میرا خیال ہے کہ شائد یہ بات نیتا سے آگئے نہ بڑھے وہ کسی سے بھی اعتراض نہیں کرے گی کہ اس کے آدمی مجھ پر چڑھائی کرنے گئے تھے میں نے اس پیشے سے علیحدگی ضرور اعتراف کر لی ہے لیکن میرے دوست اب بھی اسی میدان کے کھلاڑی ہیں!“

”میں سوچ رہا ہوں کہ اس سے فے نیلی کا انتقام کیسے لیا جائے!“ جوزف بولا۔

کالا آدمی کوئی شہزادہ ہو.... بہترے افریقی شہزادے گمنامی میں عیاشی کرنے یورپ آتے ہیں!“  
”جہنم میں جائے.... میں تواب موریلی سے پنچاچا ہتی ہوں!“  
”وہ آخر فرانسیس میں کیوں چھپا بیٹھا ہے!“

”فرانسیس میں کوئی غیر یورپیں داخل نہیں ہو سکتا.... اس لئے ہو سکتا ہے وہ کالا آدمی اتنا ہی خطرناک ہو کہ اسے فرانسیسا کا رخ کرنا پڑا ہو!“  
”ہاں.... یہ ہو سکتا ہے.... لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی!“  
”وہ کیا....؟“

”جب موریلی کے اپنے آدمی موجود تھے تو پھر اس نے تمہاری خدمات کیوں حاصل کیں!“  
”اس لئے کہ معاملہ ایک عورت فے نیلی کا تھا اس سے میں نے تھا پس لیا تھا جب یہ معلوم ہوا کہ ابھی گارڈو اب ان دونوں کا میزبان بن گیا ہے۔ تو مجھے کچھ سخت قسم کے لوگوں کا انتظام کرنا پڑا تھا اور اب یہ سوچ رہی ہوں کہ گارڈو بہت سخت ہے.... وہ چاروں والیں نہیں آئے....  
اب سوچتی ہوں۔ کہیں گارڈو ہی بھیڑیوں کا سر برآ نہ ہو!“

”ہو سکتا ہے....!“ عبدالمنان سر ہلا کر بولا۔ ”تاہب ہو جانے والے بعض اوقات کسی خاص مقصد کے تحت اپنی توبہ کی پلٹنی کرتے ہیں!“  
”اگر یہ بات ہے تو میں خطرے میں ہوں.... موریلی کو تو ذرہ برابر بھی پڑوا نہیں!“  
”اگر تم بھیڑیوں کی وجہ سے پریشان ہو تو مجھے اس پر غور کرنا پڑے گا کہ تمہاری پیش کش قبول کرلوں!“  
”میں نہیں سمجھی!“

”یہیں تمہارے پاس آ جاؤں....!“  
”مجھے بے حد سرست ہو گی.... لیکن لکڑی کی ٹانگی گن یا چاقو سے کام نہیں ٹلے گا!“  
”ا بھی سکت تو میرا کام یو نہیں چلتا رہا ہے!“

﴿

جنی گارڈو کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں علقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں اور وہ مسلسل ٹلے جا رہا تھا۔

”تم ایک عورت پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے!“ سلویانے گارڈو سے کہل ”لیکن میں تو اس سے نپٹ سکتی ہوں۔!“

”نہیں....! اس کی ضرورت نہیں.... میں خود دکھ لوں گا!“

اسی گفتگو کے دوران میں جیمن آگیا۔ جوزف کی زبانی فیصلی کا حال سن کر اس نے بھی یہی کہا تھا کہ اس سلسلے میں ضرور کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ پھر وہ گارڈو سے کیبرٹی باؤل کا پتا پوچھنے لگا تھا۔

”کیوں.... تم کیا کرو گے....؟“ جیتنی گارڈو نے اسے گھوڑتے ہوئے پوچھا۔

”سب سے پہلے تو میں یہ دیکھوں گا کہ نینا کی عمر کیا ہے۔!“

”بے وقوفی کی باتیں مت کرو.... اور فی الحال گھر ہی تک محدود رہنے کی کوشش کرو۔!“

”مجھے دلوگ نہ پہچان سکیں گے البتہ جوزف بھی ساتھ ہو تو شاید دونوں ہی مارے جائیں۔!“

”ڈاڑھی کے بغیر بھی مارا جاؤں گا!“ جوزف نے غصیل لہجے میں پوچھا۔

بات دہیں ختم ہو گئی تھی اور دونوں اپنے رہائشی کمرے میں آئے تھے۔

”کیا خبر لائے ہو....؟“ جوزف نے آہستہ سے پوچھا۔

”تمہارے باس کو کیبرٹی باؤل میں دکھ کر آرہا ہوں۔!“

”پہنچ گئے وہاں تک۔!“ جوزف خوش ہو کر بولا۔

”وہ تو شاید نینا کے معدے تک پہنچ گئے ہیں۔!“

”کیا مطلب....؟“

”دونوں اس طرح نہ نہیں کر باتیں کر رہے تھے جیسے برسوں کی جان پہچان ہو۔!“

”باس سے تو پھر بھی بولنے لگتے ہیں۔!“

”بس... ایسا بھروسہ مت کرو.... ہم یہاں جھک مار رہے ہیں۔!“

”تم سے بات ہوئی تھی....؟“

”ہوئی تھی....! لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس ہدایت پر عمل درآمد کیسے ہو۔!“

”کیسی ہدایت؟ مجھے بھی بتاؤ۔!“

”انہوں نے کہا ہے کہ جیتنی گارڈو کو یہ مکان خالی کر کے کہیں اور چلے جانا چاہئے وہ خطرے میں ہے۔!“

”باس نے کہا ہے تو ٹھیک ہی ہو گا۔!“

”لیکن میں اسے یہ مشورہ کیسے دوں... وہ مجھ سے پوچھے گا کہ میں اس نتیجے پر کیوں کر پہنچا۔!“

”ہاں....! یہ بات تو ہے...! ہم تو یہاں کی سڑکوں اور گلیوں تک سے واقع نہیں ہیں۔!“

”اگر گارڈو پر کوئی بڑی مصیبت آئی تو ہم بھی اس سے متاثر ہوں گے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ مصیبت بھی اس پر ہماری ہی وجہ سے آئے گی۔!“

”واقعی اس پر سمجھی گی سے غور کرنا چاہئے لہذا تھیلے سے نکالو میری بو تلیں....!“

”بو تلیوں میں گھس کر غور کرو گے۔!“ جیمن چھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔

”میری عقل بو تل میں رہتی ہے۔!“

جیمن نے تھیلے سے تین بو تلیں نکال کر میز پر رکھ دیں۔

”اب میں تمہیں کوئی اچھی سی تدبیر بتانے کی کوشش کروں گا۔!“

”تم تدبیر بتانے کی کوشش کرو گے....!“ جیمن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”ہاں.... ہاں.... تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔!“

جوزف نے دو بو تلیں احتیاط سے اپنے تھیلے میں رکھ دی تھیں اور تیسری بو تل لے کر پھر

نشست کے کمرے میں آگیا تھا۔

”آؤ.... کچھ دیر شغل رہے....!“ اس نے گارڈو سے کہا۔

اور پھر اسی شغل کے دوران میں جوزف نے ”بھیڑیوں“ کا ذکر چھیڑ دیا۔

”تم کہتے ہو کہ انہیں کوئی نہیں جانتا۔!“

”ہاں....! وہاں بھی تک پہچانے نہیں جاسکے.... ان کا ایک آدمی بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔!“

گارڈو نے طویل طویل سانس لے کر کہا۔

”تب تو پھر تمہارے لئے بہت براخطرہ موجود ہے۔ انہیں ضرور علم ہو جائے گا کہ کسی نے

ان کا نشان استعمال کیا ہے۔!“

”میں بھی تو یہی سوچتا رہا ہوں۔!“

”یہ اچھی بات ہے کہ نینا تمہیں اس گروہ سے متعلق سمجھ کر تم سے مرعوب ہو سکتی ہے

لیکن اگر ان لوگوں نے تمہیں گھیر لیا تو کیا کرو گے۔!“

ان میں سے کوئی بھی الجزاڑی عبدالمنان کے بارے میں کچھ نہ تھا۔ انہوں نے پہلے کبھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

کہیں یہ کوئی سرکاری آدمی نہ ہو.... نینا نے سوچا.... لیکن پھر خیال آیا کہ اگر یہ کوئی سرکاری آدمی ہوتا تو کم از کم ان چاروں کو قتل نہ کرنے دیتا۔ تو پھر اس کا بھید کیسے کھلے۔ عبدالمنان قریب ہی بیٹھا چیزوں سے شغل کر رہا تھا اور وہ بھی کسی گھری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔ دفعتہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”آ جاؤ...!“ نینا نے اوپری آواز میں کہا۔

اسی کا ایک ملازم کرے میں داخل ہو اور ایک طرف مودبانہ کھڑا ہو گیا۔

”کیا خبر ہے....?“ نینا نے اسے گھوڑتے ہوئے پوچھا۔

”وہاں تو اب کوئی بھی نہیں ہے سی نور....!“ اس نے کہا۔ ”وہ لوگ شاید مکان ہی خالی کر گئے ہیں!“

”تم نے پڑوسیوں سے کیا معلومات حاصل کی ہیں!“

”سب نے لا علمی ظاہر کی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئے ہیں!“

”جاوہ معلوم کرو.... ضروری نہیں کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو!“

”بہت اچھا سی نیور....!“

وہ چلا گیا اور نینا نے عبدالمنان سے کہا۔ ”جنہی گارڈوں اپنے لوگوں سمیت غائب ہو گیا!“

”اوہ.... جب تو تمہارا یہ خیال درست بھی ہو سکتا ہے!“

”کون سا خیال....!“

”یہی کہ جنہی گارڈوں کا تعلق بھیڑیوں سے بھی ہو سکتا ہے!“

”ضروری نہیں ہے!“

”بالکل ضروری ہے.... اپنے آدمیوں کی گاڑی میں بھیڑیوں کا نشان دیکھ کر تم اسی نتیجے پر پہنچو گی کہ گارڈو بھی انہی سے تعلق رکھتا ہے!“

”سامنے کی بات ہے!“

”لہذا وہ غائب ہو گیا اور اب شاید وہ تمہاری زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دینے کی کوشش

”تم تو وہی سب کچھ کہہ رہے ہو جو میں سوچتا ہوں۔ ذین آدمی معلوم ہوتے ہو!“ ”ایمان ہوتا تو اس بے وقوف ایرانی کا باڑی گارڈ بنا کر کیوں بیٹھا جاتا۔ بہر حال مجھے ان بیکیوں کی وجہ سے تشویش ہے!“

”تمہاری تشویش درست ہے۔ میں بھی انہیں کے متعلق سوچتا ہوں!“

”تو پھر کیوں نہ انہیں کسی محفوظ جگہ بھجوادو!“

”سلویا میرے بغیر نہیں رہے گی!“

”اچھا تو پھر ہم بھی کسی محفوظ مقام پر چلے چلتے ہیں!“

”میدان چھوڑ کر بھاگتے ہوئے مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا.... میں بہر حال جیتنی گارڈوں ہوں!“

”بیکیوں کا تحفظ ضروری ہے.... کیا تمہاری انا ان سے زیادہ قیمتی ہے!“

”ہرگز نہیں....! میں تصور بھی نہیں کر سکتا!“

”تب پھر یہاں سے نکل چلنے کی تیاری کرو۔ کوئی محفوظ جگہ ہو گی ہی تمہارے ذہن میں!“

”بہتیری ہیں!“

بات طے ہو گئی تھی اور جوزف نے چیمن کو اپنی کامیابی کی اطلاع دیتے ہوئے کہا تھا۔ ”بس

ایک غلط بات کہہ دی تھی میں نے.... اس کی بھی اطلاع دے دوں تمہیں!“

”کیا بات تھی....?“

”میں نے تمہیں یہ تو قوف ایرانی کہا تھا۔ حالانکہ تم نہ ایرانی ہو اور نہ یہ تو قوف....!“

”لڑکیوں کے سامنے کہا تھا!“ چیمن آنکھیں نکال کر بولا۔

”نہیں....! ہم دونوں تھا تھے!“

”تب تو ٹھیک ہے....!“

”بہر حال....! وہ تیاری کر رہا ہے۔ ٹھوڑی دیر بعد ہم یہاں سے کہیں اور چلے جائیں گے۔

میری یوں ختم ہو گئی اس چکر میں لہذا کل چار لاتا!“



نینا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ سارے وہ کے پرانے ساتھیوں سے بھی اس نے اس کے سلسلے میں پوچھ گئے کی تھی۔ لیکن

پہچان سکیں!“

”پہلے خود یور و پین بن کر دکھاؤ.... پھر میں اپنی بھی شکل تبدیل کرالوں گی!“

”اچھا تواب میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے بعد ملوں گا!“

”جیسی تمہاری مرضی۔“ نینا خس کر بولی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ دیے بھی آدمی دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ صرف تین گھنٹے سویا تھا اور سر پر سوار ہو گیا تھا۔ اس کی سلامتی کی اسے بہت فکر تھی۔ دیے اس کے مشورے معقول ہی معلوم ہوتے ہیں وہ سچے خطرے میں ہے۔ دو طرف نظرات.... آج وہ شراب خانے والے حصے میں نہیں گئی تھی۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ کوئی نہ کوئی اس کی فکر میں ضرور ہو گا!“

”وہ آدھے گھنٹے سے پہلے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اور وہا سے دیکھ کر چونکہ پڑی تھی۔

”ست.... تم....!“ وہ ہکلائی۔

”ہاں.... سی نورا....!“ اس بار اس کا لہجہ بالکل اطاalloیوں کا ساتھا۔

”میں نے پہلے تمہیں کہاں دیکھا ہے۔ کہیں یہ شکل نظرؤں سے ضرور گزرا ہے۔!“ وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ ”نہیں....! یہ ناممکن ہے!“

”میں نہیں سمجھاتم کیا کہنا چاہتی ہو۔!“

”ست.... تم سازرو کے چھوٹے بھائی معلوم ہوتے ہو۔!“

”پلووی بھی اچھا ہی ہوا.... لیکن میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔!“

”وہ مشرق بعید میں ہے.... اور کہیں تم نے اس کی تصویر تو نہیں دیکھی۔!“

”ہرگز نہیں....! میری دانست میں یہ روا کتی قسم کا ایک اطاalloی چہرہ ہے۔!“

”بہر حال میں تمہارے اس کمال کی بھی مترف ہوں۔!“

ٹھیک اسی وقت پھر کسی نے دروازے پر دستک دی اور عمران تیزی سے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ نینا تحریر انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی تھی پھر چونکہ کر بولی۔ ”آ جاؤ۔!“

ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

”کرتل فرنانڈو کا ایک آدمی آپ کے بارے میں پوچھ گجھ کر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہہ دیا

کرے۔ تم کسی کو بھی نہ بتا سکو کہ تم کم از کم ان میں سے ایک آدمی کو جانتی ہو۔!“

”تم بہت جلد تنائی اخذ کر لیتے ہو۔!“

”اگر میرا ذہن ایسا نہ ہوتا تو کبھی کامارا جا چکا ہوتا۔ لیکن مجھے ان بھیڑیوں کا تجربہ نہیں۔ ان کی تنظیم زیادہ پرانی تو نہیں معلوم ہوتی۔!“

”ایک سال سے زیادہ عمر نہیں ہے لیکن پولیس کو ایک سال ایک صدی معلوم ہونے لگا ہے۔!“

”اچھا تواب تم میرے ایک مشورے پر عمل کرو۔!“

”کہو....! کیا کہنا چاہتے ہو....?“

”تم بھی غائب ہو جاؤ.... کیوں کہ دو طرفہ چوت پڑنے کا مکان ہے۔ موریلی کے بارے میں تم نے بتایا تھا کہ مقامی پولیس کے سربراہ سے اس کے بہت اچھے تعلقات ہیں۔!“

”ہاں کرتل فرنانڈو اس کے گھرے دوستوں میں سے ہے۔!“

”تب پھر ان چاروں لاشوں کو بھی ہر وقت ذہن میں رکھو۔!“

”لیکن میں کس طرح غائب ہو سکتی ہوں۔!“

”کیا یہاں کوئی ایسا نہیں ہے جو کچھ دنوں کے لئے تمہارا کار و بار سنچال لے۔!“

”کار و بار کی بات نہیں ہے.... وہ تو میری عدم موجودگی میں بھی چلتا ہے گا سوال یہ ہے کہ غائب کہاں ہو جاؤ۔!“

”ہم موریلی سے قریب ہی رہنے کی کوشش کیوں نہ کریں۔!“

”تم تو فرانسیا میں داخل ہی نہ ہو سکو گے۔!“

”مجھے کون روک سکے گا۔!“

”میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ غیر یورپی باشندے ہاں نہیں داخل ہو سکتے۔ وہ ایک قدامت پندا انگریز کی ملکیت ہے۔!“

”وہ لوگ مجھے غیر یورپی قرار نہیں دے سکیں گے۔!“

”بھلا کس طرح....؟ تم تو دور سے بھی یورپی نہیں معلوم ہوتے۔!“

”سی نیورا۔.... میں نے بہت دیا کیمپھی ہے اور بہترے پیشوں سے منکر رہا ہوں۔ میں جب چاہوں یورپیں بن سکتا ہوں۔ تمہاری بھی ایسی شکل تبدیل کروں کہ قریب کے لوگ بھی

کہ آپ تین دن سے یہاں نہیں ہیں!“  
”ہوں....!“ وہ پر ٹھکر لجھ میں بولی۔ ”اس نے یہ بھی معلوم کرنا چاہا ہوا کہ میں کہاں مل سکوں گی!“

”جنبودا میں....!“ وہ مسکرا لیا۔

”تم نے اپنے انداز سے یہ تو نہیں ظاہر ہونے دیا کہ جھوٹ بول رہے ہو!“

”نہیں....! نورا....!“ آپ جانتی ہیں کہ میں پیدا اُٹی اداکار ہوں!“

”مجھے تمہاری اس صلاحیت پر اعتماد ہے۔ میں حقیقی جنبودا جبار ہوں لیکن تم لوگ میرے دہاں کے پتے سے واقف نہیں ہو!“

”بہت بہتر....! نورا....!“

”مجھے یقین ہے کہ میری عدم موجودگی میں یہاں سارے معاملات ٹھیک رہیں گے!“

”آپ اس کی فکر نہ کریں سی نورا!“

”شکریہ....! بس جاؤ....!“

وہ چلا گیا.... اور نینا پھر اسی دروازے کی طرف دیکھنے لگی جس سے عبدالمنان گزر کر دوسرا کمرے میں گیا تھا۔

پھر وہ خود بھی اٹھ کر اسی دروازے میں داخل ہو گئی تھی۔ عبدالمنان ایک آرام کر کی پر نیم درواز نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی۔ نینا اس طرح کمرے میں داخل ہوئی تھی کہ اسے علم ہو جائے.... وہ چوک کر مڑا اور کتاب کو میز پر ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”تمہارا یہ خیال بھی درست نکلا....!“ نینا نہیں کر بولی۔

”گون ساخیاں....?“

”فرنائڈو کا آدمی میرے سلسلے میں پوچھ چکھ کر رہا تھا۔ اس سے کہہ دیا گیا ہے کہ میں تین دن سے یہاں نہیں ہوں!“

”یہ تو بہت اچھا ہوا.... اب ہم یہاں سے نکل ہی چلیں تو بہتر ہو گا۔ لیکن اگر میں سارے کے بھائی کے میک اپ میں ہوں تو مجھے کوئی دوسرا سی ٹھکل اختیار کرنی چاہئے؟“

”میں بھی بھی کہنا چاہتی تھی۔ لیکن ہم جائیں گے کہاں!“

”کیوں نہ فرانسیا میں قیام کریں۔ مجھے موریلی سے کچھ ضدی ہو گئی ہے!“

”تو تم کیا کرو گے!“

”جس سے ضد ہو جاتی ہے اسے مار ڈالتا ہوں۔ میری بہت پرانی عادت ہے!“

”میں تیار ہوں....! لیکن اسے فراموش نہ کرنا کہ وہ مقام پولیس کے سربراہ کرنل فرنائڈو کے خاص دوستوں میں سے ہے!“

”جب میں کسی کام کا تہیہ کر لیتا ہوں تو یہ نہیں دیکھتا کہ کن دشوار یوں سے گزرنا پڑے گا اور میرے لئے تو پولیس ہمیشہ سے ٹھکلوار ہی ہے!“

”بہت بڑے بڑے دعوے نہ کرو....!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرا لی۔

”دعوے بے بس قسم کے لوگ کیا کرتے ہیں۔ میں تو عملی آدمی ہوں تم دیکھ ہی لوگی!“

نینا نے میک اپ کے بعد اپنی شکل دیکھی اور مسکرا کر بولی۔ ”نہ صرف شکل بدل گئی ہے بلکہ تم نے تو میری عمر بھی خاصی کم کر دی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ میں سال کی ہوں!“

”میں سال سے زیادہ کی نہیں معلوم ہوتیں!“ عبدالمنان بولا۔ ”لہذا اب مجھے اپنی عمر میں بھی ڈمڈی مارنی پڑے گی!“

ایک گھنٹے بعد وہ عقبی دروازے سے باہر نکلے تھے اور نینا کی تجویز کے مطابق پیدل ہی ایک ڈسپارٹ مثلاً اسٹور کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ ہاں انہوں نے دو سوٹ کیس اور روزمرہ کے استعمال کی چیزیں جن میں کچھ ملبوسات بھی شامل تھے خریدے۔

ایک شادی شدہ خوڑے کی نیشنیت سے انہوں نے فرانسیا میں دو کروڑ کا ایک سوٹ حاصل کیا تھا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد ان کی ماہی کی حد نہ رہی جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ موریلی کرہ چھوڑ کر کہیں جا چکا ہے!

”یہ تو کچھ بھی نہ ہوں!“ نینا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

”پر وہندہ کرو....! فی الحال تمہیں خود کو فرنائڈو کے آدمیوں سے دور رکھنا ہے!“

”ہاں....! کیا حرج ہے!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرا لی اور عبدالمنان گڑ بڑا کر اوہرہ ادھر دیکھنے لگا۔

”تم نے ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا جو نام لکھوایا ہے مجھے پہنڈ آیا میں اب تمہیں وہی کہوں

لی۔!

”کیا البرٹونائی ایسا ہی نام ہے۔؟“

”بیقنا۔۔ البرٹون میں بڑی مراد انگلی پائی جاتی ہے۔!“ نینا بس کر بولی۔

”خواہی دیر تک پچھ سوچتی رہی پھر یک بیک چونک پڑی اور اس کی طرف اس طرح دیکھنے لگی جسے خود اسی سے کوئی فروغداشت ہو گئی ہو۔!

”ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔!“ اس نے کہا۔

عبدالمنان پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

نینا پر تفکر لجھے میں بولی۔ ”جب وہ میرے سلسلے میں فرناٹو سے مدد لے سکتا ہے تو پھر ان دونوں کا لے آدمیوں کے لئے مجھ سے کیوں بات کی تھی۔!“

”بہت دیر سے تمہیں اس کا خیال آیا۔ حالانکہ میں پہلے ہی معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا۔!“

”تم کیا سمجھے ہو۔!“

”میری دانست میں تو یہ ڈانو موریلی دوہری زندگی گزار رہا ہے۔ اگر وہ ان کا لوں کے سلسلے میں فرناٹو سے مدد کا خواہاں ہوتا تو اس کی دوسری حیثیت فرناٹو کے سامنے آ جاتی جسے“

”بہر حال ظاہر نہیں کرتا چاہتا۔!“

”تبی بات ہو سکتی ہے ورنہ ایک معاملے میں ہم جیسے لوگوں سے رابطہ رکھنا اور دوسرے معاملے میں پولیس تک جا پہنچنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔!“

”اب اگر تم اس کی دوسری حیثیت سے پرداختا سکو تو فرناٹو سے بھی محفوظ رہ سکو گی۔ ظاہر ہے کہ اپنے چار ساتھیوں کی لاشیں ملنے کے بعد ہی اس نے فرناٹو سے رابطہ قائم کیا ہو گا۔“

”تم اگر نہ ملتے تو یا تو میں ختم کر دی گئی ہوتی یا کسی بہت بڑی دشواری میں پڑی ہوتی۔ اور اس ختم بھی کرو۔۔۔ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ روم سروس کو فون کر کے پینے کے لئے کچھ منگاؤ۔۔۔ میں بڑی تحکم محسوس کر رہی ہوں۔!“

”کیا پیوگی۔۔۔؟“

”اسکاچ۔۔۔!“

عبدالمنان نے اس کے لئے اسکاچ اور اپنے لئے کوئی کافی طلب کی تھا۔

خواہی دیر بعد اس نے کہا۔ ”کچھ اور بات معلوم ہوتی ہے۔ ہم پہچانے نہیں گئے۔۔۔“

”لیا ہوا۔۔۔؟“ نینا نے پوچھا۔

”چچے مڑ لیا تھا سی نورا۔۔۔!“ لڑکی کراہ کر بولی۔ پھر وہ اٹھی۔۔۔ اور لٹکڑاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عبدالمنان عجیب ہی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ جب وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی تو نینا نے پوچھا۔

”میاں کی لٹکڑاہٹ بہت دلکش تھی۔۔۔؟“

”نہیں۔۔۔ تکلیف سے اس کے چہرے کی بناٹ میں عجیب ہی تبدیلی ہوئی تھی۔“ اس نے کہا۔

پھر وہ تیزی سے اخا اور ہونتوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا میز کے

تریب گھٹوں کے بل جا بیٹھا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے میز کی تہہ سے کوئی چیز نکالی تھی اور

اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا اپنی کرسی پر واپس چلا گیا تھا۔

نینا اس چیز کو حیرت سے گھوڑے جا رہی تھی۔ یہ ایک الکٹر و مک بگ تھا عبدالمنان نے جیب سے قلم تراش چاقو نکالا اور بگ کا ایک اسکریوڈھیلا کرنے لگا تھا۔ دو منٹ کے اندر ہی اس نے اسے

نکارہ کر کے پھر میز کے نیچے لگا دیا۔

”اب ہم طمینان سے گفتگو کر سکتے ہیں۔!“ عبدالمنان مسکرا کر بولا۔

”تم عقابی نظریں بھی رکھتے ہو۔ میں نے تو لڑکی کے بیان پر یقین کر لیا تھا۔!“ نینا نے طویل سانس لے کر کہا۔

عبدالمنان نے کوئی کافی کاجک اٹھایا اور بکھی بکھی چسکیاں لینے لگا۔

”تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم پہچان لئے گئے۔ ورنہ لڑکی یہ حرکت کیوں کرتی۔!“ نینا کچھ دیر بعد بولی۔

عبدالمنان کچھ نہ بولا وہ کسی گھری سوچ میں تھا۔

خواہی دیر بعد اس نے کہا۔ ”کچھ اور بات معلوم ہوتی ہے۔ ہم پہچانے نہیں گئے۔۔۔“

”ہم۔۔۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔۔۔ اگر وہی لڑکی ہاتھ لگ گئی۔!“

اس نے پھر روم سروس کو فون پر مخاطب کر کے کہا۔ ”سوٹ نمبر چونسٹھ میں اسپرین کی

چند نکلیاں بھی پہنچاوو!“  
کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی اور اندر آنے کی اجازت ملنے پر پھر وہی لڑکی کرنے میں داخل ہوئی۔ وہ نینا کی طرف بڑھی تھی اور عبد المنان نے دروازہ بولٹ کر دیا تھا۔ نینا کو اسپرین دے کر وہ واپسی کے لئے مڑی تو عبد المنان کو پستول لئے دروازہ کے قریب کھڑے دیکھا۔ اس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ بھی کیا تھا۔ لڑکی بتتی کھڑی رہی۔

”اگر تم چیخو گی بھی تو تمہاری آواز باہر نہیں جائے گی کیونکہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف معلوم ہوتا ہے!“  
”ہاں... یہ لگ کر ساؤنڈ پروف ہے.... لیکن تم نے پستول کیوں نکال لیا ہے یہ نور؟ غالباً یہ سوت نمبر چونٹھے ہے!“ لڑکی بولی۔

”بہت خوب.... اس طرح کے اطلاع دے رہی ہو کہ سوت نمبر چونٹھے میں کوئی تمہیں پستول دکھارتا ہے!“

لڑکی کے چہرے پر ہوانیاں اڑنے لگیں اور وہ پھر بہت بن کر رہ گئی۔  
”کسی کی آمد کا انتظار نہ کرو.... تمہاری آواز کسی ایفروفن تک ہرگز نہ پہنچ سکی ہوگی.... تمہارے لگائے ہوئے آپریٹس کو میں پہلے ہی بیکار کر چکا ہوں.... وہ سفاک سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

لڑکی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور تھوک نگل کر رہ گئی۔  
نینا ہاتھ میں گلاس لئے اٹھ کر اس کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ اس نے سرد لبجھ میں کہا۔ ”اس حرکت پر تمہیں عمر قید کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔ سر کاری آدمیوں کی نوہ میں رہنا ایسا یہ جرم ہے!“

”س..... سر کاری.....!“ وہ ہکلائی۔

”تمہیں کس نے اس حرکت پر آمادہ کیا تھا....?“

”کرمل فرناڑو کے ایک دوست نے!“

”وہ مردود کرمل فرناڑو کے نام پر فراڑ کرتا پھر رہا ہے۔“ عبد المنان نے نینا کی طرف دیکھ کر کہا۔

”دیکھنے جاتا....! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔!“ لڑکی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ اس کی تمام تر ذمہ داری ہوش کے خانگی جاسوس پر ہے۔ اسی نے مجھ کو یہاں بگ لگانے کی ہدایت دی تھی۔!

”اچھا.... ہم اسے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ تم اس کی آمد تک میہن تھہر دیگی۔!“ اس نے کہا اور نینا سے بولا۔ ”اے دوسرے کمرے میں بند کر دو۔!“

نینا سے دھکیلتی ہوئی دوسرے کمرے میں لے گئی تھی۔ عبد المنان نے فون پر خانگی جاسوس سے رابطہ قائم کر کے کہا۔ ”سوٹ نمبر باسٹھ میں فوراً پہنچو۔!“

”کیا بات ہے....؟“

”ایک چور پکڑا ہے.... تم لوگ اتنے غافل کیوں رہتے ہو۔!“

”ابھی آیا سی نور....!“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ عبد المنان رسیور رکھ کر کمرے سے راہداری میں نکل آیا اور اب وہ تیزی سے سوت نمبر باسٹھ کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے دروازے کے قریب رک کر دوسری طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ چو تھی منزل پر رکی تھی اور خانگی جاسوس چو تھی منزل کی راہداری میں داخل ہو کر سوت نمبر باسٹھ کی طرف بڑھا تھا۔

عبد المنان بدستور منہ پھیرے کھڑا تھا جیسے ہی خانگی جاسوس اس کے قریب پہنچا دہ تیزی سے کھک کر بالکل اس سے جال گا۔ کوٹ کی داہنی جیب سے ریوالوں کی نال کا دباؤ اس کے پہلو پر ڈالتا ہوا آہستہ سے بولا۔ ”سوٹ نمبر چونٹھے کی طرف.... پستول بے آواز ہے۔!  
خانگی جاسوس ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھ جا رہا تھا۔

”چلو....!“ وہ اسے دھکا دیتا ہوا بولا۔

اس طرح وہ اسے اپنے کمرے میں لایا تھا۔

”یہ.... یہ.... حرکت آپ کو مہنگی پڑے گی سی نور....!“ خانگی جاسوس غصیلے لمحے میں بولا۔ ”چلو....!“ اس نے اسے دھکا دے کر دور ہٹا دیا اور جیب سے پستول نکال کر نینا سے بولا۔

”اے بھی لاو....!“

”مجھی....!“ خانگی جاسوس اچھل پڑا۔ لڑکی ہونٹ سینچنے خاموش کھڑی تھی۔

”لڑکی....! اب بتاؤ کیا بات تھی۔!“ عبد المنان نے مجھشی سے کہا۔

”تم اپنی زبان بند رکھو گی۔!“ خانگی جاسوس بولا۔

”محبے اس پر نہ مجبور کرو کہ پولیس اسٹیشن پر تم دونوں تھرڈ ڈگری کا شکار ہو جاؤ۔!“  
عبدالمنان غریبا۔

”میں نہیں سمجھا۔!

”ابھی سمجھاتا ہوں۔ سکون سے اس کری پر بیٹھ جاؤ۔... لیکن تم بھی بیٹھو۔!“ اس نے  
پستول کو جنبش دے کر کہا۔

”تم جو کوئی بھی ہو ہمیں دھمکا نہیں سکتے۔!“ خانگی جاسوس آگے بڑھ کر بیٹھتا ہوا بولا۔ مجیشی  
بدستور کھڑی رہی۔ عبدالمنان نے پھر اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی اور خانگی جاسوس سے بولا  
تھا۔ ”محبے موریلی سے متعلق پوچھ چکھ کرتے دیکھ کر تم نے میرے کمرے میں الکٹریک بک  
لگوایا۔ کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!“

خانگی جاسوس کچھ نہ بولا۔ وہ اسے گھوڑے جا رہا تھا۔ عبدالمنان کہتا رہا۔ ”موریلی نے غالباً  
تمہیں اس پر آمادہ کیا تھا کہ اگر کوئی اس کے بارے میں پوچھ چکھ کرتا ہو انظر آئے تو تم اس کی  
مگر انی شروع کر دو۔ تمہاری آنکھیں بتاری ہیں کہ میں غلط نہیں کہہ رہا۔ اب تم بتاؤ کہ تم اسے  
کس پتے پر پورٹ دو گے۔!

”مم.... میں کچھ نہیں جانتا۔!

”موریلی کو کب سے جانتے ہو۔....؟“

”میں کسی کو نہیں جانتا۔!

”تو پھر یہ الکٹریک بک گے....؟ میں تمہارا لا تنس اپنے دستخط سے بھی منسون کر سکتا ہوں۔  
کیا تم سے فرناڑو نے کہا تھا کہ وہ اس کا دوست ہے۔!  
”نن.... نہیں....!“ خانگی جاسوس کی زبان سے غالباً غیر ارادی طور پر نکلا تھا۔

”تو پھر تم اس کے لئے کام کرنے پر کیوں تیار ہو گئے.... وہ کرتی فرناڑو کا نام لے کر  
لوگوں کو ٹھنڈتا پھر رہا ہے۔!  
”مم.... میں کیا کروں.... جناب.... جناب نے مجیشی اسے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ کرتی فرناڑو  
کا دوست ہے۔!

”میں اس نے فرناڑو سے اس کی تصدیق کی تھی۔....؟“

”میرا خیال ہے کہ نہیں کی تھی۔ میں آپ کو پوری کہانی سناتا ہوں جتاب۔....؟“ پھر خانگی  
جاسوس نے اپنی داستان چھیڑ دی تھی۔

”اب اس کی شامت ہی آگئی ہے۔!“ عبدالمنان نے اس کے خاموش ہوتے ہی کہا۔ چند لمحے  
اے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ ”میں چاہوں تو ابھی تمہارا لا تنس منسون کر سکتا ہوں۔ لیکن ایسا  
نہیں کروں گا کیونکہ تم نے بھی دھوکا کھایا تھا۔ لو یہ میرا شاخت نامہ دیکھو۔...!“ اس نے جیب  
سے ایک آئینہ نہیں کارڈ نکال کر خانگی جاسوس کی طرف اچھا دیا۔

خانگی جاسوس نے اسے ہاتھوں پر روک کر دیکھا تھا اور پھر اس قدر سر ایسے نظر آنے لگا تھا  
جیسے شناختی کارڈ کی بجائے اپنی موت کا پروانہ دیکھ لیا ہو۔

” بلاشبہ آپ مجھے دفن کر سکتے ہیں میں نور۔!“ وہ کپکاپاً ہوئی آواز میں بولا۔

”لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔!“ عبدالمنان اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا دیا۔

”میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں میں نور۔....؟“

”بس اپنی زبان بند رکھو....!“ خیبر سے بھی میرے بارے میں کسی قسم کی گفتگو کرنے کی  
ضرورت نہیں اور اس لڑکی کو بھی قابو میں رکھتا۔... ورنہ میں نہیں جانتا کہ تم دونوں کہاں  
ہو گے۔ زبان بند رکھنے کو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر کرتی فرناڑو اپنی فورس لے کر اس کی تلاش  
میں نکل کھڑا ہو تو وہ پھر ہاتھ سے نکل جائے گا۔!

”میں سمجھ گیا میں نور۔....!“

”اب بتاؤ کہ تم اسے کس پتے پر مطلع کرتے۔!  
”مجھے کاغذ اور قلم دیجئے میں نور۔....!“ مجیشی نہیں جانتی اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اور آپ  
کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہ ہونے پائے۔!

”بھجو دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔!“ عبدالمنان نے کہا اور اس کے لئے کاغذ اور قلم مہیا  
کر دیئے اس نے کچھ لکھ کر کافنڈ عبدالمنان کی طرف بڑھا دیا تھا۔ اس نے اسے دیکھا اور تمہرے کر کے  
جیب میں رکھ لیا۔

”اور تم اپنی بھی نکال لے جاؤ۔!“ عبدالمنان نے مجیشی سے کہا۔

تین دو آٹھ سات.... لیکن میں نے اس جگہ کا پتہ لگایا ہے۔ جہاں کافون نمبر ہے چار تین بولسنا  
ڈسڑکٹ کا نمبر ہے۔ دو آٹھ سات بولسنا چیل کے قریبی قبے لائی ٹربو کی ایک عمارت کا نمبر  
ہے۔ عمارت کا نام ہے راؤ لے دلائیں ایک بار پھر آپ کو اپنے پر خلوص تعاون کا یقین دلاتا ہوں  
سی نور!“

”تیز آدمی معلوم ہوتا ہے!“ نینا طویل سانس لے کر بولی۔ ”لیکن رابرٹ تھہارا تو جواب ہی  
نہیں ہے!“

”اب مجھے لائی ٹربو کے بارے میں بتاؤ!“ عبد المنان نے کہا۔

”یہاں سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر لا گودی بولسنا واقع ہے۔ اسی کے کنارے لائی ٹربو ناہی  
قصبہ آباد ہے۔ خوب صورت جگہ ہے۔ زیادہ تمال دار لوگوں نے وہاں اپنی شاندار عمارتیں بنائی  
رکھی ہیں۔ اس کے نواحی کی سب سے اچھی تفریق گاہ ہے!“

”تو پھر اب ہمیں یہاں سے رخصت ہو جانا چاہئے لیکن یہ سوت ہمارے ہی نام پر انجام رہے گا!“

”میں تھہاری مرضی..... تم میری زندگی میں ایک خوش گوار تبدیلی لائے ہو۔! بر سوں  
سے بور ہو رہی تھی!“

”چلی بار کسی سے ایسی بات سن رہا ہوں۔!“

”میں نہیں سمجھی۔!“

”مجھے سب احتمل اور بور سمجھتے ہیں۔!“

”تم جھوٹے ہو..... یہ ناممکن ہے۔!“

”خصوصیت سے عورتیں مجھے پسند نہیں کرتیں۔!“

”صرف شریف عورتیں نہ کرتی ہوں گی۔!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بڑی لگادٹ  
سے سکراں اور وہ پھر بولکھائے ہوئے انداز میں اوہ را درہ دیکھنے لگا۔



”یہ ہمیں کہاں لے آیا!“ جوزف چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ”میرا تو دم گھٹ رہا ہے۔!  
جیسکن بھی خاموشی سے گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ چاروں طرف خالی کریت اور ڈرم  
بکھرے ہوئے تھے۔ غالباً کسی بہت بڑے گودام کا ایسا حصہ تھا جہاں صرف کاٹھ کبڑا بھر ارہتا تھا۔

جب وہ دونوں کمرے سے جا رہے تھے اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک بار پھر انہیں وارنگ دی تھی  
کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں۔

نینا خاموش کھڑی رہی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ ایسا معلوم ہوتا چیز  
کسی ذہنی کلمکش میں بتلا ہو۔

”ذرا میں بھی تو دیکھوں تھہارا شاخت نامہ۔!“

”تم کیا کرو گی دیکھ کر..... ایسے کمی شناخت نامے مع تصویر میرے بیک میں پڑے رہے  
ہیں۔ جہاں جسمی ضرورت ہوئی اس کے مطابق استعمال کر بیٹھا اور تم دیکھنا کہ کسی دن جیل میں  
ہوں گا۔!“

”میرا خیال ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔!“

”مکھی ہوئی بات ہے.....!“ عبد المنان مکریا۔

”میں تصویر بھی نہیں کر سکتی کہ تم ذہنی طور پر بھی اتنے پھر تیلے ہو گے۔!“

”پا نہیں کب سے اس برس میں ہوں لیکن آج تک تو کوئی مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکا۔!“

”شاخت نامہ دکھاؤ.....!“

”بور ہو جاؤ گی..... دیکھ کر..... لہذا..... نہ دیکھو تو بہتر ہے۔!“

”نہیں میں دیکھوں گی۔!“

”یہ لو.....!“ اس نے شاختی کا رہا اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”وہ اسے دیکھتی رہی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔“ تھہارے ساتھ تو گردن ہی کٹ جائے

گی۔ تم اس وقت مرکزی اٹیلی جس بیوریو کے ایک ذمہ دار آفسر بننے ہوئے ہو۔!

”ذرا دیکھنا..... ہے کوئی فرق مجھ میں اور تصویر میں۔!“

”انہماںی خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔!“

”لیکن میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ تم جب چاہو میرا ساتھ چھوڑ سکتی ہو۔!“

”ساتھ کیسے چھوڑ سکتی ہوں..... میری عیاد جسے تو تم اس بکھرے میں پڑے ہو۔ ہاں

اس نے کیا لکھ کر دیا ہے تمہیں۔!“

عبد المنان نے جیب سے پرچہ نکالا اور پڑھنے لگا۔ ”اس نے مجھ کو صرف فون نمبر دیا تھا۔ چا۔

عجیب

سی

ناؤار

بوجاروں

طرف

پھیلی

ہوئی

تھی

اور دن

کو اتنا

اندھرا

تھا کہ

کہ کے

گھر بھوادیا

تھا اور ان

دونوں

کو یہاں

لے آیا تھا اور اس

وقت موجود

بھی نہیں تھا۔

یہ دونوں تھا تھے۔

”کیا کہا تھام نے ...؟“ جنسن نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

لیکن جوزف کچھ نہ بولا۔

”کیا بے ہوش ہو گئے ...؟“

”نہیں اب بالکل تمیک ہوں۔!“

”تمہارے باس کی عنایت ہے ...!“ لٹے سیدھے مشورے دیتا رہتا ہے۔!

”پاس کو کچھ نہ کہو ...! میرا صرف ہی بیکی ہے۔!“

”تمہارا ہو گا ...! میری نفاست پسندی اجازت نہیں دے گی کہ یہاں دو چار گھنٹے سے زیادہ

زندہ رہ سکوں ...! اور پھر اب دشواری یہ آپڑی ہے کہ اس جگہ کی شادی کیسے کروں گا۔ یہاں

اس گندے علاقے میں شادی کہیں فون بھی ہو۔!

”صبر کرو ...! گارڈ کو واپس آنے دو ...!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”اس کی واپسی سے پہلے ہی میرا دم نکل جائے گا۔!“

”نکل جانے دو ...!“ جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔

”اچھا اب تم اپنی چونچ بذر کو مجھے کچھ سوچنے دو۔!“

پھر ایک گھنٹہ گزر گیا تھا لیکن گارڈ واپس نہیں آیا تھا۔

”پڑھ نہیں اس بیچارے پر کیا گزری ..!“ جوزف بولا۔ ”چیس تیس منٹ کو کہہ کر گیا تھا۔!“

”اگر واقعی اس پر کچھ گزری ہے تو یہ ہمارا مقبرہ بن جائے گا۔ میں اس علاقے سے واقف

نہیں ہوں۔!“

”میں سوچ رہا ہوں کہیں وہ ان لوگوں کے ہتھے نہ چڑھ گیا ہو۔!“

”ہو سکتا ہے ...!“ جنسن نے لاپرواہی سے کہا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔

”اگر وہ ایک گھنٹہ اور نہ آیا تو ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔ کم از کم ان لوگوں کو اطلاع دینی

ہی چاہئے جن سے ہمارا باطھ ہے۔!“

”تمہاری مرثی ... میں توہر وقت تیار ہوں ...!“ جوزف بولا۔

جنسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ گارڈ کی چاپ سنائی دی۔ کوئی انہی کی طرف آرہا تھا ... اور پھر وہ کیر و سین یہ پر کی روشنی میں آگیا۔ لیکن یہ گارڈ نہیں تھا۔

”گارڈ نے تمہیں بلا بیا ہے۔!“ اجنبی نے کہا۔ ”وہ خود نہیں آسکا۔!“

”کہاں ہے ...؟“ جنسن نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ایک محفوظ مقام پر ... تم لوگ جلدی سے اپنا سامان اٹھاو ... وقت کم ہے۔!“

جوزف نے جنسن سے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ جنسن نے اسے بتایا تھا جو زفاف کے چھرے پر پہلے تو تشویش کے سامنے نظر آئے۔ پھر وہ سر ہلا کر بولا۔ ”چلو ...!“

گارڈ کی وین گودام کے باہر کھڑی تھی وہ دونوں پچھلے حصے میں بیٹھ گئے اور اجنبی نے اس کا دروازہ باہر سے مغلل کر دیا۔

”اب دیکھو ...! مقدر کس کال کو ٹھری میں لے جاتا ہے۔!“ جنسن براسانہ بنا کر بڑی بڑی جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جبکش دی اور تھیلے سے شراب کی بوتل نکال کر چھوٹے چھوٹے گھوٹ لینے لگا۔

گاڑی کس سمت جا رہی تھی انہیں اندازہ نہ ہو سکا ...! رفتار بہت تیز تھی دفعتا جنسن نے اپنی ناک میں جلن سی محسوس کی اور پھر سانس بھی تھی تھی ہوئی سی محسوس کی تھی۔ جوزف نے بوتل میں کاگ لگا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ بالکل ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے نظر نہ آنے والا دھوان ان کے پھیپھروں میں سمایا جا رہا ہو۔!

”یہ لگ ... کیا بلاء ہے۔!“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور جنسن کا گلا اس حد تک رندھ گیا تھا کہ وہ بول ہی نہ سکا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ سیٹ سے نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گئے تھے۔ آغاز سفر تو ان کے ہوش میں ہوا تھا لیکن ان کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ کتنی مسافت طے کرنے کے بعد اس سفر کا اختتام ہوا تھا۔ جب ہوش آیا تو وہ کسی تکلیف دہ جگہ پر چلتے ہوئے تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں تھیں ... وہاں صرف وہی دونوں نہیں تھے گارڈ و بھی ان نے قریب ہی اسی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

”مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری حفاظت نہ کر سکا۔!“ وہ انہیں ہوش میں دیکھ کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”مگر یہ ہوا کیسے...؟“ جیسن نے اس کی طرف سر گھما کر پوچھا۔

”میں تم دونوں کو یہاں عارضی طور پر چھوڑ کر ایک خالی مکان کی کنجی حاصل کرنے تھا کہ انہوں نے مجھے ایک جگہ گھیر لیا۔ تم شائد نہیں جانتے کہ ہم اجھے بھیڑیوں کے چنگل میں پھنس گئے ہیں۔!“

”نہیں....!“ جیسن کے لبھ میں حیرت تھی۔

”یقین کرو.... انہوں نے مجھ سے پہلا سوال یہی کیا تھا کہ میں نے نینا کے آدمیوں کو ٹھکانے لگا کر ان کا نشان کیوں استعمال کیا تھا۔ بہر حال انہوں نے مجھے ایسی دھمکی دی کہ مجبور ہو کر مجھے ان کو تمہارا پتہ بتاؤ بیان پڑا۔!“

”کیسی دھمکی....؟“ جیسن نے پوچھا۔

”انہوں نے کہا تھا کہ میری بہنوں کو پکڑ لیں گے اگر میں نے تمہارا پتہ نہ بتایا۔ انہیں علم تھا کہ میں پورشا یا اور سلویا کو کہاں چھوڑ آیا ہوں۔!“

”تم نے بہت اچھا کیا....!“ جوزف پہلی بار بولا۔ ”بچیوں پر آجھ آنے سے پہلے ہم خود ہی مر جانا پسند کرتے۔!“

”گارڈو خود کو لکتابے بن محسوس کر رہا ہے۔ کاش اس سے پہلے وہ خود ہی مر گیا ہوتا۔ اپنے مہمانوں کی حفاظت نہ کر سکا۔!“

”تم اس کی بالکل پرواہ مت کرو....!“ جوزف بولا۔ ”اگر آسمان والے کو ہمیں زندہ رکھنا منظور ہے تو وہ ہر حال میں ہماری حفاظت کرے گا۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر یہاں کے بھیڑیے ہم پر دیسیوں سے کیا چاہتے ہیں۔!“

”گارڈو کچھ نہ بولا۔ جیسن بھی خاموش تھا۔

وہ غالباً کسی بڑے کمرے میں پڑے ہوئے تھے۔ باہمی جانب والی فرنچ ونڈو سے سرد ہوا کے جھونکے مسلسل چلے آرہے تھے۔ اور وہ دور پہاڑوں کے اوپر پھولنے والی خوش رنگ شفق کو دیکھ سکتے تھے۔ شاہد یہ کسی عمارت کی اوپری منزل تھی۔ کہیں قریب ہی ابایلوں کا کوئی شور چاتا ہوا

جنہن بیرے لے رہا تھا۔

”میا تمہارا کوئی تیرسا ساتھی بھی ہے...!“ دھلتا گارڈو نے پوچھا۔  
”مک... کیا مطلب...؟“ جیسن ہکایا۔

”تمہارے ہوش میں آنے سے قبل ایک بدھیت آدمی یہاں آیا تھا اور مجھ سے تمہارے تیرے ساتھی کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ میں نے لا علمی ظاہر کی تو اس نے اس کی پیچان بتا کر پوچھ گچہ شروع کر دی تھی۔“

”میا پیچان بتائی تھی....؟“ جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”صورت سے بالکل بے وقوف معلوم ہوتا ہے۔!“

”صورت سے تو ہم دونوں ہی بے وقوف لگتے ہیں۔!“ جیسن نے کہا۔

”نہیں.... نہ وہ نیکرو ہے اور نہ تمہاری طرح دبلائلا۔!“

”ہمارے بارے میں تم نے کیا بتایا....؟“ جوزف نے سوال کیا۔

”تمہارے بارے میں اس کے علاوہ اور کیا جانتا ہوں کہ فی نیل نے تمہیں میرے پاس اس لئے بھجویا تھا کہ اس کے گاہک وہاں کسی نیکرو کی موجودگی پسند نہیں کرتے تھے۔!“

”بہر حال تم فکر نہ کرو....!“ جیسن بولا۔ ”اب ان بھیڑیوں کا وقت قریب آگیا ہے۔!“

گارڈو نے قہقهہ لگایا تھا اس بات پر۔

”ہاں.... ہاں.... ہمیں خوش ہی رہنا چاہتے....!“ جوزف نے کہا۔

”لب اب خاموش رہو....!“ گارڈو نے تاخوش گوار لبھ میں کہا۔ ”اگر تم مجھے پہلے ہی بتا دیتے کہ یہاں تم لوگوں کی موجودگی کوئی خاص مقصد رکھتی ہے تو میں اس طرح مارنے کھاتا۔ خود بھی ہوشیار رہتا اور تمہیں بھی مشورے دیتا۔!“

کوئی کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کسی نے کمرے میں آکر روشنی کی اور دروازے کے قریب سے انہیں دیکھتا ہا پھر وہ چلا گیا تھا۔

”یہ فرنچ ونڈو اب بند کر دی جاتی تو بہتر تھا۔!“ جیسن بولا ”میں سردی محسوس کر رہا ہوں۔!“

”آواز دو اپنے غلاموں کو آکر بند کر دیں۔!“ گارڈو زہریلی ہنسی کے ساتھ بولا۔

”اے کوئی ہے....؟“ جیسن نے احتفاظہ انداز میں ہائک لگائی اور پھر حلق چاڑ کر گانے لگا۔

کیا پاگل ہو گئے ہو خاموش رہو...!“ گارڈو نے زور سے کہا۔

”اسے بھوک لگ آئی ہو گی!“ جوزف بولا۔ ”جب تک کچھ کھانے کو نہ مل جائے اسی طرز  
حق پھازتا رہے گا!“

دفعہ دروازے کے قریب سے کسی نے لالکارا...“ کیوں شور چار کھا ہے!“

”سنپیارے بھائی...!“ جیسن گڑ گڑایا۔ ”میری بھتھ کڑیاں پیروں میں ڈال دو اور مجھ  
ایک لکھار لادو...!“

لالکار نے والا قریب آگیا۔ یہ ایک توی الجد اور بد بہیت آدمی تھا۔!

”تو تم دونوں بھی ہوش میں آگئے!“ وہ انہیں گھورتا ہوا غریباً۔

”ہاں سی نور...! لیکن ہمارا یہ حشر کیوں...!“ جیسن بولا۔ ”ہم تو گانے بجائے والے  
لوگ ہیں!“

”تمہارا نام جیسن ہے...!“ تم بھی ہی ہوا کرتے تھے... اور یہ جوزف موگونٹا ہے!“

”درست ہے می نور...!“

” عمران کہاں ہے...?“

”ارے باپ رے...!“ جس کی مارے گئے...!“ جیسن کیپکاتی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تو یہ کوئی  
چکر تھا۔ سن لیا تم نے کالے آدمی!“

”کیا کواس کر رہے ہو...؟“ جوزف غریباً۔

”تم چپ رہو...!“ میں نے پہلے ہی کھا تھا کہ کوئی چکر ضرور ہے... خواہ خواہ ہمیں یورپ  
کی بیر کے لئے چھٹی نہیں دی گئی!“

”وہ آدمی آگے بڑھا اور جیسن کی گردن پکڑ کر اسے اٹھاتا ہوا بولا۔ ” بتاؤ وہ کہاں ہے...?“

”ہم دونوں تھا آئے تھے ہم سے کہا گیا تھا کہ ہوا میں مستقر پر کوئی ہمیں رسیو کر کے کہیں  
لے جائے گا۔ لیکن وہ نامعلوم آدمی مستقر پر موجود نہیں تھا۔ مجرما ہمیں نے نیل کے بورڈنگ  
ہاؤز کا رخ فرنا پڑا۔ وہ ایک بہت نیک دل عورت ہے لیکن اس کے گاکوں کو کالے آدمی کے قیام پر  
شدید اعتراض تھا۔ اس لئے اس نیک دل عورت نے ہمیں بھائی جینی گارڈو کے سپرد کر دیا!“

”تم نے اپنی ڈاڑھی کیوں صاف کر دی!“ اچاک جوزف سے سوال کیا گیا۔

”یہ سب میرا محکمہ اڑاتے تھے!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”پہلے بھی نہیں تھی ڈاڑھی!“

”میں احتجاج کرتا ہوں جتاب....!“ جیسن بول پڑا۔ ”آپ نے میری ڈاڑھی کی خریت  
نہیں دریافت فرمائی!“

”میرا وقت ضائع نہ کرو....!“ میں عمران کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں۔!

”مجھے جو کچھ معلوم قاعرض کر چکا...!“

”تم دونوں یہاں کیوں آئے تھے...?“

”یہاں آنے کا مشورہ تو مسٹر عمران ہی نے دیا تھا۔ میں نے ابھی آپ کو بتایا تھا کہ ہم کس  
طرح فیصلی کے بورڈنگ ہاؤسنگ پہنچ چکے۔ لیکن مقدمہ کا علم ابھی تک نہیں ہو سکا!“

”تم دونوں کو عنقریب پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا کیونکہ تم جعلی پاپسورٹ پر یہاں آئے  
ہو!“

”قطعی نہیں جتاب ہمارے پاپسورٹ جعلی نہیں ہیں۔ جوزف کی ڈاڑھی دوبارہ اگ کتی ہے!“

”اس صورت میں اگر تم نے کل صبح تک عمران کا پتہ نہ بتایا تو تمہارے جسموں کا ریشہ ریشہ  
اگ کر دیا جائے گا!“

”اگر عمران سے اس طرح ہمیں نجات مل سکتی ہو تو ہمیں اس پر بے حد خوشی ہو گی!“

جیسکن مہندی سائنس لے کر بولا۔

”کیا مطلب....?“

”ہم اس کے لئے کام کر کے خوش نہیں ہوتے!“ جیسن نے کہا۔ گنگو اطاولی میں ہو رہی  
تھی۔ ورنہ جوزف ضرور مداخلت کر بیٹھتا۔ بد بہیت آدمی شائد ان دونوں سے اس حد تک واقف  
تھا کہ اس نے جوزف سے انگریزی ہی میں سوالات کئے تھے۔

”لیکن نہیں....!“ جیسن کہتا رہا۔ ”مجھے صرف اپنے بارے میں یہ کہنا چاہئے.... جوزف تو  
اک کاڑ خرید غلام ہے.... اس سے غداری نہیں کرے گا!“

بد بہیت آدمی چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر دروازے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ ”تم

مرے ساتھ آؤ....!“ جیسن نے اپنے ساتھیوں کی طرف دکھ کر باہم آگکھ دبائی تھی اور اس

”بے شک....! غیر عورت سے محبت کرنا یوسع مسح کی تعلیم کے منافی تھا۔ یہودیوں نے محبت کی داستانیں گڑھیں اور جا بجا گاتے پھرے۔ نوجوانوں کے ذہنوں پر ان کہانیوں کا نشہ طاری ہونے لگا اور وہ مسح کے بندہوں سے آزاد ہونے لگے۔“

”بس بس.... بور مت کرو....!“ نینا تھہ اٹھا کر بولی۔ ”ہم کسی نیک کام کی نیت سے نہیں نکلے ہیں۔“

”مجھے صرف اپنے چاقو سے محبت ہے جو میری راہ میں حائل ہونے والوں کا لہو چاٹ لیتا ہے۔“

”یہ بھی غالباً مسح کی تعلیم کا کوئی جزو ہو گا۔“ نینا نے طنزیہ کہا۔

”مسح کا نام تو میں نے یہودیوں کی صد میں لیا تھا۔ مجھے کسی سے بھی دلچسپی نہیں۔ میرا مذہب خبرگز کی دھارے ہے۔“

”اب بھی تک تو صرف ذہنی بینگ کے ماہر ثابت ہوئے ہو۔“

”کبھی چاقو کے ہاتھ بھی دیکھ لینا۔!“

”اچھا سنو....!“ دھنٹا پر تکفر لجھ میں بولی۔ ”کیا میر ایک مشورہ قبول کرو گے۔“

”ضرور.... ضرور....!“

”اب البرٹو سنائیں والا قصہ ختم کرو۔!“

”میں نہیں سمجھا۔!“

”اگر اس کی جان پہچان کا کوئی آدمی مل گیا تو تم دشواری میں پڑو گے۔ یہ ایک ایسی تفریق گاہ ہے جہاں زیادہ تر سرکاری آفیسر چھیلیاں گزارتے ہیں۔!“

”اگر ایسا ہے تو تم نے معمول مشورہ دیا ہے۔ اچھی بات ہے تو پھر وہی الجراہی عبد المنان۔!“

”وہ تواصلی شکل ہے نامہاری۔!“

”صد فصد اصلی....!“

”پتہ نہیں کیوں.... اصلی شکل سے بالکل احمد لگتے ہو۔!“

”خیش کی تجارت نے صحت سے زیادہ چہرے پر اثر ڈالا ہے۔ بہر حال اب تمہیں کیا کرنا چاہئے۔!“

”ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔!“ وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

وہ البرٹو سنائیں ہی بنا رہا اور نینا یہوی کی حیثیت سے اس کی ہم سفر رہی۔ قصبے لائی ٹربولٹ کے ذریعے سفر کیا تھا اور سر شام منزل مقصود تک پہنچ گئے تھے۔ یہ علاقے نینا کا دیکھا بھالا ہوا تھا اس لئے قیام کے لئے ایک مناسب سی جگہ بھی مل گئی تھی۔ براخوب صورت ماحول تھا اس علاقے کا جھیل کے گرد کی پہاڑیاں سر بزر و شاداب تھیں۔ جن پر جگہ جگہ صاف ستری عمارتیں نظر آتی تھیں۔ جھیل کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ہشت بکھرے ہوئے تھے۔

”میں بہار کے موسم کا کچھ حصہ یہاں گزارتی ہوں۔!“ نینا نے کہا۔

”کیا فائدہ ہوتا ہے اس سے....؟“

”بہت فائدہ ہوتا ہے۔ شہر کی مصروف زندگی سے کچھ دنوں کیلئے پیچھا چھوٹ جاتا ہے۔!“

”کیا کسی نے تمہیں شہر کی مصروف زندگی گزارنے پر مجبور کر کھا ہے۔ مستقل طور پر یہیں رہا کرو۔!“

”تم کسی بات کا سیدھی طرح جواب دینا بھی جانتے ہو یا نہیں۔!“

”مجھے بے حد افسوس ہے۔!“ وہ احتفانہ انداز میں بولا۔ ”مجھے عورتوں سے گفتگو کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔!“

”میں سکھا دوں گی....!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکراتی۔

”اب مجھے کیا کہنا چاہئے اس پر....!“

”میرا شکریہ ادا کرو....!“ اسکے بعد کبھی کسی سے محبت بھی کی ہے تم نے۔!

”شادی ہی نہیں کی پھر محبت کیسے کرتا۔!“

”محبت کے لئے شادی تو ضروری نہیں ہے۔!“

”ہمارے یہاں جس سے شادی ہوتی ہے صرف اسی سے محبت کی جاسکتی ہے۔ کسی غیر عورت سے محبت کا تصور یہودی سازش کا نتیجہ ہے۔!“

”خدا کیلئے بات بات پر اپنا عرب ہوتا ملت جاتا...!“ اب محبت بھی یہودی سازش کا نتیجہ ہو گئی۔!

”ڈاؤ موریلی کی تلاش میں!“

”اور تم خواہ جواہ میرے لئے خطرے میں پڑے ہو....؟“ نینا نے سوال کیا۔  
اس کا صحیح جواب میں ابھی نہیں دے سکوں گا۔ بہر حال تم خطرے میں تھیں۔ کیبرنی  
باول میں بیٹھی رہ کر نقصان میں رہتیں!“

پھر وہ اس عمارت کی تلاش میں نکلے تھے جس کے بارے میں فرانسیا کے خانگی جاسوس سے  
معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ عبدالمنان نے اپنے میک اپ میں تبدیلی نہیں کی تھی۔ نینا نے ایک  
بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس میک اپ کی وجہ سے زحمت میں پڑ سکتا ہے۔  
جواب میں اس نے کہا تھا کہ فی الحال وہ میک اپ اس کے لئے ضروری ہے!“

پہاڑی پر بنی ہوئی الگ تھلگ عمارت بڑی شاندار تھی۔ پرانی وضع کی تھی لیکن اس میں کچھ  
جدید ترین تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ عمارت کے مقابل ایک میلے پر پہنچ کر وہ رک گئے ایک فرقہ وندو  
بالکل ان کے سامنے تھی اور پوری طرح روشن نظر آرہی تھی۔

”کیا اسی وقت کچھ کر گزرنے کا رادہ ہے؟“ نینا نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔  
”حالات پر منحصر ہے!“ اس نے کہا اور تھیلے سے دور بین نکالی۔

”اس اندر ہرے میں دور بین کیوں نکالی ہے!“  
”ذراروشن کھڑکیوں کا جائزہ لوں گا۔ اس فرقہ وندو میں کچھ لوگ نظر آرہے ہیں!“ اس  
نے کہتے ہوئے دور بین آنکھوں سے لگائی اور دوسرے ہی لمحے میں بولا۔ ”واہ.... وہاں تو تما  
آدمی فرش پر چلت پڑے ہوئے ہیں۔ خوب خوب ایک سیاہ قام بھی ہے!“

”مجھے دینا....!“ نینا نے مضطربانہ انداز میں دور بین پر ہاتھ ڈال دیا۔ ... اب وہ فرقہ وندو کی  
طرف دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً بول اٹھی۔ ”واہ....! موریلی.... وہ کمرے میں داخل ہوا ہے۔ بے  
شک ان میں سے ایک سیاہ قام آدمی معلوم ہوتا ہے۔ شانک وہ دونوں اس کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔  
”مگر تیرا کون ہے!“

اس نے دوبارہ دور بین اسے پکڑا دی۔

”اوہ.... تو یہ ہے موریلی.... خاصی خوفناک صورت والا ہے!“

”پتہ نہیں ان لوگوں کا کیا چکر ہے!“

”بہت جلد معلوم ہو جائے گا!“

”کیا مطلب....؟“

”کچھ نہیں.... اوہ.... ان میں سے ایک کو اس نے اٹھا کر کھڑا کر دیا ہے۔ خوب اس کے  
ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہیں۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے!“

”لاو.... دیکھوں....!“ نینا نے دور بین کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”نہیں.... ظہر و.... وہ جا رہا ہے.... اور اس کے پیچھے وہ آدمی ہے جس کے ہاتھوں میں  
ہتھ کڑیاں ہیں۔ وہ دونوں چلے گئے۔ اب دیکھو.... یہ کون ہے.... جس نے فرقہ وندو کی طرف  
سر گھمایا ہے!“ اس نے دور بین نینا کو تھاہداری۔

”یہ.... یہ تو.... جتنی گارڈو معلوم ہوتا ہے.... یہ بھی کپڑا گیا۔ ہو سکتا ہے کچھ دیر بعد  
یہاں سے تم بندل بر آمد ہوں اور لا گوڈی بول سینا میں غرق کر دیئے جائیں!“

”میری موجودگی میں یہ ناممکن ہے.... اب تم جاؤ ہست میں میرا انتقال کرنا....!“

”یہ ناممکن ہے.... میں یہاں حال تھاہرے ساتھ ہنری رہوں گی!“

”کیا تم درخت پر چڑھ کتی ہو!“

”پھر یہ یونی کی باتمی شروع کر دیں!“

”نہیں میں اس درخت کی بات کر رہا ہوں جس کی ایک شاخ فرقہ وندو پر جھکی ہوئی ہے!“

”میں تمہیں اس حماقت کی اجازت نہیں دوں گی۔ پتہ نہیں عمارت میں کتنے آدمی ہوں!“



موریلی اسے ٹوٹنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا اور جیمسن کی زبان قیچی کی طرح چل  
رہی تھی۔ ”میں غلط نہیں کہہ رہا۔ فاقوں سے تنج آکر میں نے اس کے لئے کام کرنا شروع کیا  
تھا۔ اب گروں تک پھنس چکا ہوں۔ اگر مجھے صرف ایک بار ہی موقع مل جائے تو میں نکل جا گوں  
گا۔ ویسے اصل آدمی تو ایکس ٹو ہے۔ عمران بھی ایک آلہ کار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا!“

”کرتل ہو ریشیو پر تو عمران ہی نے ہاتھ ڈالا تھا۔“ موریلی اسے گھورتا ہوا بولا۔

”خدا کی پناہ....! تو یہ قصہ ہے.... گک.... کیا تم وہی ایجنت ہو جس نے ایکس ٹو کوڈل  
کراں کیا تھا!“ جیمسن کے لجھے میں حیرت بناوٹی نہیں تھی۔

”اس بکواس کا مطلب....!“

”تمہیں بھی آسانی ہو گی اور ہم پر بھی اس کی ذمہ داری نہ ہو گی کہ ہم نے اگل دیا۔!“  
”میں سمجھ گیا تم کیا چاہتے ہو۔!“ موریلی کے ہونٹوں پر خوف ناک سی مسکراہٹ نمودار  
ہوئی وفتحا جوزف اردو میں بولا۔ ”یہ وہ آدمی نہیں جس کا تصویر ہمارے پاس تھا۔!“

”میں بھی دیکھ رہا ہوں انہیں۔ چپ چاپ کھڑے رہو۔!“ جیمسن نے یہ اسمانہ بنا کر کہا۔  
موریلی نے ڈپٹ کر پوچھا تھا کہ ان دونوں نے ایک دوسرے سے کیا کہا تھا۔

”شاب اگل رہا تھا۔!“ جیمسن بولا۔ ”ہر وقت پیتا رہتا ہے۔ کتنی گھنٹے سے نہیں ملی۔ کم از کم  
چھ بو تھیں اس کے سامنے رکھا وہ شاہزادگ میں آکر بتائی دے جو کچھ جانتا ہے۔!“

”بکواس مت کرو۔... سب سے پہلے میں گارڈو کو ذبح کر دوں گا۔ ہو سکتا ہے اس دوران میں  
تم دونوں کو عقل آجائے۔!“ یہ کہہ کر اس نے میر کے پائے سے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تھا۔ جیمسن  
نے گارڈو کی طرف دیکھا اس کے چہرے سے ذرہ برابر بھی متریخ نہیں ہوتا تھا کہ وہ خائف ہے۔  
اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔

وہ آدمی جوان دونوں کو اس کمرے میں لایا تھا وہیں موجود تھا۔ وفتحا موریلی غصیل لمحے میں  
بولا۔ ”جاوہ کیھو۔... اوہ آئے کیوں نہیں۔!“

وہ دروازے سے کلاہی تھا کہ اچھل کر پھر کمرے میں آپڑا۔ بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے کسی نے  
اس کو اٹھا کر کمرے کے وسط میں پھینک دیا ہو۔ موریلی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔  
لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک آدمی داخل ہوا اور اپنا داہما تھا اٹھا کر بولا۔ ”قانون کے نام پر۔!  
موریلی جہاں تھا وہیں رک گیا۔ تیتوں قیدی بھی دروازے کی طرف مڑے تھے۔  
”تمہیں اندر داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی۔!“ موریلی دہاڑا۔

”میں نے قانون کا حوالہ دیا تھا۔!“ تووار نے نرم لمحے میں کہا اور پھر ایک عورت کمرے میں  
داخل ہوئی تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی موریلی اچھل پڑا۔

”غنا سائز رو۔...!“

”ہا۔.... سی نورڈ انو موریلی۔....!“

موریلی کے آدمی نے فرش پر پڑے ہی پڑے ریو اور نکال لیا تھا۔ لیکن جوزف نے تھا

”فضل بکواس سننے کے لئے تمہیں یہاں نہیں لایا۔!“

”تب پھر صاف صاف سن لو کہ میں عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر تم اس رے  
احوال سے تھوڑی بہت واقعیت بھی رکھتے ہو تو تمہیں علم ہو گا کہ کالا آدمی میری نسبت اس سے  
زیادہ قریب ہے۔!“

”میں تم دونوں کی کھال اتار دوں گا۔!“ کہہ کر موریلی نے کسی کو آواز دی ایک آدمی کمرے  
میں داخل ہوا۔

”ان دونوں کو بھی لاو۔... اس نے اس سے کہا۔ جیمسن سختی سے ہونٹ بھینچ کر اٹھا۔ اس  
کی ایکیم فیل ہو گئی تھی۔ وہ موریلی کو سختی میں نہیں اتار سکا تھا۔ ویسے اسے خوش تھی کہ وہ یہاں  
عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن وہ فون نمبر جس پر کسی ہمدرد سے رابطہ قائم کر تارہا تھا  
کہیں تشدد کے دوران میں وہ فون نمبر اس کی زبان سے پھیل نہ جائے اور ان پر تشدد ہونا لازم  
نہ ہر۔... ضروری نہیں کہ ان پر نظر رکھنے والے اب بھی ان کے احوال سے واقع ہوں۔  
تھوڑی دیر بعد جوزف اور گارڈو بھی اسی کمرے میں پہنچا دیئے گئے۔ جوزف نے جیمسن کو گھوڑا  
دیکھا تھا اور پھر موریلی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

”جوزف موگنڈا۔...!“ موریلی سرد لمحے میں بولا۔ ”تمہارا آخری وقت قریب ہے۔!  
”یہ اٹالوی نہیں جانتا۔...!“ جیمسن بول پڑا۔

”میں جانتا ہوں۔...!“ موریلی نے کہا اور یہی جملہ انگریزی میں دہراتا ہوا بولا۔ ”صرف  
پندرہ منٹ دے رہا ہوں اگر تم نے عمران کا پتہ نہ بتایا تو زندہ آگ میں جھوک دیئے جاؤ گے۔!  
”آمان والا مجھ پر مہربان ہے مژر کہ میں باس کا پتہ نہیں جانتا۔... اگر جانتا بھی ہوتا تو تم  
مجھ سے نہ اگلو سکتے۔!“

”یہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔...!“ جیمسن بولا۔  
”تم خاموش رہو۔...!“ موریلی غریباً

”میرا مطلب تھا کیا یہاں کوئی ایسی کرسی نہیں جس پر بیٹھا کر تم مشینی ذرا لمحے سے ہمیں س  
کچھ اگل دینے پر مجبور کر دو۔ جیسے کرتل ہو ریشیو نے ایکس نو سے متعلق معلومات حاصل کرنے  
کی کوشش کی تھی۔!“

کڑیوں سمیت اس پر چھلانگ لگائی اور ریو اور پنکے فرش پر چلتا ہوا عورت کے قریب بیٹھ گیا۔  
اس نے بڑے اطمینان سے جھک کر اسے اٹھایا۔

اچانک موریلی کچھ لوگوں کے نام لے لے کر بیٹھنے لگا تھا۔

”خواہ مخواہ حلقہ نہ پھاڑو!“ اجنبی پر سکون لجھ میں بولا۔ ”وہ سب اسی کمرے میں بے ہوش  
پڑے ہیں۔ جہاں تاش کھیل رہے تھے!“

”تم کون ہو....؟“

”قانون کا ایک محافظ... تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ تم ان تینوں کو ہٹھ کریاں پہناؤ!“  
اس دوران میں جوزف نے موریلی کے آدمی کو رگڑا لاتھا۔ وہ جلدی ہی بے حس و حرکت  
ہو گیا۔

”شاخت نامہ دیکھے بغیر میں تمہارے بیان پر یقین نہیں کر سکتا!“

اس نے جیب سے شاخت نامہ نکال کر اس کی طرف اچھاں دیا۔ موریلی نے اسے ہاتھوں پر  
روکا تھا اور بغور دیکھنے لگا تھا۔

”یہ بھیڑیوں کا سر برہا ہے ہی نور....!“ دھننا گارڈو بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”هم تینوں  
اس کے راستے والق ہو گئے تھے!“

”تم چپ رہو....!“ موریلی پھر خٹکر دہاڑا۔

”چیخوت....! میرے ساتھ ایک خاتون بھی ہیں!“ نووارد بولا۔

”ابر ٹو سالیئی....! مجھے جرت ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے!“ موریلی نے زرم لجھ میں کہا۔  
”یہ تینوں چور ہیں۔ تم نے مشہور بدمعاش جینی گارڈ کا نام ضرور سننا ہو گا.... وہ رہا... اور تم ایک  
بدمعاش عورت کے کہنے پر یہاں دوڑے چلے آئے ہو!“ نینا نے جھپٹ کر ایک تھیڑ موریلی  
کے گال پر رسید کیا۔ شاکد اس سے حمات ہی سرزد ہوئی تھی کیونکہ دوسرا ہی لمحے میں موریلی  
نے اس کے بائیں ہاتھ سے ریو اور چینی لیا ہے کچھ ہی دیر پہلے اس نے فرش سے اٹھا لیا تھا۔ پھر  
اس نے اسے دھکا دیا اور ان دونوں پر ریو اور نینا کر بولا۔ ”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!“ نینا کے ہاتھ  
غیر ارادی طور پر اوپر اٹھ گئے تھے۔ لیکن اس کا ساتھی بدستور لاپرواہی سے کھڑا رہا۔ پھر وہ آہستہ  
سے باہمیں جانب ہٹا چکا۔

”گولی مار دوں گا....!“ موریلی نے دھمکی دی اور بیچھے ہٹ کر پھر میر کے پائے سے لگا ہوا  
بٹن دبانے لگا۔

”پتاو!...! اس عورت نے تم سے کیا کہا تھا!“ اس نے ریو اور کو جبش دے کر سوال کیا۔

”اس نے کوئی خاص بات نہیں کی تھی۔ لیکن جتنی گارڈو نے تم پر جو الزام عائد کیا ہے اس  
کی جواب دہی کے لئے تیار ہو جاؤ!“ نووارد نے کہا۔

”میں تمہیں سیئیں دفن کر دوں گا۔ اسی کو جواب دہی سمجھ لیں!“

”تو تمہیں اعتراف ہے کہ تم بھیڑیوں کے سر برہا ہو!“

”ہاں.... میں ایک بھیڑیا ہوں.... سر برہا سمجھ لو.... پھر....؟“

”اُبھی بتاتا ہوں....!“ وہ کہتا ہوا ایک قدم آگے بڑھا ہی تھا موریلی نے فائر کر دیا۔ اس نے  
ایک جانب چھلانگ لگائی موریلی نے دوسرا فائر کیا۔ وہ بھی خالی گیا۔ پھر تیرا....

چوقا.... پانچواں.... چھٹا.... اور اس کے بعد اس نے موریلی پر چھلانگ لگائی تھی۔

”واہ.... وا.... میرے دلیر.... میرے جیا لے.... عرب....!“ نینا اچھل اچھل کر  
تالیاں بجارتی تھی۔

”کمال ہے.. کمال ہے!..!“ جتنی گارڈو کے دانت نکلے چڑھے تھے۔ جوزف اور جیمس خاموش  
کھڑے ایک دوسرے کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اس موقعے پر یقین نہ آرہا ہو!

اجنبی کا مکام کا موریلی کے جبڑے پر پڑا تھا لیکن ایسا ہی معلوم ہوا جیسے اس نے کسی دیوار پر مکارا  
ہو۔ پھر موریلی اس سے لپٹ پڑا تھا۔

”اب ہمیں کیا کرنا چاہئے!“ جیمس بڑیڑا یا۔

”پکھ بھی نہیں....!“ گارڈو نے کہا۔ ”بہت جاندار آدمی معلوم ہوتا ہے اسے ٹھیک کر دے  
گا۔ پتہ نہیں یہ کون ہے۔ اگر نینا کا ساتھی ہوا تو میرے لئے بدستور خطرہ باقی ہے۔“

”تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے بھائی گارڈو!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔  
”تمہارے لئے ہم اپنی جانیں دے دیں گے!“

”ماری ہتھ کریاں!“ جیمس چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

موریلی نے اجنبی کو دور اچھال دیا تھا۔ وہ پھر اٹھا اور کسی لڑاکے مرغ کی طرح جملے کا پہلو

ٹلاش کرتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے موریلی سے خوف زدہ ہو۔۔۔ موریلی اسے محسوس کرتے ہی شیر ہو گیا۔ اس نے اجنبی پر چلا گم لگائی اور اپنے ہی زور میں منہ کے مل فرش پر چلا آیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اجنبی اس کی پشت پر سوار تھا۔ لیکن موریلی نے اسے پھر اچھال پھینکا۔ اتنی مہلت ہی نہیں دی تھی کہ وہ اسے اپنے بیرون سے جکڑ سکتا۔ اس کے بعد وہ خود بھی اٹھنے لگا رہا تھا کہ اجنبی کی ٹھوک اس کی پیشانی پر پڑی اور وہ کریبہ سی آواز کے ساتھ دوسری طرف الٹ گیا۔ دوسری ٹھوک بائیں پہلو پر پڑی۔ تیسرا ٹھوڑی پر۔۔۔ پھر موریلی اٹھ نہیں سکا تھا۔ ٹھوک ریں کھا کما کر حلق پھاڑتا رہا۔۔۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے سدھ ہو گیا۔ البرٹون نے اس کی جیسیں ٹیکوں کر کچھ چیزیں برآمد کیں۔ جن میں ہتھ کڑیوں کی چاپیاں بھی تھیں۔

وہ ٹیکوں آزاد ہو گئے۔

”تم ٹیکوں بھاگ جاؤ!“ البرٹون۔ اس نے دوسروں کی نظریں بچا کر جیسن کو آنکھ بھی ماری تھی۔

”یہ۔۔۔ یہ۔۔۔!“ نینا گارڈو کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔

”یہ بھی جائے گا!“

”یہ میرے چار آدمیوں کا قاتل ہے۔!“ نینا اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولی۔

”تم نے بھی میرے سامنے چار کو موت کے گھاث اٹھا رہے۔!“ اس نے بھی اتنی بھی آہنگی سے کہا کہ دوسرے سن نہ سکیں۔ نینا کچھ نہ بولی اور اس نے ان ٹیکوں سے پھر کہا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں۔

جیسن اور جوزف نے گارڈو کے بازو پکڑے تھے اور دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے اور البرٹون نہیں بتا تھا کہ وہ کس طرح صدر دروازے تک پہنچیں گے!

ان کے چلے جانے کے بعد البرٹون نے ہتھ کڑیوں کا ایک جوڑا موریلی کے بے ہوش ملازم کے ہاتھوں میں ڈالا اور دوسرا بیرون میں۔

نینا خاموش سے سب کچھ دیکھتی رہی۔ پھر فتحاودہ موریلی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جیسے آنکھیں چھاڑے اسے گھورتی رہی اور پھر تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔

”ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ یہ تو مر گیا!“ وہ اس پر جگلی ہوئی گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔

”ہو سکتا ہے۔۔۔!“ البرٹون اپر واہی سے بولا۔ ”بائیں پہلو پر پڑنے والے ٹھوکرنے حرکت قبضہ کردی ہو گی۔ ویسے تم اسے ڈانو موریلی کی حیثیت سے کب سے جانتی ہو۔!“

”میرا خیال ہے پچھلے تین سال سے۔!“

”اب میں تمہیں اس کی اصلی شکل دکھاؤں گا۔!“

وہ نینا کو اس کے قریب سے ہٹا کر خود اس پر جھک پڑا۔ قریب تھی پڑے ہوئے اپنے تھیلے سے کوئی سیال نکالا تھا اور اس کے چہرے کے بعض حصوں کو ترکرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ موریلی ہے۔!

”یہ کون ہے۔۔۔؟ میں تو اسے نہیں جانتی۔!“

”موریلی کی حیثیت سے یہ غالباً بھیڑیوں کا سربراہ تھا۔ لیکن میں بھی نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔!“

”اب کیا کرو گے۔۔۔!“

”اسے اپنے کپڑے پہناؤں گا اور خود اس کا لباس پہناؤں گا۔ تم دوسری طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ۔!“

پانچ چھوٹے منٹ بعد اس نے کھدا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔!

”مگر تم نے یہ کیوں کیا ہے۔۔۔؟“ نینا مختصر باندہ انداز میں بولی۔

”اب میں اس کے سینے پر بھیڑیوں کا نشان بناؤں گا اور ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔“ نیال خاموش رہو باتیں بعد میں ہوں گی۔!“ اس نے کہا اور تھیلے سے قلم نکال کر مردہ آدمی کی ٹھیکن پر کھوپڑی اور بختر بنا لایا۔ بے ہوش آدمی کے ہاتھ بیرون سے ہتھ کڑیاں نکالیں اور نینا کا بازو پکڑے ہوئے عمارت سے باہر نکل آیا۔

کچھ دیر بعد وہ اسی ہٹ میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں انہوں نے قیام کیا تھا۔ نینا اس کے لئے کافی اٹھیلیں رہی تھیں۔

”اب میں تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا۔ ذرا اگر ماگرم کافی کا ایک کپ پی لینے دو۔۔۔!“

اس نے خاموش ہو کر کافی کا گھونٹ لیا اور طویل سانس لے کر بولا۔ ”اگر میں اسے موریلی ہی کی

حیثیت سے وہاں پڑا رہنے دیتا تو اس کے گرے گے ہماری ٹلاش میں نکل کمرے ہوتے اور اب ہوش

چپ چاپ گھر سے نکل آئے تھے۔  
عمران ہوائی مستقر پر ان کا فنگھر تھا۔ انہیں دیکھتے ہی چک کر بولا۔ ”اخاہ....! خاصے  
تدرست ہو رہے ہیں آپ لوگ....!“

”قربانی کے بکرے تدرست ہی ہوتے ہیں۔!“ جیسون نے اسامنہ بن کر بولا۔  
”ابھی سے دم نکلنے لگا۔ ارے ابھی تو جینوں پہنچ کر خیر اندر یشوں کی خبر لینی ہے۔!“ عمران  
چیو ٹکم کا پیس منہ میں ڈالتا ہوا بولا۔

”اوہ....! تو کیا یہاں کا کام ختم ہو گیا باس....؟“ جوزف نے پوچھا۔  
”چھپلی رات کو ہی ختم ہو گیا تھا۔!“

”تو کیا موریلی....؟ لیکن تم نے اس کی تصویر تو نہیں دی تھی۔!“  
”وہ جیسون ہار لے ہی تھا۔ وہی ابجنت جس نے ایکس ٹو کوڈبل کر اس کیا تھا۔ لیکن بحیثیت  
موریلی میک اپ میں رہتا تھا۔ دوہری زندگی بس کر رہا تھا۔ ایکس ٹو کا ابجنت ایڈلی دے ساداں یا  
لویساکے تو سطے سے بنا تھا۔ لہذا میں نے تمہیں ڈاڑھی رکھوادی تھی اور میرا یہ اندیشہ بھی درست  
ٹکا کہ وہ لویسا ہی کے بھڑکانے پر ہمارے خلاف ہوا تھا۔ دیسے یہ محض اتفاق تھا کہ تم سیدھے  
وہیں پہنچ جہاں کبھی پرنہ ہربنڈا نے قیام کیا تھا۔ ورنہ مقصد تو یہی تھا کہ تم روم کی سڑکوں پر  
بیکٹ پھر دھتی اکہ جیسون ہار لے تمہاری طرف متوجہ ہو کر اپنی کمین گاہ سے نکل آئے اور میں اسے  
مادرالوں۔!“

”اگر ہم ہی مارڈا لے گئے ہوتے تو....؟“ جیسون بول پڑا۔

”شریفوں کے سے ٹیپے میں مارے جاتے.... سجان اللہ.... اچاہاں....! جوزف تم یہ اپنا  
بغیر ڈاڑھی والی تصویر کا پاپسورٹ سنجاوو.... ہم روونہ ہی ہونے والے ہیں۔ دیسے جیسون  
سلیکھ....! تم ڈاڑھی اور بڑھے ہوئے بالوں کے بغیر اتنے اچھے لگتے ہو کہ....!“  
”پلیز.... یور مجھی....!“ جیسون نے احتجاج کہا اور نہ اسامنہ بنائے ہوئے دوسری طرف  
دیکھنے لگا۔

عمران نے جوزف کو آگھے ماری تھی اور جوزف کے دانت نکل پڑے تھے۔

میں آنے کے بعد جب ایک انجینی کی لاش میرے بس میں دیکھیں گے اور اس کے بینے پر اپنے  
گروہ کا نشان بھی دیکھیں گے تو یہی سمجھیں گے کہ موریلی اسے مار کر کسی وجہ سے کہیں چل دیا  
اس طرح وہ اس لاش کو ٹھکانے بھی لگا دیں گے۔!

”تم نے اپنا شناختی کا رڈ بھی اٹھایا تھا وہاں سے یا نہیں۔!“

”میں ایسی چیزیں بھولا نہیں کرتا۔!“

”مجھے یقین نہیں کہ تم اس دنیا کے آدمی ہو۔!“

”مرخ نے آیا ہوں۔!“

”مع جتنا.... تم واقعی سارو کے دوست ہو یا نہیں.... میرا خیال ہے کہ تم عرصہ سے  
موریلی کی تاک میں رہے تھے اور وہ دونوں دراصل تمہارے ہی آدمی تھے۔!“

”اگر میں سارو کا دوست نہیں.... تب بھی میں نے تمہارے ساتھ کوئی نہ ای نہیں کی۔  
موریلی کے بارے میں سچی بات یہ ہے کہ میں اس کی تاک میں تھا۔ اس نے یہاں میرا بڑی نس  
خراب کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہاں وہ میرے ہی آدمی تھے اور اسی لئے یہاں آئے تھے کہ  
موریلی ان سے چھیڑ چھاڑ کرے اور میں اسے ٹھکانے لگا دوں۔ لیکن یقین کرو کہ میں اسے موریلی  
کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا۔ یہ آسانی مجھے تمہاری ہی وجہ سے ہوئی اور ہاں....! میں تم سے  
صرف اتنا ہی چاہوں گا کہ تم جنہی گارڈوں کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔!“

”تم کہتے ہو تو یہی ہو گا۔!“ وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے بولی۔

”اجرازی عبدالنآن تمہیں ہمیشہ یاد رکھے گا۔!“

”اور جب بھی یہاں آئے گا میر امہمان رہے گا۔!“

لیکن دوسری صبح جب وہ بیدار ہوئی تو اجرازی عبدالنآن اپنے ٹیلے سمیت غائب تھا اور  
کیوں نہ غائب ہو جاتا اسے ترورم پہنچ کر ان دو قربانی کے بکروں کو ٹلاش کرنا تھا جن کی وساطت  
سے وہ غیناٹک پہنچا تھا اور پھر غیناٹک نے اس کی راہنمائی موریلی سکن کی تھی۔ گارڈوں اور غیناٹک کو اصل تھے  
کا علم نہ ہو سکا۔

روم پہنچ کر جیسون نے بتائے ہوئے فون پر نمبر رنگ کر کے ہدایات طلب کی تھیں۔ اس  
سے کہا گیا تھا کہ وہ دونوں نصف شب کو ہوائی مستقر پر پہنچ جائیں اور وہ گارڈوں کی عدم موجودگی میں

## خبر انڈیش

(دوسرा حصہ)

### پیشہ

”خیر انڈیش سے ملنے۔ لیکن اس بار میں کہانی سے متعلق کچھ نہیں عرض کر سکتا۔ پڑھئے اور خود ہی فیصلہ کر جئے۔ ویسے اتنا ضرور کہوں گا کہ سلسلے کی کتابیں بندرتیج زور پکڑتی ہیں۔

اس بار دراصل کچھ بے حد ضروری خطوط کے جوابات دینے ہیں یوں بھی لاڑکانہ سے ایک دوست نے لکھا ہے کہ پیشہ میں وہی کو میٹھا ثابت کرنے کی بجائے خطوط کے جوابات کا سلسلہ شروع کر دوں لہذا سب سے پہلے ایک پیرنگ لفافے کا ذکر کروں گا۔ خط بربان پنجابی تحریر کیا گیا ہے۔ جزاً نوالہ سے کسی بہت ہی اللہ والے گھرانے کے کسی بے حد برگزیدہ فرد نے تحریر کیا ہے۔ ایسی ایسی دعائیں لکھی ہیں مجھے کہ میں ان کا بے حد مغلکور ہوں۔ خدا تادیراں کا سایہ ہم جیسوں کے سر پر سلامت رکھ۔ آمین۔

ایک صاحب نے کراچی سے لکھا ہے کہ حمید کی شادی کری دیجئے۔ سیکھ سرودس کے کسی ممبر کی شادی بھی نہیں کرتے۔ آخر کسی کی توکری دیجئے۔

ہر گز نہیں جناب.... شادی ہرگز نہیں۔ ویسے آپ دعوت ہی کھانے پر مصر ہیں تو شامیانہ وغیرہ لگوا کر کسی کا صرف ولیمہ کے دینا ہوں، شادی ہرگز نہیں کر سکتا۔

ایک اور صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ میں آخر اشیائے

خوردنی میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کیوں نہیں لکھتا۔ اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ بین الاقوامی سازش کے تحت ہو رہا ہے تاکہ پاکستانی قوم جسمانی طور پر ناکارہ ہو جائے۔

گزارش ہے کہ بھائی آپ خود اپنی قوم کو کیا سمجھتے ہیں؟ کسی دوسری قوم کو کیا پڑی ہے کہ اتنے ہیر پھیر کے ساتھ کوئی ایسا چکر چلائے کہ آپ کو اس پر ”بین الاقوامیت“ کا شہر ہونے لگے۔ بن زبان نہ کھلوا یے۔ ورنہ جبہ دستار سے لے کر منی اسکرٹ تک سمجھے بے چارے پر جھپٹ پڑیں گے۔

کراچی سے ایک بغلہ دیشی مہاجر نے کتاب کی قیمت بڑھانے پر احتجاج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آخرانے موئے موئے ڈا ججست کم قیمت پر کیوں نکل رہے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کے ہاتھ کچھ بہت پرانے ڈا ججست لگے ہیں جن پر کئی سال پہلے کی قیمتیں درج ہیں اور پھر انہیں اخباری کاغذ نسبتاً ستر خوب پر ملتا ہے۔ مجھے کھل بازار میں منہ مانگے دام ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ( واضح رہے کہ سرکاری طور پر صرف اخبارات اور رسائل کو کاغذ کا کوڈ ملتا ہے۔)

میر پور خاص سے ایک بھائی رقم طراز ہیں کہ قیمت بڑھائی ہے تو مواد بھی بڑھاؤ۔ ایک صفحے پر کم از کم چھپیں سطریں لکھواؤ۔ بھائی! قیمت تو کاغذ کی قیمت کی مناسبت سے بڑھائی ہے۔ کیا میری محنت کی کوئی قیمت نہیں؟

والسلام

ابن صفحہ

۱۹۷۳ء / ۲۳ اگست

جمیل کیا تھی ایک چھوٹا سا سمندر تھا جس کے مغربی کنارے سے مشرقی کنارے تک نظروں کی راستی ممکن نہیں تھی بس پانی ہی پانی تھا اور افق میں دھواں دھواں سے پہاڑوں کے آثار نظر آتے تھے۔ جمیل کے مغربی کنارے پر دور تک سر بیز و شاداب پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور یہ پہاڑیاں دیران بھی نہیں تھیں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بستیاں نظر آتی تھیں جن کے مکنوں کی براوقات کا ذریعہ انگوروں کی کاشت تھی۔ آس پاس کے شہروں کے لوگ ان اطراف میں چھیباں گزارنے کے لئے بھی آتے تھے اور ان چھوٹی چھوٹی بستیوں کی رونق بھی کم نہ ہوتی۔

جمیل کے مغربی کنارے پر بے شمار کشتیاں دبن بھر آتی جاتی رہتیں۔ انہی کشتیوں کے ذریعے انگوروں کی بڑی بڑی ٹھیکیں شراب کشید کرنے والے کارخانوں تک پہنچائی جاتی تھیں۔

جمیل میں ماہی گیری بھی ہوتی تھی۔ لیکن مغربی کنارے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صرف ایک اسٹیر کی اجارہ داری تھی۔ دن بھر وہ شکار کے لئے سرگرد ایں رہتا اور شام کوڑی سی کے ڈوک پر لنگر انداز ہو جاتا۔

ڑیسی ان اطراف کی نسبتاً بڑی بستیوں میں سے تھی اور یہاں اس علاقے کے سب سے اچھے انگوروں کے باغات تھے۔ سیاحوں کے قیام کے لئے اوسط درجے کے تین ہوٹل بھی تھے ایک گیراج تھا جہاں کرائے پر گاڑیاں مل جاتی تھیں۔ ایک اوپر اہواز ایک سینماہال تھا جہاں ہر روز نی فلم دکھائی جاتی تھی۔

ماہی گیری کے اسٹیر کا عملہ جو اخبارہ افراد پر مشتمل تھا رات گئے ٹریسمنی کے ہولوں میں ٹھنڈ قسم کی تفریحات میں مشغول رہتا تھا اس کے اخراجات دیکھ کر مقامی لوگ سوچتے تھے کہ

کپتان الفروزے کے چہرے پر سمجھی گئی طاری ہو گئی۔  
 ”خواتین و حضرات....!“ وہ یک بیک المحتا ہوا بولا۔ ”میری شہنشاہیت کا دور ختم ہوا!“  
 ”کیا بات ہے.... کیا بات ہے....؟“ کنی آوازیں آئیں۔  
 ”میرا باباں اچانک وارد ہوا ہے!“  
 ”تھہار باباں ہمیشہ اچانک ہی وارد ہوتا ہے!“ کوئی بولا۔  
 ”اُسکے سر پر سینگ ہیں اور ایک نیمی ہی دم بھی رکھتا ہے!“ الفروزے نے مسکرا کر کہا۔  
 ”ضرور یہی بات ہو گی!“ ایک عورت بولی۔ ”بستی والوں نے کبھی تمہارے باس کو  
 نہیں دیکھا۔!“

”دُم دار حضرات سب کو نظر نہیں آتے۔ اچھا خواتین و حضرات شب بخیر....؟“ پھر اس کے  
 وزنی جو توں کی آواز ہال میں گونجئی تھی.... ماتحت اس سے دو قدم پیچے چل رہا تھا۔ باہر نکل  
 کر اس سے پوچھا۔ ”مود کیسا ہے باس کا....؟“ اس نے کچھ آلو تو نہیں چبار کھے۔!  
 ”مود اچھا نہیں معلوم ہوتا کیپٹن....!“ جواب ملا۔  
 ”ہوں.... اچھا.... دیکھیں گے....!“

ذوک ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ راستہ بیدل ہی طے کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے  
 الفروزے کی ساری خوش مزاجی فضائیں تخلیل ہو گئی ہو۔ انہیں ادا کرنا تو اسکے ماتحت کو اس کی  
 آنکھوں میں تشویش کی پر چھائیاں ضرور نظر آتیں اسی پر پہنچ کر وہ اپنے کہیں میں تھا داخل ہوا تھا۔  
 ”یہی باس....!“ وہ سامنے پیٹھے ہوئے آدمی کے سامنے ”اثمِ شن“ ہوتا ہوا بولا۔  
 نووارد او ہیزر عمر کا ایک توانا آدمی تھا۔ آنکھوں سے سرد مہری پیکتی تھی۔ پسلے پتلے ہونٹ  
 پہنچنے ہوئے تھے۔

”بیٹھ جاؤ....!“ اس نے سامنے والے اسٹول کی طرف اشارہ کیا۔  
 ”تھیک بس....!“  
 ”وہ چند لمحے الفروزے کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ ”شاملی کنارے کی کیا کیفیت ہے....؟“  
 ”سب تھیک ہے باس....!“  
 ”کیا تھیک ہے....؟“

شاید وہ لوگ کو مو جھیل سے سونے کی گھپلیاں پڑتے ہیں۔ ہر فرد پانی کی طرح کرنی بہاتا تھا اور  
 اُن کا سر برہا تو شہنشاہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ بھاری بجزوں اور جنگ پیشانی والا ایک بدہیت اپنی تھا۔  
 شانے غیر معمولی طور پر چوڑے تھے اور جسامت کے اعتبار سے دیو معلوم ہوتا تھا۔ مراجح کی حس  
 نہ رکھتا ہوتا تو لوگ اس سے خائف ہی رہتے۔ البتہ اجنبی اسے اپنے قریب دیکھ کر تھرا لختے تھے۔  
 ٹرینی قبیلے کے کسی فرد کو اس کے خلاف کبھی کسی ڈیکائیت کا موقع نہیں ملا تھا۔ قبیلے کی جوان  
 عورتوں میں اس کے لطفیے بے حد مقبول تھے۔ بہتری تو سر شام ہی اس قفر میں پڑ جاتی تھیں کہ  
 اس رات اس کی نشست کس ہوٹل میں ہو گی۔ وہ ایک شریف اور ہنوز آدمی کی طرح ان سے  
 پیش آتا تھا اور اس کے گرد عورتوں کی بھیز ضرور ہوتی۔

اس کے ماتحت اسے کپتان بلڈوزر کہتے تھے۔ ویسے اس کا نام الفروزے تھا۔ بہر حال کپتان  
 الفروزے اپنی بد صورتی کے باوجود بھی بستی میں مقبول تھا۔  
 اس وقت بھی فلکی پے نو کے ڈائینگ ہال میں اس کی میز کے گرد کئی لوگ موجود تھے اور  
 ان میں عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ وہ انہیں بتا رہا تھا کہ اس کی چچی اپنے ہر بچے کی پیدائش پر کس  
 طرح شور مچایا کرتی تھی اور کس طرح خدا کے حضور گزوگرا کر اس عہد کے ساتھ اپنی زندگی کے  
 لئے دعایماں کرتی تھی کہ اگلی بار اس کے چچا کو ضرور قتل کر دے گی۔

وہ سب قبیلے کا رہے تھے۔

”تم کہاں تھے اس وقت....؟“ کسی نے پوچھا۔  
 ”میں.. میں..!“ وہ ایک کی ٹھلل دیکھتا ہوا بولا۔ ”میں تو پیدا ہی نہیں ہوا تھا اس  
 وقت!“

”تب پھر جھوٹ ہے....!“  
 ”قطیع ہے.... میں نے یہ کہاں اپنے چچا کی زبانی سنی ہے۔ کبھی کبھی بہت زیادہ نشے کی  
 حالت میں اس کا مفعکہ اڑایا کرتا تھا.... کہتا تھا.... دیکھا تم نے....!“ وہ خود مر گئی اور میں ابھی  
 زندہ ہوں۔!

گفتگو کا یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ اسی پر اسی پر اس کے عملے کا ایک آدمی اس کی میز کے قریب آ کر کھڑا  
 ہوا پھر اس نے جنگ کر آہستہ سے اس کے کان میں پکھ کھا تھا۔

”سرحد کے محافظتی میں جو پچھلے مہینے تھے کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔“

”کھیپ آنے والی ہے.... سیار رہتا۔!“

”او.... کے باس....!“

”اور ہاں.... ایک مری خبر بھی ہے۔!“

پکتان اسے وضاحت طلب نظرودن سے دیکھتا رہا اور وہ قدرے توقف کے ساتھ بولا۔  
”جیسن ہار لے مارڈا لگا۔!“

”نہیں....!“ پکتان بے ساختہ اسٹول سے اٹھ گیا۔

”ہاں....!“ باس دوسری طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ”بولسینا جھیل میں اس کی لاش تیرتی ہوئی ملی  
ہے۔ سینے پر روم کے بھیڑیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔!“

”بھیڑیوں کا نشان....?“

”ای پر حیرت ہے....! کیونکہ بھیڑیوں کا سربراہ تو وہ خود ہی تھا۔!“

الفروزے پھر بیٹھ گیا.... اس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

”تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کی طرف سے اسے خطرہ تھا۔...!“

”نشان اخذ کرنے کی کوشش مت کرو....!“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”ساری دنیا میں میرا واحد  
حریف بہت باخبر آدمی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کتنی ہو ریشیوں کی قید میں نہ ہوتا۔!“

”میں نہیں سمجھا بس....!“

بھیڑیے جیسن ہار لے سے واقع نہیں تھے۔ وہ اسے ڈاؤ موریلی کی حیثیت سے جانتے  
تھے۔ بھیڑیت ہار لے وہ ان کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔!

”تو کیا اس کی لاش میک اپ میں نہیں تھی....?“

”نہیں....! اپنی اصلی شکل میں تھی اور اس کے سینے پر بھیڑیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔!“

الفروزے تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ ”میا آپ اس کے کسی بھیڑیے سے ڈال  
ٹوڑ پر بھی واقف ہیں۔!“

”نہیں.... ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں یا تعداد میں کتنے ہیں۔! ہار لے کی  
اپنی ذاتی تنظیم تھی جس سے اس نے اپنی اصلی شخصیت پوشیدہ رکھی تھی۔!“

”جب تو پھر یقین کر لیتا چاہئے کہ وہ اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں مارا گیا ہو گا۔!“ الفروزے

بول۔

”وہ کس طرح....؟“ بس کا الجہ بے حد سرد تھا۔

”کسی ایک کواس کی اصلاح کا علم ہو گیا ہو گا۔ بس اس نے ہاتھ صاف کر دیا اب تنظیم کو خود  
سنجالے گا۔!“

”اس کا امکان ہے....!“ بس نے طویل سانس لی۔

”تحوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی اس کے بعد بس نے کہا۔ ”بہر حال ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔!“

”کس سے....?“

”ای سے.... جس نے کرتی ہو ریشیوں کا منصوبہ ناکام بنادیا تھا۔!“

”اوہ.... وہ ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔!“

”خوش نہیں میں بتلا ہوتا اچھا نہیں۔ اس کے بارے میں ہماری معلومات زیادہ نہیں ہیں۔  
کچھ دنوں پہلے تو ہم یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ جنوبی ایشیا میں ہمیں کیوں ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑتا  
ہے۔ جیسن ہار لے ہی نے ایکس ٹوکی غیر واضح نشان دی کی تھی۔!“

”اور وہ بالآخر مارڈا لگا۔ اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں....!“ الفروزے بولا۔

”مجھے اس میں شبہ ہے اگر لاش پر بھیڑیوں کا نشان نہ پایا جاتا تو اس کے بارے میں سوچا  
جائسکا قائم خود غور کرو جیسن ہار لے کی حیثیت سے وہ بھیڑیوں کے لئے قطعی اجنبی تھا اس لئے  
اپنے کسی آدمی کے ہاتھوں مارے جانے کی صورت میں اس کے سینے پر نشان پائے جانے کا کوئی  
بواز نہیں۔!“

”میں سمجھ گیا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔!“

”میا سمجھ گئے....؟“ بس نے سرد لبھے میں سوال کیا۔

”ایکس نو کے کسی ایجنت کے ہاتھوں مارا گیا جس نے اس کے قتل کی ذمہ داری بھیڑیوں کے  
کڑا لئے کی کوشش کر دیا اور شاید اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔!“

”ہاں....! میں اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ روم میں ہونے والے زیادہ تر جرائم بھیڑیوں ہی کے  
کر منڈھے جا رہے ہیں۔!“

سے پچھر گیا تھا یہاں بھی ان کے پاس کسی کافون نمبر تھا۔ جس پر مقررہ اوقات کے مطابق رنگ کر کے انہیں اپنے لئے پروگرام طلب کرنا پڑتا تھا۔ آج تیرے دن بھی انہیں یہی ہدایت ملی تھی کہ جس طرح چاہیں وقت گزاریں فی الحال ان کے لئے کوئی کام نہیں ہے۔!

”ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی....!“ دفعتہ جوزف بولا۔

”ایک کیا دس بھی ہوں تو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی!“ جیسن نے لاپرداہی سے شانوں کو جتنیش دی۔

”نہیں سمجھ گی سے سنو....! آخر ہمارا مصرف کیا ہے!“

”تمہارا مصرف چھ بو تلیں اور میرا مصرف کچھ بھی نہیں ہے۔ کل جس عورت نے ساحل پر ملنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی نہیں ملی!“

”سارے کام تو وہ خود نپاتتے پھر رہے ہیں!“

”آخر تھیں کب یقین آئے گا کہ تم قربانی کے کمرے ہو!“

”تو پھر قربانی ہی ہو جاتی!“

”ہو جائے گی کسی دن....! فکر نہ کرو....!“

”اوہ ہو....!“ جوزف چوک کر گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ ”کمال کرنے کا وقت ہونے والا ہے۔

صرف سات منٹ رہ گئے کسی باریاریستوران میں چلو!“

”بار میں نہیں....! ریستوران میں!“ جیسن نے کہا۔

”بار میں بیٹھ کر کبھی نہیں پیتا....!“

”اس لئے ریستوران ہی میں مناسب رہے گا.... آؤ....!“

وہ ایک قریبی ریستوران میں داخل ہوئے یہاں سلف سروس کا قاعدہ رائج تھا۔ انہوں نے

جلدی جلدی اپنے لئے کچھ چیزیں خریدیں اور ایک میز سنبھال لی۔ جوزف گھڑی دیکھتا رہا تھا۔

”وقت ہو گیا.... جاؤ....!“ جوزف نے کاونٹر کی طرف اشارہ کیا۔

جیسن اٹھ کر کاونٹر کے قریب آیا اور کلرک کو کال کا کوپن دے کر فون پر نمبر ڈائل

کے اور دوسرا طرف سے جواب ملنے پر ماڈ تھہ پیس میں بولا۔ ”جے اسپینگ!“

”ہولڈ آن کرو....!“ دوسرا طرف کہا گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے عمران کی آواز سنی تھی۔

”تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ مطلب یہ کہ ہم کس طرح محتاط رہیں جب کہ ان لوگوں کے بارے میں ہماری معلومات بھی ناکافی ہیں!“ افروزے نے نہ تھکر لجھے میں کہا پھر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ ”میں جیسن ہارلے نے اس دوران میں آپ سے رابطہ قائم کیا تھا....؟“

”نہیں....! البتہ کرتی ہو ریشیو کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر اس نے مجھے اس خطرے سے آگاہ کر دیا تھا!“

”اوہ.... باس تب پھر یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ایک نوہی کے کسی ایجنس کے ہاتھوں مار گیا ہو!“

”بات دراصل بھی ہے کہ میں خود بھی ابھی تک اس سلسلے میں کسی حقیقی نتیجے پر نہیں پہنچا ہو!“ باس نے طویل سانس لے کر کہا۔

”اور پھر میں یہ بھی نہیں جانتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت کر گل ہو ریشیو کو زبان کھونے پر جبور نہیں کر سکتی!“ افروزے بولا۔ ”ہماری طرف ان کا رخ اس صورت میں ہو سکے گا جب“ ہمارے متعلق کچھ جانتے ہوں۔ خیر اندیشوں کا قانونی برس بے داغ ہے!“

”سوال کرتی ہوں ہو ریشیو کا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ دو افراد اور بھی ایسے تھے جنہیں ہمارے اندر ورنی معاملات کا علم تھا۔ بعض لوگوں پر اعتماد کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا اصل برس کیا ہے!“

”جانتا ہوں باس....! اور اکثر سوچتا رہتا ہوں کہ ہمارا طریق کارکیسر غلط ہے۔ ایسے بزرگ میں سر برہا کے علاوہ اور کسی کو بھی بنیادی مقاصد کا علم نہ ہونا چاہئے!“

”میرے حریف ایک نو کا طریق کارکس کے برکس ہے اس کے ماتحت نہیں جانتے کہ کون ہے، کہاں رہتا ہے اور اپنے آر گناہزیں کو کس کس طرح کنزوں کرتا ہے!“

”واقعی ہم دشواری میں پڑ گئے ہیں!“ افروزے پر تھکر لجھے میں بولا۔ ”لیکن ہمارا تو کام دشواریوں سے گزرنا ہے!“

”میں یہی سنا چاہتا تھا....!“ باس کی بے مرود آنکھوں سے ہلکی سی گرم جوشی جھلکنے لگی۔



جیسن اور جوزف جنیووا کی سڑکوں پر مزدگشت کرتے پھر رہے تھے۔ عمران ایک بار پھر

”ہیلو ہینڈ م...!“  
 ”اوہ... شکر ہے کہ آپ کی آواز سنائی دی!“ جیسن بولا۔  
 ”لیکن میں اس عورت کا بدل تو نہیں ہو سکتا جس نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ آج ساحل پر تمہارا انتظار کرے گی!“  
 ”خدا کی پناہ... آپ جانتے ہیں!“  
 ”کیوں نہیں...!“  
 جیسن نے تھہہ لگایا اور بولا۔ ”میں سمجھ گیا۔!“  
 ”میا سمجھ گئے...؟“  
 ”آپ ہمارے چال چلن کی تصدیق کرنے کے لئے ہمیں یہاں لائے ہیں۔!“  
 ”تم اپنے ساتھ اس کا لئے کو بھی جاؤ کرو گے!“  
 ”تابہ ہونے کی صلاحیت سرے سے رکھتا ہی نہیں بے چارہ!“  
 ”اچھا شٹ اپ... جاؤ... وہ عورت وہیں تمہاری منتظر ہے!“  
 ”میا آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں...؟“  
 ”تمہیں وہ جگہ یاد ہے ناجہاں اُس نے ملنے کو کہا تھا۔“  
 ”جی ہاں...! اچھی طرح یاد ہے!“  
 ”وہیں سے مغرب کی طرف سیدھے چل پڑتا قرباڑھائی تین فرلانگ کے فاصلے پر ایک ڈول نظر آئے گا جہاں بڑی بڑی لانچیں لکر انداز رہتی ہیں۔ ہائی لووناہی لانچ تلاش کرنی ہے تمہیں!“  
 ”اور وہ عورت...؟“  
 ”پچھلی رات کسی اور کے نکاح میں آگئی۔ تمہارے لئے دوسری تلاش کر دوں گا!“  
 ”میں سمجھ گیا!“ جیسن نے غصیلے لمحے میں کہا۔ ”لانچ تلاش کر لینے کے بعد کیا کرنا ہوگا!“  
 ”لانچ کی نگرانی!“  
 ”کب تک...؟“  
 ”فی الحال اسے تلاش کرتا ہے۔ مل جانے پر تم وہیں سے اس فون نمبر پر اطلاع...!“  
 ”جوزف کے لئے کوئی پیغام!“

”کم سے کم پینے کی کوشش کرے!“ دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔  
 جیسن نے صرف پیغام ہی جوزف سکن پہنچا تھا اور اپنی خریدی ہوئی اشیاء پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھے صرف پیٹ بھرنے کی ہدایت فون پر موجود ہوئی ہو۔  
 ”باس نے اور کچھ نہیں کہا۔“ جوزف نے اسے گھوڑتے ہوئے پوچھا۔  
 ”خوب ڈٹ کر کھاؤ... پھر پڑتے نہیں کہ کھانا نصیب ہو!“  
 جوزف نے شانوں کو جنمیں دی اور سر جھکا کر کھانے میں مشغول ہو گیا۔ جیسن پھر انھ کر کاٹر کی طرف چلا گیا تھا۔ اُس نے کافی طلب کی اور نڑے اٹھائے ہوئے دوبارہ میز پر آگیا۔  
 کافی پینے وقت اس نے جوزف کو بتایا کہ اب انہیں کیا کرنا ہے۔  
 ”ٹھیک ہے... یہ ہوئی تا... کام کی بات....!“ جوزف کے دانت نکل پڑے۔  
 ”لیکن اگر ہمیں ڈوک پر پہنچنے سے روکا گیا تو....!“ جیسن بولا۔  
 ”روکا تو جائے گا لیکن تم شائد یہ بھول گئے کہ ہمارے پاس یہاں کے محکمہ صحت کے شناخت نامے موجود ہیں ہم روکنے والوں کو ہماں اپنی موجودگی کا کوئی سبب بتا سکیں گے!“  
 ”شناخت نامے اصلی ہرگز نہیں ہو سکتے!“  
 ”تھہہ ہوں....!“ جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔  
 ”دھر لئے جائیں گے!“  
 ”میا غم ہے.... تم پہلے خود کو قربانی کا بکرا تعلیم کر چکے ہو!“ جوزف مسکرا کر بولا۔  
 ”صرف تم ہو... میں ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا!“  
 ”میں پہنچا دوں گا... تم اس کی فکر نہ کرو!“  
 ”میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں کی آب و ہوا میں تم بہت زیادہ چکر رہے ہو!“ جیسن بھتنا کر بولا۔  
 ”بھر روم کی آب و ہوا میری صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہے!“  
 ”چلوا ٹھو... ہمیں دن رہے ہی ہماں پہنچانا ہے!“  
 پھر ایک بس میں بینٹ کر وہ ساحلی علاقے کی طرف روانہ ہوئے تھے۔  
 ”یہاں تمہاری نسل کے لوگ خاصے و کھائی دیتے ہیں!“ جیسن کچھ دیر بعد بولا۔  
 بس میں کئی سیاہ فام افریقی موجود تھے۔

بیمن نے کہا۔ ”براؤ کرم ہمیں لانچ کی پوزیشن سے آگاہ کرو!“  
”خود جا کر دیکھ لو.... ہمارے پاس ایکٹرین کا نقشہ نہیں ہوتا۔“ گارڈ نے ترش روئی سے کہا۔

”شکریہ...! کہہ کر جیسن آگے بڑھ گیا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

ڈوک پر بہت سی لانچیں لنگر انداز تھیں۔ ہائی لیو کو ڈھونڈھ نکالنے میں قربیا میں منت  
صرف ہوئے تھے۔ یہ ایک شاندار لانچ ثابت ہوئی تھی کسی مال دار آدمی کی بھری تعیش گاہ معلوم  
ہوتی تھی۔

”سوال تو یہ ہے کہ اب اس کی نگرانی کریں کہ ٹیلی فون تلاش کرتے پھریں۔“ جیسن  
بڑھ لیا۔

”میں ہمیں ہوں...!“ جوزف بولا۔ ”تم ڈوک کے گیٹ سے فون کرو جا کر...!“

”ضروری نہیں کہ وہاں مجھے فون استعمال کرنے دیا جائے۔!“

”غائبًا تم پھر بھول گئے کہ تمہارے پاس مکمل صحت کا شناخت نامہ موجود ہے۔!“ جوزف نے  
ٹک لجھے میں کہا۔

”ہوں.... اچھا میں دیکھتا ہوں۔!“ جیسن نے کہا۔ ”تم محتاط رہنا.... کیوں کہ تمہیں  
اطالوی نہیں آتی۔!“

”جاوے.... میری فکر نہ کرو....!“

جیسن گیٹ کی طرف پلٹ آیا اور اسی گارڈ سے گفتگو کرنے لگا جس نے ان کے شناخت  
نامے دیکھتے تھے۔

”ہمارا فون عام استعمال کے لئے نہیں ہے۔!“ گارڈ اسے گھورتا ہوا بولا۔

”لیکن میں عام آدمی نہیں ہوں تم ابھی میرا شناخت نامہ دیکھ چکے ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ  
تمہیں اس کے لئے جواب دی بھی کرنی پڑے۔!“

”کے کال کرو گے....؟“

”اپنے آفیسر کو.... اس کا دوست بیمار ہو گیا ہے.... ایک بیس طلب کر کے اسے یہاں  
سے لے جائیں گے۔!“

ٹھیک اسی وقت جیسن نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے پیچے آکر کھڑا ہو گیا ہے۔ گارڈ کی نظر

”تم کہاں نہیں مشر...!“ جوزف بولا۔ ”اب ہمارا زمانہ آرہا ہے پورے یورپ پر قبضہ  
کریں گے۔!“

”پیدل....!“

”یہی سمجھ لو.... پیدل ہی کچھ دنوں کے بعد سوار کھلاتے ہیں۔ اونہی کیوں فضولیات میں  
پڑے ہو کام کی سنو...! اگر ہمیں ڈوک پر جانے سے روکا جائے تو تم مکمل صحت کا شناخت نامہ  
پیش کر دینا۔!“

”موجودی کی وجہ پر چھی جائے گی۔!“ جیسن بھٹاکر بولا۔

”نہایت آسانی سے وجہ بھی بتا سکو گے۔ کہہ دینا تمہیں اطلاع ملی ہے کہ ہائی لیو پر نائیٹنڈ کا  
کوئی مریض موجود ہے اس طرح تمہیں ہائی لیو کی پوزیشن بھی معلوم ہو جائے گی۔!“

”بات تو ٹھیک ہے....!“ جیسن سر ہلا کر بولا۔ ”لیکن اگر ہائی لیو والوں نے اس جھوٹ پر  
کوئی ہنگامہ رپا کر دیا تو....؟“

”تم فکر نہ کرو.... میں ان میں سے کسی نہ کسی کو نائیٹنڈ کا مریض بنادوں گا۔!“

”لیکن ہمیں صرف نگرانی کی ہدایت ملی ہے اور اسکی ڈوک پر موجودی کی اطلاع بھی دیتی ہو گی۔!“

”کاش مجھے بھی اطالوی آتی ہوتی۔!“ جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”آجائے گی اگر ڈوک پر پناہی ہو گئی۔!“

”بس خاموش بیٹھے رہو....!“

جیسن نہ اسامنے بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس قسم کی کوئی  
بات کی گئی تو ڈوک کا کوئی گارڈ ان کے ساتھ ہائی لیو تک جائے گا اور بات بڑھ جائے گی۔ ویسے  
شناخت نامے کے استعمال کی حد تک تو جوزف کا مشورہ معقول تھا.... خیر.... لونی اور بات نا۔  
جائے گی شناخت نامے کے توسط سے۔!

ساحل پر پیش کردہ ڈوک کی طرف چل پڑے سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔

اندیشے کے مطابق انہیں گیٹ پر روکا گیا اور انہوں نے اپنے شناخت نامے کھائے۔

”کوئی غاص بات....!“ گارڈ نے پوچھا۔

”ہمارے آفیسر کا ایک دوست لانچ پر موجود ہے اس سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔!“

بھی اس کی طرف اٹھ گئی تھی۔  
”میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔!“ جیسن نے گارڈ کو مخاطب کیا۔  
”تم یہاں سے فون نہیں کر سکتے۔!“ عقب سے آواز آئی۔

جیسن نے مرنے سے قبل گارڈ کے ہونتوں پر طفیلی سی مسکراہٹ دیکھی تھی۔

”کیوں جتاب..؟“ جیسن نے اچبی سے پوچھا۔ لباس سے وہ کوئی جہاز رال ہی معلوم ہوتا تھا۔

”وجہ تمہیں بتائی جا چکی ہے۔ لیکن اگرچا ہو تو میرے ساتھ کہیں اور چل کر فون کر سکتے ہو۔!  
”میں تو یہیں سے کروں گا۔... میرے آفیسر نے یہی کہا تھا۔!  
”کیا نام ہے تمہارے آفیسر کا۔...؟“

”ٹوئنی امر انو۔!“ جیسن نووارد کو گھورتا ہوا بولا۔

”اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔!“ وہ سر ہلا کر بولا۔ ”کس مجھے سے تعلق رکھتے ہیں۔!  
”مکمل صحت سے۔....!“ جیسن نے کہا وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس شخص کا تعلق اسی لانچ سے

نہ ہو جس کے بارے میں اس نے گارڈ سے پوچھ چکھ کی تھی۔

”یہاں مکمل صحت کا کیا کام۔...؟“

”مجھے تو تمہاری صحت بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔!“ جیسن اُسے بغور دیکھتا ہوا بولا۔

”کیا تمہاری لانچ پر لا سکلی میں فون لگا ہوا ہے۔!  
”یہی بات ہے۔....!“ اس نے مسکرا کر اسے آنکھ ماری۔

”چلو۔۔۔!“ جیسن آگے بڑھتا ہوا بولا۔

”کچھ دور جا کر اچبی نے کہا“ چس فروخت کرنا چاہتے ہو۔!

جیسن چلتے چلتے رک گیا۔ ”کیا میں صورت سے چس فروش لگتا ہوں۔!  
”اس نے غصیل بھج میں کہا۔

”مکمل صحت سے تعلق ہے نا تمہارا۔....؟“

”بانکل ہے۔....!“

”اور تم چس فروخت نہیں کرتے۔!  
”قطعی نہیں۔!  
”

103  
”تو پھر یہاں کیا جھک مارنے آئے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ مکمل صحت کے غیر ملکی ملازم زیادہ  
چس کا کاروبار کرتے ہیں اور مجھے کے سربراہ کو اس کے لئے معقول معادنہ ادا کرتے ہیں۔!  
”تم مجھے فون کال کرانے لائے تھے۔!  
”

”کیا تم میرے بہنوئی ہو کہ میں تم پر خواہ مخواہ احسان کروں گا۔!“ جہاز رال نے کہا اور تیزی  
سے آگے بڑھ گیا۔ جیسن جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ مکمل صحت اور چس فروٹی؟ بات اس کی سمجھ  
میں نہیں آئی تھی۔ پھر وہ تیزی سے اس کی طرف چل پڑا جہاں جوز کو چھوڑ آیا تھا۔ چس اور  
مکمل صحت کا معاملہ اتنا متعین کھیز تھا کہ وہ سوچ سوچ کر مسکرا تا رہا۔ لیکن یہ مسکراہٹ برقرار نہ رہ  
سکی۔ کیونکہ جوز اپنی جگہ سے غائب تھا اور ہائی لیو ناتی لانچ کا بھی دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ وہ  
امتحانوں کی طرح ادھر ادھر بھکلتا پھر رہا۔ لیکن ہائی لیوڈ وک کے کسی حصے میں بھی نہ دکھائی دی۔

دفعتائی سے وہی جہاز رال ایک لانچ کے عرش پر کھڑا کھائی دیا جس نے کچھ دیر پہلے اس سے  
چس طلب کی تھی۔ جیسن نے زور زور سے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔  
”کیا ہے۔....؟“ وہ دیں سے غریبا۔

”میں ایک دشواری میں پڑ گیا ہوں پیداے بھائی۔....! میری مدد کرو۔.... میں تمہارا مسئلہ  
مل کر دوں گا۔!  
”

”عرش سے اتر کر ڈوک میں آگیا۔

”کیا بات ہے۔....؟“

”میرا ایک ساتھی اور بھی تھا جسے میں ہائی لیو کے قریب چھوڑ کر فون کرنے لیا تھا۔!  
”اچھا تو پھر۔....؟“

”اب نہ کہیں اس کا باتاہے اور نہ ہائی لیو کا۔!  
”

”تو پھر میں کیا کروں۔....؟“

”تم کھجتے کیوں نہیں پیداے بھائی۔.... چس اسی کے پاس تھی۔.... ہم دراصل اطمینان  
کے بغیر مال کسی کو نہیں دیتے۔!  
”

”کیا ہائی لیو پر فروخت کرنی تھی۔....؟“

”ہرگز نہیں۔.... میرا خیال ہے کہ میرے ساتھی سے زبردستی کی گئی ہے کیا سمجھے انگوڑے۔....  
”

ہزاروں لیرے کی جس اس کے پاس تھی۔!

”اگر تم پہلے ہی مجھے بتادیتے۔!

”چھوڑو ان باتوں کو.... اب تو کال کرادو.... میرے ساتھی کی زندگی خطرے میں ہے۔  
میں وعدہ کرتا ہوں کہ وافر مقدار میں بالکل مفت....!

”بکواس مت کرو....!

”یقین کرو.... میں تمہارے پاس لائچی پر موجود رہوں گا جب تک چرس پہنچ نہیں جائے  
گی۔ میں اپنے آفیسر کو فون کروں گا وہ بھی میراہم قوم ہے۔ اطالوی نہیں ہے کہ تم کسی قسم کا نظرہ  
محوس کرو۔!

”اچھی بات ہے... چلو...!“ جہاز اس طویل سانس لے کر بولا۔ وہ جیمسن کو لائچ پر لایا تھا۔  
”میرے آفیسر کی اطالوی زیادہ اچھی نہیں ہے اس لئے میں اس سے اپنی ہی زبان میں گفتگو  
کروں گا۔ تمہیں اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا۔!“ جیمسن نے ملجنیانہ انداز میں کہا۔

”نہیں.... نہیں.... تم اپنا کام کرو....!“ جہاز اس بولا۔ ”میرا نام انٹوینو ہے، بہت شریف  
آدمی ہوں بے وجہ کسی پر شبہ نہیں کرتا.... تمہارا نام....!  
”جمن....!

دونوں نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔

پھر جیمسن نے لا سکلی فون پر آپریٹر کو عمران کے فون نمبر بتائے تھے اور جلد ہی رابطہ قائم  
ہو گیا تھا۔ اردو میں اپنی کہانی دہراتے ہوئے اس نے کہا۔ ”میں یونگل ناہی لائچ پر ہوں۔!  
”ٹھیک ہے دہیں ٹھہر دو.... چرس.... چرس.... بھی پہنچ جائے گی۔ فکر نہ کرو۔!“ دوسری طرف  
سے عمران کی آواز آئی۔

سلسلہ منقطع کر کے جیمسن انٹوینو کی طرف مڑا اور بولا۔ ”وہ کسی کو پہنچ رہا ہے اور تمہارے  
لئے کم از کم اتنی چرس ضرور آئے گی کہ ایک ماہ تک عیش کرو۔!

”انٹوینو کو تم اپنا بہترین دوست پاؤ گے۔!“ اس نے ایک بار پھر جیمسن سے مصافحہ کیا۔  
”ہائی لیو کس کی لائچ ہے۔!

”پتہ نہیں.... دن بھر درجنوں آتی جاتی رہتی ہیں۔!

”یہاں سے نہ جانے کہاں گئی ہو۔!“ جیمسن کچھ سوچتا ہوا بڑا ہوا۔

”ہو سکتا ہے....! تمہارا ساتھی کسی اور لائچ پر سودا کر رہا ہو۔!

”یہ ناممکن ہے....! اسے سودا کرنے کا اختیار نہیں۔ میری عدم موجودگی میں کسی سے بات  
نہیں کر سکتا۔!“ جیمسن بولا۔

آدھے گھنٹے بعد خود عمران ہی وہاں پہنچا تھا۔ حسب وعدہ چرس بھی لایا تھا۔

”اب بتاؤ...! میں تم لوگوں کیلئے کیا کروں....!“ انٹوینو بے حد سرسری خاطر کرتا ہوا بولا۔

”اگر ممکن ہو تو ہم سارے ڈوک دیکھ لیں۔!“ عمران نے کہا۔ لیکن شائد تم اپنے مالک کی  
اجازت کے بغیر ایسا نہ کر سکو....!

”مالک کی عدم موجودگی میں پورے بحر روم کا چکر لگا سکتا ہوں۔ مجھ پر کوئی پابندی نہیں  
وہ ستو....!

”تب پھر اسے تلاش کرنا بے حد ضروری ہے.... ہزاروں کا مال ہے اس کے پاس....!  
جیمسن بولا۔

”دوستوں کے لئے جان کی بازی بھی لگا سکتا ہوں۔ چلو بھی دیکھتے ہیں انٹوینو نے جیمسن کے  
شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

”عمران نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد لائچ نے لنگر اٹھا دیا۔



جوزف ہائی لیو نامی لائچ کے قریب ہی کھڑا تھا لیکن انداز ایسا نہیں تھا جیسے اس لائچ سے اُسے  
کوئی دلچسپی نہ ہو۔ اس ایسا لگتا تھا جیسے اس جگہ رک کر کسی کا انتظار کر رہا ہو۔ دفعتاً ایک آدھی لائچ  
سے اُس اور اُس کے قریب کھڑا ہوا۔... یہ اطالوی ہی معلوم ہوتا ہے۔

”تم یہاں کیوں کھڑے ہو۔....؟“ اس نے اُسے گھوڑتے ہوئے پوچھا۔ لیکن سوال اطالوی  
زبان میں کیا لیتھا اس نے جوزف ہونوکو کی طرح منہ چھاڑے کھڑا رہا۔

”کیا تم نے سنائیں....؟“

”تم کیا کہہ رہے ہو۔....؟ میں نہیں سمجھ سکتا۔!“ جوزف نے انگلش میں کہا۔

”اوہ....!“ وہ اُسے گھوڑتا ہوا انگلش میں بولا۔ ”تم یہاں کیوں کھڑے ہو۔....؟“

"کیا یہاں کھڑے ہونے پر کوئی پابندی ہے....؟ میرا تعلق محلہ صحت سے ہے۔!"  
 "خوب.... میرے لئے بالکل نبی اطلاع ہے۔!"  
 "کیا مطلب....؟"

"سرکاری حکاموں میں کسی ایسے غیر ملکی کو ملازمت نہیں ملتی جو اطاولی نہ بول سکتا ہو۔!"  
 "میں صرف کام کرتا ہوں....!" جوزف نے غصیلے لمحے میں کہا۔ "بولنا میرے فرائض میں  
 شامل نہیں ہے۔!"

اطالوی نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ بلانے تھے لیکن پھر اس نے پھرتی سے روپا اور نکال لیا  
 اور دانت پیس کر بولا۔ "لائچ پر چلو....!"

جوزف نے تحریر اندماز میں پلکنیں جھپکائیں.... لیکن اسی طرح کھڑا رہا۔ آس پاس بالکل  
 سنا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔  
 "یہ حرکت قطعی غیر قانونی ہے تمہیں جواب دہونا پڑے گا۔" جوزف غصیلے لمحے میں بولا۔  
 "چلو....!" آس نے روپا اور کو جبکش دی۔

جوزف خاموشی سے لائچ کی طرف مڑ گیا تھا۔ عرش پر دو آدمی اور بھی نظر آئے ان کے  
 ہاتھوں میں بھی روپا اور تھے۔ کچھ کر گزرنے کا موقع ان کی موجودگی کی بناء پر ہاتھ سے نکل گیا۔  
 طوعاً و کرہاً اسے لائچ پر جانا پڑا۔ وہ ایک بڑے کیمین میں داخل ہوئے سب سے پہلے جوزف کی جانب  
 تلاشی لگی لیکن کوئی ایسی چیز برآمد نہ ہو سکی جس کی بناء پر اس کی شخصیت مشتبہ قرار دی جا سکتی۔  
 "اوہو.. شاخت نامہ بھی موجود ہے... محلہ صحت کا!" انگلش بولنے والے اطاولی نے کہا۔  
 "ارے تو کیا میں فراڈ ہوں....!" جوزف جھنجلا کر بولا۔

"یہ شاخت نامہ جعلی ہے۔!"  
 "کیوں شامت آئی ہے تمہاری....?" جوزف غریباً۔  
 وہ کچھ نہ بولا۔ غور سے جوزف کو دیکھے جا رہا تھا۔ جیسے کسی سوچ میں پڑ گیا ہو۔ پھر اس نے  
 اپنے دونوں ساتھیوں سے اطاولی میں کہا۔ "اے نیچے لے چلو....!"  
 دونوں نے آگے بڑھ کر اپنے روپا اور جوزف کے پہلوؤں سے لگادیئے اور اسے لائچ کے  
 نچلے حصے میں لے آئے۔ یہاں اندر ہمراہ تھا ان میں سے کسی نے بلب روشن کر دیا پھر جوزف نے

بنکل خود کو چوک پڑنے سے روکا تھا۔ سامنے ہی ایک سیاہ قام لاکی استول پر بیٹھی نظر آئی تھی۔  
 جوزف ہی کی نسل کی معلوم ہوتی تھی۔ اس نے بھی اُسے آنکھیں چھاڑ کر دیکھا تھا۔

"اب بتاؤ کہ تم کون ہو....؟" جوزف سے پھر پوچھا گیا۔

"کیا تم نے میرے شاخت نامے پر میرا نام نہیں دیکھا....؟" جوزف غریباً۔

"تمہاری بہیاں چور کردی جائیں گی.... اگر زبان نہ کھوں۔!"

"میرا نام جوزف موگنڈا ہے....!"

"اور یہ لڑکی کون ہے....؟"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا.... میں کیا جانوں....؟!"

"لڑکی....! یہ کون ہے....؟" اس نے کڑک کر پوچھا۔

"میں نہیں جانتی.... پہلے کبھی نہیں دیکھا....!" وہ مردہ کی آواز میں بولی۔

"باس کو آنے دو....!" اطاولیوں میں سے ایک نے کہا۔ "شاید وہ پیچاں ہی لے۔!"

"نی الماح بالس یہاں موجود نہیں ہے۔!"

"خود کچھ کرنے کی بجائے مناسب ہی ہو گا کہ اس پر چھوڑ دیں۔ ہو سکتا ہے ہم سے کوئی  
 غلطی سرزد ہو جائے۔!"

"ٹیک ہے....!"

"لیکن لائچ کو یہاں سے ہٹالے چلو....!"

"کیوں....؟"

"ہو سکتا ہے کوئی اس کی علاش میں ادھر آنکھے۔!"

"بہت اچھا.... ہم یہاں سے چلتے ہیں۔!"

"تم یہیں ٹھہر دے گے....!" انگلش بولنے والے اطاولی نے جوزف سے کہا۔ "اگر کوئی  
 ٹھہر اس کی تو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔!"

"تم لوگ زبردست غلطی کر رہے ہو.... محلہ صحت....!"

"محلہ صحت سے قدم دیتے ہو جانے کے بعد ہی تمہاری گلا خلاصی ہو سکے گی۔!"

جوزف انہیں گھور تارہ اور دہ زینے طے کر کے اپر چلتے گئے پھر دروازہ بند ہونے کی آواز

آئی۔ سیاہ فام لڑکی جوزف کو مٹونے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

”تم کون ہو بھائی....؟“ وہ بلا خربولی۔

”میں کوئی بھی ہوں.... لیکن تم ان لوگوں کی قید کی معلوم ہوتی ہو۔!“

”یہی بات ہے....!“ وہ سر ہلاکر بولی۔

”کیا قصہ ہے....؟ لیکن شہر.... کس ملک سے تمہارا تعلق ہے۔!“

”ناشکیریا سے....!“

”آہا.... تب تو ہم اپنی نادری زبان میں گفتگو کر سکیں گے۔ بے حد خوشی ہوئی۔!“ جوزف اظہارِ مسرت کے لئے مسکرایا تھا۔

”مگر تم ہو کون....؟“ لڑکی اُسے گھورتی ہوئی اپنی زبان میں بولی۔

ان لوگوں نے کسی علطہ فہمی کی بناء پر مجھے پکڑ لیا تھا۔ اگر تم قیدی ہو تو شاید انہوں نے مجھے تمہارا ساتھی سمجھ لیا ہو گا۔ میں دراصل ملکہ صحت کا ایک ملازم ہوں۔!“

”یا پھر کوئی غدار....؟“ وہ تلخ لمحے میں بولی۔ ”میرے غدار بھائی کا ساتھی۔!“

”میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔!“

” بتاؤ.... میرا بھائی کہاں ہے....؟“

”لڑکی یقین کرو.... ہماری ملاقاتِ محض ایک اتفاق ہے۔... میں تمہارے یا تمہارے کو بھائی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!“

لانچ کے انجن کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ شاید وہ اس ڈوک کو چھوڑ رہے تھے۔ لڑکا خاموشی سے جوزف کو دیکھتی رہی۔!

”اس کششی کا مالک کون ہے....؟“ جوزف نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

”میں نہیں جانتی۔!“

”خیر مجھے کیا....؟“ جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا۔

لانچ کا نچلا حصہ دراصل اسشور تھا۔ کھانے پینے کی چیزوں کی وافر مقدار کے ساتھ ہی ”پلانے“ کا بھی خاص اسٹاک دکھائی دیا۔ بہترین قسم کی شراب کی لا تعداد بولتیں ایک الماری میں

جسی ہوئی تھیں۔

”واہ....!“ جوزف جھومتا ہوا بولا۔ ”یہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کے قید کیا تھا....؟“ اس نے الماری سے ایک بوتل نکالی اور شغل شروع کر دیا۔ لڑکی اسے خوف زدہ نظروں سے دیکھ جا رہی تھی۔ لیکن جوزف کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے اب اسے وہاں اس کی موجودگی کا احساس تک نہ رہ گیا ہو....!“

”تبت.... تم.... یہاں شراب نہیں پی سکتے۔!“ لڑکی تھوڑی دیر بعد ہکلائی۔

”کیوں....؟“ جوزف چونک پڑا پھر مسکرا کر بولا۔ ”شراب پی کر بالکل بے ضرر ہو جاتا ہوں۔ بے حد شریف.... مجھے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے ابھی ابھی پیدا ہوا ہوں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہ سمجھتا کہ نو زائدہ بچوں کی طرح شور چانے لگتا ہوں کہنے کا مطلب یہ کہ شراب میری معصومیت میں اضافہ کر دیتی ہے۔!“

”اگر تم واقعی قیدی ہو تو انہیں غصہ دلانے کی کوشش مت کرو....!“ لڑکی نے کہا۔

”میں نہیں سمجھا۔!“

”تم ان کی شراب پی رہے ہو۔!“

”قیدی ان کا ہوں تو پھر شراب کسی کی بیوں۔!“

”نہیں۔! تم قیدی نہیں معلوم ہوتے یہاں اسلئے لائے گئے ہو کہ مجھ سے پوچھ گچھ کر سکو۔!“ ”جو دل چاہے سوچتی رہو۔!“ جوزف نے کہا اور ذرا ہی سی دیر میں پوری بوتل صاف کر دی اور اس پر ڈھکن لگا کر اسے دوسری بھری ہوئی بوتلوں کے پیچھے چھپتا ہوا بولا۔ ”پتہ نہیں اس قید کی میعاد کتنی طویل ہوا۔ لئے مجھے تھوڑی بہت احتیاط بر تی پڑے گی۔!“

لڑکی اسے حیرانی سے دیکھتی رہی۔ جوزف نے طویل انگڑائی اور فرش پر لباہ باہت گیا۔

”کیا تم مستقل طور پر یہیں رہتے ہو....؟“ لڑکی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”ظاہر ہے یہیں کے محلہ صحت کا تو ملازم ہوں۔!“

”یہاں کے فوجیوں کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو۔!“

”مجھے فوجیوں سے کیا سرد کار.... فوج کا محلہ صحت ہم سے متعلق نہیں ہے۔!“

”میں یہاں اپنے بھائی کے ساتھ آتی تھی۔ وہ بھی فوجی ہے۔ کرٹل موگمی۔!“

"اچھا نام ہے....!" جوزف لاپرواہی سے بولا۔ "اگر میں بھی نائبیریاہی میں ہوتا تو اب تک جزل موگنڈا کھلااتا!"

"تو تم بھی نائبیریا کے ہو!"

"کبھی ہوا کرتا تھا اب تو کہیں کا بھی نہیں رہا!"

"یہاں کب سے ہو....؟"

"پچھلے پانچ سال سے۔!"

"تمہارے ذمے کون سی خدمت ہے....؟"

"ہسپتا لوں میں شور مچانے والے بچوں کو ڈرانے کے لئے رکھا گیا ہوں۔!"

"شاداب تمہیں نہ ہو رہا ہے۔!"

جوزف انھے بیٹھا اور لڑکی کو بخورد دیکھتا ہوا بولا۔ "مجھے تم بھی قیدی نہیں معلوم ہوتیں!"

"میں ایک پڑھی لکھی لڑکی ہوں اس لئے تم مجھے پنج جنے والی عورتوں کی طرح پریشان حال

نہ پاؤ گے!"

"پڑھ لکھ کر بھی عورتیں بے وقوف ہی رہتی ہیں۔!"

"یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔!"

"سامنے ہی بیٹھی ہوئی ہے ایک بے وقوف لڑکی۔!"

"تم میری توہین کر رہے ہو....!"

"اگر بے وقوف نہیں ہو تو وقت کیوں صالح کر رہی ہو یہاں سے نکلنے کی سوچ۔!"

"نکل کر جاؤں گی کہاں۔ میں نہیں جانتی کہ میرا نادر بھائی کہاں ہے۔ اس ملک سے بھی

جاسکتی کیونکہ میرا پاسپورٹ بھی اسی کے پاس ہے۔!"

"آخر تم اپنے بھائی کو غدار کیوں کہہ رہی ہو....؟"

"وہ ملک میں مسلح بغاوت کے خواب دیکھ رہا ہے یہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ پچھے تین لاٹوارا

ٹھگوں کے توط سے اسلحہ اسمگل کر کے نائبیریا بھجووارا ہا ہے یہ بات مجھے یہیں آکر معلوم ہوا

ورنہ میں نائبیریا میں اسے قانون کے حوالے کرنے کی کوشش کرتی۔!"

جوزف پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ لڑکی کہتی رہی "یہاں پہنچ کر مجھے شہر۔"

اور میں نے اس کے ملنے جلنے والوں کی گفتگو چھپ کر سننے کی کوشش کرتی رہی پھر ایسے ہی ایک موقع پر کسی نے پیچھے سے مجھ پر حملہ کیا جس کی تاب نہ لا کر میں بے ہوش ہو گئی اور جب سے ہوش آیا ہے اسی لائق پر ہوں۔!"

"آہا.... تب تو شاید تمہارے بھائی کو علم ہی نہ ہو کہ تم پر کیا گزری!"

"خدا جانے۔!"

"تمہارے ساتھ ان لوگوں کا برنا ڈیکھا ہے۔!"

"برنا میں اس کے علاوہ اور کوئی برائی نہیں کہ انہوں نے مجھے یہاں بند کر رکھا ہے۔!"  
"بہر حال.... تم ان لوگوں سے واقعہ ہو گئی ہو جن کی مدد سے تمہارا بھائی غیر قانونی طور پر اسلحہ نائبیریا پہنچا تاہم تھا ہے۔!"

"ہااا....! لیکن ان لوگوں کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کی حکومت بھی ان کے خلاف کسی شکایت پر توجہ نہیں دے گی۔!"

"یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔!"

"ان لوگوں کا ظاہر بزنس کچھ اور ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا مسی.... ذرا اوضاحت کرو۔!"

"تم بہت زیادہ دل چھپی ظاہر کر رہے ہو۔!"

"ہو سکتا ہے تمہارے کسی کام آسکوں۔!"

"اے بھی میں تمہاری طرف سے بھی مطمئن نہیں ہوں۔!"

"اے لئے اتنی باتیں کر ڈالی ہیں۔!" جوزف مسکرا کر بولا۔

"پریشان ذمہن باقتوں کی رو میں بہہ جاتے ہیں۔!"

جوزف سوچ رہا تھا کہ اس لائق کی مگر ان کی ہدایت یو نہیں تو ملی نہ ہو گئی کہیں یہ لڑکی اسے میں الاتوائی خیر اندریشیوں ہی کی کہانی نہ سنائی ہو۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر لڑکی نے کہا۔ "موگھسی میرے بارے میں نہ جانے کیا سوچ رہا ہو۔!"

"سوال یہ ہے کہ وہ ایسی مہم پر تمہیں کیوں ساتھ ایسا تھا جبکہ تم اس معاٹت میں اس کی رازدار بھی نہیں ہو۔!"

”بس تو پھر یہ سمجھ لو کہ وہ بڑی طاقت اپنے اینٹوں کو یہاں بر سر اقتدار کیکھنا چاہتی ہے!“

”تم تو میرے ذہن کی کھڑکیاں کھولے دے رہے ہو!“ وہ حیرت سے بولی۔

”بس آدمی بول اور.... اس کے بعد تم میرا شمارو شن ضمروں میں کرنے لگو گی!“

”ہمہرے آدمی معلوم ہوتے ہو.... سچ مج بتاؤ تم کون ہو!“

”جوزف موگنڈا جو مظالم کے خلاف آواز بلند کرتا رہتا ہے خواہ دنیا کے کسی حصے میں بھی ہو رہے ہیں!“

”لوکی کچھ دیر خاموش رہ کر بولی۔“ میرا نام زیخا موم گمی ہے۔ میری مدد کرواتھے آدمی.... درستہ پورا شہلی مغربی افریقہ تباہ ہو جائے گا!“

”میرا بھی یہی خیال ہے.... فکر نہ کرو تمہیں یہاں سے نکال لے جانے کی تدبیر ضرور کی جائے گی۔ ویسے یہاں اس لائق پر کل کتنے آدمی ہیں!“

”ان تینوں کے علاوہ ابھی تک اور کوئی نہیں دکھائی دیا!“

”تم یہاں کب سے قید ہو....؟“

”وس روز ہو گئے!“

”اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارا بھائی ابھی یہیں مقیم ہے!“

”یہ کیسے کہا جا سکتا ہے!“

”تمہیں اس طرح روکے رکھنے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے!“

”میری تو کچھ سمجھے میں نہیں آتا اور مجھے اپنی پرواہ بھی نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ میرا ملک تباہی سے نجات جائے!“

”ان لوگوں کا بر تاؤ کیسا ہے تمہارے ساتھ....؟“

”بر تاؤ نامناسب نہیں ہے.... میں جب چاہوں ان میں سے کسی کو طلب کر کے اپنی کسی ضرورت سے آگاہ کر سکتی ہوں۔ وہ فوراً تعلیل کرتے ہیں!“

”تب تو مدیر ہو جائے گی!“

”ایسا مدیر ہو جائے گی!“

”کچھ نہ کچھ تو ہو ہی جائے گی!“ جوزف پھر بُر تکوں والی الماری کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

”کسی معقول وجہ کے بغیر وہ یہاں کا سفر نہیں کر سکتا تھا!“

”تو وہ معقول وجہ تم تھیں!“

”ہاں....! میر اور موگمی کا ایک مشترکہ بُرنس بھی ہے۔ درستہ میں ہمیں باپ کا بُرنس ملا تھا جس کی دیکھ بھال کی ذمہ داری موگمی بھی پر ہے!“

”اچھا.... اچھا.... میں سمجھ گیا!“

”ہم اپنے ملک سے اٹلی کے لئے خام مال بر آمد کرتے ہیں۔ موگمی نے مجھے اطلاع دی کہ ہمارا یہاں کا ایجنت کچھ بد عنوانیوں کر رہا ہے۔ لہذا اٹلی ہی چل کر اس معاملے کو دیکھنا پڑے! اسے ملک سے باہر جانے کی اجازت اسی بناء پر ملی تھی یہاں پہنچ کر اس نے کہا کہ وہ ایک ایسے ادارے سے رابطہ قائم کرے گا جو اس قسم کے معاملات کی چھان بین کرتا ہے۔ یہ ادارہ میں الاقوامی خیر انڈش کے نام سے مشہور ہے۔

”میں الاقوامی خیر انڈش..!“ جوزف مفعکہ خیر انڈاز میں بولا۔ ”نام تو بڑا خوبصورت ہے!“

”لیکن وہ خطرناک لوگ ہیں۔ میں الاقوامی مجرموں کا ٹولہ ہے!“

”سوال تو یہ ہے کہ انہوں نے تمہیں کیوں قید کیا ہے....؟“

”میرا خیال ہے کہ انہوں نے میرے بھائی کی لا علی میں مجھ پر نظر کی تھی!“

”خام مال میں موگ پھلیوں یا کچے چجزے کے علاوہ اور کیا بر آمد کر سکتی ہو گی!“

”صرف موگ پھلیاں.....! ہماری زمینوں پر موگ پھلیوں کی کاشت ہوتی ہے!“

”اس کے علاوہ اور بھی کوئی چکر معلوم ہوتا ہے!“

”میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو!“

”صلح بغاوت کی تیاریاں محض اندر ونی معاملہ نہ ہو گا۔ تمہارا بھائی اسی بڑی عالت کا ایجنت“

”معلوم ہوتا ہے.... مجھے علم ہے کہ ابھی حال میں تمہارے ملک میں یورپیں کے بھاری ذمہ دریافت ہوئے ہیں!“

”ہوئے تو ہیں....!“ وہ جوزف کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

”موجودہ حکومت نے کسی بڑی طاقت کی پیش کش اس کے سلسلے میں ملکراہی ہو گی!“

”غالباً ایسا بھی ہو چکا ہے!“

”یہ کیا کر رہے ہو.... کیا اب اور پینڈا گے....!“ لڑکی نے تیز لمحے میں کہا۔  
”ذرہ برابر بھی نہ نہیں ہو رہا۔ کم بخنوں نے مریضوں کے پینے والی اکٹھی کر رکھی ہے۔“  
جوزف ایک بوتل الٹھاتا ہوا بڑی لای۔ پہلے ہی ہلے میں پھر اس نے آدمی بوتل صاف کر دی اور  
آگے پیچھے جھوٹا ہوا بولا۔ ”اب کچھ بات نہیں ہے۔!“

”تبت.... تمہاری آنکھیں خوف ناک لگ رہی ہیں۔ مجھ سے دور رہو....!“  
”میا تم کوئی گندی مرغی ہو کہ تم سے دور رہوں.... بے وقوف لڑکی اپنی بے شکی باتوں سے  
شہنشاہ جوزف موگڈا کو پریشان مت کرو....!“ پھر وہ بوتل کو مٹھی میں جکڑے اچھلنے کو دنے والا  
تھا۔ حلچاڑ چھاڑ کر اپنے قبیلے کے دیوتاؤں کو پکار رہا تھا۔  
لڑکی خوف زدہ نظر آنے لگی تھی۔ وہ جھپٹ کر دیوار کے قریب پہنچی اسٹر کوم کا سوچ آنے  
کر کے چینچنے لگی۔ ”بچاؤ.... بچاؤ.... وہ بہت زیادہ پی گیا ہے.... پاگل ہو رہا ہے۔!  
”میں تمہیں کھا جاؤں گا.... منھی گھبری....!“ جوزف دھماڑ۔

اور پھر یک بیک تہہ خانے کا دروازہ کھلا تھا اور دو آدمی تیزی سے نیچے آئے تھے۔ ”ٹھہروا۔  
ان میں سے وہی غریباً جواں لکھ بول سکتا تھا۔  
جوزف جھوٹا ہوا ان کی طرف ٹڑا اور قہقہہ لگا کر بولا۔ ”میرے تو عیش ہو گئے بھائی.... تم  
لوگ فرشتے ہو.... اتنی بول تلیں.... دادواہ....!  
”ارے تو کیا یہ تمہارے باپ کی ہیں۔!  
بابا۔....! باپ کہاں ہے.... میں تو تمیم ہوں۔!“ جوزف گلوگیر آواز میں بولا اور پھر

دہائیں مار مار کر رونے لگا۔ آدمی بوتل اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ روتے روتے خاموش  
ہو کر اس نے دو گھونٹ لئے اور پھر دہائیں مارنے لگا۔  
”اسے اوپر لے چلو۔!“ اطالوی نے اپنے ساتھی سے کہا۔ ”ہاتھ پیر باندھ کر ڈال دیں گے  
اور منہ پر ٹیپ چکا دیں گے۔!  
”میرا خیال ہے کہ اسے یہ بوتل ختم ہی کر لینے دو خود ہی خاموش ہو جائے گا۔“ دوسرا بولا۔

جوزف کی یہ حرکت اب بھی جاری تھی۔ روتے روتے خاموش ہوتا اور دو گھونٹ لے کر  
پھر رونے لگتا۔ لڑکی کا خوف دور ہو چکا تھا اور وہ بے تھاشہ بنے جا رہی تھی اور یہ دونوں بھی اس

چوپیش سے خاصے محفوظ ہو رہے تھے۔  
بوتل خالی کر کے جوزف ایک بار پھر لمبایا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا لیکن وہ اب بھی آہستہ  
آہستہ کچھ کہے جا رہا تھا۔

وہ دونوں اس کے قریب پہنچے اور اس کو اٹھانے کے لئے بھکے اور پھر انہیں اس کا اندازہ  
کرنے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی کہ جوزف نے کس طرح ان کی گرد نیں پکڑ کر سر نکرانے تھے۔  
اور خود قلبازیاں کھا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر وہ انہیں دوبارہ سنجھنے کا موقع دینے والا کہاں تھا۔  
دوسری بار ان کے سفر فرش سے نکرانے تھے۔

لڑکی دم بخود کھڑی تھی۔ اسی دوران میں جوزف نے اسے اسٹر کوم کا سوچ آف کر دینے کا  
اثارہ بھی کیا تھا اور اس نے کسی سحر زدہ کے سے انداز میں تعیل کی تھی۔

دونوں اطالوی اب بے ہوش پڑے تھے اور جوزف لڑکی سے کہہ رہا تھا  
”لود میر ہو گئی۔!  
”تبت.... تو.... تم نئے میں نہیں ہو۔!“ لڑکی بوکھلائے ہوئے انداز میں ہکلائی۔

”نئے کی بات کر رہی ہو تم... بس ذرا سی گرمی آئی ہے خون میں... پہا نہیں کیسی شراب ہے۔!  
”اب کیا ہو گا....?  
”تمہاری اور میری بھائی.... اوپر صرف ایک ہی ہو گا۔ انجمن روم میں۔!  
جوزف نے ان دونوں کی جامہ ٹلاشی کے بعد ایک روپ اور برآمد کیا اور اسے اپنے قبٹے میں

کر کے ان کے ہاتھ پیر باندھ دیے۔!  
”تم یہیں ٹھہرو۔....!“ اس نے لڑکی سے کہا۔ ”میں اوپر جا رہا ہوں۔!  
اے اوپر لے چلو۔!“ اطالوی نے اپنے ساتھی سے کہا۔ ”ہاتھ پیر باندھ کر ڈال دیں گے  
اور منہ پر ٹیپ چکا دیں گے۔!

”تینوں انجمن روم ہی میں تھے اور لامی سمندر کا سینہ چرتی تیزی سے ایک سست چلی جا رہی  
تھی۔ انہوں نے اب تک دو ڈوک دیکھتے تھے لیکن وہاں ہائی لوکس اسٹر اسٹر نہیں ملا تھا۔  
یہ گل کا اسٹر و کر انٹو نو ایک زندہ دل آدمی ثابت ہوا تھا۔ تینوں اس طرح گھل مل کر گفتگو

کر رہے تھے جیسے برسوں کے ساتھی ہوں۔ انٹونیو کہہ رہا تھا۔ ”میرا مالک بہت مست آدمی ہے۔ کبھی کبھار تفریحی مقاصد کے لئے لانچ استعمال کرتا ہے اور یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ اس کی عدم موجودگی میں کتنا ایندھن خرچ ہوا ہے۔ لہذا تم لوگ بالکل پرواہ نہ کرو تمہارے ساتھی کو کوٹھاں کر کے ہی دم لوں گا۔ لیکن ایک بات پہلے ہی سے بتا دوں کہ میں ذاتی طور پر لڑائی بھڑائی سے دور بھاگتا ہوں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی میں دور سے صرف تماشا دیکھوں گا اور دل ہی دل میں تم لوگوں کی کامیابی کے لئے دعا کر تا رہوں گا!“

”دعا بھی ہم خود ہی کر لیں گے تم بس تماشا دیکھنا...!“ عمران نے کہا۔

”تم جھوٹ کیوں بولے تھے....؟“ دفعتاً انٹونیو نے جیمن سے سوال کیا۔

”میں نہیں سمجھا پیارے بھائی!“

”تم نے کہا تھا کہ تمہارے آفیسر کی اطاallovi اچھی نہیں ہے لیکن یہ تو پڑھے لکھے اطاalloivoں کی طرح گفتگو کرتا ہے!“

” غالباً اس نے مجھے فون کرنے سے قبل ایسی کوئی بات کی ہوگی!“ عمران بولا۔

”ہاں اسی وقت....!“

”محض اس لئے کہ یہ فون پر اطاallovi میں چس کے بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایکس چنچ پر ہماری گفتگو سنی جاسکتی!“

”مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔!“ انٹونیو نے کہا۔

”اور مجھے بہت جلدی تھی۔ بجٹ میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا تھا۔!“ جیمن بولا۔

”میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں دوست....!“ انٹونیو اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

”وہ چوتھے ڈوک کے قریب پہنچنے والے تھے انٹونیو نے انہیں بتایا۔

”اگر ہائی لیوہاں بھی نہ ہوئی تو پھر....؟“ جیمن نے سوال کیا۔

”تو پھر وہ کھلے سندھر کی طرف نکل گئی ہو گی تاکہ تمہارے ساتھی کو غرق کیا جاسکے۔!“

انٹونیو نے سرد لبجھ میں کہا۔ ”چس چھین لیں گے اور اس کا گلا گھونٹ کر پانی میں پھیک دیں گے۔!“

”ایسے بے وقوف آدمی کا بھی انجام ہونا چاہئے۔!“ عمران نے غصیلے لبجھ میں کہا۔

”ایسا نہ کو... اس کے پاس ہزاروں لیرے کی چس ہے۔!“ انٹونیو نے مغموم لبجھ میں کہا۔ لانچ کی رفتار اس نے کم کر دی تھی۔ ڈوک نزدیک تھا۔ دفعتاً اس نے لانچ کا نترہ لگایا۔ ”ہے... ہے... ہائی لو م موجود ہے۔!“

”کیا اسی پوزیشن میں ہے کہ تم اس کے برابر ہی منکر کر سکو...!“ عمران نے انٹونیو سے پوچھا۔

”بالکل ہے....!“

”بس تو پھر یہی کرو۔!“

لانچ آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی ہائی لو کے قریب جا رکی اور لنگر ڈال دیا گیا۔

”اب مجھے کیا کرنا ہو گا۔“ انٹونیو نے پوچھا۔

”کچھ بھی نہیں!“ عمران بولا۔ ”تم اپنی لانچ پر نہ ہبھرو گے ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔!“ ”تم مجھے ہر قدم پر اپنا دوست پاؤ گے۔!“

”بہت بہت شکر یہ....!“ عمران نے کہا اور جیمن سے بولا۔ ”فی الحال تم بھی یہیں نہ ہبھو۔ میں ہائی لو پر جا رہا ہوں۔!“

”اوکے.... یور میجھی...!“

پھر ایک لمبی چھلانگ اسے ہائی لو کے عرش پر لے گئی تھی لیکن اسے کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ چاروں طرف سنا تھا۔ دفعتاً اس نے اونچی آواز میں کہا۔ ”میں قانون کے نام کیپش کو خاطب کر رہا ہوں۔ سیکنن سے باہر آؤ۔!“ لیکن جواب میں نہ کوئی آواز سنائی دی اور نہ کوئی عرش پر آیا۔ عمران بغلی ہو لستر پر ہاتھ رکھے ہوئے آہستہ آہستہ انجن روم کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اچانک اس نے ”باس“ کا انصرہ سنا تھا۔ آواز جوزف ہی کی تھی۔ وہ انجن روم کی بغلی کھڑکی سے سر لٹکائے اسے حرث سے دیکھ رہا تھا۔

”فرمائیے.... کیا مشاغل ہیں۔!“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ جوزف کے دانت کھل پڑے۔

”سب نہیں ہے باس.. اس وقت لانچ میرے قبضے میں ہے لیکن میں اسے چلا نہیں سکتا۔!“ عمران نے انجن روم میں پہنچ کر دیکھا کہ اطاallovi فرش پر بندھا پڑا ہے۔ جس کے منہ پر شیپ

چپکا دیا گیا تھا اور اس کے قریب ہی ایک سیاہ قام لڑکی تھی۔  
 ”کیا چکر ہے....!“ عمران جوزف کو گھوڑتا ہوا بولا۔  
 ”دو نیچے بھی ہیں۔ کل تین آدمی تھے... اور یہ بے چاری۔!“  
 ”اس بے چاری کا قصور بتاؤ!“  
 ”ہمارے مطلب کی کہانی ہے باس....!“  
 ”تم سے صرف گنگانی کے لئے کہا گیا تھا!“  
 ”میں کیا کرتا.... یہ لوگ زبردستی مجھے لائچ پر لائے تھے۔“ جوزف نے کہا اور لڑکی کی  
 کہانی دہرانے لگا۔  
 عمران کی نظر اس اطاولی پر تھی جو ایک گوشے میں بندھا پڑا تھا۔ جوزف کے خاموش ہونے  
 پر بولا۔ ”یہاں یہ پہلا کام ہوا ہے لڑکی نے اپنے بھائی کا پتہ نہیں بتایا۔!  
 ”نہیں باس....!“  
 ”تم نے پوچھا تھا۔!“  
 ”میں نے جب بھی معلوم کرنا چاہا۔... بات اڑا گئی۔!  
 ”اچھا.... اچھا.... دیکھیں گے....!“  
 ”یہ اطاولی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں بول سکتا۔“ جوزف نے قیدی کی طرف اشارہ کیا۔  
 ”یچے ایک ایسا بھی ہے جو انگلش جانتا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہی کیپشن بھی ہے۔!  
 ”تم بھیں ٹھہرو گے.... مجھے یچے جانے کا راستہ دکھا کر واپس آ جاؤ۔!  
 جوزف نے قبیل کی تھی اور پھر لڑکی کے پاس واپس آ گیا تھا۔  
 ”وہ.... کون تھا....؟“ لڑکی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔  
 ”میرا ماں....!“  
 ”لیکن وہ اطاولی نہیں معلوم ہوتا۔!  
 ”وہ ساری دنیا کا باشندہ ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ وہی تمہاری بھی عمدہ کرے گا۔ تمہیں اس  
 دلدل سے نکالے گا۔ تیسری دنیا کے سارے ملک اس کے اپنے ملک ہیں مگر یہ بہت بُری بات ہے  
 کہ تم اب بھی مجھ پر اعتماد نہیں کر رہیں۔!“

”نہیں.... ایسی توکوئی بات نہیں۔!“  
 ”پھر کیوں نہیں بتاتیں کہ کرتی موگمی کہاں مقیم ہے۔!“  
 ”بے اعتمادی کی بات نہیں ہے.... پتہ نہیں وہاب کہاں ہو۔!“  
 ”پہلے کہاں تھے....؟“  
 ”ہم دونوں روانوں میں ٹھہرے تھے۔ سوٹ نمبر پیالس ہمارے لئے مخصوص تھا۔!“  
 ”ٹھیک ہے....! لیکن میرا خیال ہے کہ تم رہائی کے بعد وہاں نہیں جا سکو گی۔“  
 ”میں خود بھی نہیں جانا چاہتی۔ پہلے مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ موگمی کی کیا حیثیت ہے۔  
 اگر وہ غدار ہے تو میں اپنے ہی ہاتھوں سے مارڈا ناپسند کروں گی۔“  
 ”شabaش....! تم ایک شیر دل لڑکی ہو۔ تم ہمارے ہی ساتھ رہو گی۔ باس میرا کہنا نہیں  
 ہائے گا۔!  
 تھوڑی دیر بعد عمران واپس آگیا اور اس اطاولی کی طرف بڑھا جس کے ہاتھ پیر بندھے  
 ہوئے تھے۔  
 ”ہمیں اطلاع ملی تھی کہ ہائی یو پر ایک چیچک کا مریض ہے۔!“ اس نے اطاولی میں  
 کہا۔ ”لیکن تم لوگوں نے ایک سرکاری آدمی کے ساتھ بہت بُر ابرتاذ کیا۔ بہر حال احتیاط تھیں  
 بھی انجگشن دینا پڑے گا۔!  
 اس نے اپنے کانڈھے پر لٹکے ہوئے تھیلے سے ہائپو ڈرک سرٹی نکالی جو سیاہ رنگ کے کسی  
 سیال سے بھری ہوئی تھی۔ انجگشن لگتے ہی اطاولی کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ عمران اس کے ہاتھ پر  
 کھونے لگا۔ پھر منہ پر چپکا ہوا اسپیش بھی نکال دیا۔  
 ”اسے اٹھا کر میرے ساتھ چلو!“ اس نے جوزف سے کہا۔ ”لڑکی تم بھی ساتھ ہی رہو گی۔!  
 جوزف نے بے ہوش اطاولی کو کانڈھے پر ڈالا تھا اور وہ اسے ایک کیبن میں لائے تھے جہاں  
 لئی بستر موجود تھے۔ اسے ایک بستر پر ڈال دیا گیا۔  
 ”اب ان دونوں کو بھی ایک ایک کر کے بیٹھ لاؤ۔!“ عمران بولا۔  
 جوزف چلا گیا تھا۔  
 عمران لڑکی سے بولا۔ ”کیا تم اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی ہو۔!“

”میں کچھ نہیں جانتی..... جوزف سے ہی پوچھتا!“

”اچھا.... اچھا....!“

جوزف ایک ایک کر کے انہیں لایا۔ وہ دونوں اسکی بے ہوش تھے اور ان کے ہاتھ پر بھی کھلے ہوئے تھے انہیں بھی احتیاط سے لانا دیا گیا۔

”اب واپس چلو....!“ عمران بولا۔ نہ جانے کیوں وہ جوزف کو عجیب نظر وہ سے دیکھ رہا تھا جسے جوزف نے بھی محسوس کر لیا تھا اور شاہدِ عمل ہی کے طور پر کچھ شرمیا شرمیا سالگ رہا تھا۔ یہی گل پروپریتی تو انٹینو کی حیرت قابل دید تھی۔ شاہد اسے موقع تھی کہ ہائی لوپر ہنگامہ ضرور ہو گا اور سیاہ قام آدمی کے ساتھ ایک سیاہ قام لڑکی کا اضافہ اسے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔ لیکن اس سلسلے میں کوئی سوال کرنے کی بجائے اس نے اس چرس کی خیریت دریافت کی تھی جسے جیسن کے بیان کے مطابق جوزف کی تحولی میں ہونا چاہئے تھا۔

”بہت چالاک ہے!“ عمران بولا۔ ”ہائی لوک کے عرش پر قدم رکھتے ہی اس نے بڑی صفائی سے پانی میں پھینک دی تھی۔“

”ہزاروں لیرے کا سوال....!“ انٹینو ہنگامہ کا بکارہ گیا۔

”ارے یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے اس بڑی میں!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”یہ لڑکی کون ہے....؟“ اس نے عمران کو الگ لے جا کر آہستہ سے پوچھا۔

”یہ بھی ہمارے ہی گروہ سے تعلق رکھتی ہے دراصل میرے آدمی اسی کی تلاش میں آئے تھے۔ بس اب تم چپ چاپ یہاں سے نکل چلو میں نہیں چاہتا کہ تمہاری لائچ ان کی نظر وہ میں آئے۔ وہ ابھی تک اسے نہیں دیکھ سکے۔“

”میں نہیں سمجھا....!“

”بے ہوش پڑے ہیں۔ تین گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئیں گے۔!“

”یہ تو بہت اچھا ہوا.... کیا خطرناک لوگ ہیں!“

”بہت زیادہ....!“

لائچ ٹھوڑی دیر بعد ڈوک چھوڑ رہی تھی اور عمران انٹینو کے قریب ہی موجود تھا۔

”تم ہمیں ڈوک نمبر تین پر اتار دینا!“ عمران نے اس سے کہا۔

”پھر کچھ ملاقات ہو گی یا نہیں!“ اس نے مغموم لمحہ میں پوچھا۔

”کیوں نہیں.... کیوں نہیں.... اگلی بار میں تمہیں ایسا تھفہ دوں گا کہ جی خوش ہو جائے

ہم نے چرس کا اسنس بھی کشید کر لیا ہے!“

”وہ کیا ہوتا ہے....؟“

”سیال ہے.... ایک تنگاڑ بکر کسی بھی سگریٹ پر اس کی ایک لکیر کھینچ دو اور عالم بالا کی سیر

کرتے پھر ہو.... ایک اونس کی قیمت امریکہ میں پانچ ہزار ڈالر ہے!“

”اے بھائی ضرور.... دوچار ہی قطرے سے سکی.... مجھے اپنا پتہ تباوو.... خود ہی مل لوں گا!“

انٹینو گھٹھیا گیا۔

”نہیں.... یہ مناسب نہ ہو گا.... میں خود ہی تم سے مل لوں گا تمہارے توسط سے ڈوکس پر

خوفناک بڑی ہو سکے گا۔ معقول کمیشن دوں گا اور تمہارے اپنے استعمال کا سالہ مفت....!“

”تم مجھے ایک وفادار تین دوست پاؤ گے....!“ وہ عمران کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولا۔

ڈوک نمبر تین پر انہیں اتار دیا گیا۔ یہ ایک ویران ساحل تھا اور اس وقت یہاں بھی ایک لائچ نظر آرئی تھی۔

”یہاں سے ہم کہاں جائیں گے بس....!“ جوزف نے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ دور دور تک کسی کا گازی کا بھی پتہ نہیں تھا۔

”جہاں بھی جائیں گے انشاء اللہ پیدل ہی جائیں گے۔ جیسیں خوش ہو کر بولا۔“

”آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں!“ عمران نے اسے گھوڑتے ہوئے کہا۔

”قصہ حاتم طائی یاد آرہا ہے۔ آخر کار جوزف نے ایک لڑکی جن ہی دی!“ جیسیں بولا اسے شاید ابھی تک زیجا مو گمبی کی کہانی نہیں معلوم ہو سکی تھی۔

”کیا تم نے اسے کچھ نہیں بتایا!“ عمران نے جوزف سے پوچھا۔

”تمہاری مرضی کے بغیر کوئی کام کرتا ہوں باس....!“

”ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!“ عمران سر ہلا کر بولا اور جیسن کو اردو میں اس کے بارے میں تھانے لگا۔

”کیا آپ کو لائچ پر لڑکی کی موجودگی کا علم تھا!“ جیسن نے پوچھا۔

”ہرگز نہیں.... اتفاقیہ دریافت ہے۔ میں نے تو محض اس لئے لائق کی گمراہی شروع کرائی تھی کہ وہ خیر اندیشوں کے سر برآہ کی تھی ملکیت ہے اور وہ کبھی کبھی کھلے سندھر میں وقت گزارہ ہے۔ آج کل اپنے ہیڈ کوڑ میں موجود نہیں ہے۔ میں نے سوچا شائد لائق پر ہو۔!“

”تو پھر....؟“

”لائق پر بھی نہیں ملا.... لائق کا عملہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہو گا۔ بیہاں اس کے آدمیوں میں سے کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہو گا....؟“

”جیسن کچھ نہ بولا۔ وہ سب پیدل ہی ایک جانب چلے جا رہے تھے۔

”آخر ہم کہاں چلے جا رہے ہیں!“ جیسن تھوڑی دیر بعد بڑایا۔

”بن کچھ دور اور چل کر ہم گاڑی کا انتظار کریں گے۔!“ عمران بولا۔

”میسا عالم بالا سے آئے گی۔!“

”کہیں میں پھر تمہارے چہرے پر ڈال ھی نہ اگادوں۔!“ عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

”اس غریب الوفی میں میری تشویش حق بجانب ہے۔!“

”مجھ سے زیادہ گاڑھی اردو نہ بولنا.... اچھا.... یہ گل نے فون پر کسی کو ہدایات دے پکا ہوں۔ گاڑی ابھی پہنچ جائے گی۔!“

”دیکھا آپ نے گاڑھی اردو کا کمال آخر میری تشویش دور ہو گئی نا۔!“

”میں تمہارے وجود کو منصہ شہود سے نابود کر دوں گا۔!“ عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

”ارے باپ رے.... اتنی گاڑھی حق سے نہیں اترتی یور میچٹی۔!“

”کان پکڑو.... میں ظفر الملک نہیں ہوں۔!“

”یہ لمحے....!“ جیسن اپنا کان پکڑ کر بولا۔ ”مطلوب تاد بجئے۔!“

”میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔!“

”ایسی شاندار اردو میں مارنا ہے تو میں تیار ہوں۔!“

”بکواس بند کرو.... اب بہت محظاٹ ہو کر کام کرنا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کرٹل موگمی۔ ایڈ لاوا کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔!“

”ایڈ لاوا....؟“

123

”ہاں.... خیر اندیشوں کا سر برآہ....!“

”مگر یہ اطالوی نام تو نہیں معلوم ہوتا۔!“

”ضروری نہیں ہے کہ اٹلی میں صرف اطالوی ہی رہتے ہوں۔!“

”آخر کس نیشنی کا ہو سکتا ہے۔!“

”مجھے تو کچھ لاطینی امر لیکن ساکلتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے کہ میرا خیال درست ہی ہو۔ ہموں میں کیا رکھا ہے۔ آخر میں بھی تو الجزاً عبد المنان رہ چکا ہوں.... اوہو.... گاڑی آرہی اب بالکل خاموش رہنا۔!“



رومانو کا دسیع ریکریجن ہال کھا کچھ بھرا ہوا تھا۔ ڈانس فلور کے گرد اتنی بھیڑ تھی کہ برصغیر کرنے والوں اور محض تماشا یوں میں امتیاز کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ نئی نسل کے بڑے بالوں والے لاکوؤں اور مرد نمائزوں کا متھرک ہجوم اور بلند آہنگ مو سیقی کچھ اسی طرح گذرا ہو کر رہ گئے تھے کہ ریکریجن ہال آوازوں کا جنگل معلوم ہونے لگا تھا۔

جیسن بھی اسی بھیڑ میں ایک اطالوی لاکی کے ساتھ تھر کتا پھر رہا تھا۔ میک اپ میں تھا اور اس کا دوگ اتنا شاندار تھا کہ آس پاس کی دوسری لاکیاں اُسے لپکائی ہوئی نظر وہ سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ یونہی نہیں تھر کتا پھر رہا تھا۔ شروع سے اب تک کرٹل موگمی سے اس کا معینہ فاصلہ برقرار ہی رہا تھا اس کی بھر قص بھی ایک اطالوی عورت تھی جس کے لپکنے کا انداز اس کی اپنی خصیت سے ہم آہنگ نہیں تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کرٹل موگمی کے گھنیٹسٹ پر پڑی اترنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔

جیسن کی ہم رقص کی دھشت زدہ ہرنی کی طرح چوکڑیاں بھر رہی تھی لیکن وہ موگمی سے اپنا فاصلہ برقرار رکھنے کے سلسلے میں اس کا ساتھ نہیں دے پا رہا تھا۔

”تم صورت سے تو کامل نہیں معلوم ہوتے۔!“ اس کی ہم رقص قریب آ کر اس کے کان میں چین۔!

”میرے اندر کوئی چیز ثوٹ گئی ہے۔!“ جیسن نے کسی خاتون ناول نگار کے جملے کا اطالوی

ترجمہ کر دیا۔ یہاں آنے سے قبل وہ خواتین کے لکھتے ہوئے اوسط درجے کے نال بے تھا شاپر رہا تھا۔

ہم رقص کرے گھونے لگی لیکن جیسن بدستور تمہر کے جارہا تھا۔

”تم بکواس کر رہے ہو!“ وہ بالآخر بولی۔

”یقین کرو....!“

”ٹوٹے والی چیزوں میں ریڑھ کی ہڈی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے تمہارے اندر اگر وہ نہیں ہوتی تو تم کھڑے نہیں رہ سکتے تھے!“

”ایک غم تاک رومانی جملے کا خون کر دیا تم نے!“ جیسن نے سکی لی۔

”آخر کس دلیں سے آئے ہو.... تمہاری باتیں عجیب ہیں!“

”میں ساری دنیا کا باشندہ ہوں!“

”نام کیا ہے....?“

”جن....!“

”بہت خوب صورت نام ہے!“

”کیا کہنے؟“ عقب سے اردو میں آواز آئی۔ ”بپ کے دلیں میں یہ نام گالی معلوم ہوتا تھا!“

اس نے عمران کی آواز پیچان لی تھی۔ لیکن مزا نہیں تھا۔

پھر اس نے دیکھا کہ کرنل موگمی اپنی ہم رقص سمیت شراب کے کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔

”کچھ پیو گی....؟“ جیسن نے اپنی ہم رقص سے پوچھا۔

”ابھی میں صرف ناچتا چاہتی ہوں!“

”میں لاائم جوس لینا چاہتا ہوں.... شاید وہ چیز میرے معدے میں ٹوٹی ہے!“

”تم جاؤ.... میں تمہانا چتی رہوں گی!“

”شکریہ....!“ وہ اس سے ٹوٹ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر عمران موگمی کے قریب ہی نظر آیا لیکن بظاہر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ موگمی کی ہم رقص چیک رہی تھی اور اس کی نظر اس بڑے گلاس پر جمی ہوئی تھی جو شاید اس کے لئے بھرا جا رہا تھا۔ پھر دونوں نے اپنے گلاس سے چسکیاں لیں اور انہیں کاؤنٹر پر رکھ کر گھنگٹو کرنے لگے عمران بار بار شذر کو اپنی طرف

ٹوٹ کرنے کے لئے آؤ ہے دھڑ سے اوپر اٹھ گیا تھا۔

”آپ کی مطلوبہ شراب موجود نہیں ہی نور!“ بار بذر نے عمران سے کہا اور وہ مایوسانہ

انہاڑ میں سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر کے قریب سے ہٹ گیا۔

جیسن نے اُسے بھیڑ میں غائب ہوتے دیکھا خود اس نے بار بذر سے لاائم جوس اور سوڈا

ٹلب کیا تھا لیکن قبل اس کے کہ بار بذر اس سے کچھ کہتا وہ جلدی سے بولا۔ ”مجھ پر احسان کرو

جھائی۔ میرے معدے میں آگ لگی ہوئی ہے!“

”اچھا... اچھا...!“ وہ اسے غور سے دیکھتا ہوا بولा۔

”السر... نُبُری بala ہے.... مجھے شراب نہ چینی چاہئے تھی!“

”اچھا! نور!.... میں مہیا کرتا ہوں دو تین منٹ کی تاخیر کے ساتھ!“

جیسن کاؤنٹر پر ہاتھ لیکے کھڑا رہا۔ اس کی ہم رقص شاید اس کی طرف سے بالکل لاپرواہ

ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بار بذر نے اس کے سامنے لاائم جوس کا گلاس رکھ دیا۔

کرنل موگمی اور اس کی ہم رقص کے درمیان کسی مسئلے پر بحث چھڑ گئی۔ موگمی کو

اوپنی آڈا میں بولتے سن کر جیسن اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم گندی کلتا ہو.... ذلیل عورت....!“ اس نے عورت سے کہا اور پھر عورت کا زنا نے

دار چھڑ موگمی کے گال پر پڑا تھا۔

”کالے سور!....! جب طرف نہیں ہے تو اتنی پی کیوں لیتے ہو!“ وہ حلق چھاڑ کر چینی....

کاغذ موگمی بہت زیادہ نئے میں معلوم ہوتا تھا۔ چھڑ کھا کر فرش پر جا گرا تھا۔ ٹھیک اسی وقت

جیسن نے عمران کو اس کی طرف جھپٹنے دیکھا۔ وہ اسے فرش سے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

جیسن آگے بڑھ کر عورت سے بولا۔ ”اس میں یہی کمزوری ہے تم اسے معاف کر دو۔ آئندہ منہ

نہ کلنا!“

عورت نے غصیلی نظروں سے اُسے دیکھا اور فرش پر زور سے پاؤں بار کر دوسری طرف مڑ

گئ۔ عمران نے موگمی کو اٹھا لیا اور اس کی کمر میں ہاتھ دیے ایک جانب لے چلا تھا۔

بار بذر نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن جیسن نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر

کہا۔ ”اوائیگا میں کروں گا۔ فرمت کرو...!“ بے چارہ موگمی.... سوٹ نمبر بیالیں میں مقیم

جیمن نے شانوں کو لا پرداہی سے جبکش دی اور اس حصے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں وہ بوزف اور زیخا سمیت مقیم تھا۔ تین بیٹر روم اور ایک نشت کا کمرہ ان کے استعمال میں تھا۔ زیخا شام کے سوچکی تھی جوزف نشت کے کمرے میں بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا پہنچنے والے کے خاتمے کا خندش لاحق ہو گیا ہو۔

”کیا نالی ہاتھ ہی آئے ہو۔“ جوزف نے اُسے دیکھ کر گلوگیر آواز میں پوچھا۔ ”چھا تو کیا میں نے زندگی بھر کا ٹھیکہ لیا ہے۔ تمہارے باس کی موجودگی میں بری الذمہ ہوں۔“ ”میں تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہوں۔ باس کہتے ہیں لڑکی کی موجودگی میں کم پیو درنہ اس کے اخلاق پر بُرا اثر پڑے گا۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں پسند کرنے لگی ہے۔“  
”اپنا خیال اپنے ہی پاس رکھو مسٹر...!“

”لکن دیر سے نہیں پلے۔“

”مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے ایک ہفتے سے شکل تک نہ دیکھی ہو۔“ وہ جہائی لے کر بولا۔ ”یہاں اس عمارت کے لوگ بھی عجیب ہیں۔ کوئی کسی سے بات ہی نہیں کرتا۔“

”اچھا تو کیا شراب کی بھیک مانگنے کا رادہ تھا۔“

”پگی بات بتاؤ۔...!“ جوزف انگلی انٹا کر بولا۔

”ضرور بتاؤ۔...اب میں سچائی ہی کے قابل رہ گیا ہوں۔!“

”اس نے مجھے سزادی ہے وہ جو میں نے ہائی یو میں دو بو تیس صاف کر دی تھیں نا۔...  
جائتے ہو باس نے ان کے لئے کیا کیا۔...؟“

”میں کوئی تمہارے باس کے گلے میں لکھا رہتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم ہو گا۔!“

”وہ دونوں بو تلوں کی قیمت ایک بے ہوش آدمی کے سینے پر رکھ آئے تھے۔!“

”ایسے شریف آدمیوں کے ساتھ تمہیں جیسوں کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ میں تو باز آیا۔!“

”اب بتاؤ۔... میں کیا کروں پیدا رے جہائی۔!“ جوزف روہاں ہو کر بولا۔

”اپسے باس ہی کی طرح سر کے بل کھڑے ہو جاؤ۔!“

جوزف کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر بدستور سو گواری چھائی رہی جیمن صوفے پر نیم دراز اندر لے گئے۔!

”ہے.... ہم اسے اس کے بستر پر پہنچا میں گے۔!“  
بارشدر پکھنہ بولا۔ جیمن نے پرس سے کئی نوٹ نکالے اور اس کے سامنے ڈال دیے۔ وہ بھی عمران کی جانب بڑھ گیا لیکن وہ اسے لفٹ کی طرف لے جانے کی بجائے صدر دروازے کی جانب لے جا رہا تھا۔

باہر ایک لمبی سی کار شاید پہلے ہی سے کھڑی تھی۔ ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور عمران نے موگمی کو پچھلی سیٹ پر ڈال دیا جواب بالکل خاموش اور بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ ”تم اسے لے جاؤ۔!“ وہ جیمن کی طرف مڑ کر بولا۔ ”میں اس کے کروں کی تلاشی لوں گا۔ میری واپسی سے قبل ہوش میں آجائے تو اس سے کسی قسم کی گفتگو مت کرنا۔... اور نہ کسی سوال کا جواب دینا۔!“

”او۔... کے یور میخی۔...!“

جیمن کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ رومانو میں کیا ہونے والا ہے اس سے تو بُل یا رُگیا تھا کہ موگمی کی نگرانی کرے اور اگر وہ اپنے کمرے سے باہر نکلے تو اس کے قریب ہی قریب رہنے کی کوشش کرے۔

جیمن اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے قریب بیٹھ گیا اور گاڑی چل پڑی۔... وہ آبادی سے باہر ایک عمارت میں مقیم تھے۔ عمارت کیا تھی اچھا خاصا قلعہ تھا اور اس کے مکین عمران کا بہت اخڑا کرتے تھے اور وہ بھی وہاں خود کو بہت لئے دیے رہتا تھا۔ جیمن نے اسے کبھی اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا جتنا وہ اس عمارت میں نظر آیا تھا۔

گاڑی تیز رفتاری سے راستے طے کرتی رہی۔ جیمن خاموش بیٹھا رہا۔ وہ پچھلی سیٹ پر پڑھے کر قتل موگمی کے خرائی صاف سن رہا تھا۔ اس کی بہن زیخا موگمی بھی انہی کے ساتھ اسی عمارت میں مقیم تھی اور زیادہ تر جوزف کے ساتھ رہتی تھی۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد گاڑی عمارت کے وسیع احاطے میں داخل ہوئی شاہزاد عمران وہاں ہی فون کر پکھا تھا اسی لئے کچھ لوگ پورچ میں منتظر ملے تھے جو بے ہوش آدمی کو گاڑی سے انداز اندر لے گئے۔!

”اچھا.... اچھا....!“ جوزف نے پیزاری سے کہا۔ ”اب اسے تو حرام نہ کرو!“ پھر وہ اس طرح پیتا رہا ہیسے کوئی مقدس فریضہ انجام دے رہا ہو گلاس خالی کر کے بولا۔ ”میں نے کھانے کا ارادہ ہی ترک کر دیا تھا!“

”کیوں نہیں....! پہلے سے پیٹ میں شراب کی دلدل نہ ہو تو کھانا کھاں جا کر غرق ہو گا!“  
”کیا تم حقیقی شراب سے نفرت کرنے لگے ہو!“

”صرف ڈپلن....! ہر مجھنی کو میرا پینڈ نہیں ہے اپنے باس کے ساتھ ہوتا ہوں تو مجھے کوئی بھی نہیں روک سکتا!“

”تب تو پھر تم عادی نہیں ہو!“

”عادی ہونا بھی مجھے پسند نہیں ہے!“

پھر وہ کھانے کی میز پر ہی تھے کہ عمران آدم کا اس نے جوزف کو گھور کر دیکھا۔

”مم.... میں کچھ نہیں جانتا!“ جوزف ہکلایا۔ ”اس شریف آدمی نے سوچا شائد میں بھوکا مر جاؤں گا!“

”تم نے پلوائی تھی....!“ عمران جیمسن کی طرف دیکھ کر غریبا۔

”کھانے سے قبل والی بھلی چھلکی!“

”اچھا.... اچھا.... سمجھوں گا تم سے بھی!“

”آپ نہیں کھائیں گے!“

”میں رہماںو میں کھاچکا ہوں!“

”بب.... باس میں بے قصور ہوں!“ جوزف کپکاتی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تم مجھے قتل کر دو.... لیکن ایسی کوئی سزا نہ دو کہ زندہ درگور ہو جاؤں!“

”تم وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی لوٹ کے مال میں ہاتھ نہیں لگاؤ گے!“

”میں بے ایمان نہیں ہوں باس.... ہائی لیو والوں کی پہلی بوتن غصے میں پی گیا تھا اور ”سری اس لئے پی تھی کہ یوکی کو نزوں کر کے انہیں اس کی مدد کے لئے بلوانا تھا اور نہ پھر ان پر کس طرح قابو پاتا!“

”خیر.... خیر.... میرے سوت کیس میں کل کے لئے تین بوتلیں موجود ہیں۔ سفر میں

ہوتا ہوا کرتی موجمی کے بارے میں سوچنے لگا۔ آخر اچاک وہ ایک ہی گپ میں اس حال کیوں پہنچ گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ ایک نارمل آدمی کی طرح رقص کرتا رہا تھا۔ لیکن پھر ایک ہی گپ میں اس طرح اکو ہو جاتا اور گپ بھی چھوٹا ہی تھا۔ اس کے برخلاف اس کی ہم رقص نے تو لارج و ہسکی ہضم کی تھی اور ہوش مندوں کی طرح اسے سلواتیں سناتی ہوئی دہاں سے رخص ہو گئی تھی۔

دفعتہ کسی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور جیمسن چوک کر بولا۔ ”آ جاؤ!“  
ایک اطاولی بوکی کمرے میں داخل ہوئی۔

”کیا آپ کے لئے رات کا کھانا لگایا جائے سی نور....؟ اس نے ادب سے پوچھا۔  
”ضرور.... ضرور....!“ جیمسن بولا۔ ”سی نور جوزف کھانے سے پہلے پیتے ہیں یہیں۔“

”تو پھر پہلے شراب نوشی کے لاونچ میں تشریف لے چلے!“  
”انٹھو سالے....!“ جیمسن نے اردو میں کہا۔ ”انتظام ہو گیا ہے!“

”کیا ہو گیا....؟“  
”شراب نوشی کے لاونچ میں چلو... کھانے کو کہنے آئی تھی۔ میں نے کہا میرا دوست کھانے سے پہلے پیتا بھی ہے!“

”تم سالا اندر سے فرشتہ ہے۔“ جوزف خوش ہو کر اٹھتا ہوا بولا۔  
”اور باہر سے....؟“ جیمسن نے آنکھیں نکالیں۔

”بالکل لیڈی معلوم ہوتا.... ڈاڑھی نہیں ہوتا ٹوہم پاگل ہو جاتا!“  
”حد ہو گئی حرای پن کی.... شراب کا نام سنتے ہی چپنے لگا سالا....!“ جیمسن دروازے کے طرف بڑھتا ہوا بولا۔

لڑکی انہیں شراب نوشی کے لاونچ میں لا آئی اور بار پر جا کر خود ہی دو گلاس نکالے۔  
”صرف بھی پے گا!“ جیمسن جلدی سے بولا۔ ”میں پہلے ہی سے بھرا ہوا ہوں!“  
لڑکی جوزف کو گلاس تھما کر بولی تھی۔ ”کھانے کے کمرے میں نیز تیار ملے گی!“ پھر وہ ہی گئی تھی۔

”اس بار ایک گلاس سے آگے بڑھنے کی مت سوچنا....!“ جیمسن بولا۔

تمن سے زیادہ ہرگز نہیں ملیں گی۔!“  
”تم دیو تا ہو باس....!“ جوزف کی آذار رقت آمیز ہو گئی۔  
”دیو تا کیا.... تم لوگ تو مجھے آدمی بھی نہیں رہنے دے گے۔!“ عمران نے غصیلے لمحے میں کہا  
اور اٹھ گیا۔

”ایک بات یور مجھی....!“ جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔  
”کیا ہے....؟“

”آخر دہ ایک ہی پگ میں کیوں دیوانہ ہو گیا تھا۔!“  
”کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ کاؤنٹر پر میں اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔!  
”وہ تو دیکھا تھا۔!“

”بس تو پھر سفوف دافع نہ باری کی ایک چنکلی کام کر گئی تھی۔!  
”بہت گاڑھی ہے....!“ جیمسن کان پکڑ کر بولا۔

”ایک ایسا سفوف جس کی ذرا سی مقدار ہا تھی تک کادماغ الٹ سکتی ہے۔!  
اب اسے یاد آیا کہ عمران نے کاؤنٹر پر جھک کر بارڈنڈر سے کچھ کہا تھا اور شاکنڈ اسی وقت  
موگمی کے گلاس کے ساتھ کوئی کارروائی بھی ہو گئی تھی۔

”لڑکی کو یہاں اس کی موجودگی کا علم نہ ہونے پائے۔!“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔  
”وہ بہت پریشان ہے باس....!“

”کچھ بھی ہو.... اسے فی الحال ہر معاملے سے لامع رکھنا ہے۔!  
”وہ بھی اسی عمارت میں ہے۔!“ جیمسن بولا۔ ”آپ کیسے چھپا سکیں گے۔!  
”کیا تم جانتے ہو کہ وہ اس عمارت میں کہاں ہے۔!  
”نہیں....! مجھے نہیں معلوم کہ وہ اسے کہاں لے گئے ہیں۔!  
”حالانکہ تم ہی اسے یہاں لائے تھے۔!“ عمران باسیں آنکھ دبا کر بولا۔

جیمسن نے لاپرواہی سے شانوں کو جبڑ دی اور کاغذی نیپکن سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔  
جوزف بھی کھانا کھا پا تھا۔  
کھانے سے فارغ ہو کر دونوں اپنی اپنی خواب گاہوں میں چلے گئے تھے۔ عمران نے تھوڑی

پر بعد جوزف کی خواب گاہ کے دروازے پر دستک دی۔ وہ سویا نہیں تھا۔ دروازہ کھول کر چیچے  
ہٹ گیا۔ عمران نے کمرے میں داخل ہو کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ پل بھر کے لئے جوزف کی  
آنکھوں میں انگھی کے آثار نظر آئے پھر وہ پوری طرح عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
”اب تمہارا کام شروع ہو گا۔!“ عمران بولا۔

”کہو باس....!“ جوزف کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک لہرائی۔

”ہم میں سے کوئی بھی موگمی کے سامنے نہیں جائے گا اس سے تمہیں گفتگو کرنی ہے۔  
انگلکو کے دوران میں تم اس کی بہن کا کوئی حوالہ نہیں دے گے۔!  
”سوال ہی نہیں پیدا ہو تا باس.... میں سمجھتا ہوں۔!  
”دوسری بات.... میری معلومات کے مطابق خیر اندیشوں کا سر برآہ بہت کم ہیڈ کوارٹر سے  
غیر حاضر ہوتا ہے۔ اگر کہیں جاتا بھی ہے تو اس کے کسی نہ کسی ماحصلہ کو اس مقام کا علم ہوتا ہے  
چنان وہ گیا ہو۔ لیکن باساوقات کسی کو کچھ بتائے بغیر بھی غائب ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بہت  
یہ خاص موقع ہوتے ہوں۔!  
”ہو سکتا ہے باس....!  
”کیا ہو سکتا ہے....?  
”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شاکنڈ موگمی اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے۔!  
”شباش....! ذہانت جاگ رہی ہے تمہاری....! بس ایسے ہی مودہ میں تمہیں اس سے ملتا  
ہے۔ اسلحہ کی اسمگنگ وہ بھی کسی ملک میں بغاوت کرانے کے لئے بہت ہی خاص مسئلہ ہے۔  
ہو سکتا ہے وہ اسی سلسلے میں کہیں گیا ہو۔ بہر حال معلوم کرنے کی اصل بات یہ ہے کہ اسلحہ کہاں  
سے مرحد کے پار جائے گا۔ ہو سکتا ہے... ایڈ لاوا ایسے بے حد خاص کام اپنی مگرائی میں کراتا ہو۔!  
”میں سمجھ گیا باس....! لیکن اگر اس نے زبان نہ کھوئی تو....!  
”تم پر ایز فائزر رہ چکے ہو۔!  
”میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا....!“ جوزف کے دانت نکل پڑے پھر یک بیک سنجیدہ نظر  
اُنے گا۔

”کیوں.... کوئی اور خیال....?  
”

بیس وہیں رہ گیا تھا۔ اس کا مطلب بھی تھا کہ فی الحال اُسے کسی معاملے سے کوئی سروکار نہیں! کتنی راہداریاں طے کرنے کے بعد لڑکی ایک کمرے کے سامنے رکی تھی اور جوزف کو اندر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے کی کنجی حوالے کی تھی۔

جوزف نے قفل میں کنجی گھما کر دروازہ کھولا اور ایک دم اندر داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر کے وہ اسی جگہ کھڑا کر ٹل موگمبی کو گھورتا رہا جو بستر پر بیٹھا سے حرمت سے دیکھے جا رہا تھا۔ پھر دفتہ سنجھل کر غصیلے لمحے میں بولا۔ ”یہ کیا قصہ ہے اور تم کون ہو؟“

جوزف نے ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ انداز میں سرد مہری تھی۔ آہتہ آہتہ چلا ہوا اُس کے قریب پہنچا اور کری کھینچ کر بیٹھ گیا۔

”یہاں بچھل رات والی حرکت تھہارے تھہارے اُس نے شام تھی!“ اُس نے بالآخر سرد لمحے میں پوچھا اور موگمبی کے چہرے پر ہواں اپنے لگیں۔

”جواب دو....!“ جوزف نے کڑک کر پوچھا۔

”نن..... نہیں....!“ موگمبی ہکلایا۔

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اس کام کے اہل نہیں ہو!“

”م..... میں..... بہت پریشان تھا۔ مگر پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو!“

”یہ ضروری نہیں ہے!“

”پھر میں اُسے تسلیم بھی نہیں کر سکتا کہ میں اس وقت کسی غیر متعلق آدمی سے گفتگو نہیں کر رہا!“

”تھہاری بہن کہاں ہے....?“ جوزف اسے گھورتا ہوا غریباً...!

”بب..... بہن..... وہ..... وہ.....!“

”ڈیل کراس....!“ جوزف بغلی ہو لشتر پر ہاتھ رکھ کر دہاز۔

”یہ غلط ہے۔ ایں انقلاب کا حامی اور وفادار ہوں۔!“

”بکواس بند کرو....!“

”تم آخر ہو کون.... میں نے تمہیں پہلے بھی نہیں دیکھا۔!“

”تھہاری حیثیت ہی کیا ہے کہ تم ہر ایک کو دیکھ سکو....!“ جوزف نے خاتمت آمیز لمحے

”تھہارے بارے میں مجھ سے کچھ اگلوسا کتا ہے۔!“

”دشواری یہ ہے کہ ہم موگمبی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔!“ عمران اپنی گردن سہلا تا ہوا بولا۔ ”خود اس سازش کا سربراہ ہے یا کسی دوسرے کا آلہ کار..... بہر حال دونوں ہی صور توں میں اس کا خدشہ ہے کہ وہ خاموشی سے مر جائے..... کچھ بتائے بغیر..... الہا اب اپنے پرانے فناٹر ہونے والی بات بھول جاؤ..... دوسرا تجویز سنو۔!“

اور پھر وہ آہتہ آہتہ اُسے کچھ سمجھاتا رہا تھا۔ جوزف بھی سر ہلاتا اور بھی اُسے غور سے دیکھنے لگتا۔



دوسرا صحیح جیمسن کی آنکھیں حرمت سے پھیل گئیں۔ جب اس نے جوزف کو بہترین قم کے سوت اور بے داغ سفید قمیں میں لمبوس دیکھا۔ گلے میں سرخ رنگ کی نائی تھی اور اس نے انپنے بال کی خوش سلیقہ آدمی کے سے انداز میں سنوار رکھے تھے۔ بغلی ہو لشتر کوٹ کے اوپر سے بھی نمایاں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی خاص مقصد کے تحت اس میں یہ تبدیلی واقع ہوئی ہو۔ ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا۔ صرف بھی دونوں تھے۔ جیمسن باسیں آنکھ دبا کر بولا۔ ”کیا“ ابھی تک سورہی ہے۔ ناشتے کے لئے نہیں آئی۔!

”پہ نہیں.... باس جانیں۔!“

”تو تم نے اتنی محنت خواہ خواہ کر دیا ہے۔!“

”تم کیا کبھر رہے ہو....!“ جوزف اسے گھورتا ہوا بولا۔

”کچھ بھی نہیں.... ویسے اس وقت ہیل سلاسی کے فرزند لگ رہے ہو۔!“

جوزف کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔ ناشتے کے بعد وہی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی جس نے بچھل رات جوزف کو کھانے سے پہلے شراب پلائی تھی۔

”تھہاری طبی ہوئی ہے۔!“ اس نے جوزف کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

جمسن نے اُسے جملے کا مفہوم سمجھایا تھا اور وہ اٹھ کر لڑکی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔

جوزف نے پھل سے نقشے پر نشان لگایا۔ پھر مو گھمی بولا۔ ”یہی اسٹرالیا بار کر کے کو موجھیں“ سے ”میز لا جھیل“ میں داخل ہو گا اور دریائے بریگی گلیاکے دہانے پر تک جائے گا۔ دریائے بریگی گلیا میں چھوٹی کشتیاں چلتی ہیں۔ وہاں اسٹرالیا سے اتار کر ان کشتیوں میں بار کیا جائے گا اور پھر ایڈلا وادخواداپنی گرفتاری میں کشتیوں کو سرحد پار کرادے گا۔“

جوزف نے پھر نقشے پر نشانات لگائے اور مو گھمی کو غور سے دیکھنے لگا۔ ”ایڈلا وارٹسینی میں ہے۔“ اس نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

”ہاں....! وہ اس معاملے کو ما تھوڑا پر نہیں چھوڑ سکتا۔“

”یہاں تمہیں تکلیف نہیں ہو گی۔“ جوزف المحتا ہوا بولا۔ ”لیکن اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو گولی مار دی جائے گی۔“

”بُن اب خاموش رہو۔“ مو گھمی اچاک پھر گیا۔ ”میں غدار نہیں ہوں وقت اُسے ثابت کر دے گا۔“

جوزف کچھ کہے بغیر خاموشی سے باہر نکل گیا۔ نقشہ تہہ کر کے اس نے جیب میں رکھ لیا تھا اور باہر نکل کر دروازے کو مقفل کرنا نہیں بھولا تھا۔

”خوب ہی دیر بعد عمر ان اپنے کمرے میں اس کی پیٹھے ٹھوٹکتا ہوا نظر آیا۔

”یہ کام ہوا ہے....!“ وہ سر ہلا کر بولا۔ ”اب تم عش کرو.... چہ بو تلیں دوبارہ بحال.... زیستی کی بہترین شراب چیائی....!“

”بہترینوں سے تو میں تک آگیا ہوں باس....! ذرا کچھ تیز ہوئی چاہئے۔ نیجے جو مل رہی ہے بالکل ایسی ہی لگتی ہے جیسے ہاصہ درست رکھنے والی کوئی دوا۔“

”شیرہ تو یہاں ممکن نہیں معمرا بیٹھے۔“

”خیر میری قسم۔....!“

”دوسری بات....! اب تم اس عمارت سے باہر قدم نہیں نکالو گے تمہارا کام ختم....!“ ”یہ تو مشکل کام ہے باس....!“

”ہاں یلو کا عملہ تمہاری مشکل نہیں بھلا کے گا۔ جیسکو انہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا۔ میں کہانے کی طرح کام چلا ہی لوں گا۔ لیکن ابھی تک میک اپ کا ایسا سامان دریافت نہیں ہو سکا جو

میں کہا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ مو گھمی مرعوب ہو گیا ہے اس لئے سازش کا سراغہ خود نہیں ہو سکتا۔ اس سے اوپرے ریکہ ہی کا کوئی آدمی ہو گا جو خود ملک ہی میں بیٹھا ہو اے۔ ہو سکتا ہے کوئی طاقت ور جزل ہو۔“

مو گھمی نے سختی سے ہونٹ بھیجنے لئے تھے۔ شاید خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

”تم فی الحال معطل کر دیجئے گئے ہو۔“ جوزف آہستہ سے سر دلچسپی میں بولا۔

”یہ.... یہ کیسے ممکن ہے۔“ مو گھمی نے بھرا ہی آواز میں کہا۔

”اس وقت تک اسی حالت میں رہو گے جب تک کہ مطلوبہ مال سرحد نہیں پار کر جاتا۔“

”تم کوئی بھی ہو میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ مجھ پر انقلاب سے غداری کا الزام نہیں لگا جا سکتا۔ پہلے تم میری پوری بات بھی تو سن لو۔“

”سناو....!“ جوزف بیزاری سے بولا۔

”بہن میرے ساتھ ہی تھی لیکن ایک دن میں نے محسوس کیا کہ وہ چھپ کر میری اور ایڈلا واری گھنگو سنتی ہے لہذا میں نے اسے اخوا کر ایڈلا واری کی قید میں ڈلوا دیا۔ انقلاب ہی کی قسم کا کر کہتا ہوں کہ آج تک یہ بھی جانے کی کوشش نہیں کی کہ ایڈلا واری اُسے کہاں رکھا ہے اور وہ کس حال میں ہے۔ جب تک اسٹرالیا سرحد پار نہیں کر جاتا۔... جانا بھی نہیں چاہتا۔ یہ میں نے انقلاب ہی کے لئے کیا ہے۔ اگر تم ایک ذمہ دار آدمی ہو تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچو کیا کوئی بھائی اسے گوارا کرے گا۔“

”ہو سکتا ہے تم حق کہہ رہے ہو....!“ جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔ ”لیکن اوپر سے ملا ہوا حکم.... حکم ہے.... اس کی تعییں ضروری ہو گی۔ آج سے چارچ میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر اسکے بحقافت سرحد پار کر گیا تو تمہاری پوزیشن دوبارہ بحال ہو جائے گی۔“

”مجھے منظور ہے....!“

جوزف نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر سامنے پڑی ہوئی چھوٹی میز پر پھیلا دیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ”کیا پوزیشن طے ہوئی ہے....؟“

مو گھمی نقشے پر جھک گیا اور ایک جگہ انگلی رکھ کر بولا۔ ”یہ کو موجھیل کے مغربی کنار پر زیریں کی گودی ہے۔ یہاں ایڈلا وارا کا اسٹریپورے مغربی کنارے پر ماہی گیری کرتا ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ اس لڑکی نے بالآخر اسے آدمی بنای دیا۔!“  
”سفر کی تیاری کرو... وہ لڑکی کے باپ کا کارنامہ ہے۔!“ عمران نے غصیلے لمحے میں کہا۔



فنا شہتوں کی میٹھی میٹھی مہک سے معمور تھی اور جھیل کی طرف سے چلنے والی خنک ہوا  
کے جھوکے اگور کی بیلوں میں لطیف سرسر اٹھیں پیدا کر رہے تھے۔  
سورج غروب ہو چکا تھا۔ ٹرینی کی تفریق گاہوں میں بڑی چھل پہل تھی۔ دراصل آج  
ریشم کے کیڑے پالنے والوں کا تمہوار تھا۔ کھلی جگہوں پر لوگوں کی بھیز نظر آئی تھی۔ لوک ناچ اور  
لوک گیتوں کا گویا طوفان آگیا تھا۔ ہر مجھے میں کوئی ایک قصہ گو گنیاڑ کے تاروں پر مضراب لگا گا کہ  
کہاں کہاں نظر آتا۔ پھر کہاں ہی کے کسی کردار کی طرف سے گانا شروع کر دیتا۔ گنیاڑ کے تاروں پر  
نیزی سے اس کا ہاتھ چلتا۔ لوگ تالیوں سے تھاپ دیتے اور نوجوان جوڑے رقص کرنے لگتے۔  
ایسے ہی ایک مجھے میں کپتان الفروزے کو بھی گنیاڑ تھا دیا گیا اور اس سے روا کی انداز میں  
لطیفوں کی فرمائش کی گئی۔

”دوستو! یہ ایک مشکل کام ہے۔!“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”لطفے ہٹنے ہٹانے کی چیز ہے۔ ان  
میں موسمی کا کیا کام....!“

”بھیسے بھی بننے کام چلاو پیارے۔!“ ایک عورت چیخ کر بولی۔  
”اچھا تو سنو....!“ وہ تاروں میں مضراب لگا کر بولا۔  
”لطفے کے بعد گیت بھی ہو گا۔!“ دوسرا عورت چیخنی۔

”ہاں ہاں ضرور ہو گا۔!“ بہت سی آوازیں آئیں۔

”دیکھا جائے گا.... پہلے تم لطیفہ تو سنو....!“ الفروزے نے گنیاڑ پر مضراب لگا گا کہا  
شروع کیا۔ ”جیسیں کا ایک بیوقوف طالب علم انگستان کی سیر کو گیا۔ شہروں مارا پھر رہا تھا  
کہ ایک ہم وطن سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا شہروں میں کیا رکھا ہے۔ دیہاتوں میں گھومو پھر وہ  
”ندگی کا لطف اٹھاؤ۔ طالب علم نے کہا شہروں گا کہاں؟ شہروں میں تو ہو ٹل موجود ہیں۔ ہم

”تمہیں لگفاہم بیادے۔!“  
”اب میں اسے کیا کروں....!“  
”لبذا تمہاری روپوشی بھی کام ہی ٹھہری۔!  
”مالک ہو... تمہاری مرضی...!“  
”میں اور جیسن کچھ دنوں کے لئے یہاں سے جا رہے ہیں۔!  
”میں سمجھتا ہوں.... اب تمہیں کہاں چین۔!  
”بہر حال لڑکی اور اس کا بھائی دونوں ہی تمہاری ذمہ داری ہیں دونوں کا سامنا نہ ہونے  
پائے۔ ویسے لڑکی شریف معلوم ہوتی ہے جو کچھ بھی کہا جاتا ہے اس کے خلاف نہیں کرتی۔!  
”آہ....!“ دفتار جوزف چونک کر بولا۔ ”ایک بات تو بھول ہی گیا۔ زیخار نے ایک اطاولی  
لڑکی کا بھی ذکر کیا تھا جو ہائی لیور اس کے ساتھ تھی۔!  
”کیا وہ بھی قیدی تھی....؟“  
”نہیں زیخار کی دیکھ بھال کے لئے تھی لیکن پھر ان تینوں سے اس کا جھگڑا ہو گیا تھا اور وہ پڑ  
گئی تھی۔!  
”عمران نے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

”تو پھر اب میں اپنے کمرے میں جاؤں....؟“ جوزف نے جمائی لے کر پوچھا۔ شاید اس  
نشہ اکھڑ رہا تھا۔  
”ضرور.... ضرور.... اب اس نامعقول کو بیچنے دینا۔!“ عمران نے کہا جوزف چلا گیا  
تحوڑی دیر بعد جیسن کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر کچھ عجیب سی مسکراہٹ تھی۔  
”اس خندہ دندال نما کا مطلب....؟“ عمران نے ڈپٹ کر سوال کیا اور جیسن ہاتھ جوڑ  
کھڑا ہو گیا۔

”میں پہلے ہی کان پکڑ کا ہوں.... یور میجھی۔!  
”میں نے پوچھا تھا دانت کیوں نکلے پڑ رہے ہیں۔!  
”کلوٹ کی قسمت پر اٹھاڑ سرست کر رہا تھا۔!  
”سیا مطلب....؟“

اوہ تمہارا نام...؟ طالب علم نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا میرا نام...! میرا نام ذمیم فول ہے۔!  
قہقہوں کے شور سے پورا میدان گونج اٹھا اور الفروزے گیلہار بجا بجا کرنے لگا۔

”اگر دنیا میں حق نہ ہوتے تو ہم ہنسنے کو ترس جاتے!“  
ان کا دام غیمت ہے.... دنیا انہی کی وجہ سے جنت ہے۔  
اگر مجھے کوئی حق مل جائے تو میں اسے منہنی کر لوں گا۔  
اس طرح.... بقیہ زندگی آرام سے گزر جائے گی!“  
”مل گیا.... مل گیا....!“ مجھے میں سے کسی نے چیخ کر کہا۔ ”یہاں ایک ایسا بے وقف موجود ہے۔“

الفروزے خاموش ہو گیا۔

مجھے سے پھر آواز آئی۔ ”یہ بیوقوف آدمی پوچھ رہا ہے کہ یہ شخص لطیفہ ناکروونے کیوں لگا ہے۔ رو رہا ہے تو گیلہار کیوں بخارا ہے۔!“

الفروزے نے زور دار قہقہہ لگایا اور بولا۔ ”لاو.... اسے میرے پاس لاو.... میں اسے ضرور منہنی کروں گا۔ آجاؤ میرے پاس....!“  
ایک آدمی مجھے سے نکل کر اس کی طرف بڑھا جو ان اور خوش شکل تھا لیکن چہرے پر حماقت طاری تھی۔

”خوب خوب....!“ الفروزے ہنس کر بولا۔ ”واقعی معلوم ہوتے ہو۔!“  
ابھی پوری طرح روشنی میں آگیا تھا۔

”کہاں سے آئے ہو....؟ اطالوی تو نہیں معلوم ہوتے۔!  
یوئانی ہوں....!“ ابھی نے جواب دیا۔

”اے افلاطون اور ارسطو کی سرزی میں پر بھی تم جیسے پائے جاتے ہیں۔!“  
”انہی کی وجہ سے تو پائے جاتے ہیں میری عقل کتابوں نے چرا ذلی ہے۔!  
”طالب علم ہو....؟“

”اور حق بھی.... لیکن بے بی کے لئے انگلستان جانا پڑے گا یہاں تو کوئی ملی نہیں۔!  
اکیلے ہو....؟“

وطن نے کہا کہ بھائی انگریز بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں۔ اول تو تم شہروں کے آس پاس کے دیہاتوں میں جاؤ۔.... دن بھر گھومو پھرہ اور شام کو واپس شہر آ جاؤ اور اگر دیہات ہی میں رات ہو جائے تو تم کسی بھی گھر کے دروازے پر دستک دے کر رات گزارنے کی درخواست کر سکتے ہو۔  
ہبھاں رات کا کھانا بھی ملے گا اور بستر بھی... پھر صبح طالب علم نکل کھڑا ہوا دیہات کی طرف۔  
اس نے سوچا یہ تو بڑی اچھی تدبیر ہے ایک وقت کے کھانے اور ناشتے کے میے ہی بچیں گے۔ دن بھر گھومتا پھر اور دیدہ و دانستہ دیہات ہی میں رات کر دی۔ پھر ایک چھوٹے سے مکان کے دروازے پر دستک بھی دے بیٹھا۔ ایک بوڑھے انگریز نے دروازہ کھولا اور طالب علم نے رات گزارنے کی درخواست پیش کر دی۔ رات بہت سرد تھی طالب علم کے دانت نجح رہے تھے۔  
بوڑھے انگریز نے کسی قدر تذبذب کے ساتھ کہا آ جاؤ۔.... بھائی آج سر دی بہت ہے۔ ہم سب بستروں میں گھس پکے تھے اور ہمارے پاس صرف دو ہی کمرے ہیں۔ ایک میں ہم بوڑھے بوڑھی سوتے ہیں اور دوسرے میں بے بی پھر دو اسے کچن میں لے گیا۔ جو کچھ بچا کھا تھا اس کے سامنے رکھتا ہوا بولا۔ ہمارے کمرے میں تو جگ نہیں ہے ایسا کرو کہ بے بی کے کمرے میں سو جاؤ۔ طالب علم نے سوچا کہ بے بی رات کو اگر جائی اور رونے دھونے لگی تو خواہ مخواہ اس کی نیند خراب ہو گی اور اخلاقاً اٹھ کر اسے تسلی دلانا سادے کر دوبارہ سلانا پڑے گا اور اگر حوانج ضرور یہ سے بھی فارغ کرنا پڑا تو اور مصیبت ہو گی۔ لہذا اس نے بڑی سعادت مندی سے کہا نہیں۔....! آپ بے بی کے آرام میں خلل اندازی نہ کریں وہ سو گئی ہو گی۔ آپ براہ کرم مجھے ایک کمل دے دیجئے میں برآمدے ہی میں بیٹھ پر لیٹ جاؤں گا۔ بوڑھے نے کہا یہ مناسب نہیں معلوم ہو تا سردی بہت زیادہ ہے برآمدے میں اکڑ جاؤ گے ایک کمل ناکافی ہو گا۔ ہمارے احمدکڑ کو بولے میں سیاح ہوں بھر نہمدد شہلی میں بھی ایک ہی کمل میرے لئے بہت ہو گا۔ بہر حال اپنی صند پر اڑ کر اس نے ایک کمل لیا اور برآمدے میں پڑھا۔ سردی سچ سچ بہت زیادہ تھی۔ رات بھر کمل لیٹے اکڑوں بیٹھا رہ گی۔ دانت بجھتے رہے جب دیکھا کہ صبح ہوری ہے تو ہانپتا ہانپتا لیٹ گیا لیکن نیند کہاں۔ بہر حال بوڑھے نے آکر اس ناشتے کے لئے اٹھا لیا۔ ناشتے کی میز پر بوڑھی، بوڑھے کے علاوہ ایک بے حد جو ان تو انہا اور خوب صورت لڑکی بھی نظر آئی۔ بوڑھے نے طالب علم سے کہا ہماری بے بی سے ملو اور یہ ہونقوں کی طرح منہ چھاڑے اسے دیکھتا رہا۔ بے بی چپک کر بولی میرا نام میرا یا ہے

”نہیں....! میرے ساتھ ایک بیوی قوف اور بھی ہے لیکن وہ میری طرح روانی سے اطلاعی نہیں بول سکتا!“

”اے بھی بلاو....!“ الفروزے زندہ ولی کا مظاہرہ کرتا رہا۔

”آ جاؤ بھائی.... تم بھی....!“ احمد نے مزکر کسی کو آواز دی۔

دوسرا بھی اسی کے قریب اُمکھڑا ہوا۔

”یہ بھی یوتانی ہے....؟“ الفروزے نے پوچھا۔

”نہیں....! یہ عرب ہے!“

”یہاں مقیم ہو....؟“

”کہیں بھی نہیں....! لاخج سے اتر کر سیدھے اور ہر ہی چلے آئے ہیں۔!“

”تم دونوں میرے مہمان رہو گے جب تک چاہے عیش کرو!“ الفروزے نے کہا اور پھر جھوم جھوم کر گیارہ بجائے لگا۔ اس بار اس نے ایک اپنی نغمہ چھینڈیا تھا۔ اس کی پاٹ دار آواز دردور تک پھیل رہی تھی لیکن پھر اچانک اس طرح خاموش ہو گیا جیسے سر پر پھرالہ آگیا ہو۔ اس کا ایک ماتحت تیزی سے اس کے قریب پہنچا تھا اور آہستہ آہستہ پچھے کہنے لگا تھا۔ الفروزے کے چہرے پر غصب ناکی کے آثار نظر آتے تھے اور وہ پیر پنچ کر دھماڑا تھا۔ ”میرا مودہ خراب کر دیا تم نے.... اُسے سینیں کیوں نہیں لیتے آئے!“

”وہ نہیں آئی.... بے حد انہم بات ہے!“

”اچھا.... میں جا رہا ہوں.... یہ دونوں میرے مہمان ہیں۔ تم انہیں فعلی پے ٹیوٹی ملے جاؤ۔ فیجر سے کہنا میرے مہمان ہیں۔ قیام کریں گے۔ میرے حساب میں۔!“

”بس بس شکریہ....!“ احمد ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”ہوٹل میں بے بی کہاں ملے گی۔ ہم کسی بے بی والے کو ٹلاش کریں گے تمہارے لطیفے سے فائدہ نہ اٹھیا تو پچھے بھی نہ کیا۔!“

الفروزے کو گفتگو کے اس انداز پر ہمی آگئی اور اس نے شانے سکوڑ کر کہا۔ ”تمہاری مرضا!

کبھی کبھی ملتے رہنا.... دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہو۔ کپتان الفروزے کو پورا قصہ جانتا ہے کسی

سے بھی میرا پتہ معلوم کر کے مجھ تک پہنچ سکتے ہو۔!“

”انتے لبے ہو کر میں پہنچ ہی نہیں سکوں گا۔!“

الفروزے تھبہ لگاتا ہوا دہاں سے چل پڑا تھا۔ اس کے وزنی جو توں کی دھمک دور دور تک پھیل رہی تھی۔

تحوڑی دیر بعد وہ اسٹرپر پہنچا اور سیدھا اپنے کہن میں چلا گیا۔ یہاں ایک خوش شکل اور جوان العمر عورت پہلے سے موجود تھی۔

”تم یہاں کیا کر رہی ہو میریاں....!“

”باس سے ملتا تھا۔!“

”کیا تمہیں علم ہے کہ وہ یہاں تھا۔!“

”میں اس کی سیکریٹری ہوں.... لیکن....!“ تھا کا کیا مطلب....؟“

”یہی کہ اب وہ یہاں نہیں ہے۔!“

”کہاں ہے....؟“

”میں نہیں جانتا۔!“

”اچھا تو تم سنو....! باس ہی کی ہدایت ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اہم معاملات کے لئے تم سے رجوع کیا جائے۔!“

”ٹھیک ہے.... بتاؤ کیا بات ہے؟“

”تمہیں علم ہو گا کہ کر قتل مو گھبی کی بہن اس کے مشورے کی بناء پر ہماری قید میں تھی!“

”مجھے علم ہے۔!“

”باس نے اُسے اپنی ذاتی لاخچ پر کھا تھا میری نگرانی میں لیکن میں لاخچ پر نہ رہ سکی۔!“

”کیوں....؟“

”تینوں ملا جوں کی وجہ سے.... وہ مجھ سے....!“

”اچھا.... اچھا.... سمجھ گیا.... تو پھر....؟“

”ایک سیاہ فام آدمی لڑکی کو دہاں سے نکال لے گیا۔!“

”کیا کہہ رہی ہو۔!“ الفروزے دھماڑا۔

”مجھ پر چینخ کی ضرورت نہیں۔!“ عورت بھی چھپی۔

”کیسے نکال لے گیا....؟“

”مجھے بس اتنا ہی معلوم ہے اور تینوں ملاج بس کے ڈر سے روپوش ہو گئے ہیں۔ لانچ ڈر کر چھوڑ کر بھاگ گئے!“

الفروزے سختی سے ہوت بھینچے ہوئے ٹھلٹا رہا۔

”اور اب دوسرا بُری خبر سنو....!“

”بکوجلدی سے!“

”تم مجھ سے ایسے لجھے میں گنگو نہیں کر سکتے۔ میں تم سے کتر نہیں ہوں!“

”اچھا.... اچھا....!“ الفروزے سنبھل کر بولا۔ ” بتاؤ دوسرا خبر کیا ہے!“

”روماؤ سے کریں موگمی کا انوغوا ہوا ہے!“

”اوہ خدایا....!“ الفروزے نے پیر پیچ کر کہا۔

”اور یہ انوغوا لڑکی کے غائب ہو جانے کے ایک دن بعد ہوا ہے!“ میریا پر سکون لجھ میں بول۔

”اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر لڑکی غائب نہ ہوتی تو موگمی کا انوغوانہ ہوتا!“

”اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ انوغوانے والوں نے لڑکی سے معلومات حاصل کی ہوں گی!“

الفروزے پھر خاموشی سے ٹھلنے لگا۔ لیکن وہ بے حد غضب تاک نظر آ رہا تھا۔ ایک طریقے سے اس کی شخصیت ہی بدل کر رہ گئی تھی۔ یک بیک وہ رک کر مرڑا اور میریا کو گھورتا ہوا بولا۔

”لڑکی محض تمہاری وجہ سے غائب ہوئی!“

”میری وجہ سے کیوں....؟“

”باس نے اسے جاہل ملاجوں پر نہیں چھوڑا تھا۔ تم جیسی ذین عورت اس کی گمراہی کر رہی تھی!“

”ٹھیک ہے....! لیکن میں خود کو ان جاہل ملاجوں کے حوالے نہیں کر سکتی تھی!“

”ایڈ ولاؤ کی سیکریٹریاں مقدس کواریاں نہیں ہیں!“

”لیکن وہ اتنی سستی بھی نہیں ہیں کہ ہر کس وناکس....!“

”خاموش رہو.... اسی سیر پر اخبارہ جاہل ملاج موجود ہیں۔ میں ابھی تمہیں ان کے حوالے

کر دیں گا اور تم مجھ تک موت کے گھاث اتر جاؤ گی!“  
”بکواس بند کرو....!“ وہ مٹھیاں بھینچ کر چھپنی۔

”بکواس کی بچی!“ الفروزے نے اس کی کلائی پکڑ کر جھنکا دیا اور وہ منہ کے بل فرش پر چلی۔ آئی پھر اس نے بڑی بے دردی سے اپنا ایک پاؤں اس کی کمر پر رکھ کر گھنٹی کا بٹن دبایا تھا۔ دو ملاج کیبین میں داخل ہوئے۔ میریا نا اس کے پاؤں کے نیچے دبی ہوئی جیچ رہی تھی۔ فرش پر گھونے مار رہی تھی۔

”ابے لے جاؤ.... تم سب کی مشترکہ ملکیت ہے!“ الفروزے نے ملاجوں سے کہا۔ وہ اسے اخانے کے لئے جھکے تھے لیکن جیسے ہی الفروزے کا پاؤں اس کی کمر سے ہٹا وہ ان دونوں کی گرفت میں آنے سے قبل ترپ کر ایک طرف ہٹ گئی۔ پھر اٹھ کر بھاگی اور کیبین کے کھلے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئی۔

”پکڑو....!“ الفروزے ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ ”تمہاری ملکیت ہے!“

وہ دونوں بھی باہر بھاگے اور الفروزے کیبین سے شراب کی بوتل نکال کر پینے پیٹھے ہی رہا تھا کہ باہر سے شور سنائی دیا۔ وہ جلا کر اٹھا اور عرشے کی طرف چل پڑا۔ عرشے پر ملاجوں کی بھیز نظر آئی۔ وہ چیز رہے تھے۔

”یکا بات ہے....؟“ الفروزے دہاڑا۔

”وہ پانی میں کوڈ گئی کیمپنی....؟“

”دوب کرنے مر نے پائے.... تم بھی کوڈ جاؤ!“

”لیکن.... لیکن....!“ ایک ملاج اس کے قریب پیچ کر ہٹکا دیا۔

”یاکو بکواس ہے!“

”وہ کوڈی تھی اسی وقت ایک لانچ قریب ہی سے گزر رہی تھی۔ اس پر سے کسی نے اسے اٹھا لیا۔!“

”اور تم کھڑے منہ دیکھتے رہے کہ دھر گئی ہے لانچ....؟“

ملاج نے جنوب کی طرف ہاتھ اٹھا دیا۔

”فوراً دو لا نچیں اتارا اور تعاقب کرو.... نکمو.... چلو جلدی!“

”اوکے یور مجھی....! خدا کرے بے بی ہی ثابت ہو!“  
 ”وہ مردود بہت ہی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ خوش مزاج بھیڑا سمجھ لوایہ لاوا کا بہت  
 ہی خاص آدمی ہے۔ آج میں نے اس کے بارے میں بہتری معلومات حاصل کی ہیں!“  
 ”دیو ہے.... دیو.... اس جسمت کا مسخرہ میری نظر سے نہیں گزرا تھا!“ جیسن بولا۔  
 اچانک پھر روشنی دکھائی دی۔  
 ”اوہ شاید کئی لانچیں اتاری ہیں انہوں نے!“ عمران بولا۔ ”خیر.... خیر.... تمہارا بھی  
 وہی خشر ہو گا!“  
 اس نے پھر را تقل سنجال لی اور جیسے ہی لانچ روشنی کی زد میں آئی اس نے فائر کر دی۔  
 روشنی پھر غائب ہو گئی اور اس بارہ دوسری طرف سے فائزوں کی بوچھاڑ ہو گئی تھی۔

”ذر الہراتے چلو....!“ عمران نے جیسن سے کہا۔  
 اور وہ وہیں کو اٹی سیدھی گردش دینے لگا۔ عورت کراہنے لگی تھی۔ عمران جہاں تھارا تقل  
 سنجالے دیں بیٹھا رہا۔ لیکن پھر روشنی نہ دکھائی دی۔  
 ”اب کیا خیال ہے یور مجھی!“

”بس چلتے رہو.... شاید واپس ہو گئے اندر ہرے میں جھک نہیں ماریں گے!“  
 ”آپ کے نشانے سے مرعوب ہو گئے ہوں گے.... لیکن ہم کہاں جائیں گے....؟“  
 ”میں نے ایک اور ایسی جگہ دیکھ رکھی ہے جہاں لانچ چھپائی جاسکے گی!“  
 ”م..... میں.... کہاں ہوں....؟“ عورت منمنائی۔

”محفوظ ہاتھوں میں.... ہم نے تمہیں ڈوبنے سے بچا لیا ہے... تم آرام سے لیٹی رہو۔  
 ہمارے پاس شراب نہیں ہے ورنہ تمہیں تھوڑی سی قوت بھی پہنچانے کی کوشش کرتے!“  
 ”نہیں.... میں مرنا چاہتی ہوں!“

اگر عمران جھپٹ کر اسے پکڑنہ لیتا تو اس نے پھر پانی میں چھلانگ لگادی ہوتی!“  
 ”یقین کرو تم محفوظ ہو لیکن مجھے کیا پتہ کہ تم نے خود چھلانگ لگائی تھی یا چینکی گئی تھیں!“  
 ”میں نے خود چھلانگ لگائی تھی۔ مجھے چھوڑو!“  
 ”ہوش میں آؤ.... میں تمہیں خود کشی نہیں کرنے دوں گا!“



”ہمیں.... یہ تو عورت معلوم ہوتی ہے.... یور مجھی!“ جیسن بوکھلا کر بولا۔  
 ”پوچھو کون ہے....!“ عمران نے کہا جو اسٹر ونگ کر رہا تھا۔  
 ”جواب نہیں دے سکتی!“  
 ”لیکا بکواس ہے!“  
 ”بے ہوش ہو گئی ہے!“  
 ”پہیت سے پانی نکالنے کی کوشش کرو!“  
 ”وہی تو کر رہا ہوں.... ورنہ اندر ہرے میں کیسے معلوم ہوتا کہ عورت ہے میرا خیال ہے  
 کہ یہ اتفاقی حادثہ نہیں ہو سکتا۔ جان بوجھ کر کوڈی ہو گی!“  
 ”تمہاری خوشبو آئی ہو گی!“

”ایسی قسم کہاں.... میں تو ایک بدیو دار کھٹل ہوں!“  
 ”یہ روشنی کیسی تھی؟ آہا....! شائد ہمارا تعاقب شروع ہو گیا ہے۔ سرچ لائٹ گل  
 ہوئی لانچ اسٹریٹ سے اتاری گئی ہے۔ اچھا ب تم وہیں پر آجائے میں سنبھالاتا ہوں انہیں.... لیکن  
 سیدھے ہی ٹپے چلو.... آج دن بھر میں نے پورے مغربی ساحل کا جائزہ لے ڈالا ہے جس  
 زاویے پر ہم جا رہے ہیں راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے!“  
 جیسن نے فوراً ٹیکل کی۔ عمران را تقل اٹھا کر لانچ کے پچھلے حصے میں آگیا۔ ابھی دونوں  
 لانچوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ سرچ لائٹ کی شعائیں عمران کی لانچ کے اوپر سے گزر رہی  
 تھیں۔ لانچ گردش کرنے والی روشنی کی زد میں نہیں آرہی تھی۔ پھر جیسے ہی اس کا موقع آیا عمران  
 نے سرچ لائٹ پر فائر کر دیا۔

”سبحان اللہ....!“ جیسن بولا۔ ”کل آپ کے ہاتھ چوم لوں گا۔ کیا نشانہ ہے!“  
 روشنی غائب ہو چکی تھی اور ادھر سے بھی کچھ فائر ہوئے تھے۔ لیکن عمران نے را تقل ایک  
 طرف رکھ دی اور عورت کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
 ”تم بس اسی رفتار سے چلتے رہو.... میں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں!“

”اچھا لہبڑو....! میں یہ اطلاع اپنے ساتھی ملک پہنچا دوں!“ جیس اٹھتا ہوا بولا۔ ”لیکن تم خدا کے لئے یونہی لیٹھ رہتا۔ آدمی کو مرتے دم ملک ظلم کے خلاف جدوجہد کرنی چاہئے۔ تمہاری ندوشی سے ان لوگوں کی صحت پر کیا اثر پڑے گا!“

”تم جاؤ....! اب میں نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ لڑکر ہی جان دوں گی!“  
”شبابش....!“

وہ چھلانگیں مارتا ہوا عمران کے پاس پہنچا اور جلدی جلدی اسے اسٹیر کے بارے میں بتانے لگا۔ ”آہا....! جب تو جلدی ہی کرنی چاہئے ورنہ اگر انہوں نے یہی کوپڑ کی سرچ لائٹ استعمال کر ڈالی تو مادھی لئے جائیں گے!“

لائچ کی رفتار کچھ اور تیز ہو گئی اور جیسن پھر عورت کی طرف پڑت آیا۔  
وہ دونوں باتوں سے سر تھاے بیٹھی ہوئی تھی۔

”ہم جلد ہی ایک محفوظ جگہ پر پہنچ جائیں گے!“ جیس نے کہا۔  
”شائد....! مجھے تو یقین نہیں ہے کہ ہم نج سکیں۔ تم دونوں خواہ مارنے جاؤ گے!“  
”آخر تمنے اسٹیر سے چھلانگ کیوں کالائی تھی...?“

”میں ان لوگوں سے بیزار ہو گئی ہوں!“  
”تو گویا تم ان سے غیر متعلق نہیں ہو۔!“

”نہیں....! اکچھ دیر پہلے میں انہی میں سے تھی مگر اب نہیں ہوں خدا مجھے معاف کرے!“  
”لیکاہہ، بھری قراقر ہیں....?“

”قراقوں کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ وہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ ایسیں کے بیٹے۔ لیکن میں تمہیں یہ سب کیوں بتا رہی ہوں تم ان کا کیا بگاڑ لو گے۔ پورے ملک میں ان کی ٹکر کا کوئی نہیں ہے۔ جب چاہیں حکومت ہی کا تختہ الٹ دیں!“

”اول درجے کے بدمعاش معلوم ہوتے ہیں....! ہم ان سے ضرور جھگڑا کریں گے!“  
”کتنے آدمی ہیں تمہارے ساتھ....?“

”بس، ہم دو ہی ہیں....!“

”وہ تھارٹ سے بھی تھی لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔

”تو تمہارا تعلق اسٹیر سے نہیں ہے!“

”ہرگز نہیں....! ہم تو اسٹیر کے قریب سے گزر رہے تھے!“

”لجھ سے غیر ملکی معلوم ہوتے ہو!“

”تمہارا خیال درست ہے....! ہم ٹرنسٹی کی سیر کرنے آئے تھے۔ آج کل یہاں جشنِ ریشم منایا جا رہا ہے تا....!“

”تمہاری لائچ پر کتنے آدمی ہیں!“

”میں ہوں اور میرا ساتھی!“

”بے دردی سے مار ڈالے جاؤ گے۔ تم نہیں جانتے کہ تم نے کن لوگوں کے معاملات میں خل اندازی کی ہے!“

”دو لاپچیں ہمارے تعاقب میں روانہ ہوئی تھیں لیکن میں نے فائز کر کے ان کی سرخ لاکنیں ناکارہ کر دیں اور شاکر اسی بنا پر انہیں واپس ہو جانا پڑا ہے۔ لیکن وہ تو شاید ماہی گیری کا اسٹیر ہے!“

”وہ اسٹیر نہیں جہنم ہے....! مگر تم کیا جاؤ....!“

”تو بتاؤ تا....!“

”فی الحال مجھ میں سکت نہیں ہے اور تم اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرو۔ اس جھیل میں کہیں نہ کہیں مار دیئے جاؤ گے!“

”میں کہتا ہوں تم اس کی فکرنا کرو....! آرام سے لیٹنی رہو۔!“

پھر وہ جیس کو عورت کے پاس بھیج کر خود اسڑہ کنگ کرنے لگا تھا۔

”تم لوگ مجھے ان سے نہیں بچا سکو گے!“ عورت بولی۔

”تم ایک کھلی ہوئی حقیقت کو جھلکا رہی ہو۔ ارے ہم تمہیں بچائے لئے جا رہے ہیں!“

”خوش نہیں ہے تمہاری....! تھوڑی دیر میں اسٹیر ہی حرکت میں آجائے گا!“

”آجائے وو....! ہم مچھلیاں نہیں ہیں!“

”تم اس اسٹیر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے....!“ وہ ایک جگی جہاز میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ کئی ہلکی توپیں اس پر موجود ہیں۔ ایک نشست والا چھوٹا ہیلی کوپڑ بھی ہے۔!

”یہاں تو بڑی گھنٹن ہے....!“ جیسن بولا۔

”خاموش....! سنو یہیلی کو پڑر....!“ یہ عمران کی آواز تھی۔  
یہیلی کو پڑر کی گرج قریب ہو کر دور ہوتی چل گئی۔ وہ بالکل خاموش تھے۔  
کچھ دیر بعد عورت بولی۔ ”هم حق نہیں سکتے!“

”حق گئے.... اب ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکے گا!“ عمران نے ہنس کر کہا۔

”میں ابھی تمہارے ساتھی کو بتارتی تھی کہ وہ اسیمر جنگی جہاز میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے!“

”میری لائچ اس پر جہنم کا دہانہ کھول دے گی۔ تم بالکل فکرنا کرو....! کیا تام ہے تمہارا؟“

”میری یاتا....!“

”اچھا تام ہے!“

”تمہارے ساتھی نے تمہارا اور اپنا تام بتایا تھا.... میں بھول گئی!“

”ابے کیا تام بتایا تھا....?“ عمران نے اردو میں پوچھا۔

”لیکن تو چلیز یور مجھتی....! آپ وہی پرانے ڈھنپ ہیں اور میں جمن مرکاشی!“

”ٹھیک ہے....!“ عمران نے کہا اور عورت سے اطالوی میں کہا۔ ”اب تم ہمیں اپنی کہانی سنا

کرنی ہو!“

”میری کوئی کہانی نہیں ہے.... بس زندگی بے نک آگئی ہوں۔!“

”ای وقت نجک آنے کی کیا ضرورت تھی!“

”بس انسانی ذہن ہی تو ہے!“

”اسیمر پر کتنی عورتیں ہیں....?“

”میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے.... غالباً تم خود ہی معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے ہو۔ لہذا

اب بھسے کچھ نہ پوچھو....!“

”میں کسی معاملے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکا!“

”تب تم بالکل الحق معلوم ہوتے ہو!“

”ائز بیشتر قسم کا.... مجھے اعتراف ہے!“

”حق بیتاو.... تم لوگ کون ہو....?“

دفعہ لائچ کا رخ بدل گیا اور عمران کی آواز سنائی دی۔ ”ہوشیار ہو جاؤ میں یہیلی کو پڑر کی  
گزگڑاہٹ سن رہا ہوں۔!“

”مجھے تو ابھی نہیں سنائی دی!“ جیسن بولا۔

”ابھی دور ہے.... لیکن پرواہ نہ کرو ہمیں جہاں پہنچنا تھا۔ غالباً پہنچ چکے ہیں۔!“

”مجھے تو مرنا ہی ہے....!“ عورت بڑی بڑی۔ ”لیکن تم لوگ خواہ مخواہ اپنی زندگیوں سے باخ  
د ہوو گے۔!“

”تم نے ابھی تک اپنا تام نہیں بتایا۔!“

”میا کرو گے نام پوچھ کر.... تھوڑی دیر میں نہ جانے کیا ہو جائے۔!“

”خیر نہ بتاؤ.... میرے ساتھی کا نام ڈھنپ ہے اور میں جمن مرکاشی ہوں۔!“

عورت خاموش ہی رہی۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

لائچ کی رفتار برائے نام رہ گئی تھی اور انہن کی آواز اسی لگ رہی تھی جیسے کس بند جگہ میں

گونخ رہی ہو۔!

”بات بن گئی....!“ جیسن نے عمران کو کہتے شناختے۔

”میں نہیں سمجھا.... یور یمجھی۔!“

”جہاں کیلئے چلتے تھے وہیں پہنچے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہاں جگہوں سے نادافف ہوں۔!“

”تب پھر کیا بات بنی ہے۔!“

”دیکھا جائے گا۔!“

”لائچ رک چکی تھی لیکن انہن کی گونخ ابھی باقی تھی۔ پھر اچانک ستاناطاری ہو کیا۔

”یہاں تو اتنا اندر ہیرا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سمجھائی دیتا۔!“ جیسن بولا۔

”ہم کھلے آسمان کے نیچے تو نہیں ہیں۔ بس ایک بڑا ساغار سمجھ لو جس کے کچھ حصے میں

جمیل کاپانی بھرا ہو اے۔!“

یعنی اگر کچھ افتاب پڑی تو جو ہے مل ہی میں مر جائیں گے۔!“ جیسن گھبرا کر بولا۔

”تم دونوں اگر اطالوی ہی میں گستکو کرو تو کیا حرج ہے۔!“ عورت بول پڑی۔

”ہمیں افسوس ہے، اب ہم خیال رکھیں گے۔!“ عمران نے کہا وہ ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔

”تو پھر میرا گلگھونٹ کر پانی میں چھینک دو!“  
 ”ارے تم بھی ہمارے ساتھ ہی جشن مناؤ گی!“  
 ”بیو تو ف پر دیسیو....! میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں!“  
 ”اگر سمجھانے میں کامیاب ہو گئیں تو ہم تمہارا کہتا ان لیں گے۔!“  
 ”میں بن الاقوای ٹھکوں کی ایک تنظیم سے تعلق رکھتی ہوں جس کا ہیئت کوارٹر بن الاقوای  
 نبراندیش کے نام سے مشہور ہے۔!“  
 ”اچھا تو پھر....?“  
 ”بظاہر اور ادراہ یہاں غیر ملکی تاجروں کے مفادات کی گمراہی کرتا ہے۔ لیکن اصل بزنس کچھ اور  
 ہے!“  
 ”لڑکیوں کی خرید و فروخت....!“  
 ”لیکا تم اس حد تک سوچ سکتے ہو۔!“  
 ”تو تباہا...! میں صرف قانون کا طالب علم ہوں!“  
 ”اصل بزنس.... ایک ملک کے راز چراکر دوسرا ملک کے ہاتھ فروخت کرنا ہے۔ یہی  
 نہیں....! پس ماندہ ممالک میں افراتفری پھیلانے کے لئے اسلو کی اسمگانگ بھی کرتے ہیں۔!“  
 ”خدا کی پناہ.... بھلا ان کا سر برہ کون ہے۔!“  
 ”یہ معلوم کر کے کیا کرو گے۔!“  
 ”ارے گر فدار کر اویں گے اُسے۔!“  
 عورت بہن پڑی اور بولی ”جسی صرف طالب علم ہی معلوم ہوتے ہو۔ ایسے کسی ادارے کا  
 برہ کوئی معمولی آدمی نہ ہو گا۔ کافی اثر و سو خ رکھتا ہو گا۔ یہاں کی حکومت کے ذمہ دار لوگوں  
 سے بھی خاصے مراسم رکھتا ہو گا۔!“  
 ”اک سڑے ہوئے اسٹری کا کپتان....!“  
 ”اک غلام زادے کی حقیقت ہی کیا ہے۔!“  
 ”تو پھر کون ہے....؟“  
 ”میں اس کی آٹھویں سیکریٹری ہوں۔!“

”سوال تو یہ ہے کہ کسی خود کشی کرنے والے کو دوسروں کے بارے میں جانے کی کیا وچکر  
 ہو سکتی ہے۔!“  
 ”میرا باتا کچھ نہ ہوئی۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ”تم شاید ابھی میرے ساتھی کو بتاری  
 تھی کہ وہ لوگ بے حد خطرناک ہیں اتنے خطرناک کہ اگر چاہیں تو یہاں کی حکومت کا تختہ الٹ  
 دیں۔!“  
 ”میں غلط نہیں کہہ رہی تھی۔!“  
 ”اسٹری پر کتنے آدمی ہیں....؟“  
 ”کیپٹن سمیت انہیں آدمی ہیں۔!“  
 ”سب کے نام بتاؤ۔!“  
 ”کیپٹن کے علاوہ اور کسی کا نام نہیں جانتی۔!“  
 ”تو پھر اس کا مطلب تو ہوا کہ مستقل طور پر اسٹری سے متعلق نہیں ہو۔!“  
 ”تم بالکل کسی پولیس آفیسر کی طرح مجھ پر جریح کر رہے ہو۔!  
 ”میں قانون کا طالب علم ہوں۔!“  
 ”ہاں میں مستقل طور پر اسٹری پر نہیں رہتی۔!  
 ”کب آئی ہو....؟“  
 ”آج ہی.... میں جنیوڈا میں رہتی ہوں۔!  
 ”تو وہیں سمندر میں کوڈ پڑی ہو تھیں اتنا مبارزہ کر کے خود کشی کی کیا ضرورت تھی۔!  
 ”تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا۔!  
 ”رحم نہ آتا ہو تا تو تمہارے لئے خود کو خطرے میں کیوں ڈالتے۔!  
 ”اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ تم بھی محفوظ رہو۔!  
 ”اس کی کیا صورت ہو گی....؟“  
 ”ان کی طرف سے اطمینان ہو جانے پر اسی وقت ”کو مو“ شہر کی طرف نکل چلو...!“  
 ”وہیں محفوظ رہ سکتیں گے۔!  
 ”ٹرینیں کا ”بشن ریشم“ چھوڑ کر ہم کہیں نہ جائیں گے وہ یہ بھی کوئی بات ہوئی۔!

”ابے ہر گز نہیں....!“ عمران اردو میں بولا۔ ”مم.... میں... بے حد خطرے میں ہوں!“  
دنخہ بیلی کو پڑ کی گرج پھر سنائی دی اور وہ اس سے الگ ٹھنٹی ہوئی بولی ”نا ممکن ہے وہ چین  
ہے نہیں بیٹھیں گے!“

اس بارا نہیں غار کے دہانے کے قریب روشنی نظر آئی تھی جو بیلی کو پڑ کی گزرتی ہوئی آواز  
کے ساتھ ہی غائب بھی ہو گئی تھی۔

”یہ غالباً اسٹیر کی طرف واپس گیا ہے....!“ عمران بڑا لیا۔

”پہلیک کو غار کا دہانہ ضرور نظر آیا ہو گا!“ جیمن نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اب یہاں سے بھی کھسک لیا چاہئے!“ عمران بولا۔

ان دونوں کے درمیان اردو میں گفتگو ہوئی تھی۔ عمران نے میری بات سے کہا ”تو پھر چلو....!  
کو موشی ہی کی طرف چلتے ہیں!“

”لائچیں ایندھن ہے....؟“ میری بات نے پوچھا۔

”ایندھن کی فکر نہ کرو.... بہت ہے!“

”اچھا تو پھر یہی کرو.... بیلی کو پڑ جتنی دور جا کر پلانا ہے اس کے آگے وہ نہیں بڑھیں گے  
انہیں یقین آجائے گا کہ تم یہیں کہیں پوشیدہ جگہ پر لائچ لے گئے ہو!“

”میرا بھی بھی خیال ہے.... انہیں اطراف میں حلاش کریں گے.... لہذا....!“ جملہ پورا  
کے بغیر اس نے مدد و روشی والی نارج روشن کی اور لائچ کے الگے حصے کی طرف بڑھ گیا۔ بیلی  
کو پڑ بہت دور جا چکا تھا۔ لائچ کا انجن اسٹارٹ ہوا اور وہ دھیرے دھیرے کھلی فضامیں سرک آئی  
اور اب اُس کا رخ پھر جزو کی طرف تھا۔ خاصی تیز رفتاری سے وہ آگے بڑھتی رہی تھی۔

”تم دونوں بھی میرے ہی قریب آجائو!“ عمران نے ہاک لگائی پھر سنجیدگی سے  
بولا۔ ”اوہو....! یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ تمہارے کپڑے بھیکے ہوئے ہیں۔ اگر تم پسند کرو تو  
ہم میں سے کسی کے کپڑے پہن لوجب تک کہ تمہارا باس خلک نہ ہو جائے!“

”ہاں.... مجھے سردی الگ رہی ہے!“ میری بات بولی۔

”قوڑی دیر بعد جیمن کے سلپنگ سوٹ میں ملوس کمبل اوڈھے بیٹھی تھی اور جیمن  
فرموس سے گرم کافی انڈیل رہا تھا۔

”تو کیا یہ تھا تو تم سے آگے بھی بڑھی ہے!“

” مختلف امور کے لئے چوڑیں عدو ہیں!“

”لیکن اب تم اس کی سیکریٹری نہیں رہتا چاہتیں!“

”ہر گز نہیں....!“

”وہ کہاں رہتا ہے....?“

”جنیووا میں.... لیکن کچھ دن پہلے اس اسٹیر پر آیا تھا اور میں اسی کو ایک اطلاع دینے آئی  
تھی لیکن وہ یہاں سے کہیں اور جا چکا تھا۔ اسٹیر کا عملہ مجھ سے بدسلوکی کرنا چاہتا تھا میں نے جان  
پر کھلی جانے کو ترجیح دی!“

”آف فوہ....! تو یہ بات تھی اب میں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا!“

”وہ پھر ہنس پڑی اور بولی۔ ”بچوں کی سی باتیں نہ کرو!“

”اچھا تو پھر ہم کیوں نہ تمہارے باس کو حلاش کریں وہ ان لوگوں کو ضرور سزا دے گا!“

”وہ قانون کا طالب علم نہیں ہے کہ انہیں سزا دے گا!“

”میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو!“

”وہ لوگ اس کے لئے مجھ سے زیادہ کار آمد ہیں۔ اس لئے سزا مجھے ہی ملے گی!“

”تب تو پھر میں اسے بھی بارہا لوں گا!“

”میں تمہاری شکل دیکھنا چاہتی ہوں۔ پیارے قانون کے طالب علم....!“

”یہ دیکھو....!“ عمران نے نارج روشن کر کے روشنی اپنے چہرے پر ڈالی۔ جہاں حماقتوں

کے بادل برس رہے تھے۔ وہ قہقهہ لگاتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔

”اڑے.... اڑے.... ہے.... ہے....!“ عمران حلق سے خوف زدہ سی آوازیں نکالنے لگا

وہ بہتی اور اسے جھبھوڑتی رہی پھر بولی ”تم نے میری زندگی کے آخری لمحات میں بھی دلچسپیاں

بھروی ہیں۔ میں تمہاری ممنون ہوں پیارے قانون کے طالب علم!“

”توا بچھوڑو نا....!“ عمران رو دینے کے سے انداز میں بولا۔

”گک.... کیا ہو رہا ہے.... یور مجھی....!“ جیمن ہکلایا۔

”تم بھی قریب آجائو....!“ میری بات بولی۔

”تم لوگ بہت اچھے ہو....!“ میریا تابولی۔  
”ہم عورتوں میں عورت اور مردوں میں مرد ہیں۔ اس لئے تم سوتا چاہو تو اطہیناں سے ہ  
سکتی ہو!“ جیسن بولا۔  
”مجھے یقین ہے کہ تم بچ کہہ رہے ہو لیکن مجھے نیند نہیں آئے گی۔ جب تک ہم کسی محفوظ  
جلد پر نہ پہنچ جائیں!“  
”میری ایک تجویز ہے!“ عمران بولا۔ یہ دونوں خاموش رہے۔ عمران کہتا رہا۔ ”کوہ مہبہت  
دور ہے کیوں نہ ہم قریب ہی کے کسی دوسرے قبے میں چلے چلیں!“  
”جیسا تم مناسب سمجھو....!“ میریا تابولی۔ ”لیکن یہ سمجھ لو کہ جیل کی پوری مغربی پٹی پر وہ  
چھائے ہوئے ہیں کوہ موبڑی جگہ ہے شاند وہاں ہم مزید آگے بڑھ جانے تک محفوظ رہ سکیں!“  
”وہ تمہیں پہچانتے ہیں لیکن نہ میری لائچ دیکھ سکے ہوں گے اور نہ ہماری شکلیں کیونکہ خاما  
اندھیرا تھا!“

”میری وجہ سے تم لوگ بھی پریشانی میں پڑو گے!“  
”ہرگز نہیں....! وہ تمہیں بھی نہ پہچان سکیں گے!“  
”وہ کس طرح....؟ پیارے قانون کے طالب علم....؟“  
”میں صرف طالب علم ہی نہیں ہوں اسٹن کا اوکار بھی ہوں۔ ایسا میک اپ کرتا ہوں کہ  
بُن...!“

”میں کچھ نہیں جانتی.... جو تمہارا اول چاہے کرو....!“  
”بس...! تم پرواہ مت کرو.... وہ سب جھک مار کر رہ جائیں گے۔ میں بھی جلدی میں  
نہیں ہوں یہاں خاصاً وقت گزار سکتا ہوں!“



الفروزے کی غصب تاکی میں اضافہ ہی ہوتا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اپنے عملے میں سے کسی کو  
زندہ نہ چھوڑے گا۔ وہ سب بت بنے کھڑے تھے۔ ہیلی کو پڑھ جاتا ہوا اپس آ رہا تھا۔ وہ اس وقت

ریڈ یوروم میں اکٹھے تھے۔ الفروزے نے ٹرانس میر پر پاہیل کے رابطہ قائم کیا۔  
”میں ٹروفی پوائنٹ تک دیکھ آیا ہوں جتاب!“ پاہیل کی آواز آئی۔  
”لائچ نہیں دکھائی دی۔ میر اخیال ہے کہ کسی ڈھکے ہوئے کٹاؤ میں چھپ گئے ہیں ادھر کچھ  
کٹاؤ ایسے ہیں کہ بڑی بڑی لا نچیں چھپائی جاسکتی ہیں!“  
”واہ تین جلدی ٹروفی پوائنٹ تک پہنچ نہیں سکتے۔ تمہارا اخیال درست معلوم ہوتا ہے۔ اچھا  
اب تم کہیں ڈوک ہی پر لینڈ کر جاؤ!“  
”بہت بہتر جتاب....!“ پاہیل کی آواز آئی اور الفروزے تیزی سے اپنے ملاحوں کی طرف  
مزدرا۔ ”دستی سرچ لا نئیں سنبھالو اور انہیں ملاش کرو۔ تمیں لا نچیں اور اتارو۔ ٹروفی پوائنٹ کے  
ادھر ہی تمہارا شکار مل جائے گا اگر ملاش نہ کر سکے تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا!“  
”وہ سب باہر نکل گئے اور الفروزے نے ریڈ یوروم کا دروازہ بند کر لیا۔ اب وہ پھر ٹرانس میر  
کے قریب کھڑا کسی کو کال کر رہا تھا۔ جواب ملنے پر بولا۔  
”ماہی کیڑ بول رہا ہے.... بڑے آدمی سے ملاو!“  
”انتظار کرو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی اور الفروزے غصیلی نظروں سے ٹرانس  
میر کو گھوڑا تارا۔  
”یہلو.... ماہی گیر....!“ تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔  
”بات کرو.... کیا بات ہے....؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔  
”بے حد اہم معاملہ ہے میں کہاں پہنچوں....؟“  
”نشان نمبر بارہ پر....!“  
”ا بھی روادہ ہوتا ہوں.... اور ایڈنڈ آل....!“ اس فریکوئنسی کو منقطع کر کے اس نے  
”سری فریکوئنسی پر ہیلی کو پڑھ کے پاہیل کو مخاطب کیا۔ ”تم کہاں ہو!“  
”ڈوک پر جتاب.... پوائنٹ میں جتاب....!“  
”ایڈنڈن کی کیا پوزیشن ہے....؟“  
”بہت ہے جتاب....!“  
”نجھے نشان نمبر بارہ تک جانا ہے!“

”واپسی کے لئے بھی کافی ہوگا جناب....!“

”اچھا.... میں آ رہا ہوں.... تمہاراں گا!“

”بہت بہتر جناب.... آپ اسے بہتر حالت میں پائیں گے۔!“

سوچ کجھ آف کر کے وہ ریٹی یوروم سے باہر نکلا تھا اور اپنے کمبن میں آ کر ایک بیک میں کچھ چیزیں ڈالی تھیں۔ پھر عرش سے گزر کر ڈک پر ایڑا اور ایک جانب پڑھ لگا۔ پائیٹ ہیل کا پہنچ کے قریب اس کا منتظر تھا اس نے اُسے کچھ بتانا شروع ہی کیا تھا کہ الفروزے نے جھنجھلانے ہوئے انداز میں کہا۔ ”سب جانتا ہوں.... میر اس باتھ صرف پانی ہی سے نہیں رہتا!“

”میں جانتا ہوں جناب.... جانتا ہوں....!“ پائیٹ یو کھلنا گیا۔

”ہٹ جاؤ....!“

پائیٹ دوڑتا ہوا در چلا گیا۔ الفروزے نے سیٹ پر بیٹھ کر حفاظتی پٹی کی اور انجن اسٹارٹ کر دیا۔ پھر ہیل کا پھر فضائی بلند ہو کر شمال کی جانب اڑتا چلا گیا تھا۔ لیکن وہ جھیل کے کنارے کنارے پر واڑ کر رہا تھا۔ قریباً تینیں منٹ کی اڑان کے بعد اس کی نظر کیا سپر جم گئی اور ایک جگہ ہیل کا پھر نے چکر کائے شروع کر دیئے یعنی اسے روشنی کا سکنل مل رہا تھا بالآخر وہ ایک محشر سے ہیل پیدا پر آتی گیا۔ ایک آدمی دستی سرچ لائٹ سنجائے اس کا منتظر تھا۔ الفروزے انجن بند کر کے یونچے اڑ آیا اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔ گھور اندر ہیرے میں سرچ لائٹ کی روشنی پکھ یعیش ساتھ پیدا کر رہی تھی۔ چاروں طرف گہر اسٹانا تھا اور وہ ایک پہاڑی راستے پر چل رہے تھے۔ الفروزے خاموش تھا اس کے اوہ ہمراہی کے درمیان کسی قسم کی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ جلد ہی وہ ایک چوبی عمارت کے قریب بیٹھ گئے جو اونچی پنچی چنانوں کے درمیان واقع تھی۔ ہمراہی باہر ہی رک گیا اور الفروزے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ انداز سے معلوم ہوتا تھا یہے وہ یہاں بارہا آپکا ہو۔ ٹھیک اسی کمرے میں جا پہنچا جہاں اس کا باس موجود تھا۔

”کیا بات ہے الفروزے....؟“ اس نے سرد لہجے میں پوچھا لیکن اس نے اس نقشے پر نظر نہیں ہٹائی تھی جسے میز پر پھیلائے دیکھ رہا تھا۔

الفروزے کھکار کر بولا۔ ”ایسی ہی بات ہے بس کہ میں فرانس میٹر پر نہیں کہہ سکا۔!“

”بیٹھ جاؤ....!“ اس نے کہا اور اس بار بھی اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ بدستور

نقشے پر جھکا رہا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک پھل تھی جس سے نقشے پر جگہ جگہ نشانات لگاتا جا رہا تھا۔ الفروزے نے کرٹل موگمی اور اس کی بین کی کہانی شروع کر دی اور جب میریاتا کے دفعے تک پہنچا تو بس نے پھل ہاتھ سے رکھ دی اور پوری طرح اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ الفروزے جواب تک اس پر نظر جمائے رہا تھا گزبردا کرا کرا ہدیہ دیکھنے لگا اور اس کی زبان میں کو قدر لکھت بھی پیدا ہوئی۔ جوں توں کر کے اُس نے پوری کہانی ختم کی اور سر جھکائے بیٹھا رہا۔ دیے وہ محسوس کر رہا تھا جیسے بس کی تیز نظریں اس کی کھوپڑی میں اترتی چلی جا رہی ہوں۔!

”کیا وہ لانچ تمہارے یہاں آنے سے قبل پکڑی جا چکی تھی!“ بس نے حسب معمول سپاٹ آواز میں سوال کیا۔

”نن.... نہیں بس....!“

”تمہیں اس وقت تک وہیں رکنا چاہئے تھا جب تک لانچ ہاتھ نہ آ جاتی۔!“

”وہ دراصل کرٹل موگمی!“

”تم احتیت ہو....!“ بس کا لب بید سرد تھا۔ الفروزے کچھ نہ بولا۔ بس کہتا رہا۔ ”موگمی یا اُس کی بین سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ وہ دس بار جنم میں جائیں۔ موگمی ہی کی درخواست پر اس کی بین اس سے الگ کی گئی تھی۔ موگمی مجھ ایک پیغام رسال کی حیثیت رکھتا ہے اور لب....! اگر اسے زمین بھی نگل جائے تو ہمیں تشویش کرنے کی ضرورت نہیں۔!“ الفروزے بدستور سر جھکائے بیٹھا رہا۔ بس چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ ”اسلحہ ہر حال میں سرحد پار کرے گا۔ قیمت ہم پہلے ہی وصول کر چکے ہیں۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ موگمی کے ملک میں سکنی بخواست کامیاب ہو گی یا ناکام یا سرحد پار ہو جانے کے بعد ذخیرے پر کیا گزرتی ہے۔!“

”م..... مجھے.... غلط فہمی ہوئی تھی بس....!“ الفروزے کے کھکھلیا۔

”تمہیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ میریاتا کن لوگوں کے ہاتھ لگی ہے۔!“

”وہ بچ کر نہیں جاسکتے بس.... میں تاکہ بندی کر کے آیا ہوں۔!“

”فرو اولمیں جاؤ۔!“

”میں بس....!“ الفروزے اٹھ کھڑا ہوا۔ بس دوبارہ نقشے پر جھک پڑا تھا۔ الفروزے چپ چاپ عمارت سے نکلا چلا آیا۔ غیر معمولی طور پر مضبوط اعصاب کا آدمی تھا لیکن ایسا لادا کی

موجودگی میں اسے اپنی ریڈھ کی بڑی میں سنناہٹ محسوس ہوتی رہتی تھی۔



”وہ بڑی کے ایک ہوٹل میں مقیم تھے اس وقت جیسن اپنے کمرے میں پر اسور ہاتھ۔

”بیاؤ کیا ہو رہا ہے اسٹیر پر ورنہ مجھ پر اختلاج قلب کا دورہ پڑ جائے گا۔!

”اس پر اسلحہ بار کیا جا رہا ہے۔ جو اٹلی کی سرحد سے گزر کر سویٹر لینڈ کے ایک دیران مقام

پہنچ گا اور وہاں سے کہیں اور پہنچادیا جائے گا۔!

”کہاں پہنچادیا جائے گا....؟

”یہ میں نہیں جانتی۔!

”میں ابھی پولیس کو اطلاع دیتا ہوں۔!

”یہاں کی پولیس الفروزے سے بھیک مانگا کرتی ہے۔!

”پھر میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ اس اسٹیر کو غرق کر دے۔!

میریانا نہ پڑی اور اس کا سر سہلاتی ہوئی بولی۔ ”تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو کسی طرح اپنے ساتھ اٹلی ہی سے نکال لے چلو۔!

”میری ماں مجھے اتنا مارے گی کہ میں ہمتوں اپنی بڑیاں ٹھوٹا تر ہوں گا۔!

”کیوں بکواس کرتے ہو۔!

”یقین کرو۔! وہ کہتی ہے کہ ہر عورت بندادی طور پر ماں ہوتی ہے اسے بد تمیزی سے لے بھاگنا اس کی توہین ہے اس لئے کان پکڑتا ہوں۔!

”تمہارے منہ سے ابھی تک دودھ کی بو آتی ہے۔!

”نہیں تسلیم کر سکتا۔... کوئکہ دن میں تین بار برش کرتا ہوں۔!

”تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آکرے۔!

”دو سال بعد لوگ سمجھیں گے۔... وقت سے پہلے پیدا ہو گیا ہوں۔!

”کیا رکھا ہے فضول باقوں میں۔... ناہے آج کے جشن میں شمشیر زنی کے مقابلے ہوں گے۔ براہم آئے گا۔!

”وہاں تو میں ہرگز نہیں جاؤں گی وہاں الفروزے ضرور موجود ہو گا، نہ صرف وہ بلکہ اسٹیر کا سارا عالم۔!

”کیوں۔...؟ الفروزے کیوں موجود ہو گا۔!

وہ پھر بڑی سی میں دندناتے پھر رہے تھے۔ اسٹیر کا عملہ نہ انہیں پاس کا تھا اور نہ ان کی لائی کو۔ لاحظ اب بھی بڑی سی کے ڈک سے گلی کھڑی تھی۔ میریانا کی تخلی ہی بدلت کر وہ گئی تھی اور چلنے کے انداز میں تبدیلی کرنے کے لئے اس نے اپنی چال میں ہلکی سی لگڑاہٹ پیدا کر لی تھی۔ میریانا سے وہ اس کی پوری کہانی سن پکھے تھے۔ الفروزے اب بڑی سی کی تفریق گا ہوں میں نہیں دکھائی دیتا تھا۔

”اسٹیر پر کچھ ہو رہا ہے۔!

”کیا ہو رہا ہے۔?

”محسوس کرتا ہوں۔ پوری طرح اس کام کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔!

”میں کر سکتی ہوں۔... لیکن اب اسے بھول جاؤ۔ تم لوگوں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزار رہا ہے۔ میں تمہاری منون ہوں۔!

”بیاؤ کیا ہو رہا ہے۔... نہیں۔...!

”میریانا نے اپنی دانست میں انہیں اصل معاملے کی ہوا تک نہیں لگنے دی تھی۔ موگمی

اور اس کی بہن کی کہانی ضرور سنائی تھی۔ لیکن اس سے لاعلمی ظاہر کی تھی کہ وہ لوگ کون تھے۔ خبر اندریشوں سے کیا چاہئے تھے۔ اپنے باس ایڈ لاوا کا نام تک نہیں لیا تھا۔ بس یہی کہتی رہی تھی کہ وہ بآس کھلاتا ہے اور اس کے درجنوں نام ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ اصل نام کیا ہے۔ لیکن اس وقت یونہی رواروی میں اس کی زبان سے تکلی کیا تھا کہ وہ اسٹیر پر تھی لیکن عمران بدستور اُسے چڑاتا رہا اور وہ جھکا جانتی ہے۔ پھر بات بنانے کی کوشش کی تھی لیکن عمران بدستور اُسے چڑاتا رہا اور وہ جھکا جاتی ہے۔

”ہاں میں جانتی ہوں لیکن تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔!

”کیوں نہ ہونا چاہئے۔ وہ یہ بھی کوئی بات ہوئی میں قانون کا طالب علم ہوں۔!

”ماش تم نہ ہوتے۔...

اگنے کی کوشش کروں گا۔ بس اب پھر سو جاؤ... نٹا... سر شام جگادوں گا۔!  
”تو کیا سلسلہ کی آخری کھیپ بھی بار کردی گئی ہے۔!“ جیمس نے پوچھا۔

”ہاں... اور صبح ہی وہ شمال کی طرف روانہ ہو جائے گا۔!  
ایڈ لاواکا کچھ پتہ چلا۔!  
”

”نہیں... تم اس کی فکر نہ کرو... اب جو حرکتیں ہم شروع کر رہے ہیں اُس کے بل  
سے نکال لائیں گی۔!  
”

اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آگیا تھا۔ شام تک مختلف انواع کی تیاریاں کرتا رہا تھا  
اور پھر اسی وقت اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تھا جب میریا نے دستک دی تھی۔

”کیا ہو رہا تھا...!“ وہ کمرے میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

”مک... کچھ نہیں...!“ عمران اس طرح ہکلایا جیسے کچھ کسی قسم کی حفاظت کا مرکب  
ہوتا رہا ہو۔!

”تم دونوں نے مجھے خخت الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ آخر بیان سے چلتے کیوں نہیں۔!  
”

”کیا پریشانی ہے.... جشنِ رشم کو اختتام تک پہنچائے بغیر کہیں نہ جائیں گے۔!  
”

”اگر میں کسی طرح بیچان لی گئی تو تمہاری ہڈیوں تک کسراغ نہیں ملے گا۔!  
”

”ہمارا ہے ہی کون جسے ہماری ہڈیوں کے سراغ کی فکر ہو گی۔!  
”

”میں ہوں... میں...!“ وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

”چاردن سے یہ ہو گئی ہیں.... ارے کل تم کہیں اور ہو گی اور ہم کہیں اور۔!  
”

”میں تمہارے ساتھ یونان چلوں گی۔!  
”

”ایک پرانے مقبرے میں رہتا ہوں۔!  
”

”فضول باتیں نہ کرو... ٹریسٹی سے نکل چلو... جنیوں میں میرے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ

ہم یونان بچنے کر کوئی بزنس کریں گے۔!  
”

”اوہ دن رات پڑے ہائے ہائے کیا کریں گے اس کے دام چڑھ گئے اس کے دام اتر گئے۔  
”

”میرے لئے کاروگ نہیں۔!  
”

”بزنس میں سنبھالوں گی.... تم بدستور قانون پڑھتے اور آوارہ گردی کرتے رہنا۔!  
”

”مانا ہو اتنی زن ہے پہلے مقابی لوگوں کے مقابلے ہوتے ہیں پھر الفروزے اٹھ کر چلنے کرنا  
ہے اگر جمع میں کوئی پرنسی موجود ہو، جو اس سے واقع نہ ہو اور شامتِ اعمال سے اس کا چیخ  
قول کرے تو اسے اپنے آباؤ اجادا یاد آجائتے ہیں۔ اگر کسی نے چیخ قول نہ کیا تو وہ دوستانہ طور  
اچھے تیخ زنوں کو دعوت دیتا ہے اور اپنے کملات دکھاتا ہے۔!  
”

”یہ تو بڑی اچھی بات ہے.... میں اس کا چیخ قول کر لوں گا۔!  
”

”پیارے قانون کے طالب علم میں تکوار کی بات کر رہی ہوں، کتابوں کی نہیں۔!  
”

”تم دیکھ لینا کہیں تکست دیتا ہوں اُسے۔!  
”

”جاوہ اپنے کمرے میں جاؤ... میں تھوڑی دیر آرام کروں گی۔!  
”

”اچھا... اچھا... میں نہیں جانتا کہ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام بھی کرتی ہو... اچھا  
دوپہر بخیر...!“ وہ اس کے کمرے سے نکلا چلا آیا تھا دروازہ بند ہونے کی آواز سنتا ہوا وہ جیسیں  
کے کمرے پہنچا، دستک دی کئی بار کی کوشش کے بعد دروازہ کھلا تھا اور جیمس اسے چند ہیلیوں ہول  
آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا۔

”چچھے ہوں...!“ عمران اُسے دھکا دیتا ہوا اندر گھس۔

”میں ہوش میں ہوں یور میجھی۔!  
”

”اگر تم نے آج رات کامیابی حاصل کر لی تو میں تمہیں متنبی کر لوں گا۔!  
”

”آپ کے پاس رکھا ہی کیا ہے کہ متنبی کر لینے سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ گا۔ ویسے جان عافر  
ہے۔!  
”

”کل صبح اسٹیر شمال کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ اس لئے یہ کام آج رات ہی کو ہونا چاہئے۔  
الفروزے سمیت پورا عملہ ششیروں کے میدان میں ہو گا۔ شاکر ریڈیو آپٹریا اسٹیر ہی پر موڑو۔  
ہو۔ ایک آدمی کو قابو میں کر لینا تمہارے لئے کچھ مشکل نہ ہو گا۔!  
”

”آپ کے علاوہ ساری دنیا کو قابو میں کر سکتا ہوں۔!  
”

”میں الفروزے کو دیر تک الجھائے رکھوں گا۔!  
”

”بہت بہتر...! لیکن اگر میں اس مہم میں کام آجائوں تو زیادہ ملال نہ کجھے گا۔!  
”

”ول چھوٹا نہ کرو جیسیں بیمار بخواہوں گا اور یہی نہیں بلکہ اس کی چوٹی پر گھاس پھوس۔!  
”

”تمہاری گرانی میں ....؟“ وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

”تمہاری ماں بھی تو ہے .... میری گرانی میں کیوں ....؟“

”باپ کی گرانی تو کر نہیں سکی .... میری کیا کرے گی ...!“

”تو تم میری بات نہیں مانو گے ...!“

”ایسا کرو کہ کچھ تم مانو کچھ میں مانوں ...!“

”چلو ہیں سکی .... بتاؤ تم کیا چاہتے ہو ...!“

”بس آج تھی زندگی کے مقابلے اور دیکھ لینے دو .... کل چلے چلیں گے ...!“

” وعدہ ....؟“ وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولی۔

” وعدہ ....!“ عمران نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا۔ ”تم بھی ہو گئی میرے ساتھ ...“

”میرا یہ ہے کہ اس مجھے میں مجھ سے دور ....!“

”کیوں ....؟ تم سے دور کیوں ....!“

”اس لئے کہ الفروزے مجھے جانتا ہے ...!“

وہ چونکہ کراسے گھورنے لگی اور عمران نے ہنس کر کہا ”تمہارے لئے تو شیش کی بات نہیں کیوں کہ جان پہچان سمجھیں ہوئی ہے پہلے سے نہیں جانتا ...!“ پھر اس نے اس ملاقات کی کہانی دہرائی تھی اور میرا باتا ہے نہیں دوہری ہو گئی تھی۔

”اب اگر اس نے میرے ساتھ کسی بے بی کو دیکھ لیا تو جھپٹ کر قریب آئے گا۔ ہو سکتا ہے تم سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہی ہو جائے کہ پہچان لی جاؤ۔ آواز نہیں بد سکتیں ...!“

”ہاں آواز پر تو قابو نہیں ہے .... لنگڑا نے کی عادت سی ہوتی چلی جادی ہے ...!“

”اچھی لگتی ہو چلتے وقت ....!“

”واقعی ....!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ ”میں تو سمجھی تھی کہ اس قسم کا کوئی پر زہ تمہاری کھوپڑی میں نہیں ہے ...!“

”بہت سی چیزیں اچھی لگتی ہیں لیکن نہیں بتا سکتا کہ کیوں اچھی لگتی ہیں ....!“

”تو تمہیں صرف میری چال اچھی لگتی ہے ...!“

”ہاں .... جب سے لنگڑا کر چلنے لگی ہو .... ورنہ اصلی چال تو ایسی لگتی ہے جیسے گھوڑی

آہستہ آہستہ چل رہی ہو ...!“

”وہ صرف ہونٹ بھینچ کر رہ گئی، کچھ بولی نہیں۔“

سر شام ہی ٹریسٹی پارک میں ہجوم بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ جگہ ساحل سے قریباً پانچ میل کے فاصلے پر تھی۔ لوگ پیدل یا گاڑیوں پر آئے تھے۔ آس پاس کے دوسرے قصبات کے لوگ بھی جو تقریباً آرہے تھے۔ تیل سے جلنے والی بہت بڑی بڑی لا تعداد مسلحوں نے بہت وسیع رقبے کو روشن کر دیا تھا۔ کھانے پینے کی بے شمار دو کامیں شامیانوں کے تلے جسی نظر آرہی تھیں اور فضائل مسالے دار بھنے ہوئے گوشٹ کی خوش بو پکراتی پھر رہی تھی اور یہ خوبصورتیوں کے دھونیں کی تاگوار بور بھی حادی ہو گئی تھی۔

پہلے جسمانی توزی مردوں کے کچھ کرتب دکھائے گئے۔ پھر شمشیر زندگی کے مقابلے کا اعلان ہوا اور مقامی جوڑیں تبردار آزمائی کے لئے میدان میں نکلنے لگیں۔ ہوٹل سے چلتے وقت عمران نے ایک بوڑھے سیاح کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ کیونکہ عمران نے کرائے پر ایک پرانی گاڑی حاصل کر لی تھی۔

”ڈاڑھی والا کہاں ہے ....؟ کیا وہ ساتھ نہیں جائے گا ...!“ میریانا نے پوچھا تھا۔

”نہیں اسے بخار ہو گیا ہے .... آرام کر رہا ہے ...!“

”تب تو مجھے عیادت کرنی چاہئے ...!“

”نہیں اسے مت چھیرو ..... سونے دو ..... بخار میں بے حد چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ بس ایسا ہی لگتا ہے جیسے انڈوں پر بیٹھی ہوئی مرغی ...!“

”کوئی تمہیں آدمی بھی لگتا ہے ...!“ میریانا بھنا کر بولی۔ ”میں گھوڑی لگتی ہوں .... وہ مرغی علوم ہوتا ہے ...!“

”صرف ایک آدمی .... آدمی لگتا ہے .... اور وہ ہے الفروزے ...!“

”یو تو فوٹ آدمی اسکے چلکر میں مت پڑو۔ بس خطرناک آدمی ہے بس مخربہ بھیڑیا سمجھ لو ...!“

”دیکھا جائے گا .... تم چلو تو ...!“

”آخر ان بڑے میاں کو مد عو کر دینے کی کیا ضرورت تھی ...!“

”تم تمہارو ہو جاؤ گی۔ میں تو تمہارے ساتھ ہوں گا نہیں۔ یہاں تمہاں بھی نہیں چھوڑنا چاہتا۔“

بس چلو....!

پھر وہ تینوں بھی وہاں جا پہنچے تھے اور عمران ایک جگہ ان دونوں سے الگ ہو گیا تھا۔ بورڈ سیاح بھی اطالووی ہی تھا۔ خلاف تو قع خوش مزاج ثابت ہونے کی بناء پر میریانہ بور نہیں ہوئی تھی۔ میں تو پہلی بار ان کھلیل تماشوں میں شریک ہو رہی ہوں۔ ”اس نے بوڑھے سے کہا۔

”کیا ادھر آتی ہی رہی ہو....؟“

”بھی بھی....واہ....کیا ہاتھ مارا ہے.... شمشیر زندگی خاصاً بچپن کھلی ہے۔“

”افوس تاک....!“ بورڈا بولा۔ ”بھی یہی موت کا کھلیل کھلاتا تھا اب تفریح طبع کے سامان فراہم کرتا ہے۔ ایک سو سال بعد بندوقیں اور توپیں بھی کھلوتا بن جائیں گی۔ اسی دو مرک تو آہی پہنچ ہیں۔“

”اب شائد تم بور کرو گے.... جاؤ تھیں کباب خرید لاؤ.... دونوں کھائیں گے اور کھلیل کے مزے لیں گے۔“

”اچھا.... اچھا....!“ بورڈا سر ہلاتا ہوا اس کے پاس سے ہٹ گیا مقابلے جاری رہے۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آکیا تھا اور دونوں گرم اگرم کباب کھا رہے تھے کہ الفروزے کے چیلنج کا فتنہ آگیا۔ وہ کسی دیو کی طرح دھاڑ رہا تھا۔ ہاتھ میں وزنی اور خم دار تکوار لئے مجھے کو للاکار رہا تھا۔ اس وقت اس کی آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ مجھے پر سکوت طاری ہو گیا۔ اس کے آس پاس ہی اس کے عملے کے لوگ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ میریا نے ایک ایک پہچانا۔ اچاک اس نے عمران کو چھلانگ لگا کر اس کے مقابلے دیکھا اور لرز کر رہ گئی۔ بورڈ کے منہ سے تو نوالا نکل پڑا تھا۔ میریا نے سوچا کہ الفروزے عمران کا مختلکہ اڑا کر اسے واپس کر دے گا۔ دفتہ اس نے عمران کو کہتے سننا۔ ”ارے باپ.... میرے پاس تکوار نہیں ہے۔ میرا جائے۔“

”تم کون ہو....؟“ الفروزے دھاڑا۔

”کیا تھی جلدی بھول گئے۔ لطیفہ سنانے کے بعد گیارہ بجاء بجا کر روئے تھے اور پھر مجھے مخفی تھا اس لئے باپ ہی کہہ کر تو مخاطب کرو گا۔“

”ارے تم ہو....!“ الفروزے نے قہقہہ لگا کر پوچھا۔ ”کیا چاہتے ہو....؟“

165

”تھارا چیلنج قبول کرتا ہوں۔!“  
”دیکھو....!“ الفروزے مجھے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”یہ نیا لطیفہ ہوا ہے۔!“ لوگوں نے محظوظ ہو کر قہقہے لگائے۔  
”خاموش ہو جاؤ....!“ عمران غصیل آواز میں چینا۔ ”یہ لطیفہ نہیں ہے.... میں تج تج مقابلہ کروں گا۔!“

پھر آدھے گھنٹے تک دونوں کے درمیان محض لطیفہ ہوتے رہے تھے اور لوگ حق پھاڑ پھاڑ کر نہ رہے تھے۔ میریا ناک تو مزہ ہی آگیا تھا۔ وہ تج تج یہی سمجھ رہی تھی کہ احمد طالب علم لوگوں کے لئے نئی قسم کی تفریح مہیا کر رہا ہے۔ لیکن پھر اچاک اس نے عمران کو غصیلے لمحے میں کہتے سن۔ ”یہاں سارے اپنی تھہاری ہی طرح بے غیرت ہوتے ہیں۔ میرے لئے تکوار کیوں نہیں مل گئے۔“

”خاموش ذلیل کتے....!“ الفروزے کا موڈ بدل گیا اور اس نے تکوار سمیت عمران پر چھلانگ لائل۔ عمران پہلے ہی سے اس کے لئے تیار تھا۔ بڑی پھر تی سے ایک طرف ہٹ گیا اور الفروزے جھوک میں منہ کے بل زمین پر چلا آیا۔ تکوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جاگری تھی۔ بس پھر جتنی پھر تی سے عمران نے اس کی تکوار پر بقصہ بکایا تھا میریا ناکو ایسا ہی کا تھا جیسے بکلی ہی چک گئی ہواں کامنہ حرمت سے کھل گیا۔

”دے دے میری تکوار ورنہ اچھانہ ہو گا۔!“ الفروزے اٹھ کر دھاڑا۔  
”اب تم اپنے لئے دوسری منگوالو.... یہ تو نہیں ملے گی۔!“ عمران نے احتقانہ انداز میں ہنس کر کہا۔ مجھے کو گویا سانپ سو نکھ لیا تھا۔

”لاؤ دوسری تکوار.... اب میں اس کا قیمہ کر کے رکھ دوں گا۔!“ الفروزے چینا تھا۔ ... فوراً اس کے لئے تکوار مہیا کردی گئی اور وہ کسی وحشی درندے کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا تھا۔ لیکن انجمام پہلے ہی کاسا ہوا۔ یعنی منہ کے بل زمین پر....!

”تاپتا کو دتا کیوں ہے.... جم کر مقابلہ کر....!“ وہ اٹھ کر پھر دھاڑا۔  
”کھلیل کو جنگ بناوے گے تو یہی ہو گا۔ غصہ تھوک دو اور اپنے کمالات کا مظاہرہ کرو۔!“ عمران نے پر سکون لجھ میں کہا۔ ”میں بھی تو دیکھوں کہ یوتاں اور اپسین اب کہاں کھڑے ہیں۔!“

ہت ایک فائز کی آواز سنائی دی۔ میریا نے عمران کو گرتے دیکھا الفروزے اچھل کر دور ہٹ گیا  
قد۔ فائز مجھے سے ہوا تھا۔

”اوہ خدا...!“ میریا بولی۔ ”آخر... آخر... وہ مکاری کاشکار ہو گیا، الفروزے... کینے...!  
یہ کیا ہوا...؟“ بوڑھا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”اس کے کسی آدمی نے... فائز کر دیا... اب میں کیا کروں... کیا کروں...!“  
اچاک پھر فائز ہوا... ایک جنح سائی دی اور یہ فائز میں پرپڑے ہوئے عمران کی طرف سے  
ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

مجھے میں بھگدڑ پڑ گئی تھی۔ پے در پے فائزوں اور چیخوں کی آوازوں سے پارک گو بختے لگا۔  
میریا بھی انہیں بد حواس لوگوں میں شامل تھی جو ان دیکھی گویوں سے بختے کے لئے کسی محفوظ  
مقام کی طرف نکل جانا چاہتے تھے۔ وہ دوڑتی رہی۔ بوڑھا اس افرا تفری میں نہ جانے کہاں رہ گیا  
قد۔ فائزوں کی آوازیں وہ اب بھی سن رہی تھی۔ دفعتاً اسے وہ گاڑی یاد آئی جس پر وہ بیہاں تک  
آئے تھے۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد آیا کہ عمران نے اسے ایک الگ تھلگ اور محفوظ مقام پر پارک کیا  
تھا۔ انہیں اس سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ اور کوئی نہیں تھی۔ اب اس کا رخ بدل گیا تھا اور وہ سیدھی  
ای کی طرف دوڑتی جا رہی تھی۔ کار جہاں کھڑی کی گئی بچی دہیں ملی... اس نے بے ساختہ گاڑی کا  
دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر گر کر ہائپنے لگی۔ چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسے تو  
یہ بھی مجذہ ہی لگ رہا تھا کہ وہ محض اندازے سے گاڑی تک آپنی تھی۔ ورنہ اس دور افتادہ حصے  
میں گاڑی کو تلاش کر لینا بھی آسان نہ ہوتا۔ کچھ دیر بعد اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی اور نے بھی  
الگ سیٹ کا دروازہ کھولا ہو۔

”کون...؟“ وہ بے ساختہ اچھل پڑی۔

”ڈھپ... چب چاپ پڑی رہو...!“

”اے خدا تیرا شکر ہے... کیا تم بہت زخمی ہو...؟“

”اڑے جاؤ... کیا میں مٹی کا بنا ہوا ہوں!“

پھر گاڑی اشارث ہونے کی آواز آئی اور وہ حرکت میں بھی آگئی۔ میریا نا بد ستور سیٹ پر لیٹی  
بانپے جا رہی تھی۔ اسے بیقین ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے اور یہ سب کچھ حقیقت ہے۔!

”یونان عورتوں کی گود میں ہمک رہا ہے۔!“ الفروزے جل کر بولا۔

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔ لیکن پہلے اسپورٹ میں اسپرٹ پیدا کرو...! اگر تم نے میرا قبر  
کر کے رکھ دیا تو اس بے بی کو بہت دکھ ہو گا جو میرے لطفی میں دریافت ہوئی ہے۔!  
”ہاں ٹھیک ہے...!“ مجھ پیچنے لگا۔ الفروزے اپنے پرانے ہلکنڈرے مودی میں آجائے!

”بہت اچھا... بہت اچھا...!“ الفروزے نے زبردستی قہقہہ لگایا۔ لیکن وہ قہقہہ توہر گز  
نہیں تھا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس قہقہے کے روپ میں پورے مجھے کو گندی سی گالی دی گئی ہو اور  
بوڑھا میریا نے کہہ رہا تھا۔ ”یہ بے وقوف سا آدمی توفیق نکلا... ارے دیو کے مقابل پھر کی  
مثال سمجھ لو۔!“

”پھر نے ابھی ابھی دوبارہ دیو کو پچھاڑا ہے۔!“ میریا کسی تحریر زدہ نہیں سی بچی کی طرح بولی۔  
”اگر ایک بار بھی خود اسی پر گر پڑا تو وہ چور چور ہو کر رہ جائے گا۔ پہلا ہے پہلا... خدا کی پناہ۔!  
”بس خاموش رہو...!“ وہ نہ اسامنہ بنا کر بولی۔ ”میرا آدمی بھی بادل اور بجلی کا بیٹا ہے۔  
پہلا کے چھپڑے اڑا دے گا۔“

”تمہارا شوہر ہے...؟“ بوڑھے نے جرأت سے کہا۔ ”میں تو دوست سمجھا تھا۔!  
”سمجا کرو...!“ تمہارے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔!“ وہ یو نہیں رواوی میں کہہ گئی۔ توجہ تو

ان دونوں کی طرف تھی۔ وہ جھپٹ کر ایک دوسرے پر جملے کر رہے تھے۔ وزنی تواروں  
کے بخت سے فضامر لعش سی ہو رہی تھی اس آواز کے علاوہ اور ہر قسم کی آوازیں معدوم ہو گئی  
تھیں۔

”اب کے تمہاری تکوار ثوٹ جائے گی۔!“ عمران الفروزے سے کہہ رہا تھا۔ ”اس نے  
دوسری کے لئے اپنے کسی آدمی کو آواز دے لو...!“

”کیوں بکواس کرتا ہے کیڑے...!“ الفروزے غریا۔

”یہ ایک مشرقی داؤ ہے... لو سنجھا لو...!“ عمران نے بالکل کلہاڑے کی طرح تکوار چلانی  
تھی۔ الفروزے نے اسی کی مناسبت سے اسے تکوار ہی پر رونکنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے  
در میان ہی سے اپنی تکوار کا رخ بدل دیا۔ الفروزے کے لئے اب ناممکن تھا کہ وہ مدافعت کا انداز  
بدل سکتا۔ جتنا کا ہو اور اس کی تکوار بیچ سے ٹوٹ کر دور جا پڑی۔ شور حسین بلند ہوا اور ٹھیک اسی

”کچھ دیر خاموش بھی رہو..... کیا ساری دنیا کی عورتیں صرف زبان ہی ہلاتی رہنے کے لئے پیدا ہوتی ہیں!“  
”بس اتنا اور بتا دو کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ ٹرینسی میں تواب تم کسی طرح بھی نہیں پیچ سکو

”ہم فی الحال ٹریمیز و چار ہے ہیں۔ وہاں سے لانچ پر لکو کے لئے روانہ ہو جائیں گے!“

”خدا کا شکرے کے اس وقت عقل مندی کی پاتیں کر رہے ہو!“

وھی پھر کمی دھماکے سنائی دیئے۔ آواز نبتاب پہلے سے کچھ مزید دور کی معلوم ہوئی تھی۔  
”آخرہ کہا ہو رہے!“ میری یاں کپکٹا ہوئی آواز میں بولی۔

”میں کہا جاؤں.... جہاں تم وہاں میں۔!“

وہ تھوڑی کو اور خاموش رہ کر پولی۔ ”تمہیں اینے ساتھی کی بالکل فکر نہیں ہے۔!“

”اے وہ بزرد!....!“ عمران نہیں پڑا۔ پھر بولا۔ ”جانشی ہو کہ اسے کیوں بخار آگیا تھا میں نے اس سے کہا تھا کہ میں الفروزے کا چیلنج قبول کر لوں گا۔ لیکن چڑھ آیا بخار۔ کہنے لگا اچھا جاؤ تم مقابلہ کرنے میں لانچ پر بیٹھ کر ثریمیزو چل دوں گا۔ جب یہاں سے بھاگنا پڑے تو سیدھے دیں آتا!“

”تم سے زیادہ عقل مند ہے....!“ میریانا خوش ہو کر بولی۔ ”اس نے حالات کا اندازہ پہلے

۴۔ اگلہ اجھا ۱“

”مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ لوگ اتنے کمینے ہیں۔!“

”لے سے بھی نہ ادم... خیر اس سے کچھ بھول جاؤ... یو تان چلو...!“

”ابھی سے... نہیں یہ ناممکن ہے دو ماہ کا پروگرام بنا کر آیا تھا وقت پورا کئے بغیر نہیں جائیں گے۔“

”پورے ملک میں کہیں بھی پناہ نہ ملے گی اگر تمہاری فائرنگ سے الفروزے کا کوئی آدمی مر بھی گپا ہو۔“

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنتش دی۔ تھوڑی دیر بعد میریا نا اونگھنے لگی تھی۔ عمران خاموش ہی رہا۔ پھر شاکد وہ گہری نیند سو گئی تھی۔ صبح ہوتے ہوئے وہ ٹریمیزد کے قریب پہنچ گئے تھے۔ عمران نے گاڑی ایک ویران جگہ لے جا کر روکی تھی اور میریا نا کو جھنجھوڑ کر اٹھایا تھا وہ کاڑی

”هم کہاں جا رہے ہیں....؟“ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا ہی کی آواز میں پوچھا۔  
 ”چپ چاپ لیٹھ رہو۔ اپنی سانسیں درست کرلو... میں تمھیں جہنم میں نہیں لے جاؤں گا!“  
 ”ایچاہی بیتا دو کہ تم زخمی تو نہیں ہو۔!“

”پاکل نہیں...!

”لیکن فارر کے بعد جب تمگرے تھے تو میرا تودم ہی نکل گیا تھا۔!

”اگر نہ گرتا تو دوسرا گولی یقیناً مجھے چاٹ جاتی اس کا پہلا نشانہ بہک گیا تھا دوسرا نہ بہک لے الفروزے کی شکست براس کے کسی ماتحت کو تاؤ آگیا تھا خود الفروزے اتنا بڑوں نہیں ہو سکتا۔“

”پھر تم نے لئے لئے فارّ کیا تھا...!“

”اسی پر جس نے مجھ پر فائز کیا تھا۔۔۔  
سمھوا اپنے فائزگ شروع کر دی تھی۔۔۔!

”تم شاہد اے اے بھی ہوش میں نہیں آئے تھے!“

سے پہلے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”م بھی فائز کر لے رہے

”نہیں۔ اک اتمیجی بھی قانون نہ کر سکے۔ وہ قوف طالب علم ہے!“

لقطة كـ ۱“

ہاں بے بی..... یعنی رُو..... وہ بے اعتباری سے ہنس کر بولی تھی۔ ”تم افروز نے سے زیادہ خطرناک آدمی ہو۔ کیونَ“

مہباد میں ہر حال میں ہندرار ہے۔!  
عمران کچھ نہ بولا۔ گاڑی اب سڑک پر پہنچ کر مزید تیز رفتاری اختیار کر چکی تھی۔ دھماکہ سائی دیا۔ دور ہی کا معلوم ہوتا تھا۔ پھر پے در پے دھماکے ہی ہوتے چلے گئے تھے۔ روزتی ہوئی سی معلوم ہوتی تھی۔

”.....کچھ کہا ہو رہا ہے ...!“ میر پاٹا ہکلائی۔

”نہیں۔“ عم الہ نے کہا اور گاڑی کی رفتار کچھ اور تیز ہو گئی۔

پہلے میں..... رکھتے ہیں ”

سے اتر آئی تھی اور عمران کو ڈکی کھولتے دیکھتی رہی۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں  
کیونکہ عمران نے ذگی سے اس کا اور اپنا سوٹ کیس نکالا تھا۔

"تحیر ہونے کی ضرورت نہیں۔!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "میں جانتا تھا کہ یہیں کچھ ہو گا  
لہذا تمہاری لا علی میں وہاں سے بالکل نکل بھاگنے کا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا۔ ہوٹل کا حساب بے  
باق کر آیا ہوں اور یہ پرانی گاڑی پہلے کرایہ پر لی تھی پھر خریدی ہی لی تھی۔!"

"تم حق مجھے حق ہو...!" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "یہ سب کچھ تمہارے خلاف جائے گا اور پولیں  
تمہاری تلاش میں نکل کھڑی ہو گی۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ تم پہلے سے سب کچھ طے کرچے  
تھے اور الفروزے سے دیدہ دادستہ چھیڑ چھڑا کی تھی۔"

"زیادہ بے چوڑے لوگ مجھے زہری لگتے ہیں۔ میں ان سے ضرور چھین چھڑا کرتا ہوں۔ اچھا  
تم میں شہر میں بھی آیا۔" وہ گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا۔ اس پر میریانا نے کہا تھا کہ کیا بہ دہ  
اوے جھوڑ کر بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے۔!

"ہر گز نہیں....!" عمران بولا "دونوں سوٹ کیس تمہارے پاس موجود ہیں۔!" گاڑی تیزی  
سے اوپر جائی پر چڑھتی چلی گئی تھی۔ اور پہنچ کر میریانا نے اسے رکتے دیکھا۔ عمران نیچے اتر اتھا  
اور گاڑی کو جھیل میں دھکا دے دیا تھا اس کے پانی میں گرنے کی آواز دور دور تک سنی گئی۔  
میریانا حیرت سے منہ چھاڑے نیچے سڑک پر کھڑی تھی۔ پھر اس نے دیکھا کہ عمران تیزی سے  
دوڑتا ہوا نشیب میں چلا آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے دونوں سوٹ کیس اٹھائے اور میریانا سے  
اپنے پیچھے آنے کو کہا قریب ہی کی ایک چنان کی اوٹ میں پہنچ کر رکا تھا۔

"اب تم ادھر جا کر اس لباس کو تبدیل کرو۔.... تھوڑی سی تبدیلی تمہاری شکل میں پھر ہو گی  
اور ان شہر سے بالوں کو سیاہی مائل کروں گا۔!"

وہ چپ چاپ تعقیل کرتی رہی اور جب لباس تبدیل کر کے واپس آئی تو خوف زدہ انداز میں  
اچھل پڑی۔

"میں ہی ہوں.... ڈرو نہیں....!" عمران بولا اتنی دیر میں اس نے ریڈی میک اپ بھی  
اپنی ناگ کرفت کر لیا تھا اور اس کی شکل خوف ناک لگنے لگی تھی۔

"اب ہم یہاں سے پیدل اس جگہ تک چلیں گے جہاں میرے ساتھی نے اپنی لائچ اسٹکر کی

ہو گی۔!"

وہ کچھ نہ بولی۔ چپ چاپ اس کے ساتھ چلتی رہی نہ جانے کیوں اب وہ حق مجھے خوف زدہ نظر  
آری تھی۔

جھیل کے کنارے کنارے دوڑھائی فرلانگ تک چلتے رہنے کے بعد ایک کناؤ کے قریب  
پہنچے جہاں ایک لائچ لنگر انداز تھی۔ وہ لائچ پر چڑھ گئے جیسیں کیبین میں پڑا خراٹے لے رہا تھا لیکن  
میریانا سے نہ پیچاں سکی۔ کیونکہ جہاڑ جہاڑ قسم کی مصنوعی ڈاڑھی اور وگ سے وہ چھکارا حاصل  
کر پکا تھا۔

"یہ.... یہ کون ہے....؟" وہ آہستہ سے بولی۔

"اپناوی جن مرکاشی....! اڑپوک کہیں کا ایسی خوب صورت ڈاڑھی اور سر کی زر خیز نصل  
سے محروم ہو گیا۔!"

"تم غلط کہ رہے ہو....!" وہ عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔ "حق مجھ بتا تو تم لوگ کون ہو....؟"  
"بالکل گلدھے ہیں۔!"

"تم لوگوں نے اسٹیر کو تباہ کر دیا۔ وہ دھماکے اسی کے تھے۔ تم نے الفروزے کو الجھائے  
رکھا تھا اور یہ اسٹیر میں غالباً اسی دوران میں نامم بم زکھ کر ادھر بھاگ آیا تھا۔ خدا کی پناہ....!  
اسٹیر کے ساتھ ہی آدھاڑی سنبھی جاہ ہو گیا ہو گا۔"

عمران کچھ نہ بول۔ ان کی آوازیں سن کر جیسیں بھی انھے بیٹھا تھا اور انہیں چند ہیائی ہوئی  
آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"کوئی اے ناممقوال....!" عمران نے اردو میں کہا۔ "میا تم نے بھوں کی نائسگ میں کچھ  
گزیڑ کی تھی۔ انہیں آج دوپہر پہنچنا تھا جب اسٹیر بیچ جھیل میں ہوتا۔!"

"اسٹیر بڑی سی کے ڈوک پر نہیں تھا۔ مجھے اس کے لئے چھ سات میل آگے جانا پڑا تھا۔"  
جیسکہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ لوگ وہاں سے دولا نجبوں میں بڑی سی واپس آئے تھے تاکہ وہ  
خڑپو رواہ ہونے سے پہلے جشن ریشم کے آخری آنکھ میں بھی لطف انداز ہو لیں۔ میرا خیال  
ہے کہ اسٹیر کی جاتی سے بڑی سی پر کوئی اثر نہ پڑا ہو گا۔ میں نے سوچا جب یہ پوزیشن نصیب ہو گئی  
ہے تو پھر انہیں جانیں کیوں ضائع کی جائیں۔!"

میں بڑی عورت ہوں کسی بھی معاشرے کے لئے قابل فخر نہیں ہو سکتی۔ مجھ سے نادانشکی میں کچھ غیر قانونی حرکتیں سرزد ہو گئیں تھیں پوپیس میری خلاش میں تھی۔ میں جھچتی پھر رہی تھی کہ میرے بس کے ایک ماتحت نے مجھے اس کے پاس پہنچا دیا۔ پڑھی لکھی اور خوب صورتی میں باس کے معیار کے مطابق تھی اس لئے اس کی سیکریٹری بن گئی!“

”بہر حال تم میری مہمان ہو تمہارے اعصاب آرام چاہتے ہیں۔ لہذا ناشتہ میں ہی تیار کروں گا!“

”تمہاری مرضی....!“ اس نے کہا۔ ”تم آخر اعتراف کیوں نہیں کر لیتے!“

”کس بات کا....؟“

”اسیئر کی تباہی میں تم ہی دونوں کا ہاتھ ہے۔!“

”اڑے محض دھماکوں کی بناء پر تم نے فیصلہ بھی صادر کر دیا کہ اسیئر ہی تباہ ہو گیا ہے۔!“

عمران کستیل پر نظریں جمائے رہا جس کی ٹونٹی سے بلکی ہلکی بھاپ نکلنے لگی تھی۔ میری یا نا عمران کو غور سے دیکھے جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اسے احتجانہ مخصوصیت کے علاوہ اور کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔ ”اچھا یہی بتا دو کہ تم الفروزے سے کیوں الجھے تھے....؟“ اس نے پھر پوچھا۔

”پہلے تو سب مذاق تھا لیکن جب تم ہاتھ لگ گئیں تو مجھے الفروزے سے چڑھو گئی۔ میرے لئے ناممکن تھا کہ میں اس سے نہ الجھتا۔ وہ تو اس کا مقدر اچھا تھا کہ اس کے آدمیوں نے ہنگامہ برپا کر دیا اور نہ وہ میرے ہاتھوں سے اغذی خی ہو جاتا کہ بالآخر سے مرنا ہی پڑتا!“

”صورت سے تو ایسے نہیں لگتے تم... آخر ہو کیا تیز... بتاؤ مجھے... اطور بھی بدمعاشوں کے نہیں ہیں۔ کئی دونوں سے تمہارے ساتھ ہوں۔!“

”مجھے خود بھی نہیں معلوم کہ میں کیسا آدمی ہوں۔!“

”وہ پھر خاموشی سے اس کی شکل تکتی رہی.... لاجئ تیزی سے لکوکی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

”حالانکہ ان مردوں نے مجھے ضائع کر دینے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔!“ عمران نے کہا اور جلدی جلدی سے چھپلی رات کے واقعات دہرانے لگا۔

”ہم لوگ واقعی بے حد شریف ہیں۔!“ جیسکن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”میں تو اس ریڈیو آپریٹر کو بھی پچالا یا ہوں جو اسیئر پر تھا تھا۔ یقین اسٹور میں بندہ حاضرا ہوا ہے۔!“

”شرافت کے بچے! اب جلدی سے نکل چلو لکوکی طرف....!“

”تم ریڈیو آپریٹر سے جی بہلانا.... میں اس سے اپنادماغ چٹواؤں گا۔ عقل کے پتلے میں تو اصل آدمی کی طرف ہماری رہنمائی کرے گی۔ بس تم دیکھتے جاؤ۔ ویسے ریڈیو آپریٹر بھی کار آمد ثابت ہو سکتا ہے۔ لہذا تمہاری حمact تھمارے ساتھ.... اور.... میری تواب گلے ہی میں لگی رہے گی۔!“

”تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو۔!“ دھنٹا میری یا نا جھنچلا کر بولی۔

”یہ بتا رہا تھا کہ بخار کے ساتھ ہی اسے پچھل بھی ہو گئی ہے خدا کی مرضی۔!“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور میری یا نا پانچلا ہونٹ چبانے لگی۔

”تھوڑی دیر بعد لانچ کھلے پانی میں نکل آئی تھی اور تیزی سے لکوکی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ جیسکن اسڑہ نگ کر رہا تھا۔ عمران آئیں اسنوں جلا کر کافی ہنانے بیٹھ گیا۔

”ہٹوادھر....!“ میری یا نا کے قریب چکنچ کر بولی۔ ”یہ کام مردوں کے نہیں ہیں۔!“

”ہائیں....!“ عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ ”کیا تم یورپ میں نہیں ہو....؟“

”کیوں نہیں ہوں....!“

”تو پھر مجھے اس کام سے کیوں روک رہی ہو۔ میں نے لندن میں مردوں کو کھانا لپکائے اور توں کو فلی رسانے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے حالانکہ دونوں ہی دن بھر کے تھکے تکاۓ گمراہ میں داخل ہوتے ہیں۔!“

”ہم اتنے مہذب نہیں ہوئے ہیں۔!“ وہ طنزیہ لجھے میں بولی۔ ”اور نہ ہمارے یہاں طلاقوں کی وہ شرح ہے جو یورپ کے مہذب ترین ممالک میں پائی جاتی ہے۔ ہماری اکثریت اب بھی اسی کی قائل ہے کہ عورت گھر کی ملکہ اور مرد میدان.... اسی لئے ہمارا معاشرہ روحانی طور پر اتنا گنہ نہیں ہوا۔ تم میری شکل کیا دیکھ رہے ہو مجھے میرے ملک کی نمائندہ عورت ہرگز نہ سمجھ لے۔“

## پیشرس

”بے چارے ڈائمنڈ جو بلی نمبر“ کا تیسرا حصہ ”پاؤ ائٹ نمبر بارہ“ پیش کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے! آپ یعنی ڈیل کراس اور خیر انڈیش کی پسندیدگی کا بہت بہت شکریہ! پہلے ہی عرض کر کچا ہوں کہ پیشرس کو بھر دلچسپ خطوط کے جوابات کے لئے وقف کر دیا گیا ہے۔ (پلک کے بے حد اصرار پر) لہذا ایک بہت ہی دلچسپ خط کا اقتباس اور میرا جواب ملاحظہ فرمائیے۔ ایک صاحبہ رقم طراز ہیں۔

”کتاب کا نام یاد نہیں! لیکن آپ نے اس کے پیش رس میں لکھا تھا کہ بکر عید کے موقع پر آپ اپنا تدرست بکرا کس طرح صاف بچالیتے ہیں۔ آئے گے گوشت کی الٹ پلٹ کر کے۔ تدبیر بہت عمدہ تھی۔ اب آپ مجھے بتائیے کہ میں اپنا شہ برات کا حلومہ کس طرح صاف بچا سکتی ہوں بڑی لاگت کا ہوتا ہے۔ دل دکھتا ہے خشک حلوموں کے بدبلے میں کہیں بھجواتے ہوئے۔“

”محترمہ! میں تو اپنا تدرست بکرا آسانی سے بالکل مفت بچالیتا ہوں لیکن حلوے کے سلسلے میں بہت پاپڑ بنینے پڑیں گے۔ سب سے پہلے تو آپ کو وہ محلہ ہی چھوڑ دینا پڑے گا جہاں فی الحال مقیم ہیں۔ کیونکہ یہاں کے پڑوسی آپ کے عادات و اطوار سے بخوبی واقف ہوں گے لہذا وہاں نہیں چلے گی۔ چلنے چھوڑ دیا جملہ! اب یہ سچھے شب برات سے ایک دن قبل اپنے ڈالی حلوے کا ”خام مال“ فراہم کر لیجئے دوسری صبح ٹھیک تین بجے بیدار ہو جائے کہ محلہ والے بیدار نہ ہوئے ہوں گے اور ان تک خوشبوئیں نہیں پہنچ سکیں گی۔ بہر حال ابھالا پھیلنے سے پہلے آپ کا زیادہ لاگت والا حلومہ تیار ہو کر نعمت خانے میں مقفل ہو جائتا چاہئے۔ سہ پہر سے آپ کے گھر دن ان شکن قسم کے خوبصورت اور بہ صورت حلوموں کی آمد شروع ہو جائے گی۔ (ان پر خشک میوہ بہر حال وافر

## پاؤ ائٹ نمبر بارہ

(تیسرا حصہ)

مقدار میں چکا ہوا ہوتا ہے) وصول کر کے رکھتی جائے۔ پھر عرض کر دوں کہ اپنا ذاتی طوہ میرے بکرے کی طرح بالکل مفت نہیں چاہیں گی۔ لہذا اپنے طوے کا سامان منگاتے وقت چاندی کے درق اور عرق کیوڑا ضرورت سے کسی قدر زیادہ ہی مگکوا بیجھے گا۔ چلے شام تک آپ طوے وصول کرتی رہیں رات کو جب یقین ہو جائے کہ اب پڑوس کی کسی بی بی کی آمد کا امکان نہیں تو چپ چاپ اٹھئے اور ان دندان شکن طوؤں سے آپ بھی ذرا سختی سے پیش آتا شروع کر دیجھے۔ یعنی انہیں کوٹ کوٹ کر چور کر ڈالتے۔ پھر اس چورے کو بڑے برتن میں بھگو دیجھے۔ رات بھر بھیگارہنے دیجھے۔ صبح تک خشک میوؤں اور نشاۃت کی لیئی سی بن جائے گی۔ اب کڑاہی میں تھوڑا کھی ڈال کر کڑاہی ایئے اور لیئی اسی میں الٹ کر اوپر سے بچے کھچے باسی دودھ کی بھی کچھ مقدار ڈال دیجھے۔ طوہ پکانا تو آپ جانتی ہی ہیں۔ تیاری پر کیوڑے اور چاندی کے درق سے اس کے صوری اور معنوی حسن میں بھی اضافہ کر دیجھے۔ پھر یاد دادوں کہ وہ شب رات کا دوسرا دن ہو گا۔ فرض کیجھے آپ نے پڑوس میں طوہ بھجوایا زیادہ بے تکلفی کی بناء پر خود لے کر گھیں اور کسی بزرگ خاتون نے ازراہ یا گنگت پوچھ لیا کہ اے بی بی! کیا وہاڑی (وہاڑی) ہو کہ روزے نماز کے علاوہ کوئی کام وقت پر نہیں کرتیں، تو آپ کی کر کری ہو جائے گی۔ لہذا جواب بھی بتائے دیتا ہوں۔ چرے پر سوگ طاری کر کے کہئے۔ یہ بات نہیں ہے خالہ جان! ہمارے گھرانے کی یہ ریت دادا جان کے وقت ہی سے چلی آرہی ہے۔ ہوا یہ کہ ہمارے پردادا کا ایک دانت عین شب رات دن سخت طوے کی نذر ہو گیا تھا۔ بس غھے میں بھرے ہوئے اٹھے سبز جوڑا پہنا اور گھوڑے پر بیٹھ کر ایسے غالب ہوئے کہ پھر کبھی نہ پلٹے۔ اسی لئے ہمارے یہاں شب رات کے دن طوہ نہیں پکتا اور ذرا کچھ ڈھیلا ہی پکتا ہے... کیوں؟ کسی رہی...!“ و السلام

ابن سفیان

۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء

اس وقت سے پورے پراؤنس میں سننی پھیل گئی تھی۔ اخبارات نے شہ سرخیاں لگائی تھیں۔ ان کے بیانات کے مطابق کومو جھیل میں دھماکوں سے تباہ ہو جانے والی ماہی گیری کے اسی پر عملہ نکے سات آدمی موجود تھے۔ بیتھ لوگ کیپن سیست ٹریسٹی پارک میں جشن ریشم کی آخری تقریبات میں شرکت کر رہے تھے۔ جہاڑ دھماکوں کے بعد جھیل کی سطح سے نابود ہو گیا۔ نکلوے نکلوے ہو کر غرق ہوا ہو گا۔ ورنہ اتنی جلدی تھہ نشین ہو جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ سات جانیں بھی شائع ہوئیں.... جہاڑ کے کیپن الفروزے کے بیان کے مطابق اس حادثے سے قبل جشن ریشم کی ایک تقریب کے دوران میں نامعلوم آدمیوں نے اس کے ماتحتوں پر فائر گکھی کی تھی۔ لیکن اس سے اسکے عملے نے آدمیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ البتہ کچھ تاثائی زخمی ہو گئے تھے۔ انتظامیہ کے ذمہ دار افراد دونوں واقعات کے درمیان کسی تعلق کی کلاش میں ہیں۔ جہاڑ کا کپتان اس سے لا علم ہے کہ جہاڑ کیوں نکر تباہ ہوا۔ الفروزے نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا تھا کہ ایک یوں قوف سے غیر ملکی طالب علم نے اس کا چلتی قول کر کے شمشیر زنی کے مقابلے کا آغاز کیا ہی تھا کہ کسی نے اس بنے چارے پر فائر کر دیا۔ میرے عملے کے آدمی اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے تو ان پر بھی فائر گکھی کی گئی۔ نامعلوم حملہ آور فائر گکھ کرتے ہوئے بھیڑ میں غائب ہو گئے اور وہ بے چارہ طالب علم پتہ نہیں مارا گیا یا ذر کر روپوش ہو گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نامعلوم حملہ آور افترافری کے عالم میں اسکی لاش بھی اٹھا لے گئے ہوں اور کسی کو پتہ نہ چل سکا ہو!

اسیمیر کے ساتھ ہی غرق ہو جانے والے ساتوں آدمیوں کے نام بھی اخبارات میں شائع

بوزھے کو ایسا لگ جیسے اس کے جسم پر لا تعداد تیز رفتار چو نیماں رینگنے لگی ہوں۔۔۔ وہ ہکا بکا کھڑا تھا۔

” دروازہ کھولو۔۔۔!“ اس بار نبتا اوچی آواز میں کہا گیا۔ ”میں بھوت نہیں ہوں۔۔۔ وہ غلط نہیں تھی۔!

آہستہ سے پلو نیو کا ہاتھ اٹھا اور دروازے کی سکنی گر گئی۔ ایک نوجوان بد حواسی کے عالم میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔

”میرے بچے۔۔۔!“ پلو نیو اس سے پٹ کر سکیاں لینے لگا۔

”پچھے ہو۔۔۔ دروازہ بند کر دو۔۔۔ میں خطرے میں ہوں۔۔۔!“ نوجوان بولا۔ دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور وہ خاموشی سے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے تھے۔ پھر بوزھا آہستہ سے بولا۔ ” یہ کیا ہوا یعنی۔۔۔؟“

”پھر بتاؤں گا۔۔۔ مجھے کہیں چھپاؤ۔ کی کافنوں کا ان خبر نہ ہونے پائے کہ میں زندہ ہوں۔!“ پلو نیو کی آنکھیں حرمت سے پھیل گئیں اور وہ آہستہ سے بولا۔ ”کیا ان دونوں کو بھی نہیں۔۔۔؟“

” نہیں۔۔۔! ہرگز نہیں۔۔۔ عورتیں پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں۔!“

” دیکھو۔۔۔! یہ نامکن ہے ان کی حالت بہتر نہیں ہے۔!“

” اچھا۔۔۔! میں سوچوں گا لیکن ابھی نہیں۔۔۔! ابھی تم مجھے کہیں چھپا دو۔!“

پلو نیو نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ فی الحال دونوں غمزدوں کو اس سے لاطمی رکھا جائے اور نہ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں میں کسی کوشادی مرگ ہو جائے۔

” اچھا تم چپ چاپ شرابوں والے تہہ خانے میں پڑے جاؤ۔۔۔ میں کوئی انتظام کروں گا۔“

پلو نیو بالآخر بولا۔ ”جلد ہی تم تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ آج تو میئے مجھے تمہارے لیے باور پرچی خانے سے چوری بھی کرنی پڑے گی۔“ اس نے اس کا شاندہ تھک کر ہٹنے کی کوشش کی تھی۔ عجیب سے جذباتی بیجان میں بیٹلا ہو کر رہ گیا تھا۔ بیچارہ پلو نیو۔۔۔ وٹالینی کو تہہ خانے میں پہنچا کر خود اس کرے میں واپس آیا جہاں وہ دونوں اب بھی اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔

پلو نیو کہنے لگا ”زیریسا لو کاشکاری اٹو تھا۔ کوئی آدمی ٹریمیز سے آیا تھا اور اس سے کہہ رہا تھا کہ

ہوئے تھے اور نیک دل بوزھے پلو نیو کے محترمے خاندان پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی کیونکہ اس فہرست میں اس کے اکتوتے جو اس سال بیٹے کا نام بھی شامل تھا۔ بوزھی میں اور جوان بیٹی کی گریہ زاری اس سے نہیں دیکھی جا رہی تھی۔ انہیں دونوں کے خیال سے خود کو سنجالے رکھے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ ورنہ خود اس کا دل نکڑے نکڑے ہوا جا رہا تھا۔ دنیا تاریک ہو گئی تھی اس کی نظرؤں میں۔ وہ سوچا کرتا تھا کہ جب اس کے ہاتھ پاؤں تھکیں گے تو وٹالینی سے کہے گا کہ اب ” چھوٹے سے پولٹری فارم کی دیکھی بھال کرتا رہے گا۔ جس کی مرغیاں سارے زمانے سے انتخاب تھیں۔ اس کا داد عومنی تھا کہ اتنی وزنی تدرست مرغیاں پورے ریجن میں اور کہیں نہیں مل سکیں گی! اسے فخر تھا اپنی مرغیوں پر۔۔۔! بڑی تندی سے ان کی دیکھی بھال کرتا تھا اور ہمیشہ اس شہنے میں رہتا تھا کہ آس پاس کے لوگ ان کی تاک میں رہتے ہیں۔ بس ذرا ان کی نظر چوکے اور وہ ایک آدھ مرغی غائب کر دیں۔ لیکن اس وقت اسے کسی کا بھی ہوش نہیں تھا۔ وہ تواب یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح دونوں میں بیٹے پر سکون ہوں تو وہ بھی کہیں چھپ چھپا کر اتنا روئے اتنا راوے کہ پیلوں کا بوجھ کچھ کم ہو سکے!

دن ختم ہوا۔۔۔ رات ہوئی لیکن نینداں کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ پلو نیو نے کتنی بار انہیں سمجھایا تھا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب وہ واپس نہیں آسکتا۔ لیکن وہ تو بت بن کر رہا گئی تھیں۔ پھر جب آسمان پر صبح کے آثار نظر آنے لگے تو پلو نیو نے محسوس کیا جیسے کوئی مکان کے عقیصے کا دروازہ پیٹ کر رہا ہو۔

”کون ہے۔۔۔؟“ وہ اٹھتا ہوا بولا۔ ”ادھر کون ہو سکتا ہے۔؟“

دونوں کچھ نہ بولیں اور خود اسے ایسا لگا تھا جیسے اس نے اپنی آواز کی گہرے کونی میں سے آتی ہوئی ہو وہ تھکے تھکے قدموں سے عقیصے کی طرف بڑھا۔

”کون ہے بھائی۔۔۔؟“ وہ دروازے کے قریب پہنچ کر بولا۔

” دروازہ کھولو پاپا۔۔۔!“ باہر سے تیز قدم کی سرگوشی سنائی دی۔

” لک۔۔۔ کون۔۔۔!“ بوزھا بوكھلا گیا۔

” تمہاری لینی پاپا۔۔۔!“

غرق ہو جانے والوں کی فہرست میں غلطی ہو گئی ہے ان میں کمی آدمی اسٹریکر کے کپتان ہی کے ساتھ ہیں۔!

دونوں پوری طرح پلو نیو کی طرف متوجہ ہو گئیں تھیں۔ پلو نیو پھر بولا۔ "خدا ہم پر ضرور رحم کرے گا ہم نے کبھی کسی کو دکھ نہیں پہنچایا۔ ہمیشہ دوسروں کے کام آتے رہے ہیں۔ وہ تو یہ بھی کہہ رہا تھا کہ ریڈ یو آپریٹر ہمیشہ کپتان کے ساتھ ہی رہتا ہے جہاں بھی جاتا ہے اسے ساتھ لے جاتا ہے۔ ہمارا لینی ریڈ یو آپریٹر ہی تو ہے۔"

دونوں نے پھر سکیاں لینی شروع کر دیں اور پلو نیو نے کہا "اس سے تو بہتر یہ ہو گا کہ تم دعائیں مانگو۔۔۔ شکاری کے دوست کا یاد رکھ ہو۔!"

وہ دونوں خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگیں ان کی دھنڈلائی ہوئی آنکھوں سے امید کی کرنیں پھوٹنے لگی تھیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد کچن میں برتن بھی لکھنے لگے تھے۔ ناشتے کی میز پر اس نے اپنی بیوی سے کہا "اب مجھے تاب کہاں.....؟ تم میرے لئے کچھ چیزیں ناشتے والیں میں رکھو۔" اور کافی کا تھر موس بھر دو۔۔۔ میں ابھی ٹریمیز و جاؤں گا شکاری کہہ رہا تھا کہ اسٹریکر کا عملہ کپتان سمیت ٹریمنی سے ٹریمیز و آگیا ہے۔"

"میں ابھی سب کچھ کئے دیتی ہوں۔ پیلا تم ضرور جاؤ۔!" اس کی بیٹی سلوانا بولی۔ "لیکن جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کرنا۔!"

"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔۔۔!" وہ جلدی سے بولا۔ "اور ہاں! تم ذرا میری مرغیوں کا خیال رکھنا کئی دن سے ایک لوہڑی لا گو ہو رہی ہے۔"

"تم فکرنے کرو۔۔۔! تمہاری واپسی تک میں وہیں بیٹھی رہوں گی۔!"

"لیکن ایک بار غور سے سن لو ابھی کسی سے بھی اس کا تذکرہ ہرگز مت کرنا اگر ہم نے اخبارات میں شائع ہونے والی فہرست کے بارے میں شبہ ظاہر کیا تو خواہ مخواہ پولیس پیچھے پڑ جائے گی۔!"

"ہاں یہ بات تو ہے۔۔۔!" سلوانا اپنی ماں کی طرف دیکھ کر بولی۔ "ہمیں ابھی خاموش ہی رہتا پڑے گا۔!"

ماں نے سر کو اشاتی جبنت دی کچھ بولی نہیں۔

اس طرح پلو نیو اپنے روپوش بیٹے کے لئے ناشتہ فراہم کر کے صدر دروازے سے باہر کلا تھا اور پکڑ کاٹ کر مکان کی پشت پر جا پہنچا تھا۔ عقیقی دروازے کی اندر وہی عکنی پہلے ہی سے نیچے گرا رکھی تھی۔ پہ آہنگی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور تمہے خانے میں اتنا چلا گیا۔ وٹالینی کو اُس نے پورا واقعہ بتا کر کہا "اب آخر میں ٹریمیز سے واپسی پر انہیں کیا بتاؤں گا۔!"

پچھے سوچیں گے فی الحال تم مجھے پیٹ بھر لینے دو۔ بہت بھوکا ہوں۔" پلو نیو اس کی کہانی سننے کے لئے بے چین تھا۔

"یہ قطعی جھوٹ ہے کہ اسٹریکر پر سات آدمی موجود تھے میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔" وٹالینی بولا۔ "سبھی میں نہیں آتا کہ سات آدمیوں کی کہانی کیوں سنائی گئی۔!"

"مگر سوال تو یہ ہے کہ تم کس طرح بچے۔!"

"بس بھی سمجھ لو کہ جس نے بھی اسٹریکر کو غرق کیا تھا کم از کم مجھے مرنے سے بچا لیا۔ شروع سے سنوا سٹریکر زیادہ تر ٹریمنی میں لنگر انداز رہتا تھا اور عملہ اسے مخفی رات ببر کرنے کے لئے گھر کی طرح استعمال کرتا تھا۔ لیکن حادثے والی رات کی صبح کو ہمیں شمال کی طرف روانہ ہونا تھا کسی وجہ سے اسٹریکر کو اس رات ٹریمنی سے چھ میل آگے لے جا کر لنگر انداز کیا گیا اور میرے علاوہ بیچتے لوگ لانچوں میں بیٹھ کر ٹریمنی چلے گئے جس کے اختتام پر وہ واپس آتے اور پیچتے ہی اسٹریکر آگے بڑھ جاتا۔ مجھے بہر حال اسٹریکر ہی پر موجود رہنا تھا کیونکہ ہر وقت کہیں نہ کہیں سے پیغام آتا رہتا تھا باب اصل واقعے کی طرف آؤ۔۔۔ رات کا کھانا کھا کر عرشے پر چبیل قدی کر رہا تھا کہ کسی نے بے خبری میں پیچھے سے میری گردان پر وار کیا اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے بعد کا علم نہیں کہ اسٹریکر پر کیا گزری۔۔۔ دوبارہ ہوش میں آیا تو خود کو ایک لانچ کے کیبین میں پڑا۔ وہ بھی اس حال میں کہ میرے ہاتھ پیر رسمیوں سے جکڑے ہوئے تھے اور منہ پر شیپ چپکا دیا گیا تھا اور میں نے دھماکے سے تھے جو دور کے معلوم ہوتے تھے کچھ سمجھتی ہی میں نہ آسکا کہ وہ سب کیا ہو رہا ہے۔ بے بھی سے پڑا۔ پھر ایک نقاب پوش کیبین میں آیا تھا اور میرے پیروں کی رسیاں کھول کر لانچ کے مچھلے حصے میں لے گیا تھا۔ وٹالینی خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پلو نیو نے بے چینی سے پلکو بدل کر پوچھا۔ "پھر کیا ہوا۔۔۔؟"

"دن بھر قیدی رہا۔۔۔ وہی نقاب پوش آکر اپنے ہاتھوں سے مجھے کھانا کھلا جاتا تھا اور مجھ سے

انصار میں رہنا۔ میں نے سوچا چلوٹھیک ہے و قبی طور پر بھی سہی اسی طرح یہ ملازمت ہاتھ آئی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ ماہی گیری کے اسٹینر پر تنخواہی کیا ہو گی۔ بھی سمجھ لیں گا کہ جیب خرچ یہ مل رہا ہے اور عملی تجربہ بھی حاصل ہو رہا ہے۔ جو کسی بڑے چہار پر ملازمت حاصل کرنے کے لیے میں کام آئے گا!۔

”تم نے ٹھیک ہی سوچا تھا۔!“

”لیکن تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ میں تمہیں اتنی بڑی بڑی رقمیں ہر ماہ کس طرح پہیجتا تھا!“

”بھلا اس میں تشویش کی کیا بات تھی!“ پلوینو نے حیرت سے کہا۔ ”بہترے لوگ یہک وقت کو کام کرتے ہیں اور خوب کہاتے ہیں!“

”مگر میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ مجھے کچھ دنوں کے بعد اتنی تنواہ ملنے لگی تھی کہ جو کسی بڑے سے بڑے جہاز کے کپتان کی بھی نہیں ہو سکتی!“  
بلیزینو پھر اسے چرت سے دیکھنے لگا۔

”اس طرح نہ دیکھو!“ وٹالین پھر کی سکراہت کے ساتھ بولا۔ ”کومو جبیل کی محفلیاں اتنی قیمتی نہیں ہیں۔!“

”میں نا تحریر کاری اور لائق کی بناء پر اسمگلروں کے چکر میں پڑ گیا تھا اور اسمگلر بھی کیسے خلرناک....اسکھ کے اسمگلر....؟“

پلے نو فرش پر تھوک کر اٹھ کر ہوا اور اسے گھوڑا ہوا بولا۔ ”غرق ہی ہو جاتے تو بہتر تھا۔“  
”لماں! لماں! مجھ پہنچا تھا!“ گھکھا

”لیا مجبوری تھی.....؟“

اہوں نے بھجے دسمی دی ہی کہ الہمیں نے ان کے لئے کامنہ کیا تو وہ نہ صرف مجھے بلکہ  
بھرے خاندان اداں کو بھی حان سے بازوس گے!۔

”بُجوس مت کرو... اٹلی میں قانون کی حکومت ہے!“  
”تم کیا جانلو کہ اگر دوڑھ میں، کراچی میں ہے پھطلناز کے اخلاقی قصہ کے انہما تک مجب ہے۔“

میری ضروریات کے متعلق پوچھتا رہتا تھا۔ آج صبح میری آنکھ کھلی تو لکو کے ایک دیران ساحل پر پڑا ہوا تھا اور میرے ہاتھ پر بھی آزاد تھے۔ بس پھر میں گھر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ”بس اتنی سی کہانی ہے....!“ پل منو اسے بے اعتباری سے دیکھتا ہوا بولا۔

”اور کیا....؟“

”بیت تو تم ایک اہم آدمی بن سکتے ہو۔ پولیس کو صحیح بیان دے دو..... بھلا تم کس طرح خطرے میں ہو سکتے ہو اس طرح جھے رہنا احتفاظہ بات ہو گا!“

”مجھ سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے۔!“ وہ اپنے باپ کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔  
”کوئا جانی؟ کوئا جانی؟“

”میں تمہیں کسی طرح بھی نہ سمجھا سکوں گا کہ وہ خطرہ کس قسم کا ہے مجھے ساری زندگی روپوں کا ایسا سے کافی نہ ہو گا،“

”تم سمجھانے کی کوشش تو کرو....!“ پلو نو زم لبجے میں بولا۔

پہلے کبھی تم نے نہیں بتایا!“

سوال میں نیل پیدا ہوئا۔  
”کیسی جرأت انگریز باتیں کر رہے ہو تم....!“

”یقین کرو پیا...! ملازمت حاصل کرنے سے قبل مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ میں نے ریڈ یو آفیسری کی ٹریننگ لی تھی۔ لہذا مجھے یہی کام کرنا تھا۔ انگروں اور ریشم کو کٹنا ہے۔“ میں ساتھ میں تھا تو تم قسم کے تعلیم کے کام کا انتہا فراہم کر رہا تھا۔

”ظاہر ہے...!“ پلوٹنیو سر ہلا کر بولا۔

”بہر حال....! ملازمت حاصل کرنے کے لئے جب میں جنیوادا گیا تو کسی بھی چہار راں کمپنی کو روئیدیو آپ پیر کی ضرورت نہیں تھی۔ سخت مایوسی ہوئی۔ ظاہر ہے کہ اس بھاگ دوڑ میں بہترے لوگوں سے ملا قاتمی ہوئی تھیں۔ انہی میں سے کسی ایک نے مجھ سے کہا کہ فی الحال ماہی گیری کے ایک اسٹینپر روئیدیو آپ پیر کی جگہ خالی ہے جو کوموجھیل میں باہی گیری کرتا ہے۔ اگر تم چاہو تو تمہیں اس پر فون کر کریں مل سکتی ہے۔ کیا حرج ہے فی الحال کرو اس کے بعد بہتر موقع کے

رہے ہو۔!

”پھر میں تمہیں اتنا بزدل نہیں سمجھتا کہ تم محض دھمکی سے مرعوب ہو کر جنم کا راستہ اختیار کرو گے۔!

”میں تو یہ نہیں کہتا کہ محض دھمکی کی بنابران کے لئے کام کرتا ہا پہلے ہی کہہ پکا ہوں کہ اس میں لائق کو بھی دخل تھا۔!

”مشقت پسند پلو یون کے لائچی بیٹے۔!“ وہ گلوگیر آواز میں بولا تھا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا۔ وہ اتنی سر پکڑ کر بیٹھا رہا۔

”گھنگاروں کو خدا بھی معاف کر دیتا ہے اگر انہیں مدامت ہو۔!“ تھوڑی دیر بعد وہ اتنی بولا۔ ”اگر میں ان میں دوبارہ جانا چاہتا تو کوئی نہ کوئی کہانی گھر سکتا تھا۔ میں انہیں مطمئن کر دیتا میں اے میرے ایسا پسند باپ میں ان میں واپس جانے پر مرجانے کو ترجیح دوں گا۔ میں جادہ ہوں۔!“ وہ اٹھ کر اہوا تھا۔ دوسری قدم چلا ہو گا کہ پلو یون اس کا بازو پکڑ کر بولا۔

”ٹھہرہ...! مجھے یقین ہے کہ تم حق کہہ رہے ہو۔!  
وہ اتنی دنوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپائے پھر پلت آیا۔



ان کی لائق لکھوہی کے ساحل پر لنگر انداز تھی لیکن دوسرا لائقوں سے الگ تھلگ نہیں تھی۔ اس کے آس پاس درجوں لائچیں موجود تھیں عمران اپنے اسی ریڈی میڈی میک اپ میں غص سے میریاں پہلے ہی خوف زدہ ہو گئی تھی۔ جیکس اس وقت لائق پر موجود نہیں تھا۔ میریا مسلسل بولے جا رہی تھی۔ عمران کبھی کہیں کی چھت پر نظر جمادیا اور کبھی فرش کو گھومنے لگا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ”تم لوگ میری سمجھ سے باہر ہو...! آخراً اعتراف کیوں نہیں کر لیتے کہ اسی تم ہی دونوں کی سازش سے تباہ ہوا...! حقیقتاً تم اسی ملک کے کوئی فرد دار آدمی ہو جس کے لئے اسلام کیا جانے والا تھا۔!

”بولے جاؤ...!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”ابھی مجھے یہ اطلاع بھی مل سکتی ہے کہ میا

رہا مل ہتلر ہوں۔ اپنی خود کشی کا ذرا مقدمہ استیج کرا کے روپوں ہو گیا تھا۔ اور اب ایک اوپری انگر کے

روپ میں دوبارہ نمودار ہوا ہوں۔!

”پھر تم آخر ہو کون...؟“

”وہمپ...!“

”مجھے تو یہ نام بھی بکواس ہی معلوم ہوتا ہے یونانیوں کے ایسے نام نہیں ہوتے۔!  
”یونان میں غیر یونانی بھی رہتے ہیں۔!

”تم کچھ بھی کہو...! وہ ہرگز نہیں ہو جو نظر آتے ہو تم....! الفروزے کی توار توڑ دی  
نہیں۔ اس دیو کو نرس کر دیا تھا۔“ وہ کچھ اور بھی کہنے والی تھی کہ جیسن و اپس آگیا۔

”کیا رہی....؟“ عمران نے اس سے اردو میں پوچھا۔

”اس کا گھر دیکھ آیا ہوں لیکن وہاں محفوظ نہ رہ سکے گا۔ آپ نے خواہ مخواہ اسے یہاں سے  
جانے دیا۔“

”لائق پر رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔!  
آپ نے کیسے یقین کر لیا کہ وہ دھوکہ نہ دے گا۔!

”کم از کم ان لوگوں میں تو اپس نہیں جا سکے گا اچھی طرح جانتا ہے کہ اگر ہماری نشان دہی  
کر بھی دی تو ہم ان کے ہاتھ نہ لگیں گے خود اسی کی گردن پھنس جائے گی۔!  
دل نہیں مانتا....!  
”

”مجھے یقین ہے کہ وہی کرے گا جو ہم نے کہا ہے۔!

”خیر دیکھا جائے گا ویسے اس کے گھر کے قریب میں نے ایک بے حد تدرست مرغیوں کا  
نادرم دیکھا ہے۔ شاید اس کے باپ کا ہے۔!

”کیا مطلب....!“

”آن رات کو دوچار مرغیاں پار کر لاؤں گا۔ مچھلی کھا کھا کر بُرا حال ہو رہا ہے۔!  
”میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔!“ عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ پھر میریاں سے  
اطلاعی میں کہا۔ ”اس کا داماغ چل گیا ہے۔!  
”کیوں....! کیا کہتا ہے؟“

”نہیں چاہتا کہ ہم اس کے قابو میں آنے سے پہلے پولیس کے ہمچھے چڑھ جائیں۔!“

”بات کچھ کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔!“ جیمسن سر ہلا کر بولا۔

”بُس دیکھتے رہو۔.... کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ مجھے اسلئے کی اسٹرنگ سے کوئی سردار نہیں تھا۔ اسٹریٹ کو اسی لئے تباہ کر دینے کی ایکم بنائی تھی کہ ایڈلاڈ بولکلا کراپنی گاہ سے نکل پڑے اور وہ نکل پڑے گا تم دیکھ لینا۔!“

جیمسن تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا ”مو گمبی اور اس کی بہن کا کیا ہو گا۔....؟“

”ایکس ٹو کا ایجنت انہیں اس سفارت خانے کے حوالے کر دے گا جو ناجیر یا اور الٹی کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے۔!“

”لیا یہاں ناجیر یا کاسفارت خانہ نہیں ہے۔....؟“

”نی الحال نہیں ہے۔.... لیکن دوسرے سفارت خانے کے توسط سے دونوں کے درمیان تاریقی تعلقات ہیں۔!“

”لیا ہشتر ہو گا مو گمبی کا۔....؟“

”مو گمبی ہمارا مسئلہ نہیں ہے اسے محض ایڈلاڈ کا پتہ معلوم کرنے کے لئے پکڑا تھا۔!“

”جو فوڈ اس ہو جائے گا۔!“

”اس مٹی کا بنا ہوا نہیں ہے جس سے تم بننے ہو۔!“

”لیا آپ کو یقین ہے کہ وہاں پوائنٹ نمبر بارہ کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔!“

”بے وقوف آدمی اگر اسے چھپانا ہوتا تو پوائنٹ نمبر بارہ کا نام ہی کیوں لیتا کھوپڑی استعمال کرے۔!“

”یہ بھی نہیں ہے۔!“

”میرا خیال ہے کہ پوائنٹ نمبر بارہ ٹریسٹی کے آس پاس ہی کہیں ہو گا۔!“

”میرا باتے پوچھئے۔!“

”نی الحال اسے ایڈلاڈ کے سلسلے میں چھیڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر اسے شہر ہو گیا کہ مجھے ایڈلاڈ کی علاش ہے تو بھاگ نکلنے کی سوچنے لگے گی۔!“

”ویسے اسے یقین نہیں آ رہا کہ اسٹریٹ کی تباہی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔!“ جیمسن نے کہا۔

”کسی شریف آدمی کی تند رست مرغیاں دیکھ آیا ہے ان پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔!“

”صورت سے تو ایسا نہیں معلوم ہوتا۔!“

”وہاں میں نے ایک خوب صورت لڑکی بھی دیکھی ہے معموم اور بھولی بھالی تھی۔!“ جیمسن نے کہا۔

”مر غیوں ہی کی وجہ سے بھولی بھالی لگ رہی ہو گی۔!“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”میں بستی میں ایک ٹریشوریاڈ کیکے آیا ہوں۔ وہیں کھانا کھائیں گے۔!“ جیمسن نے کہا۔ ”آپ ہوئے چاول اور مچھلی سے جی آتا گیا ہے۔!“

”گھٹا ٹھیٹ رکھتے ہو۔....!“ میر باتا بولی۔ ”کسی بولکیت یار و من میں کیوں نہ کھائیں۔!“

”ٹریشوریاکے کھانوں میں گھریلو پن ہوتا ہے یہی چیز مجھے پسند ہے۔!“ جیمسن نے کہا۔ ”مز پلاو اور جھیٹکوں کے پلاو کا تجواب ہی نہیں ہوتا۔!“

”یہ بھی کوئی کھانے کی چیزیں ہو سکیں۔!“ وہ نہ اسامنہ بنا کر بولی۔

”اپے اب تم دونوں مجھے ابال کر کھا جاؤ۔!“ عمران جھلا کر بولا۔

”تم دونوں ہی جھکی ہو۔.... میں سونے جارہی ہوں جب کہیں چلنے کا ارادہ ہو تو مجھے جا دینا۔!“ میر باتا نے کہا اور عربش سے کیجن میں چل گئی۔

”یہ مصیبت آپ نے خواہ خواہ پال رکھی ہے۔!“ جیمسن نے اردو میں کہا۔

”اپنی فلک کرو۔.... میرے چکر میں نہ پڑو۔!“

”خرا سے چھوڑیے۔....! شاید آپ کی فائرنگ سے الفروزے کے چھ آدمی مر گئے تھے جن کی لاشیں اس نے دریا نہ د کر اویں اور اسٹریٹ میں ان کی موجودگی کی کہانی گھڑی۔

”میں نے یو نہی فائر کئے تھے۔ ہو سکتا ہے کوئی رُخی ہوا ہو۔ اگر وہ مرے ہوں گے تو اپنے ہی آدمیوں کی فائرنگ سے۔ کبھی نہ ری طرح پے ہوئے تھے۔!“

”لیکن آپ پر بڑی مہربانی فرمائی ہے اس دیو نے۔....!“

”وہو کے کی ٹھی۔....! وہ اچھی طرح سمجھ چکا ہو گا کہ میں نے اسے الجھائے رکھنے کے لئے اس کا چیلنج قول کر لیا تھا۔!“

”تو پھر اس غلط بیانی کا مطلب۔....!“

”اوہ جائی...!“ عمران آنکھوں سے عینک اتارتا ہوا بولا۔ ”یہ تم ایک خطرناک بلا بھی اپنے ساتھ لگالائے ہو۔!“

”کیا مطلب....؟ میں نہیں سمجھا جتاب....!“

”ہم پہچانے جا پکے ہیں اور محض تمہاری احتمانہ ضد کی بدولت۔!“

”خدا رحم کرے مجھ پر....! آخر ہوا کیا....؟“ جیسون بوکھلا کر بولا۔

”میں نے تم سے کہا تھا کہ محض ڈاڑھی موجودوں کی صفائی پر مطمئن نہ ہو جاؤ۔ چھرے کی پاٹ میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کرالو۔!“

”میرا دعویٰ ہے کہ یہاں مجھے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ میری وگ اور نقی ڈاڑھی ایسی ہی فہری افروزے اور اس کے ساتھی مجھے ہرگز نہیں پہچان سکتے۔ یا شہری یے....! پھر وہ کوئی ایسا ہی ادمی ہو گا جس نے مجھے روم میں دیکھا ہو گا۔!“

”جی نہیں....! وہ اسی شخصیت ہے جس نے قریباً تین ماہ تک آپکو بہت قریب سے دیکھا ہے۔!“

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اب یہ الجھن جلدی سے رفع کیجھے۔!“ جیسون اپنا کان پکڑ کر بولا۔

”ایلی وے ساواں....!“

”نہیں....!“ جیسون اتنے زور سے اچھلا تھا کہ میریاں بھی جاگ پڑی تھی۔!

”ہاں لو یکساں....! جس نے جیسون ہارلے کو ہزاں ایجنت بنوانے میں مددی تھی۔!“

”تب تو بہت بُرا ہوا....!“

”میرا خیال ہے کہ جب تم اس روئی یا آپریٹر کو اس کے گھر پہنچانے لگے تھے اسی وقت سے تمہارا تعاقب ہو تارہا ہے۔ اب اس لوٹے کی بھی خیر نہیں معلوم ہوتی۔!“

”میں اس کے بھائی کو ہرگز نہیں مرنے دوں گا۔ جو قریباً اساز ہے سات سال بعد مجھے پند آئی۔“

”مگر سوال تو یہ ہے کہ لو یکساں کہاں سے ٹکپ پڑی۔ کیا وہ آدمی اس سے مدد طلب کر بیٹھا ہے۔!“

”میرا خیال ہے کہ جنمدار لے کی لاش ہی نے اس طرف متوجہ کیا ہو گا۔ پھر ہو سکتا ہے۔“

”اکنہ اس سلسلے میں اس آدمی سے بھی رابطہ قائم کیا ہو جس کی ہمیں تلاش ہے۔!“

”یہ تو بہت بُرا ہو اپور میختی....! میں شر مند ہوں۔....!“

”فکر مت کرو! دیکھا جائے گا۔!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”پہلے ایک تھا ب دو ہو گئے۔ ویسے اسے

”یقین اور شبیہ کی کش کمکش میں جلتا ہے۔ فی الحال اسے اسی ذہنی کیفیت سے دوچار رہنے دو۔!“

”اس کے باوجود بھی مجھ سے اُبليے ہوئے چاول نہیں کھائے جاتے۔ گوشت کے لئے ذیجہ ہونا ضروری ہے مرغی آپ چرانے نہیں دیتے۔ پھر کیا کروں....؟“

”چوری کی مرغی ذائقہ تو ہو جائے گی لیکن حلال نہیں ہو گی۔!“

”میں پرانا حرام خور ہوں....!“

”میرے ساتھ رہ کر حرام خوری نہیں چلے گی۔!“

”وہ شامد و تالینی کی بہن تھی۔ خالص اطاallovi کلاسیک چہرہ۔!“

”میں تمہیں نقشین بنادوں گا۔ اگر رومانیت کا چکر چلایا۔ ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں۔!“

”اور میریاں کے ساتھ کئے جا رہے ہیں۔!“

”بکواس مت کرو.... وہ بہت کار آمد ہے۔ میں نے اُسے تلاش نہیں کیا۔ محض اتفاقی دریافت ہے۔!“

”مجھے تو بالکل اُس سمجھتی ہے۔!“

”اور مجھے الکا والد سمجھتی ہے۔ چونچ بند کرو اپنی اور مجھے سوچنے دو....!“

جیسون نے لاپرواہی سے شانوں کو جتنیں دی اور خود بھی کیبین میں چلا گیا عمران عرضے ہیں۔ کھڑا رہا۔ اس کی آنکھوں سے گہرے تھکر کا اظہار ہو رہا تھا اور نظریں یو نہیں اور ہر اور چکراتی پا رہی تھیں کہ وہ دفعٹا چوک پڑا۔ اس کی توجہ کا مرکز قریب ہی سے گزرنے والی ایک چھوٹی آباد بانی کشی تھی۔ کچھ دور جا کر کشی پھر اسی جانب مڑی اور آہستہ اس کی لانچ کی طرز بڑھتی رہی۔ اس دوران میں عمران نے جیب سے تاریک شیشوں کی عینک نکال کر آنکھوں

چڑھائی تھی۔ لیکن وہاں سے ہٹا نہیں تھا۔ کشی پھر اتنے قریب سے گزرتی رہی تھی کہ اسے اندر پہنچے ہوئے دو افراد کی شکلیں تک واضح طور پر دکھائی دی تھیں۔

عمران کی لانچ کے برابر ہی دولا نہیں اور بھی تھیں اور ان کے بعد تھوڑی سی جگہ خالی فر جہاں وہ باد بانی کشی روک دی گئی عمران نے طویل سانس لی اور کیبین کی طرف مڑ گیا۔ میریاں اس سو گئی تھی اور جیسون ایک آنکھ پیچے اور دوسرے کسی قدر کھولے ہوئے اپنے مخصوص انداز پکھ سوچے جا رہا تھا۔

”آدھے گھنٹے سے زیادہ صرف ہو تو گولی مار دینا!“  
 ”اچھا.... اچھا.... پکاؤ.... میں بھی دیکھوں گی!“  
 ”مارے گئے....!“ عمران جیسکی طرف دیکھ کر اردو میں کہا۔ ”چاول تو موجود ہیں لیکن  
 بیوگ کی دال کہاں سے لائیں!“  
 ”میں بتاؤں....!“

”جلدی بولو برخوردار....! اور نہ ہم نے خشکی پر قدم رکھا اور مارے گئے!“  
 ”میرے پاس خشک جھیگکے اور مقدار میں موجود ہیں انہیں کی چھپڑی پکائے لیتے ہیں۔ دیکھے  
 لی تو ہم اتنا ہی کہے گی یہ کوئی نئی نیز نہیں۔ اٹلی میں رلیسی اے اسکے پیشی کہلاتی ہے۔!  
 ”پلوٹھیک ہے.... شباباش.... چلو جلاڈ آئیل اسٹو....!“  
 ”اب یہ بھی میں ہی کروں....!“  
 ”تمہیں تو اب عورت کے میک اپ ہی میں رہنا پڑے گا حماقت ہی ایسی کر بیٹھے ہو۔!  
 ”خدا یکھ رہا ہے....!“ جیسکی شہنشہ دی سانس لے کر اٹھتا ہوا بولا۔



تابا، ہو جانے والے ماہی گیری کے اسٹریٹ کا عملہ کپتان سمیت ٹریمیز و میں مقام تھا اور وہ سب  
 اپنے ساتوں ساتھیوں کا سوگ منار ہے تھے۔ بھری فوج کے ماہرین ٹریمیٹی کے اس مقام پر جہاں  
 یہ قوم ہوا تھا جہاں میں کرنے ہے تھے اس چجان میں کے سلسلے میں وہ الفروزے سے پہلے ہی پوچھ  
 ہو کر چکے تھے اور الفروزے کو شہبہ تھا کہ اس کی نگرانی کی جارہی ہے۔ دراصل دھماکوں کی نوعیت  
 نہ کام کو چوکنا کر دیا تھا۔ ٹریمیٹی اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں کوئی جانی نقصان تو نہیں  
 ہوا لیکن کمی کمزور عمارتیں منہدم ہو گئی تھیں اور مضبوط عمارتوں کی دیواروں میں درازیں پڑ گئی  
 تھیں۔ سیکندریوں کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے تھے۔  
 ”کہاں حال الفروزے دشواریوں میں پڑ گیا تھا اور محض اعیاٹ کی خاطر اس نے ابھی ایڈلاوے سے  
 اپنے ابتدی قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اور خود اس نے بھی اس کی کوئی خبر نہیں لی تھی۔ ایسا

اچھی طرح ذہن میں رکھ لولو کیسا کسی قسم کی رعایت نہیں کرے گی۔ پہلے وہ پتہ لگانے کی کوشش  
 کریں گے کہ ہماری تعداد کیا ہے۔ پھر ایک ایک کر کے ٹھکانے لگانے کی کوشش کرے گی!“  
 ”میں نے کتنی بار تم سے کہا ہے کہ میری موجودگی میں اطاولی میں گفتگو کیا کرو!“  
 دفعتاً میریانا بولی اور عمران جیسکی طرف دیکھ کر اردو میں کہنے لگا۔ ”اگر تم کسی ٹریمیٹی میں کھلا  
 چاہتے ہو تو اوسو یو کو کھانا لیکن تم گوشت کیسے کھا سکو گے۔ اچھا تو پھر میں تباہی کوڈے ڈی ریمپ  
 لے لینا!“  
 ”میں دیکھ رہی ہوں کہ تم لوگ گوشت کے معاملے میں بہت محظوظ ہو... کیا یہودی ہو تو تم لوگ؟“  
 ”خالص رومن کیتوں لکھیں ہیں....!“ ”عمران بولا۔“ کیا تمہیں یاد نہیں کہ عیسیٰ مسیح نے اپے  
 حواریوں کو گوشت اور شراب کے استعمال سے روکا تھا!“  
 ”وہ حیرت سے آنکھیں چھاڑے انہیں دیکھتی رہی پھر بولی ”تب تو تمہارا درجہ دلیوں سے بھی  
 بلند ہونا چاہئے کیونکہ شراب اور گوشت تو پادری بھی نہیں چھوڑتے!“  
 ”اُن کے اعمال اُن کے ساتھ.... ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہم اس کے قائل نہیں کر  
 صرف عیسیٰ کی پرستش ہی ہمیں عذاب قربیا جنم سے بچا لے گی!“  
 ”کہیں تم لوگ برادر است آسمان سے تو نہیں بچے ہو۔!“  
 ”میں نے ذاتی طور پر تو یہی کوشش کی تھی کہ برادر است آسمان سے بچوں لیکن میری  
 رائے سے اتفاق نہیں کیا گیا!“

”اچھا تو اب کھانے کی سوچوں.... مجھے بھوک لگ رہی ہے!“  
 ”میں نے سوچا ہے کہ اس وقت ہم کہیں نہ جائیں!“  
 ”تو پھر....؟“  
 ”آج میں تمہیں اپنے قبیلے کے کھانے کھلاؤں گا۔ یونان میں رہتا ہوں لیکن میرا باپ ٹھیٹا  
 نہ رہ تھا اور مال یونانی.... میرے باپ نے مجھے بڑے لذیذ کھانے تیار کرنے کی ٹریننگ دی ہے۔  
 ایک چیز ہوتی ہے موگ کی دال سلیمانی.... اس وقت میں تمہیں اس کی وہ چیز کھلاؤں گا جسے قابل  
 زبان میں چھپڑی کہتے ہیں جو چنی کے ساتھ کھائی جاتی ہے!“

”کتنی دیر میں تیار ہو گی وہ چیز....؟“

پورے مجھے کو اس طرح دکھاتا پھر تاجیسے کسی مردہ چوہے کی دم چکنی میں دبار کھی ہوا۔ ”یہاں تک ان نے مفحومانہ انداز میں کہا تھا پھر یہ بیک پھر کر بولا۔ ”لیکن کسی کم جنت نے گولی چلا کر سب کوچہ جاہ کر دیا۔ کاش مجھے علم ہو سکتا کہ میرے کس ماتحت کی یہ حرکت تھی..... کاش.... کاش!“ نائب کپتان دم بخود کھڑا رہا۔ الفروزے پل پھر کو رک کر پھر دھڑا۔ ”مجھے یقین ہے کہ وہ پھرے اپنے ہی کے ہاتھوں مارے گئے!“

”مم... مگر..!“ نائب کپتان ہکلایا۔ ”اگر وہ کسی کا آہل کار تھا تو فائز بھی اُسی نے کرایا ہو گا!“ ”مقصد بتاؤ...! وہ ایسا کیوں کرنے لگا اسے اس تفریجی مشتعلے کو اور زیادہ طول دینا چاہئے تھا تاکہ اسی پر اطمینان سے تباہی کے سامان چھپا سکتا!“

”یہ بھی ٹھیک ہے لیکن آخر.... وہ خود کھال غائب ہو گیا۔ مرا ہوتا تو اس کی لاش بھی ملی ہوتی!“

”جہنم میں جائے ہمیں تو اصل آدمی کا پتہ لگانا ہے!“ الفروزے بولا۔ ”اس آدمی کا پتہ لگانا ہے جو میری ماں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اس کی لامی اسیمر کے آس پاس ہی رہی ہو گی۔ تم بھی تو ٹھیک اسی وقت وہاں پہنچ گیا جب میری ماں نے پانی میں چلانگ لگائی تھی!“

”یہ بات بھی ٹھیک ہی معلوم ہوتی ہے جناب....!“ ”میں سوچے سمجھ بغیر کوئی بات زبان سے نہیں لکاتا۔ تمہیں یاد ہو گا جب میں لوگ گیتوں کے سے انداز میں لطیفہ سارا تھا تو اس سے ملاقات ہوئی تھی۔“ ”مجھے یاد ہے جناب....!“

”بس ہمارے اصل دشمن نے جو اس وقت بھی ہماری گھات میں تھا اس موقعے سے فائدہ اٹھا لیا۔ تم کیا سمجھتے ہو....؟ اگر وہ میرے لئے بالکل ابھی ہوتا تو میں اس پر شبہ کے بغیر اس سے الجھ جاند۔ شمشیر زنی کے مقابلے میں وہ میرے لئے ابھی نہیں تھا!“

”آپ کی ذہانت کو کون پہنچ سکتا ہے جناب....!“ ”اور اب اس اصل دشمن کاغون پہنچ مجھے نہیں آئے گی!“ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ ایک ماتحت نے کسی عورت کی آمد کی اطلاع دی۔ ”ہاں.... ہاں.... سمجھی چلے آرہے ہیں۔!“ الفروزے غریا۔ ”وہ بھی ہوم ڈسپارٹمنٹ سے تھا اور جانتے ہو....! آخر کار کیا ہوتا!“

معلوم ہوتا تھا مجھے ایڈ لا کو اس واقعے سے کوئی سر و کار ہی نہ ہو۔ اس کے عملے کے بقیہ گیراہ افری بھی اسی کے ساتھ ہی مقیم تھے اور انہوں نے پولیس کو وہی کچھ بتایا جو الفروزے پہلے ہی ان کے ذہنوں میں اتنا پہنچا تھا۔ اخبارات میں شائع ہونے والا مواد اس سے مختلف نہیں تھا۔ عملے کے گیارہ افراد کو علم تھا کہ اسیمر پر ریڈ یو آپریٹر کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا اور وہ الفروزے سے سیئر ٹرینی پارک میں موجود تھے اور انہوں نے اپنے ان چھ ساتھیوں کی لاشوں کو اپنے ہی ہاتھوں ٹھکانے لگایا تھا۔ جواندھا دھند فائرنگ میں ہلاک ہوئے تھے۔ لہذا وہ سب بھی مجرم تھے اور اب اسی میں ان کی بھلاکی تھی کہ وہ الفروزے کی مرضی کے مطابق ہی بیان دیں اور اسی پر اس رہیں۔ انہوں نے الفروزے کو کبھی اتنا تفتکر نہیں دیکھا تھا جتنا وہ ان دونوں نظر آتا رہا تھا۔

اس وقت بھی وہ کسی بیمار درد میں کی طرح غرارہاتھا جو خشکار کرنے کی قوت کھو بیجا ہو۔ نائب کپتان اس کے سامنے کھڑا پر تشویش نظریوں سے دیکھے جا رہا تھا۔ ”تم...!“ دفعٹا الفروزے انگلی اٹھا کر بولا۔ ”میا اسے کسی ایک آدمی کی کار گزاری کو رہے ہو۔!“

”میری تو عقل ہی خطب ہو گئی ہے جناب....!“ ”وہ بے وقوف لوٹا مخفی آہل کار تھا۔ اسی لئے اس سے یہ حماقت سرزد ہوئی تھی کہ میرا چیلنج قبول کر لیا اور میں تفریجا۔... لوگوں کا جی خوش کرنے کے لئے اس سے الجھ گیا تھا۔ ہر گز علم نہ ہو گا کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ کسی نے معقول معاوضہ پر اسے اکو بنایا تھا!“ ”لیکن جناب وہ اتو تو نہیں ثابت ہوا تھا۔!“ نائب کپتان بولا۔ اس پر الفروزے نے قہقہہ لگا اور بولا۔ ”کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری تلوار اس نے توڑی تھی۔!“

”پھر کیا ہوا تھا....؟“ نائب کپتان نے حیرت سے پوچھا۔ ”یو تو قوف آدمی! میں نے خود ایسی تدبیر کی تھی کہ تکوار ٹوٹ جائے۔ میں شاندار اداکار کر رہا تھا اس وقت اور دل ہی دل میں نہیں رہا تھا کہ ابھی یہ شور مچانے والا جمع بالکل غامبو ہو جائے گا اور جانتے ہو....! آخر کار کیا ہوتا!“

نائب کپتان نے سر کو منی جنسی دی اور اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔ ”پھر ہوتا یہ کہ میں ایک ہاتھ سے اس کی گردان پکڑ کر اسے زمین سے تین فٹ اور اٹھا۔

تعلق رکھتی ہوگی۔ بسچ دو...!“ اور نائب کپتان سے بولا۔ ”اب تم جائے ہو!“  
وہ چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد اس کرے میں گویا چاند طلوع ہو گیا۔ الفروزے جلدی سے کمرا  
ہو گیا تھا۔ ایسی دلکش عورت، بہت دنوں کے بعد نظر سے گزری تھی۔ اسے اپنی جوانی کے لیام یا  
آگئے لیکن خود خال سے یہ عورت اطالوی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ وہ پرو قار انداز میں چلتی ہوئی  
اس کے قریب پہنچی تھی۔

”شاید میں کپتان الفروزے سے ہم کلام ہوں۔!“

”میں لوئیسا ہوں...!“ وہ اس سے مصافح کرتی ہوئی بولی۔

”براؤ کرم تشریف رکھنے سی نورا۔... شاید میں کسی فرانسیسی خاتون سے شرف ہم کلام  
حاصل کر رہا ہوں۔!“

”تمہارا بھی خیال درست ہے۔!“ وہ دلاؤ زینداز میں مسکراتی ہوئی بیٹھ گئی۔

”کیا خدمت کر سکتا ہوں...؟“

”میں صرف اس بے وقوف طالب علم کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں جس  
سے تمہارا مقابلہ ہوا تھا۔!“

”ارے.... وہ تو.... بس یونہی.... ہمارے کسی کار و باری حریف کا آہلہ کار تھا۔!“

”اس کے باوجود بھی میں صرف اسی کے بارے میں تفصیل سے جانا چاہتی ہوں۔!“

”گستاخی معاف...! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی نظر میں اس کی اتنی اہمیت کیوں ہے؟“

”پلیز الفروزے.... تم صرف میرے سوالات کے جوابات دو....!“

”کیا میں اس پر قانونی طور پر مجبور ہوں....؟“

”ہو سکتا ہے....!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

”ہوم ڈسپارٹمنٹ....؟“

”لوئیسا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے سر کو اٹھاتی جبکش دی۔

”لیکن آپ ہی کے مکھے کے کسی آدمی نے بھی ابھی تک اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔!“

”میں ایسے ہی کسی شبے سے تعلق رکھتی ہوں جو صرف ناپ سکرٹ موضوعات سے کام  
رکھتا ہے۔!“

الفروزے کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر وہ مسکراتی اور بولی۔ ”ماہی گیری کی وہ کمپنی فراہ  
ہے جس کے تم ملازم ہو...! یہ بات بھی میرے مکھے کے کسی آدمی نے تمہارے گوش گزارنے کی  
ہوگی۔!“

”یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں خاتون...!...!“

”میں غلط نہیں کہہ رہی ..... تم اچھی طرح جانتے ہو۔!“

”آپ کی باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔!“ الفروزے نے ناخوش گوار بیجھ میں کہا۔

”تم میں لا تواہی خیر انداز نہیں تھی ادارے سے تعلق رکھتے ہو...! فنگ کمپنی اور ماہی گیری  
مض کھاوا تھی۔ اسٹری اسلخ اور دوسرا ملکوں سے چڑائے پلوٹنیم کی اسکنگ کے کام میں لا یا  
جاتا تھا۔!“

الفروزے خنک ہو توڑ پر زبان پھیرتا رہا۔

لوئیسا نے اپاٹی میں بیک کھول کر ایک تصویر نکالی اور اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ ”کیا  
ہی تھا...؟“

تصویر کیلئے کاف الفروزے اچھل پڑا۔ ”بب..... بالکل یہی تھا...! سی نورا۔!“

”شکریہ...!“ وہ اس سے تصویر لے کر بیک میں ڈالتی ہوئی بولی۔ ”چند سوال اور ہیں؟“

”ضرور پوچھئے...!“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”تھا تھا...?“

”نہیں....! ایک آدمی اور بھی تھا اس کے ساتھ...!“

”اس کا حلیہ....?“

”دبل اپلا بس اس.... لیکن آنکھوں سے خاصی تواتائی ظاہر ہوتی تھی۔ بالوں اور ڈاڑھی سے  
کوئی پھی معلوم ہوتا تھا۔!“

”اس کے علاوہ اور کوئی۔!“

”تھی نہیں....! بس یہی دو تھے۔ لیکن ٹھہریے....! ایک دن میرے ایک ماتحت نے ان  
کے ساتھ ایک لڑکی بھی دیکھی تھی۔!“

”کوئی مقامی لڑکی....?“

”غالباً مقامی ہی تھی.... میر امطلب ہے اطاولی....!“

”اس کا حلیہ....؟“

”اس کا حلیہ تو وہ ماتحت ہی بتا سکتا۔ لیکن بتانے کیلئے اب وہ اس دنیا میں واپس نہیں آسکتا!“

”خیر.... خیر.... تمہارے بارے میں میں نے جو کچھ سننا تھا اسے بھول جاؤ!“ میرا شعبہ

صرف اپنے کام سے کام رکھتا ہے.... دوسرے شبے کو یہ نہیں بتائے گا کہ اسٹریٹ ہوتے ہی

فوری طور پر کیوں غرق ہو گیا!“

”آپ کیا پینا پسند فرمائیں گی مادام....!“ اس بار اطاولی کی بجائے فرانسیسی میں بولا تھا۔

”کچھ بھی نہیں....! اب مجھے چلتا چاہئے!“ وہ اٹھ گئی اور الفروزے پر تشویش انداز میں

اسے جاتے دیکھا رہے۔



رات تاریک اور خاصی خنک تھی۔ اتنی شہنشک بہر حال تھی کہ لانچ کے عرش پر پڑا ہوا آدمی ٹھہر کر رہا جاتا۔ لیکن وہ عمران تھا جو پانی میں ”مراقبہ آبی“ کر سکتا اور جھلسادینے والی دھوپ میں ”مراقبہ آبی“ کے ذریعے زندہ رہ سکتا تھا۔ جیمسن اور میریانا کیمین میں تھے۔ عمران تاریک عرش پر اونڈھا پڑا اسی سمت انہیں میں آنکھیں پھاڑے جادہ تھا جہاں باد بانی بُشتی لئکر انداز ہوئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ فرانسیسی سیکرٹ سروس کی ایک اعلیٰ عہدہ دار عورت ایڈلی دے ساواں عرف لو یہسا اسی باد بانی بُشتی میں موجود ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اسی ڈوک پر اس کی کوئی نیز رفتار لانچ بھی موجود ہو۔ ظاہر تھا کہ وہ اگر ان کی مگر انی ہی کر رہی تھی تو محض باد بانی بُشتی اس کے کس کام آسکتی تھی۔ وہ تو عمران کی لانچ کا تعاقب بھی نہ کر سکتی۔ اس دریافت کے بعد سے عمران نے جیمسن کو کیمین سے نہیں نکلنے دیا تھا۔

تحوڑی دیر بعد اس نے اپنے قریب ہی آہٹ سنی اور پوری طرح ہوشیار ہو گیا۔ تو کیا؟ اس کا اندازہ غلط لکھا تھا کہ وہ ڈوک پر چھیڑ چھاڑ کرنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔ ریو اور بُلی ہو لشتر سے نکل آیا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس نے میریانا کی آواز سنی اور شہنشی سانس لے کر رہا گیا۔

”تم کہاں ہو....؟“

”اوہ رہی چلی آؤ....!“ وہ آہٹ سے بولا۔

”یہاں کیا کر رہے ہو....؟“

”اوہ نہ صاہرا ہوا سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ تم اپنام عایان کرو!“

”تم مجھ سے بھاگتے کیوں ہو....؟“

”نہیں تو.... وہم ہے تمہارا!“

”پھر یہاں اتنی شہنشک میں کیوں پڑے ہوئے ہو!“

”شہنشک کے علاوہ میری زندگی میں اور کچھ بھی نہیں ہے!“

”اب نہیں رہے گی۔ میں جو آگئی ہوں۔“

”بات میری سمجھیں نہیں آئی۔“

”میرا بھی تک کوئی عورت تمہاری زندگی میں نہیں آئی؟“

”اکر تو دیکھے....!“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لتنے غصب تاک کیوں ہو رہے ہو!“

”تم نے بات ہی ایسی کہی ہے۔ ارے اپنی زندگی میں خود ہی پوری طرح نہیں ساکھا ہوں۔“

کسی لاکی کے لئے کہاں سے جگہ پیدا کر دوں گا۔ بعض اوقات بے وقوفی کی باتیں کرنے لگتی ہوں!“

”میں محسوس کر رہی ہوں کہ مجھے تم سے اُنس ہو گیا ہے!“

”ضرور ہو گیا ہو گا.... لپاکا کر کھلا جاؤ ہوں!“

میریانا کو بھی آگئی اور اس نے کہا۔ ”واقعی بہت پیارے ہو تم سے محبت کرنے کو تھی چاہتا ہے!“

”تو آؤ کرو محبت....!“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ ”یہاں بیٹھ جاؤ

سے سامنے!“

وہ ہنسنی ہوئی بیٹھ گئی تھی۔ عمران تھوڑا سا اس کی طرف جھکا اور اس کے سر کو دونوں ہاتھوں

سے قمام کراچے سر پر دے مارا۔

”خداغارت کرے!“ وہ ترپ کر کر ایسی۔

”اُترے ارے کوئے کیوں دے رہی ہو!“

سائنس سے ایک لائق نے ڈوک چھوڑا تھا جہاں اس نے بادبانی کشی دیکھی تھی۔ لائق کا رخ شامل مغرب کی طرف تھا۔ اس کا یوں آنکھوں سے او جمل ہوا تھا کہ کشی کا بادبان بھی دکھائی دیا۔ بوآئستہ آہستہ اسی سمت ہی جا رہی تھی جدھر لائق گئی تھی۔ دفتہ ایک نئے شہنے نے عمران کے زین میں سرا بھار اور وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ گیا۔ تاریک کی بنیں میں پہنچ کر اس نے ان دونوں کو آوازیں دی تھیں۔

”کیا ہے....؟“ میریا ناکی جھنجھلائی ہوئی سی آواز سنائی دی اور پھر جمسم بھی نند اسی آواز میں ہکلانے لگا تھا۔

”بلدی اٹھو.... ضروری سامان اور کرنی سنبھالو....!“ عمران بولا۔

”لیا طوفان آ رہا ہے....؟“ جمسم نے پوچھا۔

”یہی سمجھ لو.... اگر صبح تک خیریت رعنی تو پھر لائق پر واپس آ جائیں گے۔!“  
”گمراہ وقت جائیں گے کہاں....؟“

”تم اس کی فکر نہ کرو جو کہہ رہا ہوں کرو....!“ اس ہار عمران نے کسی قدر سخت لمحے میں کہا۔  
”اچھا.... اچھا.... شور مت چاؤ....!“ میریا نابوئی۔

دوسروں کے اندر ہی اندر وہ اپنے اپنے سوت کیس اٹھائے ہوئے لائق سے ڈوک پر اتر آئے تھے پورا ڈوک سنان اور تاریک پڑا تھا۔ ڈوک سے وہ سڑک پر آگئے۔  
”وٹائی کامکان کس طرف ہے....؟“ عمران نے پوچھا۔

”یہاں سے دوڑھائی میل کے فاصلے پر ہو گا۔!“

”مکن و قوع بتاؤ۔!“

”اتی گا جمی اردو میں نہیں بتا سکوں گا بس یہ سمجھ لجھے کہ بہت خوب صورت جگہ پر واقع ہے۔ دوسروں مکانوں سے بہت الگ تھلگ اور مکان کے پچھلے حصے کے قریب ہی سے دور تک ٹھوٹ اور انگور کے باغات پھیلے چلے گئے ہیں۔!“

”جمگہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔!“

”مگک.... کیا مطلب....؟“

”ڈھپ چاپ چلتے رہو....!“

”یہ کیا بے ہودگی تھی۔!“ میریا ناکو غصہ آگیا۔

”محبت....! کیا تمہارے بیہاں محبت کرنے کا کوئی اور طریقہ رائج ہے۔!“

”بکواس مت کرو....!“

”سنولڑکی....! میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ بربروں کے ڈھپ قبیلے سے میرا اعلیٰ ہے اور میرے قبیلے میں اسی طرح محبت کی جاتی ہے۔ طالب مطلوب بیٹھے سر لایا کرتے ہیں اور جس دن اتنی شدید محبت ہوتی ہے کہ دونوں کے سر پھٹ جائیں اسی دن ان کی شادی ہو جاتی ہے۔!  
”مگک.... کیا تم کچھ کہہ رہے ہو....؟“

”جس سے دل چاہے پوچھ لو.... مناسب یہ ہو گا کہ ایفریکا لوگی کے کسی پروفیسر سے پوچھو۔ وہ تمہیں ڈھپ قبیلے کی ساری رسوم سے آگاہ کر دے گا۔!“

”مگر تم تواب آدمی بن جاؤ.... یورپ میں رہتے ہو۔!“

”تم محبت میں کیا کرتی ہو۔!“

”ہم پیار کرتے ہیں۔!“

”پیار تو ہم صرف پھوں کو کرتے ہیں۔ اگر کسی بالغ یا بالغ کو پیار کر بیٹھیں تو چالیس دن پہنچے پرانے جو توں سے مرمت ہوتی ہے۔ میری ماں بتاتی ہے کہ ایک بار اس نے غلطی سے میرے باپ کا منہ چوم لیا تھا۔ یقین کرو کہ پورے چالیس دن تک بے چاری کی پٹائی ہوئی تھی۔!“

”کس نے پیٹا تھا....؟“

”میرے باپ نے اور کس نے۔!“

”یوتان میں....؟“

”نہیں....! مرکش میں جا کر پیٹا تھا۔ یوتان میں تو اس بے چارے ڈھپ کو پھانسی ہو جاتی۔!“

”مجھے نیند آ رہی ہے.... میں جا رہی ہوں۔!“

”ایک بار تو اور محبت کر جاؤ۔!“

”یہ اٹلی ہے.... اور مرکش یہاں سے دور ہے۔ شب بخیر....!“ وہ زہر میلے لمحے میں کہتی ہوئی چلی گئی۔

ٹھیک اسی وقت عمران نے کسی لائق کے انہن کے اشارت ہونے کی آواز سنی تھی۔ پھر اسی

ایک آنکھ بند ہو جاتی تھی اور دیا سلامی والا ہاتھ کاپنے لگتا تھا اور اس کی لو مشکل ہی سے نشانے پر پہنچتی تھی!

تمن کش لینے کے بعد بولا۔ ”مجھے حیرت ہے۔“

”کس بات پر....؟“

”ون بھر آپ مطمئن رہے اور اس وقت بھاگ کھڑے ہوئے۔“

”جب تک بادبانی کشی دہاں موجود رہی میں مطمئن رہا اور جب وہ چل گئی تو مجھے بھاگنا پڑا۔“

”میں نہیں سمجھا جتاب۔“

”صرف بادبانی کشی ہی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ایک بڑی لامبی بھی تھی۔ پہلے لامبے نے ساحل چھوڑا پھر اس کے بعد بادبانی کشی بھی اسی سمت چل گئی جو در لامبی تھی۔“

”میں اب بھی نہیں سمجھا۔ مطلب یہ کہ پھر آخر ہم کیوں بھاگ کھڑے ہوئے۔“

”جیسے بتاؤں گا اس وقت بورہ کرو!“

”ارے تم دونوں پھر برابر ہو گئے!“ میریانا غصیلے لمحے میں بولی۔ ”اطالوی میں گفتگو کرو۔“

”اچھا.... اچھا.... پیدائشی عادتوں سے پچھا چڑھانا مشکل ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے صرف اطاالوی گیت پسند ہیں۔“ جیسن بول پڑا۔ ”بولی جانے والی زبان تو ایسی ہے جیسے پھر توڑے جارہے ہوں۔“

”اور تم دونوں جب اپنی زبان میں گفتگو کرتے ہو تو ایسا لگتا ہے جیسے بلیاں رو رہی ہوں۔“

”میں اپنی زبان میں کوئی گیت سناوں.....؟“ جیسن نے لہک کر پوچھا۔

”ضرور.... ضرور....!“ لمحے میں طفر تھا۔

جیسن کان پر ہاتھ رکھ کر دھیرے دھیرے ریکھنے لگا۔

”چل چلے دنیادی اس بکڑے جنتی سالانہ سالے دا باپ ہوئے۔“

”چپ رہو....! ورنہ گلا گھونٹ دوں گا۔“ عمران غرایا۔

”اب گانے بھی نہ دیجئے گا۔“

”اگر اسے متاثر ہی کرنا چاہتے ہو تو ہیر وارث شاہ نتا۔ مجھے بھی پسند ہے۔“

”تموڑی اسی یاد ہے۔“

”میاں لئے جاہے ہو ہمیں ....!“ میریانا کچھ دور چل کر بولی۔

”دوڑھائی میل پیدل چلنے پڑے گا۔“

”میساو جھی بیٹھے بھائے ....!“ میریانا نے کہا۔

”یہیں محبت شروع کر دوں گا۔ اگر خاموشی سے نہ چلتی رہیں۔!“ عمران بولا اور جیسن پڑھنے کی رک گیا۔

”ہمیں .... یور مجھی .... یہ کیاں رہا ہوں۔!“ وہ اردو میں بولا۔

”چلتے رہو.... ادخل اندازی نہ کرو!“ عمران نے ناخوش گوار لمحے میں کہا اور میریانا سے بولا۔ ”ہمیشہ بے موقع بوتا ہے۔“

”کیا کہہ رہا تھا....؟“ میریانا نے پوچھا۔

”کہہ رہا تھا کہ جب تک میں بھی اپنے لئے کوئی جلاش نہ کروں تمہیں محبت کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔“

”اس جھینگے کو کون ملے گی۔!“

”دیکھو محترمہ میری توہین نہ کرو....!“ جیسن بولا۔

”میں نے تمہارے سن کی تعریف کی ہے۔!“ میریانا نے جلے کئے لمحے میں کہا۔ ”میرے

قیلے میں بہت خوب صورت مرد جھینگا کھلاتا ہے۔“

جیسن کچھ نہ بولا۔ اب وہ خاموشی سے راستہ طے کر رہے تھے جیسن آگے چل رہا تھا۔ میریانا دونوں کے درمیان تھی۔ آگے چل کر راستہ دشوار گزار ثابت ہوا تھا۔ بھی نشیب اور بکھی فراز.... شاید چار فرلانگ طے کرنے کے بعد میریانا کرائی تھی۔ ”اب تو نہیں چلا جاتا۔“

”کچھ دیر بیٹھ جاؤ۔!“ عمران بولا۔ ”وہ محمد در وشنی والی نارچ کی روشنی میں راستہ طے کر رہے تھے۔ ایک مناسب سی جگہ جلاش کر کے وہ بیٹھ گئے اور جیسن بولا۔ ”پہاڑی راستوں کے ذھان میں کامطلب ہے میدانی وس میں۔!“

”جی ہاں....! میں جانتا ہوں۔!“

میریانا کچھ نہ بولی۔ ایک بڑے پتھر سے نیک لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جیسن سکریٹ سلاگنے کی کوشش کرنے لگا۔ ”کوشش“ اس لئے کہ سکریٹ سلاگنے وقت اس کی

”کچھ بھی سکی۔!“

جمس نے سنجیدگی سے ہیر و ارش شاہ شروع کی تھی۔ ابھی ماحول کا سانان افشاوں میں رپی بی خوشبو میں تاروں کی چھاؤں اور ہیر و ارش شاہ کی لہک۔۔۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے آسان سے نعمتوں کی بارش ہو رہی ہو۔ عجیب سی پاکیزگی کا حساس ہوتا تھا۔

جمس خاموش ہوا تو ایسا لگا جیسے زمین کی گردش تھم گئی ہو۔ میری اندا姆 بخود تھی۔ تھوڑی دیر بعد سنجیدگی سے بولی۔ ”مفہوم میری سمجھ میں نہیں آیا۔ لیکن تمہاری آواز بہت اچھی ہے۔ لے میں اجنیبت بھی تھی لیکن میں نہ جانے کیا محسوس کر رہی ہوں۔!“

”میں تو سوچ رہا ہوں۔۔۔ کیوں نہ نہیں کہیں کوئی مناسب ہی جگہ خلاش کر کے پڑ رہیں۔ صبح کو دیکھا جائے گا۔!“ عمران بولا۔

”لیکن بھٹک کھا جا سکتے ہے۔!“ میری اتنا کہا۔

”ہائے۔۔۔!“ عمران کراہ۔ ”کیا تم نے ابھی تک نہیں دیکھا کہ میری پشت پر تمن موٹے موٹے کمل بھی بندھے ہوئے ہیں۔!“

”زندہ باد۔۔۔!“ جس نے اردو میں نعروہ لگانے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے اس کا منہ دبایا۔

”زیادہ اونچی آواز میں نہیں۔۔۔! ہم کھلی جگہ اور اونچائی پر ہیں۔!“ اس نے کہا تھا۔ ”ٹھوڑا میری پیٹھ پر بندھے ہوئے کمل کھول لو۔!“

اس کے بعد انہوں نے ایک ایسی جگہ خلاش کر لی تھی کہ ان کے سروں پر کھلا ہوا آسمان نہیں تھا۔ ایک چٹان ان پر سایہ کئے ہوئے تھی۔ پھر وہ کمبوں میں لپٹ کر اس طرح سوئے تھے جیسے بیہوٹی طاری ہو گئی ہو۔ صبح سے پہلے نہیں جا گئے تھے۔ لیکن عمران کہاں تھا۔۔۔؟ دوسری بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔ اس کا کمل بھی موجود تھا سوٹ کیس بھی قریب ہی پڑا نظر آیا۔ آخر جس نے طویل سانس لے کر بولا۔ ”ایسا دوست آج تک نظرے نہیں گزرا۔!“

”کیا مطلب۔۔۔؟“ میری انا سر دل بھی میں پوچھا۔

”ہمارے پیٹ بھرنے کی فکر میں اندھیرے منہ ہی اٹھ کر کسی طرف چل دیا ہو گا۔!“

”کہیں بالکل ہی نہ چل دیا ہو۔!“

”مجھے بے حد خوشی ہو گی۔!“

”میں نہیں سمجھ کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔!“ وہ اُسے گھوڑتی ہوئی بولی۔

”ہم دونوں تمہارہ جائیں گے۔۔۔ اچھا میں تمہیں کیسا لگتا ہوں۔!“

”ہنس پڑی اور اس کے سر پا کا جائزہ لیتی ہوئی بولی۔ ”اگر اچھے بھی لگے تو کتنے دن زندہ رہے گے۔ میرے قبیلے کے رسم و رواج سے تم واقع نہیں ہو۔!“

”کیسے رسم و رواج۔۔۔؟“

”پہلے یہ بتاؤ کیا تم بھی بربر ہو۔۔۔؟“

”ہرگز نہیں۔۔۔! میں مرکاشی ضرور ہوں لیکن بزرگ نہیں، خالص عرب ہوں۔!“

”تمہارے یہاں کس طرح محبت کی جاتی ہے۔۔۔؟“

جیسے سر کھجانے لگا دے سمجھ گیا تھا کہ شائد عمران نے اپنے بربر ہونے کے حوالے سے کوئی اٹ پنگ ہاں دی ہو گی۔ لہذا محتاط رہتا چاہئے۔ کہیں اس اوث پنگ کی تردید نہ سرزد ہجائے۔!

”کیا سوچنے لگے میری بات کا جواب دو۔۔۔!“

”تمہارا سوال ہی میری سمجھ میں نہیں آیا۔!“

”مطلوب یہ کہ تم کس طرح محبت کرتے ہو۔!“

”کیا تم نہیں جانتیں کہ محبت کس طرح کی جاتی ہے۔!“

”میرے قبیلے میں جس طرح کی جاتی ہے اس سے خوب واقع ہوں۔!“

”میں سمجھ گیا۔۔۔ شائد اس نے تمہیں اپنے قبیلے کی رسومات کے بارے میں کچھ بتایا ہے۔ وہ نہیں ٹیک دیکھ رہے ہیں۔!“

”خلاکی ایک رسم کے بارے میں بتاؤ۔!“

”مغل..... مغل۔۔۔!“ جس نے سر کھجانا ہوا بولا۔ ”شادی سے تین دن پہلے لڑکی اور لڑکا لئے

نکار بیجاتے ہیں۔!“

”اور ان کے سر پہنچنے ہوئے ہوتے ہیں۔!“

جس نے پھر چوٹ کھانا اور سر بلا کر بولا۔ ”شاید ایسا ہی ہو۔ اُس نے مجھے بتایا تو تھا۔ لیکن تفصیل

”ہس پاس کی کچھ لانچوں کو بھی نقصان پہنچا ہے میری آنکھ دھا کے تی کی بناء پر کھلی تھی!“  
”بھیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوا تھا!“

”بہت گہری نیند سوئے ہو گے۔ بہر حال کسی نے پانی کے نیچے سے لانچ کے پیندے میں طیاری نامممچ کا دیا ہو گا!“  
”میں نے غلط نہیں کہا تھا کہ ایڈ لاوا بلیس کی سی قوت رکھتا ہے۔ ہم کہیں بھی نہ فوج سکیں گے!“ میری تابلوی۔

”ایڈ لاوا... ایڈ لاوا... یہ کیا چیز ہے... مجھے اچھی طرح یاد ہے تم نے یہ نام بھی نہیں لیا!“  
”سنو....! تم تھیک کہتے ہو.... میں نے نام نہ لیا ہو گا۔ لیکن لوگ اس کا نام لیتے ہوئے بھی اتنے ہیں اسی لئے وہ صرف باس کہلاتا ہے پر اسرار و قوتوں کا مالک ہے!“

”تو اسی نے میری کشتی کو تباہ کیا ہے!“

”پھر کون ہو سکتا ہے....؟“

”اور تم اس کی سیکریٹری تھیں.... تم نے اُسے دیکھا بھی ہو گا؟“  
”ظاہر ہے....!“

”اچھی بات ہے تو اب میں اس ایڈ لاوا سے ضرور سمجھوں گا۔ تم مجھے کیا سمجھتی ہو۔ کیا وہ ڈھمپ لک پر اسرار و قوتیں نہیں تھیں جس نے اُسے آگاہ کر دیا تھا۔ کہ لانچ پر جاہی ضرور آئے گی؟“  
”چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر نہ پڑی۔

”ہا میں....! اس میں بنتے کی کیا بات ہے!“

”کچھ بھی نہیں.... لہذا اسے پر اسرار و ڈھمپ تم بھی اس کا اعتراف کرو کہ اسیئر کی جاہی نہ تھا اب بھی ہا تھا تھا!“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مجھے اسیئر سے کیا سرد کار!“

”تم بھی افریقی تھی ہو!“

”اچھا تو پھر....!“

”اسیئر میں افریقہ تھی کے ایک ملک کی جاہی کا سامان تھا!“

”میں نہیں سمجھا.... تم نے پہلے نہیں بتایا تھا!“

یاد نہیں!“

”ڈھمپ قبیلہ مرکاش میں کہاں آباد ہے!“

”میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں!“

”تو پھر تم نے کیسے یقین کر لیا!“

”ڈھمپ قبیلہ تو ہے لیکن اب شاید کسی خاص جگہ پر آباد نہیں ہے۔ سبھی شہروں میں کمری ہیں۔ لیکن اپنی رسمات کے معاملے میں وہ لوگ اتنے سخت ہیں کہ مہذب دنیا کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کوئی کتنا ہی معلم کیوں نہ اڑائے یہ نہایت سمجھدی سے اپنی رسمات ادا کرتے رہیں گے۔ کیا تم نے میرے ساتھی کو عبادت کرتے نہیں دیکھا!“

”نہیں تو....!“

”دیکھو گی تو حیرت زدہ رہ جاؤ گی!“

”تباہ کس طرح کرتا ہے....؟“

”میں کر کے نہ دکھا سکوں گا۔ حق نیز ہا ہو کر جھینگا بن گیا تو کیا ہو گا۔ تم اسی سے کہناڑ عبادت کر کے دکھاؤ!“

استمنے میں کہیں دور سے قدموں کی چاپ سنائی دی جو بتدربن اسی طرف بڑھتی آرہی تھی۔ جیسیں سنبھل کر بیٹھ گیا اور پھر اسے ایک اجنبی ٹھکن دکھائی دی۔

”بس بس....!“ آنے والے نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”زیادہ چالاک بننے کی ضرورت نہیں!“ آواز عمران کی تھی اور وہ حیرت سے اُسے دیکھے جا رہے تھے۔ وہ خالی ہاتھ واپس آیا تھا۔ لیکن ان کا یہ توقع پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ ان کے لئے ناشتہ کا انتظام کرنے گیا ہو گا۔

”تم کہاں تھے....؟ اب پھر حلیہ بدلتی دیا۔“ میریا بھنا کر بولی۔

”جس حلیے میں پہلے تھا اگر اسی میں ہوتا تو وہ مجھے زندہ دیکھ کر پچانی پر چڑھا دیتے!“

”دیکھو تم الجھاوے والی بات نہ کیا کرو!“ میریا تن تاکر کھڑی ہو گئی۔

”ہماری لانچ کو ایک دھاکہ غرق کر چکا ہے!“

”نہیں....!“ اس بار جیسمن اچھل پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو....؟“ میریا بھی بوکھلا گئی۔

"میں تمہیں کیا کیا بتاتی اور کیوں بتاتی جبکہ تمہیں ایک غیر متعلق آدمی سمجھتی تھی۔"

"پتہ نہیں تم مجھ پر کس قسم کے ازالات لگا رہی ہو۔"

"اب تو مجھے اس پر بھی شبہ ہے کہ تمہاری لائچ اس وقت محض اتفاقاً اسٹریک کے قریب سے گزر رہی تھی۔ جب میں نے پانی میں چلاگ نگائی تھی۔" اس نے کہا اور براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکراتی رہی۔

"پتہ نہیں کس مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"تم دونوں اس وقت باقاعدہ طور پر اسٹریک کا جائزہ لے رہے تھے، موقع کے منتظر تھے اور موافق لٹھے ہی تم نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ تم الفروزے کو ٹریسٹی پارک میں الجھائے رہے اور اس نیم جیسیگے نے اسٹریک پر بار کئے ہوئے اسلج کے درمیان نامم بر کئے اور ٹریسٹی کی طرف فرار ہو گیا۔" "سن لیا! جیسا ہو جیسیگے... نام اچھا ہے پسند آیا۔" عمران نے اردو میں کہا۔

"ٹلکونج پلیز... پور میجنٹی۔"

"معاملے کی تہہ تک پہنچ گئی ہے کیا خیال ہے تمہارا۔"

"غلط تو نہیں کہہ رہی۔"

"تو پھر اسے اعتماد میں لیا جائے یا نہیں اب تو اپنے مالک کا نام بھی لے بیٹھی ہے۔"

"آپ خود ہی فیصلہ کیجئے۔ میرا تو بھوک کے مارے دم لکھا جا رہا ہے۔"

یہ دونوں اردو میں گفتگو کر رہے تھے اور وہ مفعکہ اڑانے کے سے انداز میں اُن کی شکلیں دیکھے جا رہی تھیں۔ وہ دونوں بھی خاموش ہو گئے۔

"اور بتاؤں...!" وہ شرارت سے مسکرا کر بولی۔

"جو دل چاہے کہتی رہو۔..." عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کر ٹل مو گھمی اور اس کی بہن کے غائب ہو جانے میں بھی تمہارا ہی ہاتھ تھا۔ جس کی پر میں مورد عتاب ہوئی تھی اور مجھے خود کی فیصلہ کرنا پڑا تھا۔"

"لو اوب یہ ایک اور نیا نام بھی ٹپک پڑا۔..." کر ٹل مو گھمی... یہ کیا چیز ہے...!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو... پتہ نہیں ان دونوں کا کیا حشر ہوا ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ اب تم عقل کے ناخون لو... ایک سیاح کسی اخباری روپرٹ سے کہا

فاکہ میرے کیمرے میں ان تینوں کی تصویر موجود ہیں جو تباہ ہو جانے والی لائچ پر تھے۔ میرا خیال ہے کہ کسی وقت ہم تینوں عرش پر اکٹھے ہو کر اسے بہت اچھے لگے ہوں گے اور اس نے ہماری علمی میں اپنے کیمرے کا پیٹ بھر لیا ہو گا۔ اخباری روپرٹ نے اس سے کہا تھا کہ اگر ایسا ہے تو وہ اس روپ کی منہ مانگی قیمت دلو سکے گا۔"

"یہ تو بہت براہوں...!" میرا بات پر تشویش لجھ میں بولی۔

"نکرنہ کرو...!! اپنی شکل تو بدل ہی چکا ہوں تم دونوں بھی جلد ہی بدل جاؤ گے۔"

"میری بھجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں...!" میرا بولی۔

"میا بھجھ میں نہیں آتا۔"

"یہ قصہ کیوں نکر ختم ہو...؟"

"ایڈ لاوا کی موت سے پہلے ناممکن ہے۔"

وہ چونک کہ عمران کو اس طرح دیکھنے کی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ شام کے عمران کے لجھ میں بھی اسے کچھ نیا پن محسوس ہوا تھا۔

"تو پھر تم اعتراف کیوں نہیں کرتے؟"

"اگر یہ بات نہ ہوتی تو جہاگ کھڑا ہوا ہوتا۔"

"اب میں کھل کر گفتگو کر سکوں گی۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔

نی الحال میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ اگر ہمارے ساتھ رہنا ہے تو چپ چاپ دوسرا میک اپ کرو۔ لباس تبدیل کرو... تم دونوں ہی سے کہہ رہا ہوں۔"

"مگر میری بھوک...!" جیسون بولा۔

"اس کے بعد مجھے بھی کھالیتا...!" عمران غرا کر بول۔

ایک گھنٹے سے قبل تیاری مکمل نہیں ہو سکی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا سامان ایک بھوٹے سے غار میں چھپا لیا تھا اور وہاں ایک نشان مقرر کر کے ایک طرف چل پڑے تھے۔ آبادی میں پہنچ کر جیسون انہیں ایک ٹریوری یا میں لے گیا جہاں انہوں نے پیٹ بھر کر ناشتہ کیا۔ آس پاس کے دوسرے لوگوں سے لائچ کی تباہی سے متعلق افواہیں سننے رہے۔ بھانس بھانس کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ویسے زیادہ تر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ منتیات کا غیر قانونی کاروبار کرنے والوں کی

”کیوں....؟ کیا بات ہے!“  
 ”اسیئر پر ایک ریڈ یو آپری شر و نالینی پلوینو نام کا تھا اگر میری یادداشت دھوکا نہیں دیتی!“  
 ”ہاں.... وہ ایک دن اور ایک رات ہماری لائچ کے نچلے حصے میں بھی رہا تھا۔ تمہارے جیبو جھینگے نے اسے مرنے نہیں دیا تھا اب یہ معاملہ تم پر ظاہر ہو گیا تو یہ بھی سن لو کہ جس وقت اسیئر تباہ ہوا ہے اس پر کوئی بھی نہیں تھا۔ ہم خواہ مخواہ دوسروں کی زندگیوں سے نہیں کھلتے!“  
 ”تو پھر وہ سات آدمیوں والی کہانی....؟“  
 ”چھ آدمی تریسی پارک والی فائرگ میں ہلاک ہوئے ہوں گے!“  
 ”تو تم نے انہیں مارا تھا....؟“  
 ”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں نے صرف اس کی ناگز پر گولی ماری تھی جس نے مجھ پر فائر کیا تھا۔ اس کے بعد میرے سارے فائز ہوائی تھے میں کسی ایسی جگہ اس طرح بے قابو ہو ہی نہیں سکتا جہاں ہزاروں غیر متعلق آدمیوں کا مجتمع ہوا!“

”پھر وہ کہاں گئے....؟“

”وکھو....! الفردے کے علاوہ سب ہی نشے میں تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس نے زخمیوں کو بھی ختم ہی کر کے کہیں غائب کر دیا ہو گا۔ کیونکہ زخمی اس کے پاس نہ رہنے دیئے جاتے۔ سر کاری ہپتال میں رکھے جاتے اور وہ ان سے اپنی مرضی کے مطابق بیان نہ دلو اسلک۔ کیا صحیں!“  
 ”ان لوگوں سے کچھ بھی بعد نہیں.... تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ ریڈ یو آپری شر.... اوہ کہاں تھا لائچ پر؟ مجھے تو نہیں دکھائی دیا!“

”نچلے حصے میں....! جیسے اس کے گھر پہنچا آیا ہے!“

”زبردست غلطی کی اگر مجھے معلوم ہوتا تو ہرگز اس کا مشورہ نہ دیتی۔ اب اگر وہ ان میں واپس گیا تو زندہ نہیں چھوڑا جائے گا!“  
 ”وہ ان میں واپس نہیں جائے گا!“  
 ”چھپا بھی کب تک رہ سکے گا۔ اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں شامل ہے!“  
 ”یہ سب کچھ ہم پر چھوڑ دو!“

لائچ تھی شاید انہیں شہرہ ہو گیا تھا کہ پولیس ان کی تاک میں ہے لہذا انہوں نے خود میں لائچ بٹھ کر دی اور روپوش ہو گئے۔ لائچ پر کسی خوف ناک ٹھکل والے کا ذکر ہوتا تھا جو دیسی ہی خطرناک آدمی معلوم ہوتا تھا۔ دو مرد اور ایک عورت....! ان کے بالکل قریب والی میز پر ایک بوڑھا آدمی اوپری آواز میں کہہ رہا تھا۔ ”مجھے پرسوں معلوم ہوا کہ کومو جھیل میں بھی تجارتی پیمانے پر ماہی گیری ہونے لگی ہے۔ وہ ماہی گیری کا اسیئر تھا جسے دھماکوں نے تباہ کر دیا!“ بوڑھے کا لہجہ طنزیہ تھا۔ وہ یکساں آواز سے کہتا رہا۔ ”میں نے اپنے بال و ہوپ میں سفید نہیں کئے۔ کومو میں کیا رکھا ہے.... صورت حرام اور بد مزہ مچھلیوں کے علاوہ.... ماہی گیری تو گاڑا میں ہوتی ہے جہاں ٹراوٹ ملتی ہے۔ کارپ، جخ، پائیک اور ایل ملتی ہے اور لندن یہ تین ساروں میں بھی.... مجھ سے سو...! کومو میں تباہ ہونے والا اسیئر ماہی گیری کا ہرگز نہیں تھا۔ کچھ اور ہی بات معلوم ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کچھے ہی جانے کے ذریعے اسے بھی تباہ کر دیا گیا ہو!“

میریانا عمران کی طرف جھک کر آہستہ سے بولی۔ ”من رہے ہو....! لوگ احمد نہیں ہیں۔ یہاں اسی وقت لوگ خصوصیت سے متوجہ ہوتے ہیں جب کچھ ہو جائے اس سے پہلے کسی کو دھیان نہیں آیا تھا کہ کومو جھیل میں ماہی گیری کیوں ہو رہی ہے!“ عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جتنی دی اور سرو کرنے والی لڑکی کو اشارے سے بلا کر مینو پر لگائے ہوئے ثانات دکھاتا ہوا بولا۔ ”یہ سب پیک کر دو....! ہم ساتھ لے جائیں گے!“ وہ مٹو بانہ سر جھکا کر واپس چلی گئی۔

”سوال یہ ہے کہ اب ہم کہاں جائیں گے....؟“ جیسے گے!“  
 ”سی نور پلوینو کی طرف چلیں گے!“

”اب تو شاید اس کا بیٹا ہمیں پہچان ہی نہ سکے!“ مطلوبہ اشیاء تھوڑی دیر بعد آگئی تھیں۔ انہوں نے قیمت ادا کی تھی اور اٹھ کر چل دیئے تھے!  
 ”یہ پلوینو کون ہے....؟“ میریانا نے کچھ دور چلنے کے بعد پوچھا۔  
 ”وہی جو ایک معصوم لڑکی اور لا تعداد تدرست مرغیاں رکھتا ہے!“ عمران بولا۔ اچانک، چلنے چلتے رک ہی گئی۔



لکو کے ساحل پر تباہ ہونے والی لانچ کے تینوں مسافروں کی تصاویر دوسرے دن کے اخبار میں شائع ہوئی تھیں۔ لیکن کسی نے بھی ان کا کوئی خاص نوش نہ لیا۔ خبر کے مطابق لانچ کے نکلوے تو جھیل کی تہہ سے برآمد کرنے کے تھے لیکن کوئی لاش نہ تھی۔ اس حادثے کے متعلق اسی قسم کی قیاس آرائیاں اخبارات میں بھی نظر آئی تھیں۔ جیسی پچھلے دن زبانی طور پر سڑکوں، گلیوں اور ریستورانوں میں ہوتی رہی تھیں۔

لکو سے بہت دور ایک دیران مقام پر تھا جو بی عمارت کے ایک کمرے میں ایٹلاوا ساکت و صامت نظر آیا۔ اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آنکھیں کھول کر سورہا ہو۔ سامنے دیوار پر کچھ ایسے آلات نصب تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کہیں سے کسی کی آواز سننے کے لئے آبیٹھا ہو۔ دفتار ایک ڈائل کی سوئی تحریر تھا۔ بائیں جانب سے ایک بلب روشن ہوا اور ایٹلاوانے چوک کر کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اور دوبارہ انہیں آلات کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مائیک سے آواز آئی۔ ”ریکارڈ کیا ہوا پیغام باس کے نام!“ یہ پیغام کسی نامعلوم مقام سے ہیڈ کوارٹر کو موصول ہوا تھا اور اس کے بعد سیٹیاں سی بجھنے لگی تھیں اور کسی عورت کی آواز آئی۔ ”پیغام اس کے لئے ہے جس سے تعلق رکھتا ہے۔ حادثے کے ذمہ دار بھی حادثے کے شکار ہو گئے لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ وہ صرف تین ہی تھے یا اور بھی ہیں۔ یہ معلوم کرنا تمہارا کام ہے اپنے دینا ملازم سے رابطہ قائم کر کے کہو کہ جس کی تصویر اس نے شاخت کی تھی اپنے دونوں ساتھیوں سمیت غرق ہو گیا۔ لکو کے آج کے اخبارات دیکھو...!“ سپیکر سے پھر سیٹیوں کی آوازیں آئی تھیں اور وہی پہلی مردانہ آواز سنائی دی۔ ”ریکارڈ کیا ہوا پیغام ختم ہوا!“

”موصول ہوا...!“ ایٹلاوا کی آواز کمرے میں گوئی۔ ...”ماہی گیر سے کہو...! پاؤٹ نمبر بارہ پر پچھنچے کی کوشش کرے۔ پوری پوری احتیاط اور باخبری کے ساتھ ... اور ...!“

”رابطہ قائم کر کے اطلاع دی جائے گی!“ سپیکر سے آواز آئی اور ایٹلاوانے اٹھ کر سارے سوچ آن کر دیے علاوہ ایک کے .... اور اس کمرے سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا۔ آرام کر کی پر نیم دراز ہو کر ایک بالصویر رسالہ اٹھایا تھا اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا تھا۔ اس کا چہرہ

بکل پاٹ تھا۔ آنکھوں میں بے چینی تھی اور نہ تشویش کے آثار۔  
تریا دس منٹ بعد سامنے والی میز کے ایک خانے میں بزرگی بھلی سی آواز گوئی تھی اور ایٹلاوا اٹھ کر پھر اسی کمرے میں آیا تھا جہاں کچھ دیر پہلے لا سکلی پیشامات سننا رہا تھا۔

آلات والی دیوار پر لگے ہوئے سارے سوچ آن کر دیے .... اپنے کے باس کے نام کی کامل ہو رہی تھی۔

”باس...! ایٹلاوا بولا۔“

”رابطہ قائم کیا گیا تھا!“ اپنے کے آواز آئی۔ ”وہ خود نہیں پہنچ سکتا۔ گھر ہوا ہے!“  
”اسے مطلع کر دو کہ میرا منتظر ہے۔ کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہوں!“

”لیں باس...!“

”اور...!“

اس بارہاں نے دیوار کے سارے سوچ آف کر دیئے تھے اور اسی عمارت کے ایک کمرے میں داخل ہو کر سوچ بورڈ پر لگے ہوئے ایک پیش سوچ پر انگلی رکھ دی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک آدمی کمرے میں داخل ہو کر دروازے کے قریب ہی رک گیا۔ ایٹلاوانے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا اور خود مژ کر ریک سے ایک مجلد کتاب نکالی تھی۔ وہ قریب آگیا اس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ گونگا در بہر ہے۔!

ایٹلاوا کتاب کے ورق اللہارہ۔ ایک صفحے پر مخفف ریجنوں کی انتظامیہ کے نشانات بنے ہوئے تھے۔ اس نے وال ڈی او شاریجن کی انتظامیہ کے نشان پر انگلی رکھ کر نووارد کی طرف دیکھا جس نے اپنے سر کو تھیں جبکش دی تھی۔ پھر وہ کتاب اس کے ہاتھ سے لے کر کمرے سے چلا گیا تھا۔ ایٹلاوانے وہیں ٹھہر کر ملبوسات کی ایک الماری کھولی اور اس میں سے وال ڈی او شاریجن کی پولیس آفسروں والی وروٹی نکالی.... ذرا ہی سی دیر میں حلیہ بدلت کر رہ گیا۔ ناک کے نیچے گھنی اور ڈھلکی ہوئی موچھوں کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ اسی دوران میں کسی بھلی کاپٹر کی گزگز اہم سنائی دی تھی۔

عمارت سے نکل کر وہ ٹھیٹا ہوا بھلی کاپٹر کی طرف آیا۔ یہاں ایک سٹک سیٹر بھلی کاپٹر موجود تھا جس پر وال ڈی او شاریجن کی انتظامیہ کا نشان لگا ہوا تھا۔ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے خالتی پٹی کی

تھی اور پھر ہیلی کا پڑ کا انہن اسٹارٹ ہوا تھا۔ فضائی بلند ہوتے ہی اس کا رخ جنوب کی طرف تماں ایک جگہ اس نے اس طرح رخ تبدیل کیا کہ وال ذی او سٹار بین ہی کے کسی پروانس کی طرف سے آتا ہوا معلوم ہو۔

ایڈ لاوا کچھ اس طرح مطمئن نظر آ رہا تھا جیسے سچ مجھ وہ کوئی ریجنل پولیس آفیسر ہو۔ ٹریزیو پونچنے سے پہلے ہی اس نے ٹریزیو پولیس سے لائلی رابط قائم کر کے جس بہروپ میں بھی تھا اس کی شناخت بتائی اور کہا ”ہیلی پیڈ پر گاڑی بجھ دی جائے!“ دوسری طرف سے جواب مل جانے پر اس نے سلسہ منقطع کر دیا اور ٹریزیو کے ہیلی پیڈ کی طرف رخ موڑتے ہوئے اس نے چاروں طرف دیکھا تھا شامد اسے علم تھا کہ الفروزے کو کہاں رکھا گیا ہے۔ ہیلی پیڈ پر ایک مقامی آفیسر اس کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ وہ اسے بڑے احترام کے ساتھ گاڑی تک لایا تھا۔

”کیا اسٹیر کا عملہ زیر حرast ہے.....؟“ اس نے مقامی آفیسر سے پوچھا۔

”نہیں جناب....! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!“

”لیکن انہیں پوچھ چکھ کے لئے کچھ دنوں روکا ہی جانا چاہئے!“

”درست ہے جناب....! ایسا ہی ہوا ہے!“

”وہ فرم میرے ریجن کی ہے جس نے یہاں ماہی گیری کا ٹھیکہ لایا تھا!“

”مجھے علم ہے جناب....!“

”لہذا میں اپنے طور پر کپتان اور عملے کے باقی ماندہ لوگوں سے پوچھ چکھ کرنے آیا ہوں!“

”قادرے کی بات ہے جناب....!“

”مجھے وہیں پہنچا دو.... جہاں انہیں رکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی جگہ پر ہوں گے!“

”درست ہے جناب....!“

گاڑی اسی عمارت کے سامنے جار کی تھی۔ جہاں الفروزے مقیم تھا۔

”کیا میری موجودگی ضروری ہو گی جناب....!“ مقامی آفیسر نے پوچھا۔

”نہیں....!“ سرد مہری سے جواب دیا گیا۔

”اس کے بعد کے لئے کیا حکم ہے!“

”در اصل میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے یہاں کتنی دیر گے۔ لہذا یہاں ایک ایسی گاڑی موجود“

”ہنی چاہئے جو مجھے ہیلی پیڈ کے پہنچا دے!“

”ایسا ہی ہو گا جناب....!“ اس نے کہا تھا اور نیچے اتر کر ایڈ لاوا کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا۔

فل، وہ گاڑی سے اتر اور کسی طرف دیکھے بغیر عمارت کے صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ کھلا ہی ہوا تھا۔ اس نے اُسے دستک دینے کی بھی زحمت نہیں گوارا کرنی پڑی تھی۔ سید حا

اندر چلا آیا۔ رہداری میں عملے کے ایک آدمی سے مذہبیز ہوئی اور اس نے اس کپتان کے بارے

میں پوچھا تھا اس نے الفروزے کے کمرے میں پہنچا دیا۔

الفروزے آرام کر کی پر خشم دراز اُسے ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھا رہا۔ نہ اٹھ کر اس کی

پڑائی کی اور نہ زبان ہی سے کچھ کہا۔

”میں اوٹا سے آیا ہوں....!“ ایڈ لاوا نے گو نجیلی آواز میں کہا اور اس وقت اس کی آواز

جیڑت انگریز طور پر بدی ہوئی تھی۔

”آئے ہو گے.... پھر میں کیا کروں....!“ الفروزے سید حاٹھیٹھا ہوا دہڑا۔ ”ہم پر ظلم ہوا

ہے اور ہم ہی سزا بھگت رہے ہیں۔ کب تک اور کس کس کو بیان دیتے رہیں گے!“

”میں اوٹا سے آیا ہوں کیا تم نے نہیں!“ ایڈ لاوا نے کہا اور خود ہی کری سکھنگ کر بیٹھ گیا۔

”مجھ سے اب کیا پوچھنا ہے.... اوٹا میں اپنی فرم کے سر برہ کو پورٹ دے پکا ہوں!“

”میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ سات آدمی جہاز کے ساتھ ڈوبے یا ٹریسٹی پارک

کے پنگاے میں مارے گئے!“

”وہ جہاز پر تھے جہاز خالی نہیں چھوڑا جا سکتا تھا!“

”حالانکہ میری اطلاع کے مطابق جہاز پر ریڈ یو آفیسر کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا جب

اُس میں دھا کے ہوئے!“

”آپ نے افواہ سنی ہو گی!“

”یہ حقیقت ہے....!“ ایڈ لاوا پیر چکھ کر بولا۔

”ثابت کرو....! اوز مجھے پھانسی دے دو....!“ الفروزے نے لاپرواہی سے کہا۔ ”جسے

دیکھو ایک نئی کہانی لئے چلا آ رہا ہے!“

”میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا اور اعتراف کراؤں گا کہ جہاز میں غیر قانونی طور پر

حاصل کئے ہوئے اسلیے کاذب خبر تھا جسے اسمگل کر کے سرحد پار لے جیا جاتا۔“  
”یہ تو بالکل ہی نئی بات ہے میں نور آفیسر...!“ الفروزے نے زہریلے سے قیچیے کے ساتھ کہا۔

”نیوی کے غوطہ خور ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔!“

”کئے جائیں اگر کذب خبر رہا بھی ہو گا تو ہماری لا علمی میں ہمارے کئی کاروباری حریف نے اسے پہنچا کر خود ہی بلاست کر دیا ہو گا۔ میرے علیے کے لوگ میری عدم موجودگی میں بے تکشہ ہیں جاتے ہیں۔ میں نے کہہ دیا کہ حادثے سے سات یا آٹھ گھنٹے پیشتر جہاز چوڑ کا تھا۔!“

”آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو....؟“ ایڈ لاوانے غصیلے لمحے میں کہا۔

”یہی کہ اگر نیوی نے ایسا کوئی ثبوت فراہم بھی کرایا تو ہم پر اس سے زیادہ اور کوئی الزم نہیں لگایا جاسکے گا، ہم نے اپنی ذمہ داریوں سے کسی قدر غفلت بر تی تھی۔ مددوш آدمیوں کی لا علمی میں ہمارے دشمنوں نے جہاز پر اسکے کاذب خبر پہنچایا اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہم اسلیے کی اسمگل کرتے ہیں اسے بلاست کر دیا۔ اگر آپ اتنا پولیس سے تعقیل رکھتے ہیں اور باخبر آؤ ہیں تو آپ کو علم ہو گا کہ ہماری فرم کتنے دشمنوں میں گھری ہوئی ہے۔!“

”ہم اچھی طرح جانتے ہیں....!“ طریقہ لمحے میں بولا۔ ”بہر حال تمہیں میرے ساتھ اوسا چلانا ہو گا اور اصلیت تم سے معلوم کری جائے گی۔!“

”اچھا.... اچھا....!“ الفروزے سر ہلاک کر بولا۔ ”قهر ڈگری آزمائی جائے گی مجھ پر۔ جھوٹ بلوانے کے لئے جان چھڑانے کے لئے اعتراض کرلوں گا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہی حقیقت بھی ہے۔!“

”بھی کچھ ہو سکتا ہے۔!“ ایڈ لاوانے لاپوہی سے شانوں کو جنبش دی۔

”اچھا تو مشر آفیسر....!“ الفروزے نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ لیکن دونسرے ہی لمحے میں ایڈ لاوانے ہو لستر سے روپور نکال لیا۔

”ارے والہ میں نور آفیسر....!“ الفروزے نے قیچیہ لگایا۔ ”نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں تو اس قلم راش چاقو سے اپنے ناخن صاف کرتا ہوں۔!“ اس نے چاقو کوں لیا۔ پھر بڑی تیزی سے اس نے اپنے بائیں کان کی لوکائی تھی اور ایڈ لاوا کی طرف اچھال دی تھی کان سے خون کا

دھار الفروزے کے شانے پر گرتی رہی۔!

”یہ.... یہ.... کیا کیا....؟“ ایڈ لاوا اٹھتا ہوا بولا۔ پھر قبل اس کے کہ الفروزے دوسرے کان کی لو بھی کاٹ ڈالتا... اس نے اس کا دامنا تھک پکڑ لیا۔

”میں تمہیں دکھارہا ہوں کہ میں اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی بوٹیاں اڑا سکتا ہوں تم مجھے اذیت دے کر مجھ سے جھوٹا بیان نہ لے سکو گے۔!“ اس کا اندازاب بھی مضبوطہ اڑانے کا ساتھا دفعتاً ایڈ لاوا اس سے چاقو چھینتا ہوا اپنی اصل سپاٹ زبان میں بولا۔

”الفروزے....! مجھے تھک پربے جا فخر نہیں ہے۔!“

الفروزے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور وہ صرف ہکلا کر رہ گیا تھا۔ ”بب... باس۔!“

”خاموش رہو....! اپنے کسی ماتحت کو طلب کر کے فرست ایڈ باکس منگواؤ۔ کیا ڈاکٹر بھی مر گیا۔!“

”نن.... نہیں موجود ہے۔!“

”فوراً طلب کرو....!“

”بب.... بہت اچھا بس....!“

پھر آدھے گھنٹے تک اس کی مرہم پڑی ہوتی رہی تھی۔ کان کی لوک جو ڈاکٹر نے تاکے لکائے تھے۔ اس دوران میں ایڈ لاوا ویں ٹھہر اڑا تھا۔

الفروزے کا ماتحت عملہ ایڈ لاوا کو پولیس آفیسر ہی سمجھتا رہا تھا۔ ڈاکٹر نے اس دلتے کی وجہ پر بھی بغیر خاموشی سے الفروزے کے احکام کی تعییل کی تھی۔ اس سے فرست پاکر پھر اسی کمرے میں آبیٹھے جہاں الفروزے نے اپنی جیواری کا ثبوت پیش کیا تھا۔ لیکن اب یہ جان لینے کے بعد کہہ اتنی دیر تک ایڈ لاوا سے ہم کلام رہا تھا، بہت زیادہ نزوں دکھائی دیتا تھا۔

”کیا تم نے لکو سے شائع ہونے والا کوئی اخبار دیکھا ہے۔!“

”نہیں بس....!“

”یہ دیکھو....!“ ایڈ لاوانے جیب سے مڑا تڑا اخبار نکال کر اس کی طرف پڑھاتے ہوئے کہا۔ ”اس میں لکو کے ایک حادثے میں کام آئے والوں کی تصویریں دیکھو یہ ادھر....!“ تصویر

وکیکر الفروزے نے اس کی طرف دیکھا۔  
”سیاہی وہی لوگ ہیں جو تم سے جشن ریشم میں لجھتے ہیں!“  
”ہرگز نہیں باس.....! پتہ نہیں کون ہیں۔ لیکن ایک بہت ہی تشویشناک خبر ہے میرے  
پاس۔ یہاں میری مگر انی ہو رہی ہے وہ شہبے میں بتلا ہیں بظاہر مجھ پر کوئی پابندی نہیں۔ مقامی  
پولیس مہربانی سے پیش آ رہی ہے لیکن مگر انی ہو رہی ہے۔ میں آپ تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور  
ٹرانس میٹر پر بھی اس کی اطلاع نہیں دے سکتا تھا کیونکہ ہوا کی باتیں کسی کے بس کی نہیں ہوتیں  
کہیں بھی سنی جا سکتی ہیں۔!“

”تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں!“ ایڈ لاوا کی سرد مہربی پھر پڑھ آئی۔

”پرسوں ایک عورت ہوم ڈیپارٹمنٹ سے آئی تھی اس نے مجھے خود ہی اس آدمی کی تصویر  
وکھائی تھی جو مجھ سے ٹرینی پارک میں الجھا تھا!“

”اوہ....!“ ایڈ لاوا پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”بس باس! اس نے کہا کہ وہ صرف اسی آدمی کی شاخت کے لئے مجھ سے ملی ہے ورنہ وہ تو یہ  
بھی جانتی ہے کہ اس نے حقیقتاً یعنی الاقوای خیر اندیش کی ملکیت تھا اور اسلحہ یادو سرے ملکوں سے چڑا  
کر لائے جانے والے پلوٹو نیم کی اسکلنگ کے لئے استعمال ہوتا تھا!“

”نہیں....!“ ایڈ لاوا کری سے اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی الفروزے بھی اٹھا تھا۔ ایڈ لاوا  
نے شاید اپنی اس اضطراری حرکت پر پرده ڈالنے ہی کے لئے ٹھہرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ رک کر  
بولا۔ ”ہوم ڈیپارٹمنٹ! اس عورت کا حلیہ بتاؤ!“

”وہ کوئی فرانسیسی عورت تھی....! نام لوئیسا بتایا تھا۔ تاپ سیکرٹ معاملات کے شبے سے  
تعلق رکھتی تھی۔“ الفروزے بولا۔ پھر اس نے اس کے خدوخال، قد اور وزن سے متعلق بتانا  
شروع کر دیا تھا۔ لیکن ایڈ لاوا اپنے اٹھا کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”تمہیں اچھی طرح یاد ہے تاکہ اس  
نے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے اپنا تعلق بتایا تھا!“

”خوب اچھی طرح یاد ہے!“

”لیکن ہوم ڈیپارٹمنٹ میں اس قسم کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔ مرکزی اٹیلی جسٹ یا ملٹری اٹیلی  
جس کے علاوہ اور کہیں نہیں ہے یا پھر امور خارجہ کے متعلق ہو سکتا ہے۔ یہ شعبہ! دوسری بات

کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں شائد ہی کوئی غیر مکمل عورت کام کرتی ہو۔ خیر میں دیکھوں گا!“ وہ پھر  
کری پر آجیشا اور حسبِ معمول پاٹ آواز میں بولا۔ ”تو وہی آدمی تھا جس کی تصویر اس نے تمہیں  
کہائی تھی!“

”ہاں....! باس وہی تھا!“

”اور وہ اس اخبار میں نظر آنے والے دونوں مردوں میں سے نہیں تھا!“

”ہرگز نہیں....! باس قصی نہیں....! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!“

”اگر تم اس عورت کی روکارڈ کی ہوئی آواز سنو تو کیا پچھان سکو گے....؟“

”یقیناً باس! اس کی آواز بھی خاص قسم کی تھی!“

”اچھی بات ہے....! جنہوں سے رابطہ قائم کر کے اس پیغام کو سننا جو کسی عورت نے میرے  
لئے کسی ہا معلوم مقام سے روکارڈ کر لیا تھا!“

”بہت اچھا باس....!“

”اگر اسی عورت کی آواز ہو تو ٹرانس میٹر پر صرف مجھے ہاں یا نہیں میں جواب دیتا!“

”بہت بہتر باس....!“

”اور اب اس پوری خبر کو پڑھ ڈالو!“

الفروزے نے لکو میں جاہے ہونے والی لانچ نے متعلق خبر جلدی جلدی پڑھ ڈالی تھی اور  
ایڈ لاوا کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

ایڈ لاوا بولا۔ ”اگر یہ لوگ میک اپ میں بھی ہوں تو کم از کم اس خبر سے یہ نہیں ظاہر ہوتا  
کہاٹے کے وقت بھی یہ لانچ ہی میں موجود تھے۔ ابھی تک لاشیں نہیں مل سکیں!“

”یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا باس....!“

”خیر....! میں دیکھوں گا!“ ایڈ لاوا اٹھتا ہوا بولا۔ ”اب میں جا رہا ہوں۔ پوائنٹ بارہ ہی میں  
لٹالیں قیام رہے گا۔ کسی بات کی پرواہ نہ کرو۔...! تم سب کا تحفظ میری ذمہ داری ہے۔ اپنے کان  
کا خیل رکھتا!“

”آپ کے حکم کی قیمت مرتے دم تک ہو گی باس....!“

”بل اب آرام کرو....!“

ایڈل اور اٹھا تھا اور نکلا چلا گیا تھا۔



رحم دل پلوینو نے انہیں اپنا مہمان بنا لیا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا تھا کہ وہ خود سیرج سادھے لوگ ہیں اور زیادہ مال دار بھی نہیں۔ سیاحت کا شوق رکھتے ہیں۔ لکواتا پینڈ آیا ہے کہ کچھ دن بیہاں قیام کرنا چاہتے ہیں اگر کسی ہوش میں نہبہے تو اخراجات بڑھ جائیں گے۔ کسی خاندان کے ساتھ رہنے میں بہر حال خرچ کم ہی ہو گا۔ یہ کوئی ایسی میوب بات بھی نہیں تھی۔ مقام آبادی کے بہترے خاندان پے انگ کش رکھتے ہی رہتے تھے۔ پلوینو نے بھی کبھی کھمار ایسا یعنی کیا تھا۔ لیکن آدمیوں کو پر کھے بغیر وہ انہیں سہماں بنانے کا قائل نہیں تھا۔ یہ سہماں اُسے بے حد شریف معلوم ہوئے تھے لیکن صرف یہی دھڑکا لگا رہا تھا کہ کہیں اُس کے بیٹے والی بات باہر نہ پھیل جائے۔ اس نے اپنی بیوی اور بیٹی کو تو پہلے ہی رازدار بنا لیا تھا اور اسی لئے انہوں نے ایسے حالات میں پے انگ کش رکھنے کی مخالفت بھی کی تھی۔ لیکن پلوینو کو عمران کی باتیں پاریوں کی کی گئی تھیں اس لئے اس کا دل اس کی طرف کھینچنے لگا تھا۔ وہ ایک نہ ہی آدی تھا اور جو ان العری میں بھی نہ ہب سے لگا رکھنے والوں سے وہ بڑا خلوص رکھتا تھا۔

عمران نے اس سے کہا تھا۔ ”زہم گوشت کھاتے ہیں اور نہ شراب پیتے ہیں ترکاریوں اور کسی حد تک انہوں یا مچھلیوں پر گزارہ کر لیتے ہیں۔ البتہ میریا ناٹھی ہی کی باشندہ ہے اور سب کچھ کھان پیتی ہے۔“

”تم شراب بھی نہیں پیتے۔“

”آپ شراب کی بات کرتے ہیں محترم بزرگ! آپ تو ہمیں بیز بھی پیتے ہوئے نہ دیکھیں گے کہ اس میں بھی ہلکا سانسہ ہوتا ہے۔ محض اس لئے اس نے اپنے حواریوں کو گوشت اور شراب سے روکا تھا۔“

اس پر میریا نٹھنڈی سانس لے کر بولی تھی۔ ”آسمانی باپ مجھے معاف کرے میں شراب بھی پیتی ہوں اور گوشت کے علاوہ کچھ بھی نہیں کھاتی۔“

”پھر کیا ہوا....؟ صورت سے تم بھی بہت اچھی عورت معلوم ہوتی ہو۔!“ پلوینو نے اخلاقاً

لگا تھا اور پھر انہیں دو کروں ہی تک محمد درہنے کی ہدایت کی تھی۔ صاف کہہ دیا تھا کہ اگر وہ گھر کے درمیں حصوں میں بھی اٹھا بیٹھا چاہیں گے تو اسے بعض حالات کی بنا پر تکلیف ہو گی۔! ”ہرگز نہیں جتاب....!“ ہمیں ضرورت ہی کیا ہے کہ ہم پورے گھر میں دوڑ لگتے پھریں۔

”اپ ہمیں بے حد مہذب اور شاستر پائیں گے۔!“

”معاف کرنا غیر یورپی باشندے عموماً نہیں ہوتے.... تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟“ ”ہم مراکشی ہیں....! اور یہ سلی میں رہتی ہے۔!“ عمران نے کہا تھا لیکن اگر ہم خود کو تمہارے معیار کے مطابق نہ رکھ سکیں تو ہمارا سامان انھوا کر باہر پھینکوادیتا۔!

یہ پچھلے دن کی باتیں تھیں۔ لیکن آج تو پلوینو کا یہ عالم تھا کہ بار بار عمران کے پاس آئیٹھا اور اپنی مرغیوں سے متعلق گفتگو کرنے لگتا۔ بات دراصل یہ تھی کہ پچھلی رات کھانے کی میز پر عمران نے مرغیوں سے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کرتے ہوئے اس کی مرغیوں کی تعریف کرتے ہوئے زمین و آسمان کے قلابے ملا کر رکھ دیئے تھے اور اس وقت وہ اُسے بتا رہا تھا کہ مرغ اور لڑکے کراس سے کس نوعیت کی نسل پیدا کی جا سکتی ہے۔

”یہ تو ناممکن ہے....!“ پلوینو نے زور زور سے سر ہلا کر کہا۔

”میں تجربہ کر چکا ہوں معزز بزرگ....!“

”کیسے یقین کرلوں لڑکے.... نہ مرغ کو لٹخ سے کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے اور نہ لٹخ کو مرغ سے۔!“

”سب سے الگ تھلگ دونوں کو ایک جگہ چھ مہینے تک بند رکھئے۔ جھک مار کر ایک دوسرے سے ماوس ہو جائیں گے۔!“

”کیا تم نے بھی کیا تھا۔....؟“

”بالکل ایک بڑے پیغمبرے میں بند کر دیا تھا دونوں کو دو تین مہینے تک۔ آپ میں خوب مار کلائی ہوتی رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ مرغا بانگ دینے لگا تھا اور لٹخ اس طرح اس کی شکل مکمل ہونے لگی تھی جیسے وہ کوئی رومانی نظم سنارہا ہو۔ پھر چھ ماہ بعد ایک دن لٹخ نے انہا دیا اس کے بعد بھی کئی انٹے دیئے اور پھر ان انڈوں سے جو شے برآمد ہوئی تھی وہ آگے سے شہزادی اور پیچھے سے کنوں کا بچوں معلوم ہوتی تھی۔!“

”یقین نہیں آتا۔!“

”تم نے پوائنٹ نمبر بارہ کے لئے بھی کچھ مزید پوچھا تھا!“  
 ”پوچھا تھا اس نے کہا کہ الفروزے کے علاوہ جہاز پر شایدی ہی کوئی جانتا ہو۔!“  
 ”تم نے اسے میریانا کے بارے میں تو نہیں بتایا کہ وہ کون ہے۔!“  
 ”آپ سے پوچھے بغیر میں اُس سے متعلق کوئی گفتگو کر ہی نہیں سکتا تھا۔ بس ہے ایک لڑکی  
 بھی ہمارے ساتھ۔!“  
 ”بہت اچھا کیا.....! ابھی ہمیں اُس پر پوری طرح اعتماد نہیں کر لیا چاہئے۔!“  
 ”وہ تو کرنا ہی پڑے گا جناب.....! آخر ہم اُس کے گھر ہی میں تو مقیم ہیں۔! پھر آپ ہی نے  
 تو کہا تھا کہ ہم اُس پر اعتماد کر سکتے ہیں۔!“  
 ”کر بھی سکتے ہیں..... اور نہیں بھی۔!“  
 ”خیر ماریے گوئی.....! کیوں نہ آپ میریانا سے پوائنٹ نمبر بارہ سے متعلق گفتگو کریں۔  
 اُس پر تو آپ کو پورا اعتماد ہے۔!“  
 ”اگر اُسے علم ہوتا تو سید ہی وہیں جاتی.... الفروزے کو اصل واقعہ بتا کر خود کو ہلاکت میں  
 نہ ڈالتی.... ایڈلادا نے میریانا پر صرف اسی سر کی حد تک اعتماد کیا تھا ہو سکتا ہے۔!“ وہ مزید کچھ  
 کہتے کہتے رک گیا۔ کیونکہ میریانا بھی واپس آگئی تھی۔  
 ”میاں سے ملاقات ہو سکی.....!“ اس نے آتے ہی پوچھا۔  
 ”ہاں.....!“ عمران اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ ”ریڈیو آپریٹر ہونے کی بناء پر وہ کچھ ایسے  
 مقالات کے نام جانتا ہے جن پر ایڈلادا سے لا سکلی رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ جب  
 تم جہاز پر کچھی تھیں اُس وقت ایڈلادا پوائنٹ نمبر بارہ میں تھا۔!  
 ”اگر ایسی بات ہے تو میں بھی نہ بتا سکوں گی کی پوائنٹ نمبر بارہ کہاں ہے۔ لیکن مجھے یقین  
 ہے اسیئر کے کم از کم دو افراد کو اس کا محل و قوع ضرور معلوم ہو گا۔ ایک الفروزے اور دوسرا ہیلی  
 کا پڑ کا پائیں۔!“  
 ”پائیں کا کیا نام ہے۔!“  
 ”نام نہیں جانتی..... پہلے ہی بتا چکی ہوں۔!“  
 ”لیکن وٹائیں پلوینو کا نام جانتی تھیں.... صرف پلوینو ہی کے حوالے پر چوک پڑی  
 ہیں رہ گیا۔!“

”مراکش پہنچ کر میں آپ کو ان مرغیوں کی تصویریں ضرور بھجواؤں گا۔!“  
 ”سنوار کے.....! اگر یہاں یہ تجربہ کامیاب ہو جائے تو جانتے ہو کیا ہو گا.....؟“  
 ”عمران نے احمقانہ انداز میں سر کو منقی جبکش دی۔  
 ”میں پولٹری فارمرز کا بادشاہ کہلاوں گا۔!“  
 ادھر عمران اُسے باتوں میں الجھائے ہوا تھا اور دوسری طرف جیمن اس تک میں تھا کہ  
 کسی طرح اس کے بیٹھنے تک پہنچ جائے۔ میریانا اسکیم کے مطابق ماں بیٹھنے کو باتوں میں لگائے  
 گھر سے باہر نکال لے گئی تھی اور وہ تیوں پولٹری فارم کے قریب کسی بجٹ میں الجھی ہوئی تھیں۔  
 جیمن مکان کی تلاشی لیتا پھر رہا تھا۔  
 جب وہ دو اپس آیا تو عمران نے محروس کر لیا کہ اسے کامیابی ہو گئی ہے۔  
 ”تم کہاں تھے بھائی.....!“ پلوینو نے جیمن کو دیکھ کر کہا۔ یہاں بے حد دل چک پھٹکو  
 ہو رہی تھی۔!  
 ”میں ذرا چیل قدمی کے لئے نکل گیا تھا۔ موسم اچھا ہو رہا ہے۔!  
 ”ہاں..... ہاں..... خوب گھومو پھر و..... کھاؤ جو تو تک کسی قدر تندرست ہو کر گھر پہنچو۔!  
 ”ہاں..... ہاں! بزرگ پلوینو ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ جیسے جیسے.....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔  
 ”جیسے جیسے.....!“ پلوینو مسکرا ہوا۔ انہوں نے ابھی تک اسے دانت نکال کر ہنتے نہیں  
 دیکھا تھا۔  
 ”اچھا بہ میں انہوں کچھ کام ہی کراؤں۔... جب سے تم لوگ آئے ہو صرف باتیں ہی  
 کرتا رہتا ہوں۔!  
 اس کے چلے جانے پر دونوں نے اردو میں گفتگو کا آغاز کیا تھا۔ جیمن نے اسے اطلاع دی کہ  
 وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے۔!  
 ”وہ دن تہہ خانے میں گزارتا ہے۔ رات کو اپر آکر اپنی مخصوص خواب گاہ میں سوتا ہے۔!  
 ”تمہیں دیکھ کر بھڑکا تو ہو گا۔!  
 ”بہت زیادہ.....! حملہ کرنے کے لئے ڈمٹ اٹھالیا تھا۔ لیکن جب میری آواز سنی تو جہاں تھا  
 وہیں رہ گیا۔!  
 ”

تھیں۔!“ جیسون بول پڑا۔  
”اچھا تواب تم لوگ میرے متعلق بھی شبہات میں بتلا ہونے لگے ہو۔!“ وہ آنکھیں نال  
کر بولی۔

”تم فضول بکواس مت کرو۔... عمران نے جیسون سے سخت لمحہ میں کہا۔  
میریانا بولی۔ ”وٹالینی ریڈ یو آفیسر تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے وہی لا اسکلی رابطہ قائم رکھتا تھا۔ اس لئے  
اس کا نام جاننا میرے لئے ناممکن نہیں ہے۔ ایڈ لاواہی کی زبانی پلو یون کا نام بارہا سنا ہو گا۔!  
”تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے یقین ہے۔ پتہ نہیں پائیں۔ بھی مرنے والوں کی فہرست میں شامل  
ہے یا خوش قسمتی سے نہ گیا ہے۔ الفروزے سے کچھ انگلوالینا بے حد مشکل ہو گا۔!“ پھر وہ تیوں  
خاموش ہو کر اپنی اپنی جگہ کچھ سوچنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد جیسون بولا۔ ”وٹالینی کہہ رہا تھا کہ کب  
مک اس طرح چمپا ہوں گا۔ مجھ سے درخواست کی تھی کہ اگر ہم لوگ میک اپ کے ایسے ہی ماہر  
ہیں تو اس پر بھی کرم کریں۔ اس کی شکل بھی تبدیل کر دیں اور وہ اٹلی ہی نکل بھاگے۔ اسی طرح  
اس کی جان بچ کے گی ورنہ وہ بھی بچ مجھ چہاز کے ساتھ غرق ہو جانے والوں ہی کی فہرست میں  
شامل کر دیا جائے گا۔!  
”پھر تم نے کیا کہا۔!“ عمران نے پوچھا۔

”یہی کہا کہ میک اپ کچا کام ہے۔... یا تو آدمی خود میک اپ کرنا جانتا ہو کہ جب بگز  
سنجدال لیا جائے یا پھر ایسا کوئی آدمی ساتھ ہو جو اس پر نظر رکھے۔ بہر حال میں نے اسے مشورہ دیا  
ہے کہ قدرتی طور پر ہی بنے کی کوشش کرے۔ چھ ماہ میں ڈاٹھی بھی جہاز جھنکاڑ ہو جائے گی اور  
سر پر سندربن اگ آئے گا اور وہ چرس کے دم گاتا ہو انہیات آسانی سے سرحد پار کرے گا۔!  
”میں تمہیں مستثنی تو کہی چکا تھا۔ آج ہی منقولہ وغیر منقولہ جائیدادیں بھی تمہارے ہم  
 منتقل کر دیں۔!“ عمران اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ ”میں یہی چاہتا تھا کہ جب تک میا  
کامیاب نہ ہو جاؤں وہ آسمان نہ دیکھنے پائے۔!  
”تم دونوں پھر بربر ہو گے۔!“ میریانا جھبھلا کر بولی۔ ”میا بکواس کرتے رہے ہو۔... مجھے تباہ۔!  
”میں اس سے کہہ رہا تھا کہ تم اور میریانا بینیں آرام کرو اور میں ذرا ریمیز دیکھ ہو آؤں۔!  
”میں ہر حال میں ساتھ چلوں گی۔!  
”

”بے تو فی کی باتیں نہ کرو۔... سب مارے جائیں گے اس طرح۔!“  
”میرا اطمینان نہیں ہوتا۔!  
”چھا بھی چلانا تم بھی۔!  
”

ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اب تھاہی کام کرنے کا وقت آگیا ہے۔ اسی رات کو وہ انہیں سوتا  
چھوڑ کر نکل کرڑا ہو۔ رات ایک بورڈنگ ہاؤز میں بس کی اور دوسری صبح ایک مسافر بردار بڑی  
انفع میں بیٹھ کر ریمیز و کی طرف روانہ ہو گیا۔ میک اپ میں پھر تبدیلی کی تھی یعنی جیسون یا میریانا  
بھی دیکھتے تو نہ پہچان سکتے۔ ریمیز و میں یہ معلوم کر لیتا مشکل کام نہیں تھا کہ الفروزے اپنے  
انخوں سمیت کہاں مقیم ہے۔!



الفروزے نے عورت کا پیغام سنتا تھا اور ایڈ لاواہا کو اطلاع بھجوادی تھی کہ یہ اُسی عورت کی  
آواز ہے جس نے اس سے احمد طالب علم کے بارے میں گفتگو کی تھی۔

الفروزے یہاں شدت سے بور ہو رہا تھا۔ اس پر عمارت سے باہر نکلنے کی پابندی نہیں عائد  
کی گئی تھی۔ لیکن یہاں کی سوسائٹی میں وہ جانی پہچانی۔ شخصیت نہیں تھا۔ عام طور پر لوگ اس سے  
کہاں کر نکل جلایا کرتے۔ تفریحات کے عادی اگر ایسے حالات سے دوچار ہوں تو ان کا دم گھٹنے لگتا  
ہے۔ انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے زمین و آسمان کے بیچ میں پھنس کر رہے گئے ہوں۔ اس لئے آج  
ٹائم ہونے سے قبل ہی اپنے نائب کو ساتھ لے کر عمارت سے نکل پڑا تھا۔

”حال تک کب تک برقرار رہے گی جناب۔...؟“ نائب کپتان نے اس سے پوچھا۔  
”جب تک باس چاہے گا رے ہم کوئی محروم ہیں۔ جب چاہوں یہ قصہ ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن  
نہ لائل بالس یہی چاہتا ہے۔ اس کی اپنی کوئی مصلحت ہو گی۔ دنیا کے بہت بڑے مدروں میں اس کا  
ثنا ہوتا ہے۔!  
”

”بے نگ بے نگ۔! لیکن ہائے ٹریمنی۔!“  
”مت نام لو۔!“ الفروزے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے  
نکمال کی گود سے چھن گیا ہو۔!  
”

”میا ہم دونوں تمہیں سیاح لگتے ہیں...؟“ الفروزے نے مسکرا کر پوچھا۔  
”معافی چاہتا ہوں جناب اگر ایسا نہ ہو.... لیکن مجھ سے غلطی اس لئے سرزد ہوئی کہ آپ  
دونوں غیر ملکی ہیں!“

”اس کے باوجود بھی ہمیں گائیڈ چاہئے!“ الفروزے خالی کر سی کی طرف اشارہ کر کے  
بولा۔ ”بیٹھ جاؤ!“

”شکریہ جناب...!“ وہ بیٹھتا ہوا بولा۔

”لیکن یہاں دلاکار لوٹا اور کسی قدر خوب صورت ساحل کے علاوہ اور رکھا ہی کیا ہے جس  
کے لئے ہمیں گائیڈ کی ضرورت ہوگی!“

”اگر آپ صرف عمارتیں اور سواحل دیکھنے آئے ہیں تو میں اپنی پیش کش بصد افسوس واپس  
لیتا ہوں!“

”پھر کیا دلخواہ گے...؟“

”آدمی...! بلکہ ایسی آدم زادیاں جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر ایک نئی دنیا ہوگی!“

”اچھا... اچھا...!“ الفروزے نے قہقہہ لگایا۔ ”تم اس قسم کے گائیڈ ہو...!“

”اور کیا جناب...! انہیوں اور پتھروں کے ڈھیر میں کیا رکھا ہے۔ خواہ وہ پہلی صدی عیسوی  
عیسیٰ سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔ یہ جھیل اور اُس نے ساحل بھی لاکھوں سال پرانے ہیں۔ میں تو  
آپ کو وہ نیا بجزیرے دلکھاوں گا، جو آج ہیں کل نہ ہوں گے یا اگر ہوں گے بھی تو اس قابل نہ  
ہو جائیں گے کہ ان کی طرف دیکھا بھی گوارا کیا جاسکے!“

”ارے تم شاعر معلوم ہوتے ہو...! بیٹھو... بیٹھو بیٹھے رہو...! میں صرف باتیں کرنے  
کا معاوضہ ادا کر کے بھی خاصی خوش محسوس کروں گا۔ ایک لطیف یاد آیا!“ لطیفے کے نام پر گائیڈ  
بھی تن توجہ بن گیا اور الفروزے کو اس کی یہ ادا بھی پسند آئی۔ وہ لطیفہ شروع ہی کرنے والا تھا کہ  
طلب کی ہوئی اشیاء پہنچ گئیں اور الفروزے اس ناقوت دخل اندازی سے بور ہو گیا۔ اس پر گائیڈ  
نے بھی سرو کرنے والی عورت کو کینہ تو ز نظر وہن سے دیکھا تھا۔

”تم کون سی پیٹے ہو...؟“ الفروزے نے گائیڈ سے پوچھا۔

”آپ ہی شغل فرمائیں ہی نور...! میں صرف سونے سے قبل تھوڑی سی پیٹا ہوں...! اگر

”آپ تو وہاں کے باوشاہ لگتے تھے جناب...؟“  
”مت یاد دلاو...! مگر یہاں کس نہی طرح لوگ مجھے دیکھتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے میں ان  
کی بستی پر جاہی لانے والا ہوں!“

”دیکھنے دیجئے...! آپ ہر معاملے میں غیر معمولی ہیں جناب...!“

الفروزے کچھ نہ بولा۔ اس نے ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی روک دی تھی اور وہ عدالت کے  
عقب میں دور تک پھیلے ہوئے سر بزرگ باغ میں آئے تھے جہاں بے شمار میزیں پھلوں کے تجویز  
کے درمیان لگی ہوئی تھیں۔ سیاحوں کی بھیڑ تھی۔ سیاہ قام نسلوں کی تندروست اور سفید پوشر  
عورتیں سرو کر رہی تھیں۔ اپنے بے داغ سفید ملبوسات میں کچھ اور زیادہ نمایاں ہو گئی تھیں۔  
ان دونوں نے ایک مناسب سی میز تلاش کی اور اس کے گرد بیٹھ گئے۔ سرو کرنے والی ایک  
عورت ان کی جانب پلکی تھی۔ الفروزے نے مینوں دیکھ کر شراب اور گزک کا انتخاب کیا۔ اس ملے  
میں اس نے اپنے نائب کی رائے بھی معلوم کی تھی۔

”آپ اپنے سارے ماتھوں کی روحوں تک سے واقف ہیں۔ آپ نے وہی سب کچھ منتب  
کیا ہے جس پر میری جان جاتی ہے!“ نائب گھصیلیا تھا۔

آرڈر پلیس کر دیا گیا اور وہ عورت چل گئی۔ الفروزے چاروں طرف نظریں دوڑا کر بالآخر  
بولے۔ ”وہ جو پیچھے گاہوا تھا یہاں بھی موجود ہے...! خیر دیکھا جائے گا۔ تم مز کراو ہر اورہ دیکھ  
کی کوشش نہ کرنا...! میں انہیں لاعلم رکھنا چاہتا ہوں کہ ان کی حرکتوں سے واقف ہیں!“

”آخربا ہماری گنگانی کیوں ہو رہی ہے...؟“

”ان کے ذہن ہماری طرف سے صاف نہیں ہیں اور نہ ہوں گے جب تک کہ عدالت میں  
یہ نہ ثابت ہو جائے کہ فرم کے کسی کاروباری حریف نے ہمیں پھنسانے کی یہ سازش کی تھی۔  
نیوی نے اسٹیر کے کئی مکڑے جھیل کی تھے سے نکالے ہیں۔ فرانسیسی ساخت کی درجنوں انقلبا  
صحیح حالت میں ان کے ہاتھ گلی ہیں۔ ایسی صورت میں تم خود سوچو کیا کچھ نہ ہو جانا چاہئے!“

”دفتہ بائیں جانب سے آواز آئی۔“ گائیڈ تو نہ چاہئے سی نور...!“

الفروزے چونک کر مڑا...! ایک نہایت خوش لباس اور جوان العمر آدمی نے اسے غاطب  
کیا تھا۔

اس وقت ذرا سی بھی پی لی تو بہاں آپ کے پاس بیٹھنے کے قابل نہیں رہ جاؤں گا۔ میرا سُمیٰ  
کچھ ایسا ہے۔ تھوڑی سی مقدار بھی مجھے ڈریکولا بنا دیتی ہے۔!

”اچھا اچھا..... توجہ دل جائے کھاؤ۔!

”بہت بہت شکریہ سی نور..... لیکن اس عورت نے مجھے دلچسپ لٹینے سے محروم کر دیا۔!

”پروہ مت کرو....! میں طفیلوں کا شہر ہوں۔!“ الفروزے خوش دلی سے بولا پھر تھوڑی دیر  
بعد لٹینے شروع ہوئے تھے اور گائیڈ پیٹ دبائے بری طرح نہ رہا تھا۔

”مم.... میں..... مر جاؤں گا ہستے ہنستے..... ارے..... ارے..... ہوں....!

الفروزے مگن ہو گیا تھا۔ تریسی والا الفروزے جاگ اٹھا تھا۔ لیکن اس کا نائب گائیڈ کو نہ لے  
والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ بالآخر ایک جگہ اسے موقع مل ہی گیا اور اس نے اپنی میں  
کہا۔ ”جناب....! کہیں یہ بھی نگرانی کرنے والوں میں سے نہ ہو۔!

”ہو گا.... جہنم میں جائے.... لیکن ہے زندہ دل آدمی.... مجھے محظوظ ہونے دو۔ نگرانی  
کرنے والے میری کھوپڑی پر بھی سوار ہو جائیں تو میر اکیا بگاڑ لیں گے۔ اس وقت مجھے یورنہ کرو۔!

”بہت بہتر جناب....!

اس گفتگو کے دوران میں گائیڈ بھی نائب کی شکل دیکھنے لگتا تھا اور کبھی الفروزے کی۔

”ہم دونوں اپنی میں....!“ الفروزے نے گائیڈ سے کہا۔ ”یہ کہہ رہا تھا کہ کہیں یہ آدمی  
کوئی دھوکے باز نہ ہو.... ہمیں ٹھنگ نہ لے۔!

گائیڈ نہ پڑا اور بولا۔ ”اگر آپ چاہیں تو اسی ہوٹل سے شہادت مہیا کر دی جائے کہ میں  
ایک ایمان دار گائیڈ ہوں۔!

”ارے نہیں.... اس کی ضرورت نہیں.... دراصل اس بناء پر شبہ ہوا کہ ان اطراف  
میں لوگ مجھ سے دور دور رہتے ہیں۔ کیا میں صورت سے اتنا ہی خوف ناک لگتا ہوں۔!

”اس میں تو شک نہیں جناب کہ آپ کی ظاہری شخصیت دل دہلا دینے والی ہے۔ لیکن میں  
قتم کھا کر کھتا ہوں کہ اندر سے اتنا باغ و بہار آدمی پہلے کبھی میری نظروں سے نہیں گزر۔ ویسے  
جناب خوف ناک شکلیں میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ میں نے اپنی زندگی کے تین سال  
جنوبی افریقیہ میں گزارے میں اور زیادہ تر خوف ناک شکلوں ہی کے درمیان رہا ہوں۔ اپنے اس

پیان کی تصدیق بھی یہیں اسی ہوٹل میں کر سکتا ہوں۔!

”اس کی ضرورت نہیں...! مجھے یقین ہے۔!“ الفروزے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

”شکریہ جناب عالی....! بس میری ایک بد نصیبی ہے کہ انکش کے علاوہ اور کوئی زبان نہ  
یکے سکا ورنہ آپ کے ساتھی کو اپنی ہی میں جواب دیتا۔ میں بھی لوگوبارڈ بادشاہوں کی نسل سے  
ہوں جن کا آہنی تاج موزنا کی ٹریڑری میں رکھا ہوا ہے۔ وہ آہنی تاج جسے چارلس پنجم اور نپولین  
بھی پہن چکے ہیں۔!

”میں وہ تاج تمہیں بھی پہناؤں گا۔!“ الفروزے قہقهہ لگا کر بولا۔

”اپنے اس بیان کی تصدیق بھی اسی ہوٹل سے کر سکتا ہوں۔!

”ارے نہیں.... تم حق مجھ نہ رامان گئے.... مجھے یقین ہے لیکن اگر اب تم نے اپنے کسی بیان  
کی تصدیق کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں اٹھا کر سڑک پر پھینک آؤں گا۔!

اس لٹینے پر بھی گائیڈ دل کھول کر خسارت۔

”میری طرف سے بھی مذعرت قبول کرو۔!“ نائب نے اطالوی میں کہا۔

”کوئی بات نہیں....! آپ نے ٹھیک کہا تھا۔ ہر ایک پر آنکھیں بند کر کے اعتناد بھی نہ  
کر لیتا چاہئے۔ اصولی بات ہے۔ لیکن مجھے تو بہر حال دھچکا لکھا جبکہ میں ثابت کر سکتا ہوں۔!

”بس۔!“ الفروزے ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”کچھ خاتمت کرنے کی کوشش کا بھی وہی انجام ہو گا جس  
کا حوالہ تصدیق کرنے کے سلسلے میں وے چکا ہوں۔!

”سی نور آپ سے زیادہ زندہ دل آدمی شاید ابھی تک میری نظر سے نہیں گزرا۔!

”ضھول باتوں میں وقت نہ ضائع کرو۔.... ہمیں ان جزیروں تک لے چلو جن کا ذکر تم نے  
کیا تھا۔!

”ضرور.... ضرور.... سی نور....! لیکن ہم گاڑی پر نہیں جائیں گے۔ بس ٹھلتے ہوئے  
ارس جہاں میں کسی کی گاڑی میں بیٹھا وہاں مقامی پولیس کا کوئی سفید پوش میرے پیچھے گیا۔!

”وہ کیوں....?

”ان لوگوں کا خیال ہے کہ میرے جزیرے بہت ہی اپنیں قسم کے ہیں یعنی میں گھریلو  
جزیروں کو در غلاتا ہوں۔!

”تو کیا ایسا ہی ہے۔!“ الفروزے نے آہستہ سے پوچھا۔  
”بوڑھے سندروں سے گھرے ہوئے لہلہتے جزیرے!“  
”واہ... کیا شاعری ہے...!“ الفروزے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔  
گائیڈ کے حق سے ہلکی سی کراہ نکلی تھی اور اپنا شانہ سہلاتا ہوا بڑی طرح۔ ”جیسے پہلا  
آگر ابھو!“

”معاف کرنا دوست...! میں بہت جلد بے تکلف ہو جاتا ہوں۔!“  
”لہذا مجھے قدرے دور بیٹھنا چاہئے...!“ گائیڈ اپنی کرسی کی قدر پیچے ہٹاتا ہوا بولا۔ ورنہ  
پھر تھوڑی دیر بعد آپ کو ان جزیروں تک کون لے جائے گا!“  
الفروزے نے بہت زیادہ مخطوظ ہو کر قہقہہ لگایا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد وہاں سے اٹھے تھے اور ٹھیٹے ہوئے ایک جانب چل دیئے۔ الفروزے  
نے اپنی گاڑی ہوٹل کے سامنے ہی پارک رہنے دی تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد گائیڈ نہ کھا تھا۔

”کیوں چلتے کیوں نہیں!“ الفروزے اُسے گھورتا ہوا بولا۔  
”مجھے حیرت ہے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوں!“  
”میا نہیں ہوا تھا...!“

”سیاحوں کو عموماً نہلتا ہی ہوا لے جاتا ہوں۔ لیکن پیدل کبھی میرا تعاقب نہیں کیا گیا۔  
تعاقب تھی ہوتا ہے جب میں غلطی سے کسی گاڑی میں بیٹھ جاؤں۔!“

”اُرے تم چلو...! دیکھا جائے گا!“  
”آپ کے لئے ذاتی طور پر میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں لیکن کسی گھرانے کی بدنای میرا  
پورا کیریتہا کر دے گی۔!“

الفروزے نے مڑ کر دیکھا تھا اور اُسے وہی آدمی دکھائی دیا تھا جو شروع ہی سے خود ان کا  
تعاقب کرتا رہا تھا۔ انہیں رکتا رکھ کر ہی شائد اس نے باہمی جانب جھک کر سگریٹ سلاگانے کی  
اداکاری شروع کر دی تھی۔ الفروزے نے اس اسامنہ بناؤ کر پھر گائیڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
ایسے گھرانے ہیں کہ مالی مشکلات کی بنا پر جزیرے نہیں بنے ہیں بلکہ بوڑھے سندروں  
نے انہیں جزیرہ بنایا ہے.... یعنی سمجھے.... معزز گھرانے ہیں۔!“

”اچھا وابیں چلو...!“ الفروزے کے کچھ سوچتا ہوا بولا۔  
وہ ہوٹل کی طرف واپسی کے لئے مڑ رہے تھے۔  
”کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم کسی کو میری قیام گاہ تک لاو!“  
”ممکن تو ہے لیکن اُس کے لئے مخصوص اوقات ہوں گے ہر وقت ممکن نہیں ہے۔ پتہ  
نہیں کہ کون سا وقت سوٹ کرے غالباً آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے!“  
”میں سمجھ گیا...!“ الفروزے گاڑی کے قریب پہنچ کر رکتا ہوا بولا۔ ”میں تمہیں اپنا  
خصوصی کارڈ دے رہا ہوں اور اس کی پشت پر موجودہ پتہ لکھ دیتا ہوں.... جب موقع ملے چلے  
آتا... ہے بھی کارڈ کھاؤ گے فوراً پہنچا دے گا!“  
اس نے کارڈ کی پشت پر پتہ لکھ کر گائیڈ کی طرف برھادیا تھا۔  
”آپ مجھے ہمیشہ یاد رکھیں گے جانب اور جب بھی ادھر آئیں گے آپ کو میری تلاش  
ہوگی۔“

”اب دیکھنا ہے کیا کارنامہ انجام دیتے ہو۔“ کہتے ہوئے الفروزے نے بے خیال میں ہاتھ  
الٹھیا تھا۔ شاید شانے ہی پرمارنے کا ارادہ تھا۔ لیکن گائیڈ ایسے بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹا کر  
الفروزے کو بے سانتہ ہنسی آگئی اور گائیڈ بھی کھیانی سی ہنس تارہ۔ الفروزے کا نائب بھی اس  
بجوشن سے خاصاً مخطوظ ہوا۔  
وہ گاڑی میں بیٹھے تھے اور گاڑی آگے بڑھ گئی تھی۔ گائیڈ نے تعاقب کرنے والے کو بھی  
”وسری گاڑی میں بیٹھ کر ان کے پیچھے جاتے دیکھا۔ عجیب سی مسکراہٹ اس کے ہوننوں پر کھینے  
لگی اور پھر وہ ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اس دریافت پر کہ عمران رات کو کسی وقت چپ چاپ وہاں سے کھک گیا تھا۔ میرا نے  
خاصاً ہنگامہ بہپا کر دیا۔ کبھی جیسے پر چڑھ دوڑتی اور کبھی جیچ جیچ کر رونے لگتی۔ بوڑھا پلے یوں، اس کی  
بیوی اور میٹی، سمجھی اُن کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

”کیا دھوکا دے کر کوئی چیز اڑائے گیا....؟“ مزپلینو نے میریانا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر ہمدردانہ لبجے میں پوچھا۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی۔

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!“ بوڑھے نے ناخوش گوار لبجے میں کہا۔ ”فرشتے چور نہیں ہوتے۔ ایسا صالح جوان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا!“

ان لوگوں کی موجودگی میں میریانا نے بالکل چپ سادھی تھی۔ وزرنہ اس سے پہلے تو اس پر دیوانگی کے دورے سے پڑتے رہے تھے۔

”بات یہ نہیں ہے....!“ جیسون بھرا تی ہوئی آواز میں بولا۔ ”وہ تھا مومن زبانا چاہتا تھا میریانا چاہتی تھی کہ وہ بھی اس کے ساتھ جائے لیکن وہ اڑ گیا اپنی بات منوانے پر.... یہ نہیں مانی تو چپ چاپ چلا گیا!“

”آخر کیوں اڑ گیا اپنی بات پر....!“ مزپلینو نے کہا۔

”دیکھئے محترمہ....! وہ نہ بھی جو نی قسم کا آدمی ہے میں جو کچھ بھی سر میں نہ جائے۔ ویوں اور نبیوں کے قصے پڑھتا رہتا ہے اور انہیں کے سے انداز میں عبادت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مومن میں کوئی گر جاہے۔ ہاں وہ ملکہ ڈونڈا کا گرجا گھر ہے شاید....!“

”ہاں.... ہے تو پھر؟“

” غالباً تیسری صدی عیسوی میں کسی ولی نے جن کا نام مجھے یاد نہیں ٹھیک اسی جگہ دس سال تک اس طرح عبادت کی تھی کہ ان کے شانوں پر گرد جتے جتنے گھاس اگ آئی تھی!“

”مجھے تو نہیں معلوم کون تھا وہ ولی....!“ مزپلینو بول پڑا۔

”مجھے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے نہ ہب سے.... اسی کی زبانی ایسے قصے سن کر ذہن میں محفوظ رہ جاتے ہیں۔ ہاں ملکہ نیوڈانڈا نے شائد اس ولی کی عقیدت مند ہونے کی بناء پر اس جگہ گرجا تغیر کرایا تھا۔!“

”ارے آخر مجھے اتنی معلومات کیوں نہیں!“ مزپلینو نے جھنجھلا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا تھا۔ ”کسی کو بھی نہیں ہو سکتیں علاوہ ان کے جو قدیم لا بھریوں میں گھس کر سینکڑوں سال پرانے قلمی نئے پڑھا کرتے ہیں۔ بہر حال اس نے ایسی ہی کسی کتاب میں اس ولی کے طریق عبادت کے بارے میں کچھ پڑھا تھا اور یہاں آنے سے قبل مجھے سے کہا تھا وہ مومن اضور جائے گا۔

اں ملکہ کے گرجا گھر کے دروازے پر کم از کم سات دن تک بالکل اُسی طرح عبادت کرتا رہے گا بس طرح اس ولی نے کی تھی!“

”ویکھا تم نے!“ پلینو نے اپنی پیوی کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”اس کا لے دور میں تم اسے نہ شہنشہ کہو گی تو اور کیا کہو گی.... ایسے حالات میں وہ بھلا میریانا کو اپنے ساتھ کیسے لے جا سکتا!“ میریانا دنوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ شاید اسے جیسں کی اس کو اس پر غصہ آگیا تھا اور وہ اپنے جذباتی تغیر کو ان لوگوں سے چھپانا چاہتی تھی۔

”اب مت چھیرنا اُسے!“ پلینو جیسون کی طرف دیکھ کر آہستہ سے بولا۔

”آہستہ آہستہ....! معمول پر آجائے گی۔ کیا دنوں شادی کرنے کا رادہ رکھتے ہیں!“

جیسون نے معموم انداز میں سر کو اثباتی جبکش دی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ لیکن پھر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران ”درود“ کے مقابلے میں کہیں زیادہ منطقی شعور رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی حالات کارخ بنا اوقات اسے بھی مجبور کر دیتا ہے کہ وہ مصلحت کو شیوں کو بالائے طاق رکھ کر انہی چالیں چلانا شروع کر دے۔ بہر حال اس نے ایسے معاملات میں بھی اسے سو فیصد کامیاب ہی ہوتا دیکھا تھا۔ یقیناً اس نے کوئی اہم فیصلہ کر لیا تھا اسی لئے اس طرح تھا نکل کھڑا ہوا تھا کبھی کبھی جیسون نے یہ بھی دیکھا تھا کہ عمران نے محض اس لئے چوٹ کھائی تھی کہ اسے اپنے ہی کسی ساتھی کا چھاؤ کرنا پڑ گیا تھا۔ لہذا جب وہ کوئی حقی فیصلہ کر لیتا تھا تو پھر تھا ہی کسی کیس کو پہنانے نکل کھڑا ہوا تھا۔ لیکن آخر وہ اس بے وقوف عورت کو کس طرح سمجھائے!

وہ سوچتا اور بور ہوتا رہا۔ پھر کسی آہٹ پر چونک پڑا تھا۔ مڑ کر دیکھا تو دنالینی کی بہن سلویا کھڑکی اسے گھورے جا رہی تھی۔

”سی نوریا!...!“ جیسون احتراماً کھڑا ہو کر بولا۔

”ہاں!...!“ وہ مخصوصاً نہ سمجھی گی سے بولی۔ ”سادہ لوح آدمیوں کو مزید یہ وقوف بنانا کہاں کی انسانیت ہے!“

”میں نہیں سمجھا سی نوریا!...!“

”یا پا کو یقین آگیا ہو گا تمہاری کہانی پر.... مجھے نہیں آیا!“

”دل چھوٹانہ کرو....!“ وہ معموم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ ”کسی نہ کسی عورت کی مامتا نہ لئے بھی جاگے گی۔!“  
نہارے! جیسنے بھنا کر آنکھیں نکالیں۔

”ہاں کسی بھی عورت کی محبت میں پھر فیصلہ مامتا بھی شامل ہوتی ہے اور جب خود مامنی ہے تو وہ پھر فیصلہ مامتا بچے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے لیکن یقین کرو کہ پچیس فیصلہ مامتا بچے کے باپ کے لئے پھر بھی برقرار رہتی ہے۔!“

”تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ محبت میں ارتھمینیک بھی چلتی ہے۔!“  
”یہی سمجھ لو....!“

جیسن اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا۔ ”اب محبت کا نام بھی نہ لوان گا۔ میری تعلیم اسی لئے مکمل ہو سکی کہ مجھے ارتھمینیک سے سخت نفرت تھی۔ لیکن یہ لڑکی نہادیہ مجھے بہت اچھی لگی ہے۔!“  
”ماہوس ہو جاؤ.... کسی مطلقی جواز کے بغیر کسی مرد کی طرف نہیں جھکے گی۔ اس کی پیشانی تحریر ہے۔!“

”میری پیشانی پر بھی کچھ تحریر ہے یا نہیں۔!“

”میرا دھیان بٹانے کی کوشش نہ کرو.... میں اس کے لئے بے حد پریشان ہوں۔ ایڈ لاوا انی کھیل نہیں ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی اصل شکل کیسی ہے....؟“

”کیا مطلب....؟“

”ایڈ لاوا مخفی ایک نام ہے حکام اسے کسی شکل میں پہنچانتے ہیں اور اس کے ماتحت کسی شکل میں۔!“  
”میں نہیں سمجھا....!“

”ایک بار مجھے اتفاق ہوا ہے.... میں ہیڈ کوارٹر میں اس کے لئے کوئی کام اسی کی مگر انی میں کر رہی تھی۔ یعنی وہ اس وقت میرے سر پر سوار تھا کہ اپاٹک ایک مقامی حاکم آگیا اور اس نے خود ایڈ لاوا سے ایڈ لاوا کے بارے میں پوچھا تھا۔ ایڈ لاوا نے اس سے کہا کہ آپ تشریف رکھتے میں جا کر اطلاع کرتا ہوں وہ بیٹھ گیا تھا اور ایڈ لاوا اس کمرے سے چلا گیا تھا۔ مجھے سخت حرمت ہوئی کہ آخر یہ کس قسم کا مذاق ہے جبکہ خود ایڈ لاوا سے اسی حاکم کے بارے میں سن پچھی تھی کہ دونوں

”یقین تو مجھے بھی نہیں ہے۔!“ جیسن بڑے خلوص سے بولا۔ ”میں نے اپنے دوسرے بیان دہرایا تھا۔ قلمی کتاب میں خود میں نے اس عبادت گزار بزرگ کا قصہ نہیں پڑھا۔!“  
دفعۃ عقب سے میریاتا کی آواز آتی۔ ”مجھے اس کا افسوس نہیں ہے کہ وہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے گیا آخر مجھے علمی میں رکھ کر کیوں چلا گیا۔!“

”یعنی تمہیں بھی ولی والے قصے پر یقین ہے....!“ ناریانے حرمت سے کہا۔  
”مجھے یقین ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ اتنا ہی مخصوص ہے جتنا نظر آتا ہے۔ کثرہ ہمی ہے.... میں اسے اپنی آنکھوں سے اس لئے او جھل نہیں ہونے دینا چاہتی کہ کہیں وہ کسی چالاک عورت کے تھے نہ چڑھ جائے۔!“

”اگر یہ بات ہے تو تم حق بجانب ہو....!“ ناریہ خفیف سی ہو کر بولی۔  
”بیٹھ جاؤ.... تم کھڑی کیوں ہو....!“ میریاتا نے کہا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کے قریب بیٹھ گئی۔ جیسن سوچ رہا تھا کہ پلو یون خود اپنی ”چوزی“ کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ ورنہ یہ بھی خاصی تدرست ہوتی۔ اتنی دلیلی پتلی اور کلاسکی کمر رکھنے والی ہر گز نہ نظر آتی۔ اسے اس کی آنکھوں کی غم آکوڈ نرمی بہت پسند تھی۔ اور ستواں تاک کے نیچے دہانے کی اطاالوی کلاسکی تراش کا کیا کہنا.... بالکل ایسا معلوم ہو تا تھا جیسے کسی قدیم مصور کی تصویر میں جان پڑ گئی ہو۔

”ویسے جھوٹی طور پر تم لوگ بہت ایجھے ہو۔!“ ناریہ نے جیسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”کچھ دیر قبل کہے ہوئے الفاظ واپس لیتی ہوں۔!“

”ہم آزاد خیال بھی ہیں اتنی جلدی میرا نہیں مان جاتے۔!“ جیسن بولا۔ ”تم بالکل پرواہنے کرو....!“

پھر ناریہ کو کوئی ضروری کام یاد آگیا تھا اور وہ اٹھ کر جل گئی تھی۔

”گڑ بڑ کردی تم نے....!“ جیسن نے میریاتا سے شکوہ کیا۔  
”میں نہیں چاہتی کہ وہ ہماری طرف سے بد گمان ہو.... یقین کرو جسمو....! میں اس کے لئے اتنی ہی پریشان تھی کہ مجھ پر ہمیری قسم کا دورہ پڑ گیا تھا۔!“

”وہ اتنا خوش نصیب ہے کہ میں کیا بتاؤ....!“ جیسن نے ٹھٹھی سانس لے کر کہا۔ ”آن تک میری کسی نے پرواہنے کی۔!“

آپس میں گھرے دوست ہیں۔ بھر قریباً پندرہ منٹ بعد تو میں بے ہوش ہوتے ہوئے پہنچتی کیونکہ ایک اجنبی کمرے میں داخل ہوا تھا اور حاکم لہک کر بولا۔ ”بیلو ایڈ لاوا...!“ دونوں نے پر تاک انداز میں مصافحہ کیا اور وہ اجنبی اسے اپنے ساتھ لے کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ شاید کوئی ایسا ہی اہم معاملہ تھا کہ ایڈ لاوا جلدی میں مجھے نظر انداز کر گیا اور اس کے اس راز سے صرف میں ہی واقع ہوں۔!

اس کے باوجود بھی اس نے تمہیں زندہ رہنے دیا!

”عورت اس کی کمزوری ہے۔!“ وہ حقارت سے بولی۔ ”وہ کسی عورت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ایک بار میں تھوڑی سی زخمی ہو گئی تھی تو میں نے اسے اپنے لئے روتے بھی دیکھا ہے۔!  
”اتا چاہتا تھا تمہیں....!“

”صرف مجھے نہیں.... میں نے لفظ عورت استعمال کیا ہے.... میریا نہیں۔ عورت کا کائناتی تصور رکھتا ہے۔ عورت بنیادی چیز ہے۔ نام خواہ کچھ ہو وہ کسی دوسری عورت کے لئے بھی اسی طرح رو دیتا۔!  
”

”بہر حال تم اس کے راز سے واقع ہو تو وہ تمہیں دیے بھی معاف کر سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ تمہاری موت گوارا نہیں کرے گا۔!  
”

”یہ حقیقت ہے۔!  
”

”تو پھر یہاں کیوں جھک ماری ہو۔!  
”

”اس لئے کہ اس کے لئے کبھی ایک فیصلہ بھی مانتا محسوس نہیں کی لیکن ڈھمپ نے پوری مہمن فیصلہ پر قبضہ کر لیا ہے۔!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

”بہر حال اب یہ بات سمجھ میں آئی کہ ”خیر انڈش“ خود کو اس قدر محفوظ کیوں سمجھتا ہے؟“ جیسیں ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”اگر تباہ ہو جانے والے اسیمیر کے عملے کا کوئی آدمی ایڈ لاوا کا ہاتھ پکڑ کر بھی کسی حاکم کے حوالے کر دے تو وہ بے چارہ خود ہی پاگل خانے روانہ کر دیا جائے گا۔!  
”

”یہی بات ہے....!  
”

”تب تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا.... اسے لکھو....!  
”

میریا نے لاپرواہی سے شانوں کو جتنش دی۔



الفرزوں سے مودب کھڑا تھا اور ایڈ لاوا آرام کر سی پر نیم دراز کچھ سوچ رہا تھا۔ وہ اس وقت بھی پہلی آفسروں کے بھیس میں تھا اور تھوڑی دیر قبل ہی یہاں پہنچا تھا۔

”دیکھو....! اب اگر وہ عورت پھر کبھی تمہارے پاس آئے تو نکل کر جانے نہ دینا۔!  
”

”بہت بہتر بس....!  
”

”جانتے ہو وہ کون ہے....?  
”

”نہیں بس....?  
”

”لویسا.... عام طور پر کھلاتی ہے.... لیکن اصل نام ایدلی دے سادا ہے فرانس کی بکڑ سروس کی ایک عہدے وار ہے اور یہ بہت بُری بات ہے کہ وہ خیر انڈیشوں کے اصل ہنس سے واقع ہے۔!  
”

”میں سمجھ گیا.... بس کیا وہ آپ سے ملی تھی....?  
”

”نہیں....! آواز سے پہچانی گئی ہے۔ مجھے کچھ کچھ یاد آتا ہے کہ جیسن ہارلے سے اس کے کل قلم کے تعلقات تھے۔!  
”

”تو وہ اس کی موت کا انتقام لینے نکلی ہے۔!  
”

”ہو گا.... لیکن وہ ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی۔!  
”

”لیکن بس....! وہ لکو والی لاخ....!  
”

”تابہ ہو گئی تھی.... اس کا ثبوت کہاں فراہم ہو سکا کہ لاخ کی تباہی کے وقت وہ تینوں اس پر بوجو، بھی تھے۔ تمہارے اسیمیر پر بھی تو سات آدمی تھے۔!  
”

”یہ بات تو ہے بس....! الہذا....!  
”

”خود لویسانے اس کا اعتراف کیا ہے کہ وہ اب اس سلسلے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تینوں لاشیں ضرور ملتیں....! اگر لاخ کی تباہی کے ساتھ ہی مر گئے ہوتے۔ پانی نہ سہرا ہوا بنے اور دہاں نہیں مچھلیوں کے علاوہ اور کوئی آبی جانور نہیں تھا۔ نہیں نہیں مچھلیاں گوشت

ایڈ لاو اے بہت احتیاط سے اسے سیٹ پر لٹا دیا۔ اس کے بعد خود اسی نے اسٹریگ سنجلا تھا اور ہاری تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ الفروزے ہونقوں کی طرح مند اٹھائے کھڑا رہ گیا۔

”یہ سب کیا تھا جتاب....؟“ اس نے اپنے نائب کی آواز سنی اور اس کی طرف مژ کر بولا۔ ”وہی ہوم ڈیپارٹمنٹ والی عورت تھی.... خدا مہربان ہے کہ اوسا کا پولیس آفیسر پہلے ہی سے میرے پاس موجود تھا۔ ورنہ اب ہم بڑی مصیبت میں پڑ جاتے!“

”آخربات کیا تھی....؟“

”قاتلانہ حملہ ہوا تھا اس پر... کسی نے زہریلی سوئی اس کے بازو میں پوست کر دی تھی!“

”میا مر گئی....!“

”خدا جانے.... چلو واپس چلو....!“

پھر دو گھنے بعد الفروزے کوڑا اس میسٹر پر اطلاع مل گئی تھی کہ وہ ہوش میں تو آگئی ہے لیکن ہوش کی باتیں نہیں کر رہی۔ ڈاکٹروں کے خیال کے مطابق اگر چو میں گھنٹوں کے اندر اندر اس کی ذہنی حالت معقول پر نہ آئی تو ہبیشہ کے لئے پاگل ہو جائے گی۔

”اتی خوب صورت عورت کا یہ حشر....!“ الفروزے نے ٹھنڈی سانس لی اور پر تشویش نظروں سے دروازہ کی طرف دیکھنے لگا۔



جیسیں مری طرح بوکھلایا ہوا نظر آتا تھا۔ دونوں کمروں کی ایک ایک چیز الٹ پلٹ کر رکھ دی تھی۔ میریانا شاید باغات کی طرف نکل گئی تھی۔ روزانہ صبح کا معمول تھا۔ ناشتے کے بعد ٹبلٹ نکل جاتی تھی اور جیسیں کمرے ہی میں بیٹھا رہتا تھا کہ شام کے شاریار یاد ہر آنکھے اور وہ اس سے قدیم رومن تہذیب کے تذکرے چھیڑ دے وہ اپنی قوم کی عظمت رفتہ کے گن گایا کرتی تھی اور جیسیں اس طرح ہاں میں ہاں ملا تاکہ اس کی آنکھیں چکنے لگتیں اور پھر وہ اس کا کچھ زیادہ ہی خیال رکھنے لگی تھی۔ ویسے اس وقت تو اس کی بوکھلاہست قابلی دید تھی۔ کبھی سر تھام کر کسی طرف پیٹھے رہتا اور کبھی الٹھ کر دوبارہ الٹ پلٹ شروع کر دیتا۔ اس عالم میں میریانا اپس آگئی۔

”ارے.... ارے....!“ وہ دروازے ہی پر رک کر بولی۔

نوج سکتی ہیں بھیاں نہیں چچا سکتیں۔ لاش نہیں تو ڈھانچے ضرور ملتے!“  
ایڈ لاو اخاموش ہو گیا۔۔۔ الفروزے بھی کچھ نہ بولا۔

ٹھوڑی دیر بعد وہ الفروزے کی طرف دیکھے بغیر بولا۔ ”مشرق کے ذہین ترین اور خطرناک ترین آدمی کر قل فریدی تک کی تصویر میرے الہم میں موجود ہے۔ اس کی آواز کا نمونہ بھی میرے پاس ہے لیکن ایکس ٹوکا کوئی ریکارڈ نہیں، کوئی ریکارڈ نہیں۔“

دفعتہ دو نوں ہی چوک پڑے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی راہداری کے چوبی فرش پر بے تحاشاد وڑتا ہوا اسی طرف چلا آرہا ہو۔ الفروزے دروازے کی طرف چھپنا اور پھر کوئی عورت اس کے پہلے ہوئے ہاتھوں پر جھوول گئی۔

”بجاو۔۔۔ بجاو۔۔۔ مجھے بچاؤ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ!“ وہ اپنے بائیں بازو پر ایک جگہ انگلی چھبوئے جا رہی تھی۔ ”م۔۔۔ میں مر رہی ہوں۔۔۔!“

”لویسا۔۔۔!“ کہہ کر ایڈ لاو اس کی طرف چھپنا۔۔۔ پھر جلدی سے بولا۔ ”ڈال دو۔۔۔ اسے فرش پر ڈال دو۔۔۔!“

تیزی سے اس نے اس کا بیال بائیں بازو نہ کیا تھا اور اس جگہ نظر ڈالی تھی، جہاں وہ اپنی انگلی چھپوئی رہی تھی۔

”چاقو۔۔۔ نکالو۔۔۔!“ اس نے الفروزے سے کہا۔

”بب۔۔۔ بے ہوش ہو گئی۔۔۔!“ الفروزے نے جیب سے اپنا چمک دار قلم تراش نکالتے ہوئے کہا۔

دوسرے ہی لمحے میں ایڈ لاو لویسا کے بازو میں شگاف دے رہا تھا۔ پھر اس نے طویل سانس لی اور اس چیز کو چلکی میں دبائے ہوئے آنکھوں کے قریب لایا جسے بازو کاٹ کر گوشت کے ریشوں سے کریڈ نکالا تھا۔

”زہریلی سوئی۔۔۔!“ وہ آہتہ سے بڑی بڑی پھر زور سے بولا۔ ”فرست ایڈ باس۔۔۔!“ فرست ایڈ باس کے لئے خود الفروزے دوڑا گیا تھا۔

بازو کی بینڈنگ کر دینے کے بعد ایڈ لاو اسی بے ہوش لویسا کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر پولیس کار تک لایا تھا۔ الفروزے اس کے پیچھے تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور

جیسن اس کی طرف مڑ کر ہانپتا ہوا بولا۔ ”چوری ہو گئی ہے۔“  
”میا...؟ کرنی...!“

”نہیں بہت اہم چیز...!“ وہ اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ ”جبی ٹرانس میز۔“  
”نہیں...!“ وہ چوک پڑی۔

”یقین کرو...! میرے سوٹ کیس میں تھا۔ اب ہم ایک دوسرے کو اپنی خیریت سے بھی  
مطلع نہ کر سکیں گے۔ مائیکرو ٹرانس میز تھا بہت زیادہ فاصلے سے بھی رابطے کا کام دے سکتا تھا۔“

”اور کوئی چیز غائب نہیں ہوئی۔!“

”ایک تنکا بھی نہیں۔!“

”مہرود... مجھے سونچنے دو...!“ پچھلی رات نثاریا نے ہمیں کافی پلائی تھی اور میں نے اس  
کے بعد محسوس کیا تھا کہ جیسے جاگتی نہ رہ سکوں گی۔ لہذا تم دونوں سے مذفرت طلب کر کے اپنے  
کمرے میں چلی گئی تھی۔!

”خدا کی پناہ... اب یاد آیا...!“ جیسن تیزی سے اپنا سر سہلا تا ہوا بولا۔  
”کیا یاد آیا۔!“

”تمہارے اٹھ جانے کے بعد شائد میں بھی... میں بھی... اور...!“  
”کیا بات ہے...؟“

”مجھے بھی یاد نہیں آ رہا کہ میں کب سویا تھا اور کب نثاریا گئی تھی۔!“

”تو کیا... نثاریا...؟“

”کچھ بھی ناممکن نہیں...! میں نے اپنے ساتھی کی ہدایات پر عمل نہ کرنے کی بنابریہ چوٹ  
کھائی ہے اس نے یہ کہا تھا کہ پہلے اُسے دنالینی پر کسی قدر اعتماد تھا لیکن پھر بہر حال اس کے اپنے  
اندازے کے مطابق دنالینی کمزور اعصاب کا آدمی ہے بوکھلاہٹ اور مایوسی کے عالم میں وہ دوبارہ  
ایڈاوا ہیں تک پہنچنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ میں نے غفلت بر تی اور مارا گیا ب فوری طور پر معلوم  
ہوا تھا کہ دنالینی اب بھی بیہی موجود ہے یا فرار ہو گیا۔!

”یہ تو اسی صورت میں معلوم ہو سکتا ہے جب ہم بر اور است ان لوگوں سے پوچھ بیٹھیں۔!  
”نہیں میں نیک دل پلو یون کو صدمہ نہیں پہنچانا چاہتا۔ یہ معلوم کر کے بتاؤ کہ نثاریا اس وقت

کہاں ملے گی۔!“

”اُسے تو میں باغ ہی میں چھوڑ کر آئی ہوں انگور کی بیلوں سے جا لے صاف کر رہی تھی۔!“

”تم بیلیں شہر...!“ جیسن نے کہا اور باہر نکل آیا۔ پھر وہ قریب قریب دوڑتا ہوا نثاریا  
کے پہنچا تھا۔ وہ چوک کر مڑی اور یک یک خوف زدہ نظر آنے لگی۔

”تم نے بہت برا کیا نثاریا...! بہت بُرا۔!“

”لک... کیا کہہ رہے ہو....!“

”جاوہ بکھو...! وٹالینی تھے خانے ہی میں موجود ہے یا فرار ہو گیا...؟“

”تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ پاگل ہو گئے ہو کیوں دل دکھاتے ہو۔!“

”یعنی تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں کسی مردے کے بارے میں ایسی باتیں کیوں کر رہا ہوں۔!“  
ثاریا نے احتجانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

”تو سنو... یو تو فٹ لڑکی...! ہم یہاں اسی لئے مقیم تھے کہ تمہارے بھائی کی حفاظت  
کر سکیں... اس کی جان میں نے بچائی تھی اور اسے گھر تک پہنچایا تھا۔“

”لکن... لکن...!“

”ہاں... ہاں...! تم بھی کہنا چاہتی ہو تاکہ اسے بچانے والے نے اس کو بیہوش کر کے کسی  
ویران جگہ پر ڈال دیا تھا۔!“

اس نے پھر اضطراری طور پر سر کو اثباتی جنمیش دی۔

”اُسے یہ پئی بھی ہم ہی نے پڑھائی تھی تاکہ تم لوگ ہمارے متعلق زیادہ پوچھ گھنہ کرو۔...  
اب جاؤ... وقت نہ ضائع کرو۔... جا کر دیکھو وہ موجود ہے یا نہیں۔!“

ثاریا بے تحاشہ دوڑتی ہوئی عمارت کی طرف چل گئی۔ جیسن بھی آہستہ اسی جانب  
چل پڑا اور پھر عمارت کے قریب پہنچا ہی تھا کہ عقبی دروازہ کھلا اور نثاریا دھڑام سے باہر  
اگری۔... جیسن نے چھپت کر اُسے اٹھایا تھا۔

”وہ... وہ...! نثاریا رو تی ہوئی بولی۔ ”وہاں نہیں ہے۔!“

جیسن ساکت و صامت کھڑا رہ گیا۔ پھر سرد لبجے میں بولا۔ ”اب شاید اُس کی لاش کا بھی پڑ  
نہ چل سکے وہ اپنے باس سے ٹرانس میز تھا پر رابطہ قائم کرے گا اور نہ صرف خود مارا جائے گا بلکہ ہمارا

”شکریہ....! ہم ہی کا جانے تھے کہ فوری طور پر بیہاں سے چلے جائیں...!“

پھر آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر پلوینو نے انہیں اپنی دین میں بھالیا تھا اور پوچھا تھا کہ وہ کہاں جائیں گے!

”اگر ممکن ہو تو گارلانے جھیل کے پاس لکڑی کے جھونپڑوں والی بستی تک!“ میریا نا بول۔ ”اگر ڈھمپ تم سے ہمارے متعلق معلوم کرے تو وہیں بھیج دیا اسے بھی!“

”تمہیں یقین ہے کہ وہاں محفوظ رہ سکو گے تم لوگ....!“

”راستے میں اگر کوئی واقعہ پیش نہ آیا تو محفوظ ہی سمجھو....!“

”پھر سوچ لو....!“

”اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں....!“ میریا بولی۔ ”ہم اپنا ٹرانس میٹر کو بیٹھے ہیں ورنہ اس سے مشورہ لے کر کچھ کرتے....اب تو خود ہی کرتا ہے!“

”خدا تمہاری حفاظت کرے آخر وہ لوگ کون ہیں اور ایسا کیوں کر رہے ہیں!“

”لائق ہوں.... اور کیا کہا جائے محترم....!“ جیسن بولا۔

”یقین کرو.... اب مجھے ٹالنی کے مر جانے کا ذرہ بر ابر بھی افسوس نہ ہو گا۔ مجھے بڑی بڑی رقومات بھیجا تھا اور جب میں کہتا تھا کہ کوئی ریڈیو آپریٹر اتنی کمالی نہیں کر سکتا تو اس کا جواب ہوتا تھا کہ الگ سے ایک بڑی بھی کر رہا ہے۔ بہر حال اچھا ہی ہے مر جائے.... میری دلانت میں اگر کوئی آدمی معاشرے کے لئے خطرناک ہو جائے تو اسی طرح گولی مار دینی چاہئے جیسے میں مرغیاں جھپٹ لے جانے والے گیدڑوں کو مار دیتا ہوں!“

”وہ دونوں کچھ نہ بولے.... گازی دشوار گزار راستوں پر چل پڑی تھی۔“



الفروزے کا ناپ سمجھ میں نہ آنے والا ہی کہا جا سکتا تھا۔ اسے کسی بات کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ یہ ثابت ہو چکا تھا کہ اسٹریٹ کو تباہ کر دینے والے خود غرق نہیں ہوئے تھے اور شاندلو یسا انہی کے ہاتھوں اس انجام کو پہنچی تھی۔ لیکن وہاب بھی کھلے بندوں نریمیزو کی تفریق کا ہوں میں

بھی صفائی کرائے گا۔ تم نے میرا ٹرانس میٹر چاکر اس تک پہنچایا تھا۔ لہذا تم سب جنم میں جاؤ.... ہم تو چل دیئے!“

”نہیں.... نہیں.... خدا کے لئے حرم کرو.... سب کچھ پایا کو بتا دو....!“

”کیا یہ بتا دوں کہ اے نیک دل آدمی تیرا بینا تو بد معاش تھا ہی بیٹی بھی چور نکلی....! ہرگز نہیں.... میں اس فرشتہ نما انسان کا دل اپنی زبان سے نہیں دکھا سکتا!“

لیکن وہ توجوں کی طرح چھٹ گئی تھی پھر میریا نا کو بھی کہنا پڑا کہ پلوینو کو اس سے لا علم رکھنا چاہئے۔ بہر حال پلوینو نے سب کچھ سنا تھا اور دم بخود رہ گیا تھا۔ لیکن اس کی بیوی کو ان معاملات کی ہوا تک نہ لگنے دی گئی۔

توہڑی دیر بعد پلوینو نے اپنے لا علم رکھ جانے کا شکوہ شروع کر دیا تھا۔

”ہم کیا کرتے جناب....!“ میں ان بد معاشوں کا قلع قلع کرنا ہے جو دنیا کے پیشتر حصے میں بد امنی کا باعث بن رہے ہیں۔ میرے جیف کا جو حکم تھا اسے ہم بجالائے۔ اس لئے ہم نے دنالئی کو بھی اپنے بارے میں کچھ بتانے سے روک دیا تھا!“

”لیکن تم نے دیکھ لیا کہ وہ کتنا کمیہ ہے!“ پلوینو نے کہا اور بیٹی کی طرف مژ کربولا۔ ”لیکن مجھے تجھ سے ایسی امید نہیں تھی!“

”میں کیا کرتی اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اکثریا نوں کے پاس جبی ٹرانس میٹر بھی ہوتے ہیں تم ان کے سامان میں تلاش کرو.... اگر مل گیا تو میں اپنے ایک دوست سے رابطہ قائم کر کے بہ آسانی سرحد پار کر جاؤں گا اور پھر تم ٹرانس میٹر ان کے سامان میں رکھ دینا۔ اسی نے یہ تدبیر بھی بتائی تھی کہ ان کی کافی میں افسون کا محلول ملا دوں!“

”لیکن وہ ٹرانس میٹر سمیت فرار ہو گیا.... تمہارا خیال درست ہے سی نور جسیں....! وہ اسی بد معاش سے رابطہ قائم کر کے تمہیں پکڑوادے کی کوشش کرے گا تاکہ اس کے کارناء کے عوض اس کی جان بخشی ہو جائے۔ وہ لائق کتا.... اے خدا بیٹا میں اس کی شکل نہ دیکھوں تو بہتر ہے!“

ٹھاریا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی لیکن کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ بالآخر پلوینو نے جیسن اور میریا نے کہا تھا۔ ”اب تم دونوں شاکنداں اس چھٹ کے نیچے محفوظ نہ رہ سکو....! لہذا جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا!“

”انہیں جہنم میں جھوکو... تم یونہی آتے میرے پاس...!“  
”میں نے سوچا کیا منہ لے کر جاؤ...!“ اُس نے پر تشویش نظروں سے چاروں طرف  
دیکھنے ہوئے کہا۔

”تم کچھ پریشان سے نظر آتے ہو... کیا بات ہے...؟“

”آپ سے ملاقات کے بعد سے مجھ پر جو گزر رہی ہے بس میں ہی جانتا ہوں!“  
”کیا بات ہے... کسی پچکچا ہٹ کے بغیر بتاؤ!“

”مسلسل دون ٹک میرا تعاقب کیا گیا ہے۔ حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا!“  
”اوہ... تم اس کی فکر نہ کرو...!“

”کیسے نہ کروں جناب.... بھی حال رہا تو میرے بزنس کا کیا ہو گا۔ میری موکلات میں فاختہ  
اور بد نام عورتیں شامل نہیں ہیں۔ باعزت بزنس کرتا ہوں!“

”ٹھیک ہے... ٹھیک ہے... اضور تھمارا تعاقب کیا گیا ہو گا۔ لیکن تمہاری اپنی وجہ سے  
نہیں بلکہ اس کی وجہ میں خود ہوں!“

”میں نہیں سمجھا جناب...!  
”میں ڈاں الفروزے ہوں...!“

”جی ہاں... آپ کے کارڈ پر کہی تحریر تھا!“  
”جانتے ہو ڈاں الفروزے کون ہے...؟“

”یہ تو میں نہیں جانتا... آپ نے اپنے بارے میں بتایا ہی نہیں تھا اور میں اسے بد تمیزی  
تصور کرتا ہوں کہ خود پوچھ بیٹھوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں گے تو بتا ہی دیں گے!“  
”میں اس اسٹریک کپتان ہوں جو ٹرینی کے قریب دھماکوں سے تباہ ہو کر غرق ہو گیا تھا۔  
اب میں ان حرام زادوں کو کیا کپوں جنہوں نے اصل مجرموں کا پتہ لگانے کی بجائے میری گرانی  
شردوع کر دی ہے!“

”اے خدا تیراشکر ہے...!“ گائیڈ طویل سانس لے کر یو لا۔

”یا مطلب...؟“ الفروزے نے اسے تیز نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔  
”اچھا ہی ہوا کہ نہ آپ کسی تک پہنچ سکے اور نہ کوئی آپ تک پہنچ سکی.... ارے اس

گھستا پھر رہا تھا۔

لوئیسا دو دن سے اسی ذہنی اختلال کے عالم میں تھی جس کے بارے میں ڈاکٹروں نے  
چوبیں گھنٹوں کی مدت کا تعین کیا تھا کہ اگر اس کے بعد بھی یہی کیفیت رہی تو وہ دامی دیوانگی کا  
شکار ہو جائے گی اور اب یہ بھی ثابت ہو چکا تھا کہ لوئیسا انہی لوگوں کے پیچھے تھی جنہوں نے  
جیسے ہار لے کوٹھکانے لگا تھا اور جیسے ہار لے اس لئے مارا گیا تھا کہ اس نے ایک نو کوڈیل  
کراس کیا تھا۔ لہذا ان حالات میں الفروزے کو بہت زیادہ محاط ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن وہ اس وقت  
بھی اسی گائیڈ کی تلاش میں تھا جس نے تین دن قبل اس سے ایک وعدہ کیا تھا لیکن اس کے بعد  
سے شکل نہیں دکھائی تھی۔ وجہ جو کچھ بھی رہی ہو وہ اسی ہوٹل کی بیر و فنی طعام گاہ میں داخل ہوا  
جبکہ اس سے ملاقات ہوئی تھی۔

حسب معمول بھیڑ بھاڑ کا وہی عالم تھا اور لاتعداد نظریں اس دیونما آدمی کی طرف اٹھ گئی  
تھیں۔ آج وہ تھا ہی تھا۔ نائب کو ساتھ نہیں لایا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ حالات نے کس مسٹر پر لاکھڑا  
کیا ہے ورنہ ٹرینی میں خود اسے کبھی کسی کی تلاش میں نہیں نکلا پڑتا تھا۔ وہاں کے لوگ تو اسی کی  
تلاش میں رہا کرتے تھے۔ جس تفریح گاہ میں بھی پہنچ جاتا عورتوں کی بھیڑ لگ جاتی اس کے گرد  
آن میں جوان، اوھیڑ اور بوڑھی سب ہی طرح کی ہوتیں۔

ایک طویل سانس اس کے پہنچپردوں سے آزاد ہوئی اور وہ ان عورتوں پر اچھتی ہوئی ہی  
نظریں ڈالنے لگا جو اسے حیرت اور خوف سے دیکھے جا رہی تھیں۔ ٹھیک اسی وقت اسے وہ گائیڈ  
بھی ایک جگہ نظر آیا لیکن سامنے کے رخ پر نہیں تھا۔ اپنی میز پر تھا ہی دکھائی دیا تھا۔ الفروزے  
آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور جلدی سے سامنے آگیا۔ گائیڈ نے سر اٹھا کر دیکھا اور  
خوف زدہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

”سک... سی نور...!“ وہ ہکلایا تھا۔

”اول درجے کے جھوٹے ہو...!“ الفروزے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا اور  
اسے قہر آکوں نظروں سے گھورتا رہا۔

”میں کیا عرض کروں جناب.... کوئی بھی اپنی جگہ سے بہنے پر تیار نہیں۔ اسی شرمندگی کی  
بناء پر آپ کے بتائے ہوئے پتے پر حاضری نہیں دے سکا تھا!“

وہ مجھے وہاں بطور یہ غمال چھوڑ کر ایک لڑکی اپنے ساتھ لاتا ہے اور میں ٹیزد میں عیش کرتا ہے۔ مجھے اس وقت تک وہیں رکنا پڑتا ہے جب تک لڑکی واپس نہیں آ جاتی۔!

”کیا یہ غمال چھوڑنا ضروری ہے؟“

”بے حد ضروری ہے جناب! ورنہ لڑکی کی واپسی کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے۔ وہ سرمایہ دار مجھے معمول معاوضہ دیتا ہے تو پھر کیا قباحت ہے اس میں۔ اور ہر نہ رہا انہی لوگوں میں رہ لیا۔!

”میں جتنا معاوضہ دوں گا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن میں خود جانا مناسب نہیں سمجھتا۔ اپنی کمپنی کے مالکان کی ہدایت پر چون میں گھنٹے ٹریزد میں میری موجودگی ضروری ہے۔!

”تو پھر کوئی ایسا آدمی دیجئے جو ہمیں کاپٹر کوازا کے میں وہاں رہ جاؤں گا اور وہ لڑکی کو آپ کے پاس لے آئے گا۔“

”جی خوش کر دیا تم نے.... کیا جاؤں ایک ہاتھ شانے پر خوشی ظاہر کرنے کے لئے!“

”کام لینے سے پہلے ہی مارڈا ناچا جائے ہیں جناب....!“

افروزے ہنس پڑا تھا۔ گائیڈ نے کہا۔ ”کل دس بجے تک آپ کے آدمی کو میں ٹیزد پہنچ جانا چاہئے۔ لانچ کے ذریعے صرف میں منٹ کارستہ ہے۔ میں اسے ڈوک پر مل جاؤں گا اور پھر شام تک لڑکی آپ کے پاس ہو گی۔ لیکن یہ بھی بتا دیجئے کہ مجھے کتنے دنوں تک بطور یہ غمال وہاں رہنا پڑے گا۔“

”تیرہ دن....!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا لیا۔ ”تم نے یہی تو بتایا تھا کہ تیرہ لڑکیاں ہیں۔ یکے بعد دیگرے سب آئیں گی اور میں تمہیں ان تیرہ دونوں کا اتنا معاوضہ دوں گا کہ تمہارا وہ سرمایہ دار موکل تیرہ ماہ میں بھی نہ دے سکے گا۔“

”اچھا توبات پکی رہی....!“ گائیڈ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ ”کل ٹھیک دس بجے میں ٹیزد کے ڈوک پر.... اپنے آدمی سے کہہ دیجئے گا کہ پہچان کے لئے میرے ہاتھ میں ایک ٹیڈی بیکر ہو گا۔“

”لو یہ رکھو....!“ افروزے نوٹوں کی ایک گذی جیب سے نکال کر اس کے سامنے ڈالتا ہوا بولا۔ ”یہ صرف بات کپکی ہونے کا معاوضہ ہے۔!  
”صص.... صرف.... بب.... بات کپکی ہونے کا معاوضہ....“ گائیڈ ہکلایا۔

گھرانے کا تو سیاہ اس ہی ہو کر رہ جاتا ایسے حالات میں۔!

”ٹھیک کہتے ہو....!“ افروزے نرم لبجھ میں بولا۔ ”اچھا ہی ہوا.... میں بھی اسے پہنڈ نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کسی کو اس قسم کا احتساب پہنچے۔ تم ٹریسٹی کے کسی آدمی سے پوچھ لینا کہ وہاں میری کیا حیثیت تھی۔ کس طرح مجھے عورتیں گھیرے رہتی تھیں اور ہر ایک منتظر رہتی تھی کہ میں کب اسے الگ چلنے کا اشارہ کرتا ہوں یہاں تو سب میری ٹھیک ہی دیکھ کر دور بھاگتے ہیں۔!

”میں آپ کے لئے مغموم ہوں سی نور.... آپ ایسے حالات میں ہیں۔ ورنہ میں تو آپ کو جنت میں پہنچا دیتا۔ ایک الگ ٹھیک ٹھیک جگہ سے بھی واقف ہوں جہاں صرف تیس افراد آباد ہیں اور ان پہاڑوں کے پیچے۔!“ وہ ایک جانب ہاتھ انھا کر بولا۔ افروزے کی نگاہ اسی جانب اٹھ گئی تھی۔

”ان میں صرف گیارہ مرد ہیں۔ بقیہ سب عورتیں ہیں۔ چھ عورتیں بوڑھی اور تیرہ عدد نوجیز لڑکیاں جن کے چہروں پر نہ ہیں نہیں ہنہر تھیں۔ کسی بہت پرانے قبیلے کے بچے کچھے افراط ہیں، جو ایک چھوٹی سی وادی میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں ان کے پاس ایسے ذرائع نہیں ہیں کہ اس طرف آسکیں صرف ہیلی کاپٹر ہی کے ذریعے اور پہنچا جاسکتا ہے۔ یقین فرمائیے جناب.... جنت ہے جنت....!“

”ہیلی کاپٹر تو تھا ہمارے پاس لیکن اسٹریٹری کے ساتھ تباہ ہو گیا۔“

”کاوش کوئی پائیٹ ہی مل جائے۔“

”محض پائیٹ سے کیا ہو گا....؟“

”اس لئے کہ ایک ٹو سیٹر میری دسٹرس میں ہے لیکن میں پائیٹ نہیں کر سکتا۔“

”تمہاری دسٹرس میں ہے....!“ افروزے نے حیرت سے کہا۔

”جی ہاں....! وہیں کا ایک بڑا آدمی مجھ پر مہربان ہے.... عیاشی کی غرض سے اس نے میں ٹیزد میں ایک عمارت بنوائی ہے جو خالی پڑی رہتی ہے اس کی کنجیاں میرے ہی پاس رہتی ہیں۔ ایک طرح سے یہاں اس کی دیکھ بھال کرنے والا میں ہی ہوں۔ ایک ٹو سیٹر ہیلی کاپٹر بھی ہے۔ وہ کبھی کبھی آتا ہے اور کچھ دن عیش کر کے چلا جاتا ہے۔ اگلے مینے کی پچیس تاریخ کو پھر آئے گا۔ جس میں ابھی بہت دن باقی ہیں بہر حال وہ اچھا پائیٹ بھی ہے۔ ہم دونوں اس دادی میں جاتے ہیں اور

”ہاں....ہاں....کیا سمجھتے ہو!“

”تب تو جناب وہ سرمایہ دار مجھے اس وقت بالکل کنگال نظر آ رہا ہے!“

الفروزے قہقہہ لگاتا ہوا اٹھ گیا۔



ٹریمیزو کے قریب سے گزرتے ہوئے گائیڈ نے ایک جگہ کہا۔ ”مغرب کی طرف پینتالیس ڈگری شمال....!“

پائلٹ نے فوراً ہر خ بدلا تھا۔ پندرہ میں منت کی پرواز کے بعد، پرواز کے رخ میں پھر ہدیلی کی تھی اور اوپھی اوپھی چٹانوں سے گھری ہوئی ایک مسطح جگہ کے اوپر پہنچ کر گائیڈ نے یہند کرنے کو کہا۔ آہستہ آہستہ نیچے اترتا ہوا آخر کار ہیلی کا پڑ زمین سے مک گیا۔ گائیڈ نے انھیں بند کر دینے کا اشارہ کیا اور خود نیچے کو دیگیا۔ اس کے بعد اس نے پائلٹ کو بھی اتنے کا اشارہ کیا تھا۔ جب وہ نیچے اتر آیا تو گائیڈ نے کہا۔ ”وس منت سینتالیس سینٹ اس کے بعد تھوڑی دور پہل چلتا چڑے گا!“

پھر پائلٹ ایک طرف بیٹھنے ہی جا رہا تھا کہ اچاک گائیڈ نے اس کے جڑے پر ایک زور دار مکہ جز دیا۔ اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ بیک وقت کئی قلبازیاں کھا گیا۔ پھر اٹھ ہی رہا تھا کہ گائیڈ کے کوت کے اندر وہی جیب سے پستول نکل آیا۔

”مگر.....کیا مطلب ہے تمہارا....!“ پائلٹ غصیلے لہجے میں چینا۔

”میں تم سے کچھ پوچھوں گا نہیں.... بلکہ تمہیں بہت کچھ بتانا چاہتا ہوں۔!“

”تیرت..... تم کون ہو....!“ پائلٹ یہک بیک خوف زدہ نظر آنے لگا تھا۔

”تمہارے اسٹریکر کی باتی کا ذمے دار....!“

”لیل..... لیکن....!“

”کچھ مت یادو، جو میں کہہ رہا ہوں اُسے سنو.... میں تم لوگوں کا دشمن نہیں ہوں۔ تمہاری زندگیاں تو میری مٹھی میں تھیں۔ اسیں تو اس وقت بھی تباہ ہو سکتا تھا جب تم سب ٹریسٹی سے بہت دور گھرے پانی میں ہوتے۔ الفروزے کو اس وقت بھی ختم کر سکتا تھا جب اس سے معاملات طے کر رہا تھا۔ غالباً تمہیں وہ عورت یاد ہو گی جو تمہاری قیام کاہ میں گھس کر پاگل ہو گئی تھی۔ شاید تمہیں علم ہو کہ اس کے بازو سے ایک زہریلی سوئی نکلی تھی۔“

پائلٹ نے تحریر انداز میں اُسے دیکھا۔

”وہ خواہ جوہا نیچے میں آ کو دی تھی۔“ گائیڈ بولا۔ ”حالانکہ اس کا ان معاملات سے کوئی تلقن نہیں تھا۔ اس کے بازو سے نکالی جانے والی سوئی جان لیوا بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن میں نے اسے گوارا

الفروزے کا پائلٹ بالکل ٹھیک وقت پری ٹیزد پہنچا تھا۔ اس نے گائیڈ کو فوراً بیچان لیا۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مغلی ریچھد دبا ہوا تھا۔

”تم ہی ہوتا....!“ اس نے قریب پہنچ کر کہا۔

”اور تم پکتان کے ہیلی پائلٹ ہو....!“

”تم ٹھیک سمجھے۔!“

”تو آؤ.... وقت نہ ضائع کرو....!“ گائیڈ آگے بڑھتا ہوا بولا۔

وہ اُسے ایک بڑی عمارت تک لایا تھا جس کے سامنے کے میدان میں ایک ہیلی کا پڑ دوڑی سے دھمائی دے رہا تھا۔

”وافر اینڈ ہن لے جانے والا معلوم ہوتا ہے۔!“ پائلٹ اس کے قریب پہنچ کر افہما مرست کرتا ہوا بولا۔

”ایسے کاموں کے لئے ایسا ہی ہوتا چاہئے۔ مالک نے خصوصی ہدایت کے ساتھ بنوایا تھا۔!“

”کیا فور ارداگی ہو گی....؟“ پائلٹ نے پوچھا۔

”پکتان نے تو یہی کہا تھا۔... تم چاہو تو دس پندرہ منت آرام کرلو....!“

”اس سے کیا فرق پڑے گا۔ چلو چلتے ہیں.... کہہ چلنا ہے۔!“

”بس شمال کی طرف.... پھر جہاں میں جوانگل بتاؤں اس کے مطابق چلتے رہتا۔!“

”لا سکلی نظام ٹھیک ہے۔!“

”چیک کرلو.... مجھے تو یہ سب آتا نہیں ہے۔!“

پائلٹ نے ہر طرح اطمینان کر لینے کے بعد انھیں اشارہ کیا تھا اور ہیلی کو پڑ اور اٹھتا چلا گیا تھا۔

بھی نہیں مرا تھا۔ سب زخمی تھے۔ لیکن الفردوں کے حکم سے انہیں موت کے گھاٹ اتارا گیا اور ان کی لاشیں ضائع کر دی گئیں۔ ہم بھی اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن مجبوری تھی۔ ہم ہی کسی نہ کسی طرح موت کے گھاٹ اتار دیجے جاتے!

”میں سمجھتا ہوں.... چلو اٹھو۔!“ گائیڈ نے پستول جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

”اس کے بعد میرا آیا حشر ہو گا۔؟“

”تم جو چاہو۔!“

”میں وابس نہیں چانا چاہتا۔... یا تو تم مجھے مار ڈالو۔... یا آزاد کرو جدھر سینگ کامیں گے چلا جاؤں گا۔!“

”آزادو ہی کروں گا۔ بے وجہ مار ڈالنا میر اشیوہ نہیں ہے۔ اس وقت جان سے مارتا ہوں جب خود میری زندگی خطرے میں پڑ جائے۔!“

وہ ہیلی کو پڑ میں آپنی ہے اور پرواز دوبارہ شروع ہو گئی۔ پائیٹ اب اپنی مرضی سے چل رہا تھا۔ ”میر اخیال ہے کہ کسی ایسی جگہ لینڈ کرنا جہاں سے ہم پیدل جائیں اور اسے کانوں کا ن خبر نہ ہو۔!“ گائیڈ نے پائیٹ سے کہا۔

”پوائنٹ نمبر بارہ کے ہیلی پیڈ کے علاوہ اور کہیں بھی لینڈ نہ کر سکیں گے۔ اور وہاں سے کچھ دور پیدل چل کر عمارت تک پہنچ سکیں گے۔ وہاں صرف بس ہی ہوتا ہے اور عمارت کی دیکھ بھال کے لئے ایک گونگا اور بہرہ آدمی ہے۔!“

”وہ تمہیں پہچانتا ہے۔!“

”اوھر کے سارے پوائنٹ کے گران مجھے پہچانتے ہیں۔ ان پوائنٹ کا علم صرف مجھے اور الفردوں کے کو ہے۔ لیکن میں اس سے لاعلم رکھا جاتا ہوں کہ بس کب کہاں ہو گا۔ صرف الفردوں اس کی قیام گاہ سے واقف ہوتا ہے۔!“

”اچھا تو تم ایسا کرنا کہ ہیلی پیڈ پر اتر کر جس طرح میں کہوں اسی طرح میرے ہاتھ پشت پر باندھ دینا اور ہم عمارت کی طرف چلے جائیں گے۔ وہاں پہنچ کر اپنے باس سے کہنا کہ الفردوں کے کرانس میٹر خراب ہو گیا ہے۔ اس لئے اس نے اس آدمی کو برداشت آپ کے پاس بھجوادیا ہے۔ اس وقت تک زندہ رکھنا ہے جب تک الفردوں کے گھاٹ کام آپ تک نہ پہنچ جائے۔... کیا۔“

نہیں کیا۔ صرف تھوڑی سی سزا دے دی۔ دو تین ماہ میں خود بخود ٹھیک ہو جائے گی وہ تمہارے بس کو ہمارے متعلق کچھ بتانا چاہتی تھی۔ تم سوچ رہے ہو گے کہ آخر ہم ہیں کوئی.... اچھا یہ بھی سن لو۔... ہمارا تعلق اسی ملک کے وفاداروں سے ہے جہاں کے لئے تم لوگ اسلیہ اس عمل اہون کرنا چاہتے تھے۔!“

پائیٹ کچھ نہ بولا۔ گائیڈ کہتا رہا۔ ”تم لوگ خود اپنے آدمیوں کے لئے کتنے درندے ہو یہ بھی مجھی سے پوچھو۔... تم نے ان زخیوں تک کومار کر دفن کر دیا، جو ٹرینی پارک کی فائرگ میں زخمی ہوئے تھے اور جہاز کے ساتھ غرق ہو جانے کی کہانی گزہ ڈالی۔ لیکن اوہر دیکھو۔... ہم نے شیڈیوں آفیسر دنالئی تک کو مرنے نہیں دیا۔!“

اچاک پائیٹ بچھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپایا تھا اور گھنٹوں کے ملن گر کر رو تارہ تھا۔

”میں جانتا ہوں کہ ابھی تمہارا ضمیر مردہ نہیں ہو۔ تم مجبور ہو۔ تمہیں شاکر بیک میں کر کے اس دھندے سے لے گایا گیا ہے۔!“

”بھی بات ہے۔... بھی بات ہے۔!“ پائیٹ سکیاں لیتا ہوا بولا۔

”ہم نے دنالئی کو بھی نہیں مرنے دیا۔ وہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔... اس وقت اسٹرپر کوئی بھی نہیں تھا۔ جب وہ تباہ ہوا تھا۔ ورنہ ہو تو یہی چاہئے تھا کہ تم کبھی غرق ہو جاتے۔!“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔...!“

”مجھے صرف ایڈ لادا سے غرض ہے اسے مار ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ کسی کے جنم پر بلکی سی خراش بھی برداشت نہ کروں گا۔!“

”حداکی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔!“ پائیٹ بے ساختہ بولا۔

”پوائنٹ نمبر بارہ سے واقف ہو۔...!“

”اوھر کے سارے پوائنٹ سے آگاہ ہوں دوسرے کی ریجن کے کسی پوائنٹ سے واقف نہیں۔!“

”اچھا تو مجھے پوائنٹ نمبر بارہ تک لے چلو۔!“

”ضرور لے چلوں گا۔... تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ان چھ آدمیوں میں سے کوئی

سچے!

”سچھ گیا...!“

”بس پھر میں سچھ بوجھ لوں گا۔“

”اوکے باس...!“ پائیکٹ نہ کربولا۔

تھوڑی دیر بعد یہی کوپٹر نے لینڈ کیا تھا اور پائیکٹ نے سیٹ ہی پر بیٹھے گائیڈ کی ہدایت کے مطابق اس کے ہاتھ پشت پر باندھے تھے۔ کسی مخصوص قسم کی بندش تھی۔

پھر یہی کاپٹر سے اتر کر وہ اسے ایک جانب لے چلا تھا۔ گائیڈ نے آہستہ سے کہا۔ ”اپنے تیور ایسے ہی رکھو جیسے سچھ گرفتار کر کے لائے ہو۔!“

دفعتاً پائیکٹ چلتے چلتے رک کربولا۔ ”اگر یہ سکیم تھی تو زبردست غلطی ہوئی ہے۔!“

”کہو.... کیا بات ہے....؟“

”مانا کہ کپتان کا ٹرانس میٹر خراب ہو گیا ہے لیکن یہاں کے یہی پیڈ پر اتنے سے قبل مجھے یہی کاپٹر کے لاسکلی ذریعے سے باس کو آگاہ کرونا چاہئے تھا۔!“

”اچھا تو پھر....؟“

”یہ چیز اسے شہے میں بتلا کر سکتی ہے۔!“

”کیا یہ یہی پیڈ اس کی رہائش گاہ سے اتنا قریب ہے کہ وہ یہی کاپٹر کی آواز سن سکا ہو گا۔!“

”یقیناً جناب....!“

”اچھا تو پھر اگر یہ واقعہ خلاف معمول ہے تو وہ یہی پیڈ کی طرف آنے کے لئے نکل کر ادا ہو گا۔!“

”لازمی بات ہے....!“

”لہذا میں کہیں چھپ کر کچھ دیر انتظار کر لیں۔!“

”یہی مناسب ہو گا جناب....!“ پائیکٹ نے کہا اور وہ ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں ہو گئے۔ پائیکٹ اپنی کلائی کی گھڑی دیکھنے جا رہا تھا۔ لیکن وس منٹ گزر جانے کے باوجود بھی کوئی ادھر سے نہ گزر۔ پھر وہ بڑا یا تھا۔

”نمکن.... قطیٰ نامکن....!“

”میں نہیں سمجھا...!“ گائیڈ اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

”وہ پاؤٹ نمبر بارہ میں موجود نہیں ہے۔ ورنہ اتنی دیرینہ لگتی اور وہ گونگا اور بہرہ آدمی تو خیر بنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔!“

”اچھا تو اب چلو.... دیکھا جائے گا۔!“

”میری دلائست میں اب اس کی ضرورت نہیں رہی کہ آپ کے ہاتھ پشت پر بندھے رہیں۔ اور گونگا اور بہرہ آدمی وحشی درندہ ہے۔ کم از کم میرے میں کا تورو گ نہیں۔!“

”اچھی بات ہے تو یہ لو....!“ گائیڈ نے کہا اور اس کے دونوں ہاتھ خود بخود آزاد ہو گئے۔ اسی آپ ہی کھل کر نیچے گرگئی تھی۔ پائیکٹ متھیرہ گیا اور گائیڈ چک کر بولا۔ ”یہ اس بندش کا کمال ہے۔!“

پھر وہ دوبارہ چل پڑے تھے۔ فاصلہ جلد ہی طے ہو گیا۔ جو بی عمارت سامنے تھی۔ وہ آگے بڑھتے رہے.... دروازہ کھلا ہوا تھا بے دھڑک اندر داخل ہوئے ان کے قدموں کی آواز دور دور نکل گئی تھی۔ لیکن شاہک عمارت میں کوئی تھا ہی نہیں جو اس طرف توجہ دیتا۔ پھر ایک جگہ اپاک انہیں رک جانا پڑا سامنے ہی فرش پر کوئی اونڈھا پڑا تھا۔ گائیڈ نے جھپٹ کر اسے سیدھا کیا تھا کہ پائیکٹ بوکھلا کر بولا۔ ”وٹالیں.... لل.... لیکن تم نے تو کہا تھا۔!“

”میں نے ٹھیک کہا تھا۔!“ گائیڈ اس پر جھکتا ہوا بولا۔ ”لیکن اب اس کی گردان کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور میرے سوالات کے جوابات نہیں دے سکے گا۔ بدجنت آدمی....!“ اور پھر وہ اچھل کر سیدھا کھڑا ہوا تھا اور چاروں طرف دیکھنے لگا تھا اس کا پستول بھی ہو لشہر سے نکل آیا تھا۔

”لک.... کیا بات ہے....!“ پائیکٹ قریب آ کر ہکایا۔

”کہیں ہم پھنس تو نہیں گئے ہیں یا سچھ جو وہ اسے مار ڈالنے کے بعد فرار ہو گیا۔ کیونکہ پاؤٹ نمبر بارہ کا نام میں نے اسی کی زبانی ساختا اور شاید اسی نے بتایا تھا کہ پاؤٹس کا علم تمہارے یا افراد کے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں! خداوندا... میرے ساتھی اب خطرے میں ہوں گے۔!“ ”اگر وہ اس پاؤٹ کو خالی کر گیا ہے تو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔!“ پائیکٹ باسیں جانب مڑتا ہوا بولا۔ گائیڈ اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ ایک کمرے میں داخل ہو کر پائیکٹ بولا۔ ” بلاشبہ پاؤٹ نمبر بارہ وہ بیان ہو چکا ہے۔ یہ دیکھو....“ اس نے سامنے والی دیوار کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"کیا دیکھوں...؟"

"اس دیوار پر لاسکی کے آلات نصب تھے جنہیں نکال لیا گیا ہے اس کا مطلب یہی ہوا کہ بے پاؤ شہنشہ کے لئے ویران ہو گیا۔"

"اوہ.... دھوکے بازو نالیں.... آخر تو مارا گیا...!" گائیڈ کراہتا ہوا دروازے کی طرف ہوا۔ پھر یک بیک اس نے دوڑنا شروع کر دیا۔ پائیکٹ اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔

umarat سے نکل کر وہ یہیلی پیڈیٹ کی طرف دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ گائیڈ کی رفتار خاصی تیز تھی لیکن پائیکٹ کا امر احوال ہوا تھا۔ یہیلی پیڈیٹ تک پہنچنے پہنچنے والے دم ہو کر گراحتا اور گائیڈ کو آوازی تھی۔ گائیڈ پلٹ کر دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور جھک کر اسے کسی نفع سے بچنے کی طرح ٹھیکراحتا اور کاندھے پر ڈال کر پھر یہیلی کا پھر کی طرف دوڑنے لگا تھا۔ اس نے اسے اس بار دوسرا سیٹ پر ڈالا اور خود پائیکٹ کرنے پیشہ گیا۔ انہیں جاگا تھا عینکے گھونٹے لگے تھے اور پھر وہ تیزی سے نھماں بلند ہوتا چلا گیا تھا۔ خود پائیکٹ سیٹ پر ڈالنے کی طرح ہانپے جا رہا تھا۔ یہیلی کا پھر کی رفتار خاصی تیز تھی اور گائیڈ اسے پائیکٹ کرتے ہوئے فنی مہارت کا ثبوت دے رہا تھا۔ پائیکٹ خاصی تیز سے اسے دیکھتا اور ہانپاڑا رہا۔

"میں اب لکوں کی طرف جا رہا ہوں۔" گائیڈ زور سے بولا۔ "میرے ساتھی سخت خطرے میں ہوں گے۔ وٹالی نے تو اپنے باپ کو بھی دھوکا دیا۔ اس نے اپنی گردن بچالینے کے لئے میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں تمہارے باس کو اطلاع دی ہوگی لیکن تم نے دیکھا کہ پہلے خود ہی ارادا لگایا۔"

پائیکٹ کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے گنگ ہو گیا ہو۔

یہیلی کا پھر کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور گائیڈ کی آنکھیں چنگاریاں بر ساریں تھیں۔



لکڑی کے جھونپڑوں کی بُتی دیکھ کر جیمن دنگ رہ گیا۔ یہ جھونپڑوں کی بُتی تھی یا کوئی اذل ناون تھا۔ عمارت لکڑی ہی کی بنائی گئی تھیں لیکن عجیب تھیں۔ اور ان کی چھتیں تکون کی

کھلی میں اوپر اٹھی چلی گئی تھیں۔ دور سے ایسا لگتا تھا جیسے بے شمار مندروں کی بُتی ہو۔!

بُتی سے کچھ ہی دور میریا نے گاڑی روکی تھی اور پلو یون سے کہا تھا وہ انہیں وہیں اتار کر نہ رہا اپس ہو جائے اس نے مزید کچھ کہے بغیر یہی کیا تھا اور خاموشی ہی سے گاڑی موزی تھی۔

میریا نے بڑے دکھ کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ جب گاڑی نظر وہ سے او جمل ہو گئی تو میریا نہیں کو ایسی جگہ لے آئی جہاں وہ ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گئے۔ بُتی سے کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا تھا!

"میرا میک اپ صاف کر دو....!" اس نے جیمن سے کہا اور وجہ دریافت کرنے پر بول۔ اس کے بغیر میں اس گھر میں داخل نہ ہو سکوں گی جہاں پناہ لینی ہے۔ تم چاہو تو اپنا میک اپ برقرار رکھو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بات جیمن کی سمجھ میں آگئی تھی اور وہ اس کا میک اپ صاف کرنے پیشہ گیا۔ اس میں خاصاً وقت صرف ہوتا ہی کیونکہ پلاسٹک میک اپ تھا۔ پھر میریا کی قسم کے محلوں میں روئی کا نکڑا ڈبڈب کر چرے کی جلد کی صفائی کرتی رہی تھی ساتھ ہی جیمن کو بتائی جا رہی تھی کہ وہ کن لوگوں کے ساتھ قیام کرے گی۔ اس کے بیان کے مطابق اس کا ایک چچا مولیٰ کی ڈائٹریٹر شپ کے زمانے میں اپنی بیوی سمیت فرانس کی طرف فرار ہو گیا تھا کیونکہ وہ ایک جمہوریت پسند پارٹی سے تعلق رکھتا تھا اور پارٹی سرکاری طور پر معذوب ہو کر اندر روازنہ ہو گئی تھی پھر جب اس پارٹی کے افراد نے ہتل، مولیٰ گھٹ جوڑ کی سن گن پائی اور انہیں یہ بھی محسوس ہوا کہ اب کیا ہونے والا ہے تو وہ اس گھٹ جوڑ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ کام پو شیدہ ہی طور پر ہوا تھا۔ لیکن سرکاری حکمہ سراغ رسانی جو عملی طور پر براہ راست کوئی کے چارج میں تھا، ان کے پیچھے پڑ گیا۔ ایسے ایسے مظالم ہوئے تھے ان بے چاروں پر کہ میں و آسمان کا نپ اٹھے تھے۔ پھر اس کا چچا اور پچھی دونوں ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ جگ عظیم کے اختمام پر جب اتحادیوں نے اٹلی کو اپنے کنٹرول میں لیا تو وہ دونوں اہل آگئے تباہ سے وہ اسی بُتی میں فروکش تھے۔ لاولد تھے اور بوڑھے ہو چکے تھے۔ میریا ناٹا پس اس رشتہ دار کے بارے میں ایڈلاوا کو کچھ نہیں بتایا تھا ویسے وہ اس کے دوستوں تک ہے اتفاق تھا!

ہر حال وہاں سے اٹھ کر وہ دونوں بُتی میں آئے تھے۔ میریا شاید پہلے بھی یہاں آتی رہی

تمی۔ اس لئے سید حمی دہیں پہنچی تھی۔ جہاں پہنچنا چاہئے تھا۔

اس کے یہ دونوں رشتے دار بے حد خوش اخلاق ثابت ہوئے جیسن کا تعارف اپنے ایک اچھے دوست کی حیثیت سے کرایا جو بفرض سیاحت مرکش سے آیا تھا اور اس کی فرم سے لین دین رکھتا تھا۔

وہ رات انہوں نے پر سکون اور گھر میلو ماحول میں گزاری تھی۔ میریانا کا چچا جیسن کو مولیٰ کے دور کے جبرا و استبداد کی داستانیں سناتا رہا تھا۔ دوسرے دن وہ بستی کی سیر کو نکلے تھے۔ پھر دوپہر کے کھانے کے وقت گھر کی طرف واپس ہی ہو رہے تھے کہ انہیں پانچ بار دی اور ملے پولیس والے دکھائی دیتے۔ ان کے ساتھ بوڑھا پولیوں بھی تھا۔ پولیوں کی نظر جیسن پر پڑی تھی اور اس نے کچھ کہہ کر اس کی طرف ہاتھ اٹھا دیا تھا۔ بس پھر کیا تھا انہوں نے بڑی پھرتی سے ریو الور نکالے تھے اور ان دونوں کا شاندے لے کر کھڑے ہو گئے تھے۔

”پپ.... پولیس....!“ جیسن ہکلایا۔

”ہرگز نہیں....!“ میریانا بولی۔ ”ایڈ لاوا کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ کاش تم نے بھی اپنا میک اپ صاف کر دیا ہوتا۔ پولیو نے تمہیں ہی پہچانا ہے۔!“

وہ نشانہ لئے اُن کی طرف بڑھے آرہے تھے۔ اور یہ دونوں رک گئے تھے۔

”عورت وہ نہیں ہے.... لیکن وہ یہی ہے....!“ پولیو قریب پہنچ کر پولیس والوں سے بولا اور جیسن کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”تم لوگ بھی بالآخر دوسری قسم کے بد معاش ثابت ہوئے ہو۔!“

”آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے معزز بزرگ....!“ جیسن بولا۔

”بکواس بند کرو....!“ ایک پولیس والا دھماڑا۔ ”چپ چاپ ہمارے ساتھ چلو ورنہ یہی گولی مار دی جائے گی۔!“

”اس کے باوجود بھی یہ وہ عورت نہیں ہے جو میرے ساتھ معزز پولیوں کی مہمان رہتی ہے۔!“ جیسن بھنا کر بولا۔

”کوئی بھی ہو.... اسے بھی چنان پڑے گا۔!“

جیسن نے کہا تھا کہ وہ قانون کے نام پر اُن سے ضرور تعاون کرے گا لیکن وہ وہاں سے ا

سماں تو اخالے جہاں شہر اہوا ہے لیکن ایک نہیں سن گئی تھی وہ بستی سے باہر ایک جگہ لائے گئے تھے جہاں ایک ماسکر و بس کھڑی ہوئی تھی۔ انہی میں سے ایک آدمی بس ڈرائیور رہا تھا۔ میریانا جیسن کے برادر ہی گم سم بیٹھی تھی۔ گاڑی نے شاید ایک ڈیڑھ میل کا فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک ہیلی کو پڑ چکھاڑتا ہوا ان کے اوپر سے گزر گیا اور شاید وہ پلانا تھا اور اس نے ٹھیک بس کے اوپر ہی اپر پرواز شروع کر دی تھی۔ سپاہیوں کے چہروں پر جھنجرات کے آثار نظر آئے گئے تھے۔ ایک نے کھوپڑی کھڑکی سے باہر نکال کر اپر دیکھا تھا اور گندی سی گالی دی تھی۔

ڈرائیور نے چیخ کر کہا۔ ”کیوں بکواس کر رہا ہے کہیں بڑا آدمی خود ہی نہ ہو۔!“ اس نے جھپٹ کر کھڑکی سے سر اندر کر لیا۔ میریانا نے معنی خیز نظروں سے جیسن کی طرف دیکھا تھا اس نے سختی سے ہونٹ بھیخت لئے۔ پھر میریانا اس کی طرف جگ کر کان میں چینچنے لگی تھی۔ ”ہم وہ نہیں۔ جو باہر سے نظر آتے ہیں.... بڑا آدمی وہی ہے جسے چھوٹے آدمی نہ جانتے ہوں۔!“

ان کے قریب بیٹھے ہوئے چاروں سپاہی انہیں گھورنے لگے۔

”ضرور وہی ہے....!“ ڈرائیور چیخ کر بولا۔ ”پانیلٹ گاڑی روکنے کا اشارہ کر رہا ہے۔ اشارے میں دائرہ اور کراس بھی شامل ہے ہمارا مخصوص اشارہ۔!“

اُس سپاہی کی کھکھی بند ہو گئی جس نے کھڑکی سے سر نکال کر گالیاں دی تھیں۔ گاڑی روک دی گئی۔ ہیلی کو پڑ اور فضا ہی میں مغلن ہو گیا تھا۔ یہاں کہیں لینڈ کرنے کی جگہ نہیں تھی۔ ہیلی کو پڑ سے رسیوں کی میز ہی لٹکا دی گئی اور ایک بار دی آدمی یعنی پچھے اترنے لگا۔ اس کے شانوں پر ایسے نشان لگے ہوئے تھے جو بہت ہی اعلیٰ عہدوں کے لئے مخصوص تھے۔ چار سپاہی گاڑی سے اڑ آئے تھے اور حیرت سے آنکھیں چھائے اُسے دیکھے جا رہے تھے۔ نیچے اتر کر اُس نے پانیلٹ کو کسی قسم کا اشارہ کیا تھا۔ رسیوں کی میز ہی اور پچھلی گئی اور ہیلی کو پڑ گھوم کر مغرب کی طرف چلا گیا۔ جیسن نے سپاہیوں کے چہرے پر ایسے آثار پائے جیسے آنے والا ان کے لئے قطعی اجنبی ہو۔ پھر بھی ان کے ہاتھ سلیوٹ کے لئے اٹھ گئے تھے اور اس نے سلیوٹ لینے کے بعد ان سے پوچھا تھا کہ سب کام ٹھیک ہوا ہے یا نہیں۔ پھر بس میں جھانکا۔

”یہ وہ عورت تو نہیں ہے۔!“ دغناً اس نے کڑک کر کہا۔

”لل..... لیکن یہ اسی کے ساتھ تھی جتاب....!“

”میں تمہیں جہنم رسید کر دوں گا!“ آفیسر پیر تھی کر دھاڑل۔ ”آخروہ نکل ہی گئی تا!“ پھر وہ پلوینو سے بولا۔ ”کیوں بوڑھے کیا یہ وہی عورت ہے!“

”نن... نہیں جتاب...! میں تو کہا تھا کہ یہ وہ نہیں ہے لیکن یہ اسے بھی لے آئے!“

”خیر... خیر...!“ وہ پر تشویش لجھ میں سپاہیوں سے بولا۔ ”چلو میٹھو گاڑی میں!“

ڈرامجور نے نیچے اتر کر بڑے ادب سے الگی سیٹ کار دوازہ کھولا تھا۔ وہ میٹھے گیا اور ڈرامجور نے گھوم کر اسٹیر گک کی طرف والے دروازے سے اندر بیٹھتے ہوئے انجمن اسٹارٹ کر دیا۔ آفیسر نے اس سے کہا تھا۔ ”لکو چلو...! بوڑھے کے گھر پر...!“

پھر یہ سفر نہایت خاموشی سے طے ہوا تھا۔ گاڑی پلوینو کے مکان کے سامنے ہی رزو کی گئی۔

”میں دونوں قیدیوں کے ساتھ میں رکوں گا!“ آفیسر نے سپاہیوں سے کہا۔ ”تمہیں فوراً ٹریمیزد کے لئے روانہ ہو جانا ہے وہاں ولادی بورا میں تمہیں کپتان الفروزے کو روپرث دینی ہے۔ اس سے کہہ دینا کہ قیدیوں کو ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا جائے گا!“

”بب... بہت اچھا جتاب...!“

”ٹھہر وو...!“ آفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”مجھے تم پر رحم آرہا ہے۔ کپتان کو یہ ہر گز نہ بتانا کہ اصل عورت فرار ہو گئی ہے ورنہ وہ کھال گردے گا۔ میں خود ہی بعد میں ٹھیک کر لوں گا...!“ بس بھاگ جاؤ!“

”جبنا بہ نام پھر بتاویجھے...! ولادی بورا تو یاد ہے!“

”کپتان الفروزے...!“

”بہت بہتر جتاب...!“ اس نے کہا تھا اور دوڑتا ہوا گاڑی کی طرف چلا گیا تھا۔ گاڑی فرانے بھرتی ہوئی نظروں سے او جھل ہو گئی۔“

”بوڑھے تم بھی اندر جاؤ!“ آفیسر دھاڑا اور پلوینو بھد بھد دوڑتا ہوا اندر چلا گیا تھا۔

”تمہارے بغلی ہو لستر میں ریو اور موجود ہے!“ آفیسر نے جیمسن سے کہا۔ لیکن اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو...!“

”ہولستر خالی ہے...! ان حرام زادوں نے ویں چھین لیا تھا!“ جیمسن اکڑ کر بولا۔ ”میں تم سے مر عوب نہیں ہوں!“

”ش اپ یہ جیمو شر مپ...!“

جیسن بوکھلا گیا کیونکہ یہ آواز عمران کی تھی میریانا لٹکش نہیں جانتی تھی۔ لیکن وہ بھی چوک پڑی تھی۔ اُسے شاید صرف شہپر ہوا تھا۔ عمران نے دوبارہ آواز کو بدلتے ہوئے اٹکش ہی میں کہا۔ ”ہاں یہ میں ہی ہوں لیکن ابھی اس پر ظاہر نہ ہونے دینا...! پہلے یہاں سے کہیں اور کھسک چلو...!“ اس کے بعد پھر اطالوی میں کہا تھا۔ ”چلو آگے بڑھو...!“ میں تمہارے پیچھے ہوں، سمت بتاتا چلوں گا!“

وہ نہیں اسی سمت لے چلا تھا جہاں انہوں نے لکو کے ساحل پر اپنی لائچ سے فرار ہونے کے بعد پناہ لی تھی۔ آدھے گھنٹے میں یہ فاصلہ طے ہوا تھا اور پولیس آفیسر کی ہدایت پر اسی چنانی کتابوں میں جایبھنے تھے۔

”آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے...!“ میریانا نے حیرت سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جہاں سے چلے تھے وہیں پہنچ گئے!“ آفیسر بولا۔ ”لیکن اس بار آواز عمران کی اصل آواز تھی۔ میریانا چھل پڑی اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اسے سکتے ہو گیا ہو!“

”کہیں مرد جانا اسی حالت میں!“ عمران نے اپنے مخصوص جلانے والے لجھ میں کہا۔

”ظالم...!“ وہ یک بیک چوک کر بولی۔ ”بر بڑھمپ!“ میں تم سے محبت کروں گی!“ پھر اس نے جھپٹ کر عمران کا سر تھاما تھا اور دھڑکا اس پر اپنا سر مارنے لگی تھی۔

”ہائے مر گیا...! ارے چھوڑو...! مم...! مرا...!“ عمران ہر چوٹ پر بصد خلوص کراہے جا رہا تھا۔ بالآخر میریانا کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی۔ پھر اگر جیسن آگے بڑھ کر اسے سنپھال نہ لیتا تو گری پڑی ہوتی۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور جیسن عمران کی شکل دیکھ دیکھ کر کھی کھی کھی کئے جا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد میریانا ہوش میں آگئی تھی لیکن وہ اس کی شکل نہیں دیکھ سکتے تھے کیونکہ اب انہیں اپھیل گیا تھا اور میریانا بھی خاموش تھی۔ عمران اور جیسن اردو میں اپنی اپنی بیتی ساتھ رہے تھے۔ جب عمران نے گائیڈ بن کر الفروزے کو الوبانے کا قصہ سنایا تو جیسن ہنس کر بے حال ہو گیا۔

”لیکن ہے بلا کا جی دار اور بے خوف آدمی...!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”ایڈ لا دا بھاگتا پھر رہا۔

ہے۔ لیکن الفروزے نے مس نہیں ہو رہا۔ ارے لوئیسا کا انجام اس کی نظر میں تھا۔ اس کے باوجود بھی علامیہ تہاگھومتا پھر تھا!“

”یہ بات نہیں ہے.... آپ ہیں ہی قسمت کے سکندر.... لیکن کیا آپ کو یقین ہے کہ پائیکٹ اس یہلی کو پڑ کواہی عمارت میں پہنچا دے گا جہاں سے اسے لائے تھے!“

”ایکس ٹو کے مقامی ایجنت اپنا یہلی کو پڑ نہیں ضائع ہونے دیں گے۔ تم اس کی فرمات کرو.... فی الحال پائیکٹ وہی کرے گا جو اس سے کہا جائے گا۔ کیونکہ وہ دنالینی کی لاش دیکھ چکا ہے اور اب وہ الفروزے تک پہنچ ہی نہیں سکے گا جیسے ہی یہلی کا پڑ اس عمارت میں اترے گا پائیکٹ بھی میرے مقامی مددگاروں کے ہاتھ لگ جائے گا اور وہ اسے زیر حراست رکھیں گے۔ دنالینی کا حشر دیکھ لینے کے بعد میں اب کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا!“

”ان محترمہ کے بارے میں کیا خیال ہے....؟“ جیسن کا اشارہ میریانا کی طرف تھا۔

”یہ بالکل ٹھیک ہے.... کیا تم نے ابھی اس کا انہصارِ محبت نہیں ملاحظہ فرمایا تھا!“

”تو یہ ساتھ ہی رہے گی!“

”یہی سمجھ لو....!“

جیسن نے اسے وہ سب کچھ بھی بتایا جو اس کے جانے کے بعد میریانا کی زبانی ایڈلاوسے متعلق معلوم ہوا تھا۔ پھر چونک کر بولا۔ ”ارے آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ یک بیک ہم تک کیسے پہنچ چکے۔“

”پاؤئٹ نمبر بارہ سے سیدھے لکوکی طرف پرواز کی تھی۔ پلوینو کے گھر پہنچا تھا تو معلوم ہوا کہ پولیس والے آئے تھے جنہوں نے بوڑھے کوڑا دھر کر تم لوگوں کے بارے میں پوچھا اور پوری معلومات حاصل کر کے اسے بھی ساتھ لے گئے تھے۔ اتفاق سے پلوینو کی بیٹی کو تفصیل یاد رہ گئی تھی ورنہ تم لوگوں تک پہنچا دشوار ہو جاتا۔ بہر حال پلوینو کا گھر ان دنالینی کے انجام سے بے خر ہے اچھا ہے وہ بھی سمجھتے رہیں کہ ان کا بیٹا زندہ ہے اور ملک سے باہر چلا گیا ہو گا۔ مجھے ان لوگوں سے بھروسہ دیتے ہیں!“

”لیکن آپ ایڈلاوس پر بھی ہاتھ نہ ڈال سکے....؟“ جیسن بولا۔

”بھی نہ کبھی تو ہاتھ لے گا۔ ادھر بھی اب یہی عالم ہے.... تخت یا تختہ.... پاؤئٹ نمبر بارہ

ذوب ہمیشہ کے لئے دیران ہو چکا۔ وہ ادھر کارخ بھی نہیں کرے گا!“  
دفعاً میریانا چینی.... ”ارے بربرو.... اب اپنی بربو ختم کرو.... ورنہ میں پتھر سے محبت شروع کر دوں گی!“

دونوں ہنس پڑے تھے اور عمران نے اطاallovi میں کہا تھا: ”مجھے افسوس ہے بے بی کہ بات بات پڑھ سب ہو جانے کی عادت میری فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ اب اختیاط کھی جائے گی۔ کیا تم نے ابھی تک مجھے معاف نہیں کیا!“

”مجھ سے مت بولو....!“ وہ جھلا کر چینی تھی اور پھر وہ نے لگی تھی کسی تنہی سی بچی کی طرح جو کسی میلے ٹھیلے میں اپنے گھروالوں سے پھر کر دوبارہ آٹی ہو۔ اور جیسن اس طرح اندر ہیرے میں آنکھیں پھاڑ رہا تھا جیسے اس وقت عمران کی ٹھکل دکھائی دینا بے حد ضروری ہو۔ خود عمران کی ہات بھی عجیب تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہتے۔ وہ کس طرح خاموش ہو گی آخر جیسن بولا ”میں نہ کہتا تھا کہ یہ ہو کر رہے گا!“

”کیا ہو کر رہے گا....؟“ عمران نے ناخوش گوار لمحے میں کہا اب وہ اطاallovi ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔

”یہی کہ آخر کب تک بچتے پھریں گے میں نے میریانا کو بتا دیا تھا کہ آپ کے قبیلے میں شادی کس طرح ہوتی ہے!“

”تو کیا ہوا....؟ کون سی خرابی ہے ان رسومات میں....!“

”تم چپ رہو.... جیسے جیسے....!“ دفعاً وہ روتے روتے چینی.... ”ورنہ میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی!“

”میں عرب ہوں محترمہ....! میرے بیہاں سر پھاڑ دینے سے شادی نہیں ہوتی۔ پہلے لڑکی کے والدین کے ڈھروں کھصن لگانا پڑتا ہے۔ تب کہیں بات بنتی ہے!“

”تم کیوں کو واں کے جا رہے ہو....؟“ عمران نے جیسن کو لکارا۔

”تو پھر وہ تکیوں نہیں بند کرتی!“

”تم سے مطلب....؟“ وہ چھکلا کر بولی۔ ”مجھے بتاؤ کہ یہ اپنی زبان میں کیا کہتا ہے تھا!“

”یہی کہ....!“

”براہ کرم.... براہ.... کرم....!“ جیسن اردو میں بولا۔ ”اگر آپ پر لڑ کیاں برستی ہیں تو بھی غریب کوڈلیں نہ کہجئے.... یہ مجھ پر عاشق نہیں ہو سکتی۔ کئی بار مرائی کر پکا ہوں!“

”کیا مجھے گالیاں دے رہا ہے....؟“ میریا نے پوچھا۔

”نہیں کچھ نہیں اور خاندانی مسائل بھی ہیں ہمارے ساتھ....!“ عمران نے کہا اور جیسن سے اردو میں بولا۔ ”صبر کرو!... جب یہ سوچائے گی تو تمہارے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا!“

”اچھی بات ہے....! لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ آپ نے لوگوں سے بڑی بے دردی کا برداشت کیا ہے۔ کیا یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے پاگل ہو گئی ہے!“

”ڈاکٹر تو یہی کہہ رہے ہیں۔ لیکن میرے تجربے کے مطابق ٹھیک ہونے میں کئی ماں لگیں گے۔ خواہ مخواہ نالگ اڑا بیٹھی تھی۔ اس معاملے میں.... میری جگہ اور کوئی ہوتا تو جان سے مار دیتا!“

”آخر آپ کے پاس کتنی قسم کی زہریلی سویاں ہیں!“

”ورجنوں قسم کی.... اگر چاہوں تو ایک سوئی تھماری بھوک بھی مٹا سکتی ہے!“

”شکریہ....! میں بھوکا ہی بھلا۔ اب آپ اپنی بی بی کو سلانے کی کوشش کیجئے!“

”میرادم گھٹ رہا ہے....!“ میریا بولی۔

”اچھا.... اچھا.... اب سونے کی کوشش کرو!... بہت تحک گئی ہو!“

”میں سو جاؤں گی....!“ وہ ہنس کر بولی۔ ”اس خیال میں بھی نہ رہنا.... تم دونوں سو جاؤ میں جاگی رہوں گی.... ورنہ تم پھر بھاگ کھڑے ہو گے!“

”دیکھا آپ نے....!“ جیسن اردو میں غریبا۔ ”ساری دنیا کی عورتیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔“

”ندا! نہیں غارت کرے!“

”اس باراں نے ضرور مجھے گالی دی ہو گی!“ میریا تھقہہ لگا کر بولی۔

پھر بچھ جیسن کی زبان سے گالی ہی نکلی تھی اور عمران ”ہائیں ہائیں“ کرتا رہ گیا تھا۔

اور پھر عمران کو ایک بار پھر اطالبی میں اپنی رو دادہ ہرانی پڑی تھی۔

”تم بہت زیادہ تیزی دکھار ہے ہو!“ وہ بالآخر بولی۔ ”مجھے ذر ہے کہیں ٹھوک رہے کہا ہے!“

”جب سے پیدا ہوا ہوں ٹھوکریں ہی کھارہا ہوں۔ لیکن ابھی تک تو میری صحت پر کوئی نہ اثر پڑا نہیں!“

”ایڈ لاوا!... بہت بڑا مکار ہے!“

”ہو گا!... دیکھیں گے!... ابھی تو وہ پوائنٹ نمبر بارہ کو تباہ کر کے بھاگ نکلا ہے!“

”وٹائی نے خواہ مخواہ اپنی جان دی!“

”بہت زیادہ مایوس ہو گیا تھا مجھے ذر ہے کہ آخر کار تم بھی کہیں بھی نہ کرو!“

”میں تمہیں آگاہ کئے دیتی ہوں اگر اب تم نے مجھے اس طرح چھوڑا تو یہی کروں گی!“

”یہ تو ناممکن ہے کہ تم ہر جگہ میرے ساتھ رہ سکو!... دونوں مارے جائیں گے!“

”آپ دونوں مارے جائیں یانہ مارے جائیں لیکن میں بھوک سے مر جاؤں گا!“ جیسن بولا۔

”آج رات تو ہم تمہیں ٹل کر کھائیں گے.... جیسیو جھینگے!...!“ میریا ناچکی تھی۔ اب شاید اس کا مودہ کسی قدر ٹھیک ہو گیا تھا۔

”یہی کرڈا لو تاکہ اس تکلیف سے بچات ملے۔

”سوال تو یہ ہے کہ اس وقت ہم جائیں گے کہاں۔ اندھیرے میں حلیے تبدیل کرنا بھی ممکن

نہیں۔ خیر تم لوگ بیٹھو!... میں کچھ کرتا ہوں!“

”ناممکن!...! تم اکلے نہیں جا سکتے!“

”تب تو پھر بھوکا ہی رہنا پڑے گا!“

”پرواہ نہیں!...!“ میریا بولی۔

”میں جا رہا ہوں!... کیا آپ کاریڈی میڈ میک اپ میری ناک پر فٹ ہو سکے گا!...?“

جیسن نے عمران سے پوچھا۔

”جی نہیں!...! اس میک اپ کے لئے ناک ضروری ہے اور آپ صرف چہرہ ہیں وہ بھی اسی

وقت نظر آتا ہے جب آپ مور چھل بنے ہوئے ہوں ورنہ بس یہ معلوم ہوتا ہے جیسے کھجور کے

تنے پر ناریلی رکھ دیا گیا ہو!“

## ایڈ لاوا

(چوتھا حصہ)

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے "آپ یشن ڈبل کراس" کی پیشانی پر "بے چارہ ڈائمنڈ جوبلی نمبر" لکھوایا تھا۔ شاید اللہ پاک کو میری یہ کسر نفسی پسند آئی اور اس نے اپنی رحمت کاملہ سے صرف تین عام نمبر لکھوادیے بلکہ ایک خاص نمبر بھی عطا فرمایا۔ بس ثابت یہ ہوا کہ خاکساری ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ الہذا دوستو! تم خانی چھوڑ دو، خاکساری اختیار کرو اللہ ہیڑا پار کرے گا۔ آخر میں ایڈ لاوا کی ڈائری سے آپ متفق ہوں یا نہ ہوں حقیقت یہی ہے۔ اس کے بغیر ہم "کالوں" کا نام نہیں چلے گا۔ ایڈ لاوا ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔

اب آئیے اپنے خطوط کے جوابات کی طرف! ایک صاحب رقم طراز ہیں بلکہ "قلم تراش" ہیں کہ اب آپ کی کتابوں میں رکھا ہی کیا ہے؟ لڑکیوں کے علاوہ.... عمران صاحب اٹھے کوئی لڑکی مل گئی اور کہانی خود بخوبی چلی گئی۔ ختم کیجئے لڑکیوں کا یہ چکر.... اے بھائی میں تو بہت چاہتا ہوں لیکن جب کسی کتاب میں دوسرے پڑھنے والوں کو کوئی لڑکی نہیں ملتی جو ہیر و پر ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہو تو وہ مجھے لکھ سمجھتے ہیں کہ بس اب لکھنا چھوڑ کر کوئی اور دھنہ سمجھتے۔

## پیشہ س

آپ کے قلم کو زنگ لگ چکا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ پر لیکن لٹریچر میں لڑکی سے ضرور ملاقات ہو گی۔ اگر آپ کو لڑکیاں پسند نہیں تو حکیم نے نئے میں لٹریچر ہی کیوں لکھ دیا ہے۔ الجبرا، جیو میسری اور ار تھمیک سے دل بہلا لیا کیجھ۔ لڑکیاں تو عمران پر مرتبی ہی رہیں گی۔

ایک اور صاحب نے لکھا ہے کہ عمران کو اٹلی کیوں دوڑا لے گئے اپنے یہاں کیا مسائل کم تھے، جناب عالی! شائد آپ کو علم نہیں کہ یہاں عمران کے لئے ”چرس“ کے علاوہ اور کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا تھا۔ اس لئے وہ اٹلی چلا گیا ہے۔ ایڈ لاوا کی کہانی ختم ضرور ہو گئی ہے لیکن وہ ابھی اٹلی ہی میں مقیم رہے گا۔ کم از کم دو ماہ اور میں اس کے گرد نئی نئی کہانیوں کے جال بنتا رہوں گا۔

والسلام

ابن صدقہ

دوپہر سے شام ہوتی اور پھر رات بھی آپڑی لیکن پائیں کہیں پتہ نہ تھا۔ الفروزے سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ بھی کسی حادثے کا شکار نہ ہو گیا ہو۔ دیے اس کے اس راز میں پائیں کے علاوہ اور کوئی شریک نہ تھا۔ پھر اسے کیا کرنا چاہئے۔  
دفعہ ایک ماتحت نے کچھ لوگوں کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

”کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟....؟“ الفروزے نے چونکہ کرپوچھا۔  
”پانچ آدمی ہیں... شاید وہ آپ کو روپرٹ دینا چاہتے ہیں جس کے لئے انہیں کہیں سے ہدایت لی ہے؟“

”ان سے جا کر معلوم کرو کہ روپرٹ بھی ایک ہی ہے یا ہر آدمی اپنی روپرٹ الگ الگ دیگا۔!  
ماتحت چلا گیا۔ الفروزے کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

ماتحت نے واپس آگر اطلاع دی کہ روپرٹ ایک ہی ہے۔

”چھاتوان میں سے کسی ایک کو اندر لاوے لیکن جامد تلاشی کے بعد“ الفروزے بولا۔  
ہدایت کے مطابق ایک آدمی اندر لاایا گیا تھا۔ الفروزے نے اسے گھور کر دیکھا۔ حافظہ پر زور دیا کہ آیا وہ پہلے بھی اسے دیکھ چکا ہے یا نہیں لیکن شناسائی کی بلکہ یہ جھلک بھی نہ مل سکی۔

”ہاں... کیا روپرٹ ہے....؟“ بلا خراس نے سوال کیا۔

”ایک شخص نے ہم سے قیدیوں کا چارچ لایا جس نے بڑے عہدے دار کی وردی پہنچن رکھی تھی۔ اس کی ہدایت پر ہم آپ کو روپرٹ دینے آئے ہیں!“  
”میر پورٹ ہے....؟“

”لیں ہی کہ قیدیوں کا چارج اس نے ہم سے لکھیں لے لیا تھا۔“

الفروزے کی آنکھوں میں بل بھر کے لئے الجھن کے آثار نظر آئے پھر اس نے سنجھل کر

پوچھا ”وہ کون تھا....؟“

”ہم یہ نہیں بتا سکیں گے کیونکہ ہمیں بھی نہیں بتایا گیا۔!“

”تم گھاس تو نہیں کھائے....!“ الفروزے پیریٹ کر دہاز۔

”م..... میں ..... نن..... نہیں سمجھا جتاب....!“

”مجھے کہیں سے ہدایت نہیں ملی کہ میں کسی سے رپورٹ لوں....!“

”ہمیں اس سے کیا سوکار جتاب....؟“ ہمیں جو ہدایت....!“

”خاموش رہو....!“ الفروزے غریباً۔ ”پوری بات بتاؤ!“

”ہمیں ہدایت ملی تھی کہ ہم پولیس کی وردی میں لکو جا کر ایک آدمی پلوینو کے مہماں کر گرفتار کر کے پوائنٹ ایکس پر پہنچادیں!“

”بولتے رہو.... سانس توڑنے کی ضرورت نہیں!“ الفروزے غریباً۔

”لیکن پلوینو اپنے مہماں کو پچھلے ہی دن دوسرا جگہ پہنچا چکا تھا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ ایک مہماں ان سے پہلے ہی کہیں چلا گیا تھا۔ بہر حال ہم اس بستی میں پہنچے۔ پلوینو نے انہیں شاخت کر لیا تھا اور ہم انہیں لے کر چل پڑے تھے۔ راستے میں ایک ہیلی کاپڑ سے ہمیں مخصوص اشارہ کر اس اور دراڑہ ملا تھا۔ ہم نے گاڑی روک دی۔ ہیلی کاپڑ سے ایک آدمی اعلیٰ عہدے دار کی دردوانہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

”ان پانچوں کو مہماں خانے میں لے جاؤ!“ الفروزے بولا۔

ہیڈ کوارٹر سے معلومات نہ حاصل کراؤ!“

پھر اس نے ماتحت کو آواز دی تھی جو کریڈور میں شامندرووازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

”ان پانچوں کو مہماں خانے میں لے جاؤ!“ الفروزے بولا۔

ماتحت انہیں ساتھ لے کر باہر چلا گیا اور الفروزے کو پھر اپنی الجھن یاد آگئی۔ پانیک ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ اس نے صبی ٹرانس میٹر پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا اور ماہی گیر کے حوالے سے ”باس“ کو کال کرنے لگا۔

”باس....!“ تھوڑی دیر بعد ریسیور سے آواز آئی۔

”کیا آپ نے پوائنٹ ایکس سے پانچ آدمیوں کو کسی مہم پر روانہ کیا تھا....؟“

”ہاں.... کیوں.... کیا بات ہے....؟“

”وہ پانچوں مجھے رپورٹ دیتے ہیں!“

”تمہیں کیوں....؟ انہیں ایسی کوئی ہدایت نہیں دی گئی تھی!“

”اگر ہمیں کراس دائرے والا اشارہ نہ ملتا تو ہم کبھی نہ کرتے جتاب....!“

”ہوں.... پوائنٹ ایکس کہاں ہے؟“

وہ آدمی چوک کر اسے گھوڑتا ہوا بولا۔ ”اب تو آپ مجھے اپنے بارے میں شے میں بتا کر رہے ہیں!“

”کیوں....؟“ الفروزے غریباً۔

”کوئی بھی آدمی اپنے پوائنٹ کا پتہ کسی اجنبی کو نہیں بتا سکتا۔ آپ میرے لئے اجنبی ہیں!“

”بھاگ جاؤ....!“ الفروزے ہاتھ اٹھا کر دھاڑا۔ ”میں کچھ نہیں جانتا پورٹ میں لینا میری ذمہ داری نہیں ہے!“

”آپ کی مرضی....!“ اس نے ناخوش گوار بھجے میں کھا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ الفروزے کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آئے تھے اور اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا تھا۔ ”خہبر جاؤ!“

وہ رک کر مڑا اور الفروزے بولا۔ ”تم پانچوں اس وقت تک یہیں ٹھہر دے گے جب تک میں ہیڈ کوارٹر سے معلومات نہ حاصل کراؤ!“

پھر اس نے ماتحت کو آواز دی تھی جو کریڈور میں شامندرووازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

”ان پانچوں کو مہماں خانے میں لے جاؤ!“ الفروزے بولا۔

ماتحت انہیں ساتھ لے کر باہر چلا گیا اور الفروزے کو پھر اپنی الجھن یاد آگئی۔ پانیک ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ اس نے صبی ٹرانس میٹر پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا اور ماہی گیر کے حوالے سے ”باس“ کو کال کرنے لگا۔

”باس....!“ تھوڑی دیر بعد ریسیور سے آواز آئی۔

”کیا آپ نے پوائنٹ ایکس سے پانچ آدمیوں کو کسی مہم پر روانہ کیا تھا....؟“

”ہاں.... کیوں.... کیا بات ہے....؟“

”وہ پانچوں مجھے رپورٹ دیتے ہیں!“

”تمہیں کیوں....؟ انہیں ایسی کوئی ہدایت نہیں دی گئی تھی!“

”راتے میں کسی اور نے ان سے چارج لے کر انہیں میرے پاس بھیج دیا۔“

”اب وہ کہاں ہیں....؟“

”میں نے انہیں روک رکھا ہے۔“

”روکے رکھو....! ان میں سے کوئی مل بھر کیلئے بھی باہر نہ جانے پائے۔ میں پہنچ رہا ہوں!“

”بہت بہتر جتاب....!“ الفروزے نے طویل سانس لی اور ٹرانس میٹر کا سونج آف کر دیا۔ اس کے ذہن نے پھر وہی سوال ڈھرا شروع کر دیا کہ آخر پاہیلٹ ابھی تک واپس کیوں نہیں آیا۔ اسی بھجن میں مزید چالیس منٹ گذر گئے اب تو وہ اس جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ ایڈ لاوا کا منتظر تھا اور اس معاملے میں کسی دوسرے کو اعتماد میں لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ٹھیک پختالیسویں منٹ پر ایڈ لاواڑی اوس تاریخ کے پولیس آفسر کی وردی میں ملبوس وہاں پہنچ گیا!

”کیا قصہ ہے....؟“ اس نے آتے ہی سوال کیا۔

الفروزے نے پانچوں آدمیوں کی روپورٹ ڈھرائی۔ ایڈ لاوا پر سکون لجھ میں بولا ”تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ لوگ ہمارے مخصوص اشاروں تک سے واقع ہیں۔ اچھا ہی ہوا تھا کہ میں نے حالات کا علم ہوتے ہی پوائنٹ نمبر بارہ کو دریا کر دیا تھا!“

”ای لئے جواب نہیں مل رہا تھا۔ میں نے کئی بار مزید ہدایات کیلئے آپ سے براہ راست رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسی لئے اس وقت ہیڈ کوارٹر کے توسط سے رابطہ قائم کرنا پڑا!“

”جانتے ہو پلیونو کون ہے....؟“ ایڈ لاوانے سوال کیا۔

”نہیں جتاب....!“

”تمہارے ریڈیو آپ پریڈ و نالینی کا باب....!“

”اوہ تو وہ غدار خود و نالینی تھا....!“

”نہیں....! انہوں نے اسے اسٹریٹ سے اتار لیا تھا اور اسٹریٹ کی تباہی کے وقت اس پر کوئی بھی نہیں تھا۔ انہوں نے نالینی کو اس کے گھر پہنچا کر چھپے رہنے کی ہدایت کی۔ لیکن اس نے کسی طرح ان کا ٹرانس میٹر چالیا اور گھر سے فرار ہو کر مجھ سے رابطہ قائم کیا.... کیا اسے علم تھا کہ

”میں پوائنٹ نمبر بارہ میں مقیم ہوں!“

”ہو سکتا ہے لیکن پوائنٹ نمبر بارہ کے محل و قوع سے میرے اور....!“ وہ یک بیک ناموش ہو گیا۔

”کیوں؟ کیا بات ہے....!“ ایڈ لاوا خلاف عادت چوک پڑا تھا۔

”آپ کو علم ہے کہ پوائنٹ نمبر بارہ کے محل و قوع سے میرا ہیلی پاہیلٹ بھی واقع ہے۔“

”مجھے علم ہے....!“

”وہ آج دس بجے مجھ سے صرف آدھے گھنٹے کی چھٹی لے کر گیا تھا لیکن ابھی تک واپس نہیں آیا۔“ الفروزے نے کہا۔ شاید اپنے پورے کیریئر میں پہلی بار ایڈ لاوا سے جھوٹ بولا تھا۔

”معاملہ صاف ہو گیا....!“ ایڈ لاوانے پر سکون لجھ میں کہا۔

”مم.... میں سمجھا نہیں....!“ الفروزے نے کہا۔ حالانکہ اب پوری بات اس کی سمجھ میں بھی آگئی تھی۔

”وہ تمہارا پاہیلٹ ہی تھا جس نے کراس اور دائرے والا اشارہ کیا ہو گا!“

”اب تو مجھے بھی بھی سوچتا پڑے گا۔!“

”ان پانچوں کا صفائی کر دو۔ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ احکامات اس طرح نہیں بدلتے جاتے!“

”وراصل وہ اشارہ....!“

”کچھ بھی نہیں.... جس لانچ کے ذریعے یہ آئے ہیں اس میں نائم بم رکھو اور ان سے کہہ کر پوائنٹ ایکس واپس جائیں وہ وقت ایسا ہو کہ لانچ ٹریمیز و سے کم از کم تین میل دور جا چکی ہو۔!“

”بہت بہتر جتاب....!“

”اب تم ہیڈ کوارٹر کے توسط سے ہی مجھ سے رابطہ قائم کر سکو گے۔!“ ایڈ لاوا اٹھتا ہوا بولا۔

”و نالینی کا کیا ہوا جتاب....?“ الفروزے نے مضطرباتہ انداز میں پوچھا۔

”وہ پہلے ہی وہاں پہنچ گیا جہاں یہ پانچوں پہنچنے والے ہیں!“ ایڈ لاوانے مڑے بغیر کہا۔ اس کے پلے جانے کے بعد الفروزے پھر پاہیلٹ کے بارے میں سوچنے لگا۔ کیونکہ اب فکر کا دھارا کسی اور سمت بہہ رہا تھا۔



ای وجہ سے غیر ملکیوں کے کاغذات دیکھے جا رہے ہیں۔ تم نے ناقصی دار دات ہوئی ہے۔!  
”کیسی واردات؟“

”پرسوں رات پھر ایک لائچ دھاکے سے تباہ ہو گئی۔!“

”کہاں....؟ میں نے کوئی دھاکہ نہیں سنایا....!“

”زیریزوں کے قریب کسی جگہ کی بات ہے لائچ پر پائچ آدمی تھے پانچوں غرق ہو گئے۔!  
عمران نے طویل سانس لی۔ پچھلے دو دن سے یہ تینوں بورڈنگ ہاؤز ہی تک مدد در ہے تھے۔  
اسی حد تک کہ بورڈنگ ہاؤز کی مالکہ ہی کے توسط سے اپنے لئے کھانا اور ناشتہ منگوائے رہے تھے۔  
نوجوان نہیں گئے تھے آج اتفاق سے خود عمران ناشتے کا سامان خریدنے لگا تھا تو اسے معلوم ہوا تھا  
کہ یادوں کے کاغذات کی چیلگ ہو رہی ہے۔ بہر حال مسئلہ پر بیشان کن تھا۔ آخر کاغذات کے  
لئے سیٹ فرائم کئے جاسکتے ہیں۔ پس در پے اتنی بار انہیں اپنے ملنے تبدیل کرنے پرے تھے کہ  
کاغذات سے مناسب رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر اب کیا کیا جائے....؟ وہ سوچتا  
ہوا پنے کرے میں داخل ہوا۔ وہ دونوں دریے ناشتے کے منتظر تھے اور عمران ناشتے کی باسکٹ  
انھیں لٹکائے بورڈنگ کی مالکہ سے گفتگو کرتا رہا تھا۔

”تم وقت بہت ضائع کرتے ہو، سید ہے میں کیوں نہیں آئے تھے۔ بڑھا سے اتنی دیر  
کیوں گفتگو کرتے رہے تھے....؟“ میریانا جھنجھلا کر بولی۔

”ابے یہ توجہ و بنی جارہی ہے....!“ عمران نے اردو میں کہا اور جیمسن اس طرح بس پڑا کہ  
بریانا بھڑک ہی گئی۔

”کیا تم نے مجھے اپنی بربری میں گالی دی تھی؟“

”میں نے کہا تھا کہ ہم مصیبت میں پڑ گئے ہیں اب میں اس سے پوچھتا ہوں کہ آخر یہ نہیں  
ہے کہ کون سا موقع تھا۔!“

”نہیں اس لئے آئی تھی کہ آپ نے خود ہی تو یہ مصیبت اپنے سر لی ہے۔!“ جیمسن بولا۔

ہال میں تم لوگوں کے لئے مصیبت ہی بن گئی ہوں۔ دفعتا وہ کراہی تھی۔

”میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ غیر ملکیوں کے کاغذات کی چیلگ شروع کی گئی ہے۔ متعدد ٹولیاں  
ٹولی اور دوسرا اقامت گاہوں میں گھٹتی پھر رہی ہیں اور ہر جگہ سے بھی یہ عقل مندی سر زد  
ہر شریف آدمی کا ہونا چاہئے.... میرا خیال ہے کہ جھیل میں جو یہ دھماکے ہو رہے ہیں شاید“

”میں توارد و بھولا جا رہا ہوں.... اس عورت کی وجہ سے۔!“ جیمسن بھنا کر بولا۔

”یہ دیکھو کہ تمہاری اطاallovi کتنی روائی ہو گئی ہے....!“ عمران نے اسے آنکھ مار کر کہا اور یہ  
حقیقت بھی تھی کہ میریانا کی موجودگی میں وہ اردو بولنے کو ترستے تھے۔ وہ لکھوں کے ایک چھوٹے  
سے بورڈنگ ہاؤز میں مقیم تھے جہاں انہیں کھانے کا انتظام باہر سے کرنا پڑتا تھا۔ اس کی مالکہ ایک  
مالدار ہو گئی۔ صفائی ستر ایک کے خط میں اس حد تک بنتا تھا کہ خود بھی باور پی خانے کا دروازہ  
پالے بغیر زندگی گزار رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جب بازار میں کھانے کی دو کافی موجود ہیں تو  
پھر گھر کو گندہ کرنے کا کیا جواز ہے؟

اس بار میریانا بہت بورہ بورہ تھی کیونکہ نیا میک اپ اسے پسند نہیں آیا تھا۔ عمران نے اسے  
سیاہ و سفید نسلوں کا سکپر بنا دیا تھا اور خود گلخانہ بننا پھر رہا تھا۔  
میریانا اپنی زبان کے علاوہ فرانسیسی میں گفتگو کرتی تو ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی معراجستان  
بچوں کو پڑھا رہی ہو۔

دوسرا انہوں نے سکون سے گزارے پھر اچانک لکھوں میں مقیم غیر ملکیوں کے کاغذات کی  
جائچ پڑتاں کی مہم شروع ہو گئی۔ کمی باور دی ٹولیاں مصروف کار تھیں۔ اس کی سن گن ملنے ہی  
عمران نے کان کھڑے کے اور بورڈنگ کی مالکہ سے الجھپڑا۔

”اپنی پوری زندگی میں پہلی بار میں نے ایسی کوئی بات سنی ہے۔!“ مالکہ نے کہا۔  
”میں نہیں سمجھا....!“ عمران بولا۔

”اٹلی ایسا ملک نہیں ہے جو بیتہ دنیا کے بارے میں شکوک و شبہات میں بنتا ہو۔ ہم آدمیوں  
کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔!“

”پھر یہ کیوں ہو رہا ہے....؟“  
”اڑے تم پر بیشان کیوں ہو گئے؟“ وہا سے گھوڑتی ہوئی بولی ”کیا تمہارے کاغذات جعلی ہیں۔!  
”یہ بات نہیں ہے پولیس والوں کی شکل دیکھ کر میرا انہوں بریک ڈاؤن ہونے لگتا ہے۔!  
”ہر شریف آدمی کا ہونا چاہئے.... میرا خیال ہے کہ جھیل میں جو یہ دھماکے ہو رہے ہیں شاید“

کی وجہ سے ہورہا ہے جو کو موچھیل میں ہو رہے ہیں!“  
”ہو سکتا ہے....!“

”پت نہیں نی لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں!“

”تخریب کار... شاید تمہارا ملک کسی انقلاب سے گزرنے والا ہے!“

”خدا کے لئے ایسا نہ کہو... میں نے بہت انقلاب دیکھے ہیں۔ انقلاب کا نام لینے والے یا انقلاب پر شاعری کرنے والے تصور نہیں کر سکتے کہ انقلاب کتنا خون پیتا ہے اور فضاؤں میں کتنا دھواں پکھرتا ہے!“

”وہ پندرہ میں منٹ تک مختلف ممالک کے انقلابات کے متعلق گفتگو کرتے رہے تھے۔ پھر بڑھا دزی جوتوں کی دھمک سن کر چوک کپڑی تھی۔

”شاید وہ آگئے....!“ اس نے کپکاپی ہوئی آواز میں کہا۔

”آجھے ہوں گے....!“ میریا نے لاپرواہی سے کہا۔ وہ یہاں فرانسیسی لمحے میں ادھ کچھی اطاولی بولتی رہی تھی۔

اتھے میں وزنی جوتوں کی آہٹ دروازے کے قریب ہی آرکی۔ عمران ریڈی میڈ میک اپ ناک پر جما ہے پولیس افسر کی وردی میں سامنے کھڑا تھا۔

”یہاں کتنے غیر ملکی موجود ہیں سی نورا؟“ اس نے گوئیں آواز اور شاستہ لمحے میں پوچھا۔  
”اس وقت تو یہی تین ہیں سی نورا....!“

”تیرا کون ہے....?“

”ہمارا ساتھی.... میں لاتی ہوں...!“ میریا نے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔ بوڑھی عورت نے آفیسر سے بیٹھ جانے کی درخواست کی تھی۔

”نہیں ٹھیک ہے اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اتھے میں راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی اور میریا بوكھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی ”وہ.... تو.... وہ تو....“ میریا نے ہانپتے ہوئے کہا۔ ”کمرے میں نہیں ہے اس کا سوٹ کیس بھی نہیں ہے!“

”اوہ....!“ آفیسر نے دانت پیس کر زمین پر پاؤں مارا تھا۔

”ہو گئی کہ آتے ہی بڑی بی سے پوچھ بیٹھا کہ یہ محض معمول کی کارروائی ہے یا خاص موقع پر ایسا ہوئے۔ اس نے اس پر بڑی حیرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔“  
”یہ تو بہت براہوا....!“ میریا پر تشویش لمحے میں بولی۔

”پرواہ مت کرو....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”اگر وہ ادھر آگئے تو شکلوں کے مطابق کاغذات کہاں سے پیدا کریں گے....؟“ میریا جھنجھلا کر بولی۔

”اس سے پہلے ہی بربڑھمپ کچھ کر گزرے گا۔!“

”کیا کر گزرے گا....؟“

”تم دونوں کمرے سے نکل جاؤ!“

”کیا مطلب....؟“

”مکرہ بند کر کے کروں گا....!“

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور باہر جانے لگے۔

عمران نے جیسن سے اردو میں کہا۔ ”تم دونوں بڑی بی کے پاس جا کر بیٹھو....! میں اپنے چیرے میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے وہی وردی پہنتا ہوں اسی طرح یہاں سے نکل سکیں گے اور کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں اس اطاولی مرغی کو بھی سمجھادینا۔!“

وہ دونوں باہر آئے اور عمران نے دروازہ بند کر لیا تھا۔

قبل اس کے میریا پوچھتی کہ بربڑی زبان میں اب کیا گل کھلا ہے جیسن خود ہی شروع ہو گیا۔ میریا کی آنکھوں میں کسی تدریب شاشت نظر آئی تھی۔

”اتھی پھرتی سے اسے سوچتی ہے کہ میں تحریرہ جاتی ہوں۔!“ اس نے کہا اور پھر بوڑھگ کی مالکہ کے سر پر سوار ہو گئے۔

”تم لوگوں نے اپنے کاغذات درست رکھے ہیں نا....؟“ اس نے بڑی شفقت سے پوچھ ”نہ جانے کیوں چیلگ کھو رہی ہے....؟“

”ہاں میرے ساتھی نے بتایا تھا....!“ جیسن لاپرواہی سے بولا۔

”پتا نہیں دنیا کیسی ہوتی جا رہی ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ سب کچھ ان دھا کو

”ہم اسی جگہ اتر جائیں گے جہاں تم دونوں پلے رکے تھے اور تم نے اپنی حالت درست کی۔  
تھی!“ عمران نے میریانا سے کہا۔  
”بلیز نے ہمارے تحفظ کے خیال سے مختصر راستہ اختیار کیا تھا اور ہم نبتاب جلد پہنچ گئے تھے!“  
”تو کیا سڑک کے ذریعے ہم اس جگہ تک پہنچ سکیں گے جہاں تم نے اپنی حالت درست  
کی تھی!“

”ایک جگہ اتر کو کچھ دور پیدل چلتا پڑے گا!“  
”ٹھیک ہے....!“

پولیس آفیسر کی ہدایت پر ڈرائیور نے بس ٹھیک اس جگہ روکی تھی جہاں میریانا نے کہا تھا وہ  
اتر گئے تھے تھوڑی دیر بعد میریانا کا میک اپ بھر صاف کیا جا رہا تھا۔  
”اگر اسی طرح گھسائی ہوئی تو شاید کچھ دونوں بعد تمہاری شکل بھی نہ پہچانی جاسکے!“  
جیسیں نہ کر بولا۔

”آپ کی بھی گھسائی ہو گی....!“ عمران نے کہا۔ اور آپ خود ہی پچھلے میک اپ میں  
آجائے کی کوشش فرمائیں گے!“  
”مجھے تواب وہ شکل ہی یاد نہیں رہی....!“  
”تو بھر کیسے کام پڑے گا....?“  
”کوشش کروں گا لیکن دیر گے گی!“  
”دیر سویر کی پرواہ مت کرو....!“

”چچ قربیاپون گھنٹے کی جدو جہد کے بعد وہ میریانا کو مطمئن کر سکا تھا۔  
”آئندہ ہر میک اپ میں تصویر کھپوڑا لیا جائے گا!“ عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔  
وہ بستی میں داخل ہوئے تو عجیب سماں تھا لوگ انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے  
عمران نے دونوں کو سمجھا دیا تھا کہ اپنے چہروں پر بنشاشت لئے بستی میں داخل ہوں اور خود بھی ان  
سے اسی انداز میں گفتگو کرتا ہوا چل رہا تھا جیسے تینوں آپس میں بے حد بے تکلف دوست ہوں۔  
پھر میریانا کا چچا انہیں راستے میں مل گیا تھا شائد کسی نے اس تک یہ خبر پہنچادی تھی میریانا نہیں  
ہوئی اس سے لپٹ گئی اور بولی سب کچھ ایک غلط فہمی کے تحت ہوا تھا۔ آفیسر خاص طور پر آپ

”ہمارے کاغذات دیکھ لیجئے....!“ جیسن نے بڑے ادب سے کہا۔  
”یہاں نہیں“.... آفسر غلاما.... ”اب تمہیں میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلتا پڑے گا!“  
”ہم تیار ہیں سی نور....!“ جیسن پر سکون لجھ میں بولا ”پرسوں تک وہ ہمارے لئے ہی  
اجنبی تھا!“

”کیا مطلب....؟“  
”وہ پرسوں ہمیں پنجوں میں ملا تھا۔ کہنے لگا ساتھ ہی رہیں تو کیا حرج ہے مجھے بھی تھاں کا  
احساس نہ ہو گا!“

”چلو.... ہیڈ کوارٹر میں ہی تمہارے بیان کی تصدیق ہو گی!“  
جیسن نے مالک سے کہا ”ہم ایک ہفتے کا پیٹگی کرایا ادا کر چکے ہیں سی نورا....!“  
”ہاں.... ہاں.... ٹھیک ہے وہ شخص مجھے بھی بے حد کا نیا معلوم ہوا تھا!“ بڑھایا  
کپکپائی ہوئی آواز میں کہا۔

”تم اپنے سامان سمیت چلو گے....!“ آفسر غلاما۔  
”اس کے باوجود بھی تمہیں ایک ہفتے سے قبل کمرہ کسی اور کو دینے کا اختیار نہ ہو گا۔“ جیسن  
نے اس کی سفی ان سفی کر کے بڑھیا سے کہا اور پھر اس سے بولا ”چلنے....!“  
اس طرح وہ سامان سمیت بورڈنگ ہاؤس سے نکل کے تھے۔  
”اب چپ چاپ اس طرف نکل چلو جہاں تمہارے چچا کی بستی کی طرف جانے والی بن ملتی  
ہے۔“ عمران نے میریانا سے کہا۔

”مگر میں انہیں جواب کیا دوں گی۔ وہ اس بستی میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ سب  
کو معلوم ہو گیا تھا کہ ہم ان کے مہمان ہیں وہ لوگ کیا جائیں کہ پولیس والے حقیقت کوں تھے!“  
”ای لئے ان کی غلط فہمی رفع کرنا چاہتا ہوں ورنہ تمہارے چچا کی پوزیشن خراب ہو جائے گی!“  
”وہ کس طرح....؟“

”بجٹ نہ کرو.... مجھ پر اعتماد کرو....!“  
”وہ بس کے اڑے پر پہنچے تھے اور پہلی بس تیار کھڑی تھی صرف چند لشتن خالی تھیں۔  
انہیں کوئی دشواری نہ ہوئی!“

سے عذر خواہی کے لئے آئے ہیں پھر اس نے عمران سے کہا تھا "میرے چچا"۔

"عمران نے جھپٹ کر مصافحہ کیا اور شرمندگی ظاہر کرتے ہوئے بولا میرے ماتحت ایک یہ تو ف آدمی کے بہکانے میں آگئے تھے۔ بالآخر وہ خود ہی مجرم ثابت ہوا۔ محکمہ آپ کو تحریری معافی نامہ بھجوادے گا!"۔

ان کے گرد بھیڑ کاٹھا ہو گئی تھی اور عمران یہ سب کچھ اونچی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"مگر تشریف لے چلے....! اطمینان سے باقی ہوں گی!۔" چچا نے کہا۔

"چلے....!" عمران نے اس طرح گھری دیکھ کر کہا جیسے اسے واپسی کی جلدی ہو۔ گھر پہنچ کر بوڑھے نے اپنی بیوی کو یہ خوش خبری سنائی تھی۔

"آخربات کیا تھی....؟" اس نے پولیس آفسر کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"غلط نہیں کی نورا....!" عمران محمدی سانس لے کر بولا۔ "ایک بد معاشر نے جو منشیات کی تاجراز تجارت کرتا تھا اپنی گردبچانے کے لئے ایک عورت اور ایک مرد کا ذکر کر کے اس بستی کا نام لیا تھا وہ میرے ماتھوں کو ان کی گرفتاری کے لئے یہاں لاایا۔ اتفاق سے پہلے یہی دونوں دلکھائی دیئے اس نے انہی کی طرف اشارہ کر دیا۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ پولیس کے سپاہی عام طور پر زیادہ ذہین نہیں ہوتے!"

"ہاں....ہاں....یہی بات ہے۔!" بوڑھے نے کہا۔

"اچھا تو آپ کی لامانت آپ کے حوالے....اب اجازت دیجئے!"

"یہ کیسے ممکن ہے....؟" میریانا جلدی سے بولی "ابھی تو آپ کو بس بھی نہیں ملے گی کچھ دیر آرام کر لیجھے!"

"میں چاہتا ہوں کہ پوری بستی کو معلوم ہو جائے کہ یہ سب کچھ غلط نہیں کا نتیجہ تھا۔ آپ لوگ عزت دار آدمی ہیں۔!" عمران بولا۔

"سب کو معلوم ہو جائے گا۔!" بوڑھے نے سر بلکر کہا۔ "آپ نے تو اسی مجموعے میں وضاحت کر دی تھی۔"

"مجھے دھیان نہیں رہا تھا۔ اچھا خدا حافظ۔!" ان سے مصافحہ کر کے وہ آگے بڑھ گیا۔ میریانا نے اپنے چچا سے کہا "ہم دونوں آفسر کو رخصت کر کے ابھی آتے ہیں!"

پھر وہ دونوں بھی عمران کے پیچھے چل پڑے تھے۔

"خود نکل بھاگنے کی اچھی ترکیب نکالی۔!" میریانا اس کے برابر پہنچ کر بولی تھی۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں۔!" عمران نشک لمحہ میں بولا۔ "جب ضرورت

بھجوں گا خود ہی تم سے رابطہ قائم کرلوں گا!"

"مجھے تو لیتے چلے....!" جیسن نے کہا۔

"تمہیں فی الحال یہیں ٹھہرنا ہے۔ کچھ تازہ دم لوگ بھی پہنچ رہے ہیں۔ وہ تمہاری جگہ لیں گے۔!"

"کیا انہوں میں سے ہیں....؟"

"صادر اور جولیا۔!"

"کہاں ہیں....؟"

"فضل باتوں میں نہ پڑو.... اپنے کام سے کام رکھو....!" عمران نے غصیلے لمحہ میں اردو میں کہا۔

"پھر وہی بربری....!" میریانا بولی۔

"میں نے اس سے کہا تھا کہ میریانا کی حفاظت فی الحال تمہاری ذمہ داری ہے اگر اسے کوئی گزند پہنچا تو گوئی مار دوں گا۔!"

"تمہارے قریب رہ کر میں مطمئن اور ہے فکر رہ سکتی ہوں خواہ چاروں طرف خطرات ہی خطرات کیوں نہ ہوں۔!"

"بہت جلد ایسا ہی ہو گا۔ فی الحال قریب رہنا دوں کے لئے خطرناک ہو گا۔!"

"تمہاری مرضی....!" وہ مغموم لمحہ میں بولی اس کی آنکھوں میں آنسو چھک آئے تھے۔

عمران مڑے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔



الفروزے اور اس کا ماتحت عملہ محکماتی جوابدی کے لئے اتنا پہنچ چکا تھا اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی۔ وہ لکھ سے اس طرح روانہ ہوئے تھے جیسے کوئی بڑا کارنامہ انجام دے کر آئے ہوں۔

لئے... اس کا بس چلتا تو ان لوگوں کا خون پی جاتا جو اسٹریکی جانی کا باعث بنے تھے۔ اوٹا کے آفس میں مرد بھرے ہوئے تھے۔ صورت حرام مرد جن کی آوازیں سُن کر وہ بیچ و ناب کھلایا کرتا تھا اور شکنڈ وہ سب بھی اس سے نفرت کرتے تھے اور کیوں نہ کرتے جب کہ الفروزے کی خوش مزاجی صرف ایسے حلقوں کے لئے مخصوص تھی جہاں پچھے عورتیں بھی موجود ہوں۔ دو چار سیکرٹریاں بھی رکھ سکتا تھا لیکن اوٹا میں یہ ناممکن تھا کیونکہ ایڈلاوا اور توں کو صرف روابط عامہ کے شعبے تک محدود رکھنے کا قائل تھا۔ خیر انڈیش کے آفس میں خود اس نے چوبیس عدد سیکرٹریاں پال رکھی تھیں۔

ڑیسٹنی کی زندگی یاد آ آکر الفروزے کو تپتا تھی۔ اوٹا میں وہ ایڈلاوا ہی کی طرح بے حد سنجیدہ ہو کر رہ گیا تھا جیسے ہی وہ آفس میں قدم رکھتا اس کے ماتحت تھرا اٹھتے۔ چاروں طرف تبرستان کا ساستھا طاری ہو جاتا اور پھر اسی سنائے میں ایک چاند طلوع ہو گیا۔ یہ ایک ایسے فرد کی خوب صورت سیکرٹری تھی جو کسی سودے کے سلسلے میں جینوادے اور اٹا بھیجا گیا تھا۔ وجہ ملاقات کا علم صرف الفروزے کو تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے اسے ہدایت ملی تھی۔

مرد ایک تو تا اور باوجاہت جوان تھا۔ لیکن یورپین نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند کہ اس کی جلد کی رنگت بھی اطاالا بوس سے پیچھے نہیں تھیں پھر بھی لوگوں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ وہ غیر یوروپی ہے.... اس کی سیکرٹری پر نظر پڑتے ہی الفروزے نے ان دونوں کا جس انداز میں استقبال کیا تھا اگر اس کے ماتخوں میں سے کوئی دیکھ لیتا تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آتا!

مرد نے کسی انجانی زبان میں کچھ کہا تھا اور اس کی سیکرٹری اطاالوی میں اس کا ترجمہ کرنے لگی تھی۔ ”آزریبل ہپرڈ آپ کے مشکور ہیں!“

”میرا فرض ہے محترمہ کہ اپنے معزز گاہوں کو خوش رکھوں....!“

سیکرٹری نے اس کا ترجمہ اسی نامعلوم زبان میں آزریبل ہپرڈ کے گوش گزار کیا۔ اسکے بعد الفروزے اور سیکرٹری کے درمیان اطاالوی ہی میں براہ راست گفتگو ہوتی رہی تھی۔ درمیان میں ترجیح کی نوبت نہیں آئی تھیں۔ شاید آزریبل ہپرڈ گفتگو کے ماحصل ہی سے تعلق رکھنا چاہتا تھا۔ الفروزے کہہ رہا تھا۔ ”آپ کا مال سو سائز لینڈ تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ بالکل مطمئن رہیں!“ اس کے بعد طریق کار پر گفتگو ہونے لگی تھی۔ الفروزے نے کار پر باری گفتگو ہی

ماہی گیری کی نام نہاد فرم ویل ڈی او سارینگن کے اسی پر اونس میں تھی۔ بظاہر الفروزے اپنے بس کو باضابطہ روپ دینے آیا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ اب وہ ایڈلاوا کے ہر قسم کے برس میں اس کی نیابت کرنے کے لئے اوٹا آیا تھا۔ فرم کے مالکان تو ایڈلاوا کے ادنی غلام تھے!“

جینوادا کا آفس جو ہیڈ کوارٹر کھلاتا تھا اور بظاہر میں الاؤای خیر انڈیش کا ٹھیک دار تھا۔ دراصل محفل پیلک ریلیشن آفس کی حیثیت رکھتا تھا مولک اس کے توسط سے ایڈلاوا سے رابطہ قائم کرتے تھے۔ کار گذاریوں کے میدان میں پورے ملک میں بکھرے ہوئے تھے لیکن ڈی او سارینگن ان میں سب سے زیادہ خصوصیات کا حامل تھا۔ کیونکہ اس کی سرحدیں فرانس اور سویٹزر لینڈ سے ملتی تھیں۔ اصل کھیل تو تھیں ہوتا تھا۔ پاؤٹٹ نمبر بارہ کی تباہی کے بعد الفروزے اور ایڈلاوا کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اس کے نائب کی حیثیت سے برس کو کنٹرول کرے گا اور ایڈلاوا صرف ایکس ٹو والے معاملات تک محدود ہو جائے گا!

الفروزے نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ پہلے ایڈلاوا کو میریانا کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی لیکن یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ وہ ایکس ٹو کے آدمیوں کے ہاتھ لگی ہے وہ کسی قدر فکر مند نظر آنے لگا تھا۔ حالانکہ ایڈلاوا کا سپاٹ چہرہ کسی بھی اندر ونی کیفیت کی غمازی نہیں کرتا تھا۔ بہر حال ایڈلاوا میریانا کے سلسلے میں فکر مند تھا اور الفروزے کو اپنے ہیلی پائیٹ کی گشادگی پر بیشان کئے ہوئے تھی۔ اگر کسی طرح بھی ایڈلاوا کو اس کی گشادگی کی وجہ معلوم ہو جاتی تو خود الفروزے کا کیا حشر ہوتا!

اس کی بھی تصدیق ہو گئی تھی کہ اس ون می ٹیزڈ میں ایک ہیلی کو پیڑ موجود تھا۔ بہت سویرے می ٹیزڈ بیچا تھا اور دن چڑھے پرواز کر گیا تھا۔ پھر رات کو بھی اس کی آواز سنائی دی تھی۔ اس کے بعد کوئی بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا تھا۔ اس کے سلسلے میں بس ہیں فکر تھی کہ ایڈلاوا کے ہاتھ نہ لگنے پائے ورنہ الفروزے اس کی نظر میں الفروزے نہ رہے گا۔ ایک حقیر کے کاپلا ہو کر رہ جائے گا۔ اسے زندگی سے زیادہ اپنی آن عزیز تھی۔ لیکن اس کمزوری کو کیا کرتا کہ عورت کے بغیر ایک دن بھی نہیں گزار سکتا تھا۔ خواہ صرف اس کے قہقہوں اور قلقاریوں پر ہی کیوں نہ اتفاق کرنی پڑتی۔

اوٹا پہنچ کر بھی وہ اسی دشواری میں پہنچا تھا۔ البتہ اسٹریکی زندگی جنت تھی اس کے

خوزی دیر بعد آواز آئی ”ہیڈ کوارٹر...!“  
”اوٹا... بس سے ملاؤ!“  
”انتخار فرمائے جناب....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔  
وہ بدستور ریسیور کان سے لگائے بیمار ہاں۔ ایڈ لاوجلد ہی بولا تھا۔ الفروزے نے کہا ”بُرنس  
میں پہنچ گیا ہے.... گفتگو ہوئی.... وہ ہماری قیتوں سے منقطع ہیں.... ان کے بارے میں  
تحریری تفصیل آپ تک پہنچ جائے گی لیکن ایک خدشہ لاحق ہو گیا ہے!“  
”کیا بات ہے....؟“  
”وہ غیر ملکی تاجر جو ہمارے بُرنس پر اڑانداز ہونے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہیں اس  
سودے کی سن گن بھی نہ پالیں!“  
”ہاں سوچنے کی بات ہے....!“  
”اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ ہمارے گاہک ہوٹل میں مقیم رہیں!“  
”تم کیا کر سکو گے!“  
”نہیں اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں.... آپ کی اجازت سے!“  
”ضروری نہیں کہ وہ اس پر آمادہ ہو جائیں!“  
”اپنے خادم کی صلاحیتوں پر اعتماد کیجئے!“  
”ٹھیک ہے.... تمہیں اختیار ہے.... اور کچھ....؟“  
”نہیں بس....!“  
”مکالم ختم ہوئی....!“ دوسری طرف آپ بیٹھ کی آواز سن کر الفروزے نے ریسیور رکھتے  
ہوئے پھر ایک گلاس لبریز کیا اور طلق میں اٹھیں لیا۔ اس کی آنکھیں دوبارہ چکنے لگی تھیں اور  
ہونٹوں پر دھیپ چکانے کی مسکراہٹ تھی۔



عمران کے پیٹھے موڑتے ہی جیمن نے کہا تھا۔ ”اب جلدی سے واپس چلو....!“  
”میکیوں کیا پریشانی ہے!“ میریانا جھنجلا کر بولی۔

کے دوران میں لطیفے بھی شروع کر دیئے تھے جب وہ زور سے بھتی تو اس کا بس بھنوں سکوڑر  
اے دیکھتا اور وہ فوراً ہی سنبھل کر لطیفے کا ترجمہ شروع کر دیتی۔ بس بھی ہنس پڑتا اور پھر تین  
ایک ساتھ قہقہے لگاتے۔ اگر کرہ ساؤنڈ پروف نہ ہوتا تو فتر کا ماتحت عملہ مارے حیرت کے پاکل  
ہو جاتا۔

پورے ایک گھنٹے تک یہ ملاقات جاری رہی تھی اور آزِ سبل شپرڈ اپنی سیکرٹری سمیت  
الفروزے کے گھرے دوست بن کر رخصت ہوئے تھے۔

انکے جانے کے بعد الفروزے نے میز پر رکھے ہوئے متعدد میلی فون میں سے ایک کار ریسیور  
امہلایا تھا اور اپنے اشینو کو فوری طور پر طلب کیا تھا۔ ریسیور کہ کرسی کی پشت گاہ سے تک گیا اس کی  
آنکھیں جگنگار ہی تھیں اور ہونٹوں پر عیوبی مسکراہٹ تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی پچھے  
کوئی انوکھا کھلونا دیکھ پایا ہو اور اپنے ڈیڈی سے متوقع ہو کر وہ اسے ضرور خرید دے گا خواہ کتنی ہی  
قیمت کا کیوں نہ ہو.... پھر اشینو نے دروازہ کھولنا ہی تھا کہ اس کے خدو خال دوبارہ کرخت ہو گئے۔

”ڈکٹیشن....!“ اس نے ایڈ لاوا کے سرد لیجھ میں نقل اتنا نے کی کوشش کی۔

اشینو کا غذ پسل سنجھاں بیٹھا۔۔۔ الفروزے آہستہ آہستہ بولنے لگا۔ ”ضروری یادداشت  
کوں اینڈڈش آلن شپرڈ.... متوطن لاطنی امریکہ.... بریکٹ میں ”پی“ دو غلاف فرانسیسی میں  
ریڈی اٹھیں تھی۔ ریڈی اٹھیں کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں بولتا۔ تحریری کام انکش میں کرتا ہے۔  
حکومت ”پی“ کا ایک ذمہ دار فرد....!“ الفروزے بولتا ہا اور اشینو کی پسل چلتی رہی۔ الفروزے  
سانس لینے کے لئے رکھتا اور پھر بولا تھا ”سیکرٹری ٹولی ٹو گواں.... فرانسیسی.... مادری زبان  
کے علاوہ اطالوی، جرمن اور ریڈی اٹھیں زبان روانی سے بول سکتی ہے.... بُرنس نمبر چار.... بن  
ٹاپ کر کے فائل کر دو....!“

وہ اٹھ کر چلا گیا۔۔۔ الفروزے نے میز کی دراز سے شراب کی بوتل اور گلاس نکالا اور پے  
در پے دو گلاس خالی کرنے کے بعد اس نے میلی فون کار ریسیور اٹھا کر ماڈ تھے چیزیں میں کہا، ہیڈ کوارٹر  
سے رابط قائم کر دو....!“

”اوے کے سی نور....!“ دوسری طرف سے آواز آئی اور الفروزے ایئر ٹپس کان سے لگائے  
بیمار ہاں!

”مجھے اس نے خصوصی ہدایات دی ہیں۔ ہم یہاں رات بھی نہیں گزاریں گے۔ بلکہ رہو رکنے کی ضرورت نہیں!“

جیمن نے کچھ ایسے انداز میں کہا تاکہ میریا نے تیزی ہی سے قدم اٹھائے تھے۔ مگر پہنچ کر جیمن نے کہا ”ایڈ لاوا حق نہیں ہے۔ لाकھ ہم گھر سے دور اس کی نعلی پولیس کے چنگل میں پھنسے ہوں اور اسے یقین بھی آئیا ہو کہ اب دوبارہ ہم یہاں نہیں مل سکیں گے اس کے باوجود یہ ضرور معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ ہم ٹھہرے کہاں تھے اور ہو سکتا ہے معلوم بھی کر چکا ہوا!“

”تو پھر کیا یہاں جھک مارنے آئے ہو....؟“ میریا غصیل لمحے میں بوی۔

”عقل استعمال کرو... لبستی میں محض تمہارے چچا کی پوزیشن صاف کرنا چاہتا تھا!“

”لیکن اگر میری وجہ سے چچا کی گردان صاف ہو گئی تو....؟“

”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں!“

”کیوں نہ ہم چچا سے معلوم کر لیں کہ ہمازے بارے میں کسی اجنبی نے پوچھ گچھ تو نہیں کی تھی!“ میریا بولی۔

”ضرور کرو... اور مجھے سوچنے دو کہ میں نے ابھی تک شام کی چائے بھی نہیں پی... لہذا رات کے کھانے کا کیا ہو گا....؟“

”سوچنے اور مخطوط ہوتے رہو....!“ وہ بھنا کر بولی اور کمرے سے چل گئی۔

”ٹھوڑی دیر بعد چائے کی بڑی ٹڑے اٹھائے پھر کمرے میں داخل ہوتی تھی۔

”سوچنے کچھ ہو تو چائے پینا شروع کر دو... رات کے کھانے کے لئے ابھی کچھ نہیں کہا۔“ اس نے کہا جیمن نے خاموشی سے چائے بنائی تھی اور پینے لگا تھا۔ میریا نے اپنے لئے خود ہی انٹریلی تھی۔

”واقعی برابر ہو....!“ اس نے کہا۔

”ارے یہ بتاؤ... تمہارے چجانے کیا کہا تھا!“

”نہیں....! کسی نے بر او راست ان سے پوچھ گچھ نہیں کی تھی!“

”اس کے باوجود بھی یہاں رات بسرا مناسب نہیں!“

”سوال یہ ہے کہ ان سے کہا کیا جائے!“

”یہ مجھ پر چھوڑ دو... اتنے دنوں میں میری اطاولی خاصی روایہ ہو گئی ہے۔ اپنے مانی

لغمیں سے انہیں بخوبی آگاہ کر سکوں گا!“

”تم جانو... مگر یہاں سے جائیں گے کہاں...؟“

”تمہارا چچا ایک جہوریت پسند اتفاقی رہ چکا ہے اس سے بہتر اہمیتی اور کوئی نہ کر سکے گا!“

”مگر تم اس سے کہو گے کیا...؟“

”یہی کہ نیشیات کی ناجائز تجارت کرنے والا ایک گروہ ہمارے پیچے پڑ گیا ہے دراصل وہ

ہیں کسی نہ کسی طرح قانون کی نظر میں مجرم قرار دے کر ہمیں قابو میں کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم اٹلی

میلان کے خلافات کی گمراہی کر سکیں!“

”ہاں یہ بات تو ٹھیک رہے گی... اچھا تم کوشش کرو!“

چائے ختم کر کے جیمن نے اسے تو وہیں چھبڑا تھا اور خود بوڑھے کے پاس آکر ادھر ادھر کی

ہاتوں کے بعد اصل موضوع کی طرف آگیا تھا۔ بڑھاں کی کہانی غور سے سنتا رہ پھر بولا ”شاید

میریا نے کسی اجنبی کے بارے میں مجھ سے سوال کیا تھا۔ تم دنوں نے زبردست غلطی کی جب

پہلی بار آئے تھے تبھی مجھے آگاہ کر دیتے تو اس کی نوبت نہ آنے پاتی... میں تمہیں ایسی جگہ پہنچا

دیتا کہ وزندگی بھر جھک مارتے پھر تے لیکن تمہارا سراغ انہیں نہ ملتا...!“

”توبہ کوئی صورت نکلتے!“

”اچھی بات ہے ذرا اندر ہیرا پھیلنے دو... یہ آج کے لوگ کیا جانیں کہ ایسے معاملات کیے

ہٹائے جاتے ہیں۔ میرے بازوؤں میں آج بھی تی قوت موجود ہے کہ اپنے بچوں کے دشمنوں

سے نہ سکوں!“

اتنے میں اس کی بیوی بھی آگئی اور بوڑھے نے پر جوش لمحے میں کہا۔ ”مسزدیو یو خوش

بو جاؤ... ہمیں بڑھاپے میں پھر ایک موقع ملا ہے!“

”اوہو....! کیا بات ہے....!“ وہ خالی الذینی کے سے عالم میں بولی۔

بوڑھے نے جیمن سے سنی ہوئی کہانی دہری تھی اور جیمن نے واضح طور پر محسوس کیا کہ

بڑھاکی دھنڈ لائی ہوئی آنکھوں میں کچھ عجیب سی چک پیدا ہو گئی تھی اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

”تو ہمارے بچوں کے مقدار میں بھی کسی قدر دوڑ لکھی گئی تھی۔ میٹو جان ہم ضرور ان کی مدد

”کیا مطلب....؟ صاف صاف کہو....!“

”اس سے مایوس ہو کر دوسروں سے شادیاں کیں اور نہایت فراخدا لی سے بچے جتنے جارہی ہیں!“

”تم بھی غیر شادی شدہ ہو!“

”میرے قبیلے میں ستر سال کی عمر تک پہنچنے سے قبل شادی منوع ہے۔!“

”تم کو اس کر رہے ہو.... تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کر سکتی!“

”یقین کرو.... تین سال ہوئے میرے باپ کی شادی ہوئی ہے!“

”اور تم دو سال میں اتنا بڑے ہو گے....؟“

”میرے قبیلے میں بھی ہوتا ہے!“

”تم سب مخزے ہو....!“ وہ نہ پڑی۔

دوسری طرف بوڑھے نے تیاریا شروع کر دی تھیں۔ دونوں میاں یہوی بچوں کی طرح بات بات پر قیچے لگا رہے تھے۔ رائلن کی نال صاف کی گئی۔ ریوالور کا جائزہ یا گیا۔ کارتوں کے پیکٹ سنجال کر رکھے گئے۔ کم از کم ایک ہفتہ کاراشن اور شراب کی بوتوں کا کریٹ دین میں پہنچائے گئے اور پھر رات کے کھانے کے بعد ان کی روائی ہو گئی تھی۔ بوڑھا خود ہی ذرا یکوں کرہا تھا اور اس نے جیسیں کو اپنے قریب ہی بھالیا تھا۔ وہ اسی سڑک پر جا رہے تھے جو انہیں لکو سے اس بھتی تک لائی تھی۔

”رات بڑی خوش گوار ہے....!“ بوڑھا چکرا۔.... ”سالہاں بعد ایسی خوبصورت رات نیسب ہوئی ہے۔ کیوں ویراہیو کیا خیال ہے!“

”مجھے ایسی کئی راشیں یاد آ رہی ہیں!“

”ویسے تم کرتے کیا ہو....؟“ بوڑھے نے جیسیں سے پوچھا۔

”زیر تعلیم ہوں.... یوں سے آیا ہوں باپ مرکشی عرب تھا اور مان یونانی تھی!“

”آخر ان لوگوں کے چکر میں کیسے پڑے....؟“

”آپ جانتے ہیں کہ ساری دنیا میں مشیات کا استعمال کس طرح بڑھ رہا ہے۔ اور نئے بھی کیسے....؟ سلا دینے والے.... ایسے نہیں کہ خون کو جوش میں لا میں۔ ذہن بیدار کریں بلکہ ذہن اور جسم دونوں کو مفلوج کر کے رکھ دیں۔ یقین کیجئے کہ میں تو شراب بھی نہیں پیتا صرف

کریں گے!“

”تو پھر کیا خیال ہے کہ ہم آج رات مکان میں قفل ڈال دیں۔ کسی پڑو سی سے کہہ دیں مگر کہ اپنے اعزاز سے مٹنے باہر جا رہے ہیں!“

”شاندار....!“ بڑھیا چکی ”ہماری پنک ہو جائے گی.... کتنی ست رفتار ہو کر رہ گئی تھی زندگی....!“

جیسیں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اس حد تک کامیابی ہو گی۔ واپس آگر اس نے میریا کو اطلاع دی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی!“ وہ صرف اتنا کہہ سکی۔

”اور بڑی بی نے تو فرمایا چلو ہماری پنک ہو جائے گی.... زندگی بہت ست رفتار ہو کر رہ گئی تھی۔ دعا میں دواپنے ڈھمپ کو....!“

”کیا مطلب....؟“

”اسی نے مشورہ دیا تھا۔ تمہارے چچا کو دیکھنے سے پہلے ہی مخفی اتنا معلوم ہونے پر کہ“ جمہوری محاذ کے انقلابی رہ پکے ہیں۔ اس نے کہا تھا کہ کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے اس سے مشورہ کر کے کہیں روپوش ہو جانا!“

”وہ آخر ہے کیا چیز....؟“

”یہیں میں کبھی کبھی خود اس سے پوچھتا ہوں.... جانتی ہو کیا جواب دیتا ہے!“

میریا نے سر کو متھی جنمیں دی۔

”کہتا ہے جس دن مجھے معلوم ہو گیا کہ میں کیا چیز ہوں اسی دن بالکل چند ہو کر رہ جاؤں گا۔ اسی لئے کبھی اس پر غور ہی نہیں کرتا!“

”کیا وہ سچ یعنی غیر شادی شدہ ہے!“

”میا راوے ہیں....؟“

”میں محسوس کر رہی ہوں کہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی!“

”وہم ہے تمہارا.... پہا نہیں کئی ابھی تک زندہ ہیں اور دہزادہ مزید زندگیوں کا اضافہ کئے جا رہی ہیں!“

تمبا کو نوشی کی لت ہے۔!

”تمبا کو تو خیر کوئی ایسی چیز نہیں.... میں اسے غذا ہی کا ایک حصہ سمجھتا ہوں۔!

بہر حال یہ وبا جوانوں میں زیادہ پھیلی ہے ان میں طباء زیادہ تعداد ملیں گے۔!

”مجھے تو یہ کوئی مین الاقوای سازش ہی معلوم ہوتی ہے۔!

”اگر کچھ کہوں گا تو سمجھیں گے میر اعراب خون بول رہا ہے۔!

”میں سمجھتا ہوں....! لیکن میں تمہیں تنگ نظر نہیں کہوں گا۔ کیونکہ میرا بھی اسی پر ایمان

ہے کہ یہ ساری دنیا کے خلاف صہیونی سازش ہے۔ یہودی خود کو تیقہ نسلوں سے برداشت کرنے میں اور ساری دنیا پر اپنا قبضہ چاہتے ہیں۔ منتیات سے قبل انہوں نے جنیت کی وبا پھیلانی تھی۔ فراز کو پڑھا ہے تم نے....؟“

”جی ہاں پڑھا ہے....!“

”جنیت کے گرد ایسی دیومالائی فضا کمپیری ہے اس نے کہ اس کے دور کے نوجوان پاگل ہو گئے تھے۔ ادھر ایک جرمن ماہر معاشیات اخلاقیات کو اضافی قدر قرار دے چکا تھا۔ جوانی بہک جانے کے بہانے چاہتی ہے اسے سائنسنیٹک طور پر اس ذہرے پر ڈالا گیا۔ وہ زمانہ یاد کر دجب انگلینڈ میں ڈی ایچ لارنس کا جینادو بھر کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ وہ ایک مفکر ناول نویس تھا۔ کچھ باقی معمولی طور پر کھل کر کہہ دی تھیں۔ ان میں اس کافی اظہار کا ذریعہ تھا جس میں لذت انہوں کی کتابیہ بھی نہ تھا۔ اس بے چارے پر مقدمہ چلا۔ کتابیں ضبط ہوئیں آج اسی انگلینڈ کو دیکھو کہ میرے ملک کے ایک چھجورے ناول نویں البرٹ مور اویا کے تجویں سے وہاں کے بازار پر پڑے ہیں۔ اب منتیات کی وبا آئی ہے مایوسی پھیلانے والے لڑپچر کے ذریعے پہلے ان کے گرد تقویط کی دیواریں کھڑی کی گئیں۔ پھر مقلوب کر دینے والے منتیات کا چکر چلا دیا گیا۔ ”بوزھا جوش میں بھرا ہوا بے مکان بولتا رہا۔ اور جیمسن بُری طرح الجھتا رہا اچانک بوڑھے نے خود ہی چوک کر گنگو کارخ موز دیا۔ ”ہاں تم بتا رہے تھے کہ کس طرح الجھتے تھے۔!

”میں قطعی نہیں الجھا جناب....! یونان ہی میں مجھے الجھانے کی کوشش کی گئی تھی۔ میں ان کے کچھ رازوں سے بھی واقف ہو گیا تھا۔ لب شامت آگئی۔ ادھر بھاگ آیا۔ میری ناسے ملا قات ہوئی۔ میں سمجھا تھا کہ یہاں پناہ مل جائے گی۔ لیکن وہ تو جسے بھی تاک لیں کب پیچھا چھوڑتے

ہیں۔ میری وجہ سے خواہ خواہ میریانا بھی خطرے میں پڑی مجھے بے حد افسوس ہے۔!

”پروواہ مت کر دسپ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہماری حکومت اس مسئلے پر کافی حد تک سخت ہو گئی ہے تاگ اچھے ہی نہیں گے۔!

گاڑی سڑک سے ایک تاہموار راستے پر مرگی۔ تب انہیں معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے ایک ہزار بھی ہے۔!

”شائد تعاقب....!“ جیسن بُری بڑا۔

”ضروری نہیں کہ تمہارا شہر درست نکلے.... اس راہ پر گاڑیاں آتی جاتی ہی رہتی ہیں۔ انگردوں کی کاشت کرنے والوں کی چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں۔ ادھر میرا ملک ویران تو نہیں تمہیں انتہائی دشوار گزار جگہوں پر بھی ابن آدم ضرور ملے گا۔!

جیسن کچھ نہ بولا۔ لیکن خطرہ محسوس کر لینے والی رگ برابر پھر کے جارہی تھی۔ عمران کے دلائل نے اسے یقین دلایا تھا کہ بوڑھے کے گھر کی مگر انی میریانا کی عدم موجودگی میں بھی ہوتی رہی ہو گی۔ آج مگر انی کرنے والوں نے دونوں کی واپسی کا منظر بھی دیکھا ہو گا۔ شاید بوڑھے نے محسوس کر لایا تھا کہ جیسن مطمئن نہیں ہوا۔ اس لئے آہستہ سے بولا۔ ”تمہارے شہبے کی تقدیق کئی لیتے ہیں۔!

”کس طرح....؟“

”بائیں جانب گاڑی راستے سے اتار کر دیکھیں گے۔ اس طرح جیسے اس میں کوئی خرابی ہو گئی ہو۔ پھر تصدیق ہو جائے گی۔!

”یہاں اس دیرانے میں نہ روکے.... روکنا ہی ہے تو کسی بستی میں روکے گا۔!

”وور نہیں لڑ کے....!“

”میں عورتوں کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔!

”میں لڑکی کی حفاظت کے لئے کافی ہوں۔!“ بُری بھیانے پھیلی سیٹ سے کہا۔

”جیسی آپ لوگوں کی مرضی....!“ جیسن نے کہا وہ سمجھا تھا شائد میریانا بھی اس کی ہاں مل ہاں ملا گی۔ لیکن وہ تو بالکل شخص بیٹھی رہی۔ بوڑھے نے اجھ کو ریزدے کر گاڑی کو بائیں جانب پیچے اتار دیا اور نیچے اتر کر اس طرح بونٹ اٹھانے لگ جیسے کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو دوسرا

”میں انہیں کو رکھے ہوئے ہوں تم اور ہر آکر دیکھو میری گردان میں کسی کیڑے نے اپنا ڈنگ پچھو رکھا ہے!“

جیمن نے محوس کیا تھا کہ اس کی کٹپی پر رویوالو کی نال کا دباؤ کم ہوتا جا رہا ہے اور پھر ایک کراہ سائی دی۔ رویوالو کی نال بالکل بھلی تھی۔ پھر کوئی ان کی گاڑی ہی سے نکلا کر زمین پر گرا ہوا۔ یہ دونوں خاموش بیٹھے گہری گہری سانسیں لیتے رہے۔ اب پہلے ہی کا سامانا طاری تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں کچھ اور زیادہ واضح ہو گئی تھی۔ دفتار کی نے قریب ہی سے کہا۔

”فکر کی بات نہیں.... پولیس آفیسر غافل نہیں رہتے!“

”وہ صمپ....!“ میریا نے نفرہ لگایا۔

”نہیں....! یہ تو اسی پولیس آفیسر کی آواز معلوم ہوتی ہے جو تمہیں پہنچانے آیا تھا!“ پچھی نے کہا۔

”ثارچ روشن کر کے تقدیق کی جاسکتی ہے!“ باہر سے آواز آئی۔

”اڑے خدا کے بندے تم کہاں سے آگئے.... انہیں کیا ہوا....!“

”یچے اتر کر دیکھ لو....!“

چیمی نے باسکٹ سے ثارچ نکال کر روشن کی تھی۔ دو آدمی گاڑی کے قریب ہی اوندوڑ پڑے نظر آئے!

”یہ.... یہ.... سک.... کون ہیں....؟“ میریا ناہکلائی۔

”یچے اتر کر دیکھ لو شاید شناساہی ہوں!“ پولیس آفیسر بولا۔ ”کیونکہ ایسے ہی آدمی دوسری بار بھی جائیں گے جو تمہیں اچھی طرح پہنچانتے ہوں اور ہاں جنم مراکشی تم بھی یچے اتر کر ان کے ہاتھ پشت سے باندھ دو....!“

”اوکے.... یور مجھی....! وہ ایڈ لاوا ہے اور آپ چھلاوا ہیں!“ جیمن اردو میں بولا۔

”میں نہیں سمجھا....! تم شاکد بوكھلا ہٹ میں اپنی ماوری زبان بول گئے ہوں!“

”اوہ.... ہاں.... میں بہت زیادہ نرس، ہو گیا ہوں!“

”خیر.... خیر.... اب اترو...!“

”کیا یہ زندہ ہیں....!“ بوڑھے نے پوچھا۔

گاڑی آگے بڑھتی چل گئی اور اگلے موڑ پر جو قریب ہی تھا نظروں سے او جھل ہو گئی۔

”تم نے دیکھا....!“ بوڑھا چک کر بولا۔ ”خیراب رکے ہیں تو تھوڑی دیر آرام سے تمہارے نوشی ہی کر لیں!“

”جیسی آپ کی مرضی....! جیمن کے لمحے میں شرمندگی سی تھی۔

”جن مرا کشی بھی بھی بالکل الو ہو جاتا ہے۔ پچا.... تم نہ امت ماننا!“ میریا چکاری۔

”نہیں....! یہ بہت محتاط ہے اس کی یہ ادا مجھے پند آئی....!“

بوڑھے نے بونٹ دوبارہ گرایا اور پھر سیٹ پر آبیٹھا۔ ہیڈ لا ٹائس بجھائیں اور اجنبی بند کر دیا۔ دونوں نے سگریٹ سلاگئے اور پشت گاہ سے نک کر ہلکے ہلکے کش لینے لگے تھے۔

”اگر ہم لوگ بھی تھوڑا سا ونگھ لیں تو تمہیں اعتراض تو نہیں ہو گا۔“ بڑی بی نے چک کر کہا۔ ”کیونکہ ہم سگریٹ نہیں پیتے!“

”ضرور.... ضرور....!“ چچا نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا۔ ”آج برسوں کے بعد تم اپنے مخصوص انداز میں بولی ہو۔!“

ٹھیک اسی وقت دونوں کے ہاتھ لرز کر رہے گئے تھے۔ دونوں کی کنپیوں سے ٹھنڈا ہوا آگا تھا۔ اور کسی نے باہر سے کہا تھا۔ ”چپ چاپ بیٹھے رہو.... ہماری انگلیاں ٹریگر پر ہیں اور سیفی کچھ ہٹے ہوئے ہیں۔!“

”جیمن کی طرف والا عورتوں سے بولا تھا اگر تم دونوں نے کوئی حرکت کی تو یہ ضرور مارے جائیں گے۔!“

”لک.... کون ہو تم لوگ....؟“ جیمن بولا۔

”اچھا.... اچھا.... تو تم ہی سوال کر رہے ہو بد معاش....!“ اسے جواب ملا تھا۔

چچا کی طرف والے نے کہا ”بوڑھے....! یہ لڑکی اور غیر ملکی بھارتے ساتھ جائیں گے۔!“

”تم ہو کیا جیز! یچھے ہٹ جاؤ....!“ بوڑھا غرایا۔

اس پر دونوں ہنس پڑے تھے اور ایک نے کہا تھا ”جانے دو.... ان کی بات کا نہ امت ماننا.... سک.... سی....!“ اس نے بولتے بولتے تکلیف سے بھرپور سکاری لی تھی۔

”کیا بات ہے....؟“ بوڑھے کی طرف والے نے پوچھا۔

کہا۔ یہ علاقہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے!“ پہلی بار اس نے واجبی کی اطلاعی ہی میں افروزے سے بات چیت کی تھی۔ لیکن دوسری ملاقات پر الفروزے نے اسے بتایا تھا کہ وہ فرانسیسی بھی آسانی سے بول سکتا ہے۔ اس پر ٹولی نے بے حد خوش ظاہر کی تھی کیونکہ فرانسیسی کو تو وہ اپنی مادری زبان ہی سمجھتی تھی!“

تفرجع کی تجویز پر الفروزے اچھل پڑا اور بولا“ میں خود بھی تمہیں اوسا دکھانا چاہتا تھا۔ لیکن تمہارا باس مجھے بے حد بور آدمی معلوم ہوتا ہے!“

”شریف آدمی ہے.... کوئی خاص بات نہیں.... میری کوئی بات نہیں ٹالتا!“

”تمہاری بات کون ٹال سکے گا.... اچھی خاتون....! تم سے زیادہ خوش ذوق اور ذین غاتون میری نظر سے ابھی تک نہیں گزری....!“

”شکر یہ....!“ وہ شرمائی۔

الفروزے کی قلعے جیسی رہائش گاہ میں ان کا دوسرا دن تھا لیکن اسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے دونوں برسوں سے اکٹھے رہتے چلے آئے ہوں اس عورت نے اسے بے حد متاثر کیا تھا۔ شاید پہلی عورت تھی ورنہ وہ صرف کھلاڑی تھا۔

آج کی شام اوستا کے سب سے شاندار ہوٹل میں گزارنے کا پروگرام بنا تھا۔ پھر ڈنے اس تجویز پر برا منہ بنا یا تھا۔ جیسے اپاک کسی طرف کی ڈالڑھ دکھنے لگی ہو لیکن پھر سنبھل گیا تھا اور تجویز منظور کر لی تھی۔

”محض تمہارا ایک نظر دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے.... سارے معاملات ٹھیک....!“ الفروزے مسکرا کر بولا۔ ”آخر اس پتھر کے ساتھ کیسے وقت گذارتی ہو!“

”ہر وقت قوم کی فکر میں گھلتا رہتا ہے.... دراصل ہم لاٹھی امریکی بڑی دشوار زندگی سر کر رہے ہیں!“

”آخر تم... یورپ چھوڑ کر وہاں کیوں چل گئی تھیں۔ اٹلی ہی آگئی ہوتیں!“

”تصور میرا نہیں والدین کا ہے میں تو پیدا بھی نہیں ہوئی تھی تب ہی وہ وہاں چلے گئے تھے اور شہریت حاصل کر لی تھی!“

”اب آجائو....!“

اور تندرست بھی ”پولیس آفیسر بولا۔ صرف بے ہوش ہو گئے ہیں، کم از کم وہ گھنٹے لیجئے!“

”آخر کس طرح....?“

”میری ڈارٹ گن سے صرف دوز ہریلی سویاں نکلی تھیں!“

”مکمل کے آدمی ہو بھئی.... مگر میں نے کوئی تیسری گاڑی نہیں دیکھی تھی!“

”یہاں وقت ضائع نہ کرو.... میں انہیں ان کی گاڑی میں ڈال کر تمہارے ساتھ ہی چل رہا ہوں۔ تفصیل وہیں بتا دوں گا!“

”یہاں ہے ان کی گاڑی....?“

”موڑ سے کچھ آگے انہوں نے اپنی گاڑی روکی تھی اور چیلان کی اوٹ لیتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے تھے!“



نے گاکوں نے الفروزے کی تجویز منظور کر لی تھی لیکن آلن پھر ڈبہت سنجیدہ اور محتاط آدمی معلوم ہوتا تھا۔ بلا ضرورت کھکھاتا بھی نہیں تھا۔ ویسے اس نے ان دونوں کی دلچسپیوں میں دخل اندازی نہیں کی تھی۔ پھر بھی دونوں کو تنہا کہیں نہیں جانے دیتا تھا۔ خود ساتھ ہوتا تھا۔ الفروزے کا خیال تھا کہ ٹولی ٹو گواں دنیا کی زندہ دل ترین عورت ہے۔ ذہین بھی تھی۔ با توں کو بہت جلد چھپت لیتی تھی اور پھر دکھاتی تھی حاضر جوابی کے کمالات....!

الفروزے نے وعدہ کیا تھا کہ پندرہ دن بعد وہ انہیں بال سمیت سوئزر لینڈ بھجوادے گا اور پندرہ دن وہ اسی کے مہمان رہیں گے۔

آلن پھر ڈنے اسے زیادہ مدت قرار دیتے ہوئے کہا تھا۔ ”میں تو یہ سمجھا تھا کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کی بات ہو گی!“

”تین دن کی بھی نہیں تھی....!“ اس نے ٹولی کے توسطے سے کہا لیکن حالات ساز گار نہیں ہیں۔ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کس پوائنٹ پر اپنے کام کے لوگوں کی ڈیوٹی ہے۔ پھر الفروزے نے محسوس کیا تھا کہ ٹولی اسے اپنے طور پر بھی سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے۔

”جب تک یہ کام ہو ہم کیوں نہ تھوڑی سی تفریغ کر لیں!“ ٹولی نے اس سے فرانسیسی میں

”نبیں اپنی پوزیشن سے مطمئن ہوں.... موسیو آلن شپرڈ کی سیکرٹری ہوتا معمولی بات نہیں.... کمانڈر انچیف تک مجھے بڑے ادب سے سلام کرتا ہے۔!“  
”خیر.... خیر.... نہ امت ماننا ہمدردی میں یہ بات کہہ دی تھی۔!“  
”شکریہ....! میں نے نہ انہیں ماننا۔!“

”آخر تمہارے بار کو فرانسیسی کیوں نہیں آتی جب کہ اس کا باپ بھی فرانسیسی ہی تھا۔!“  
”اس کے باپ کو بھی نہیں آتی تھی اور شاکر دادا کو بھی نہ آتی ہو۔!“  
”عجیب بات ہے....!“  
”قطعی نہیں.... یہ لوگ فرانس اور فرانسیسیوں سے نفرت کرتے ہیں دراصل ان کے

ساتھ واقعہ ہی ایسا ہوا تھا۔ اس کے دادا کے باپ کی بہن نیپولین کی محبوباؤں میں سے تھی۔!  
”اچھا وہ جو زیفائن....!“ الفروزے نے اپنی معلومات کا سکھ بھانا چاہا۔  
”وہ تو یہوی تھی محبوبہ نہیں.... تاریخ بتاتی ہے کہ جو زیفائن اس پر نہی طرح جھائی ہوئی تھی اور وہ اس سے بہت زیادہ ڈر تھا۔ لیکن دوسری عورتوں سے بھی اس کے تعلقات تھے۔ باس کے دادا کا باپ اس کی فونج میں ایک چھوٹا آفسر تھا۔ اس کی بہن خوب صورت تھی۔ نیپولین کی نظر اس پر پڑ گئی اور وہ بے چین ہو گیا۔!“

ظاہر ہے کہ وہ نیپولین ہی تھا وہ لڑکی اس تک کیوں نہ پہنچتی پھر دادا کا باپ نہایت تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا۔ بہر حال جب نیپولین اپنی فونج کے ساتھ کسی مہم پر روانہ ہوتا تو کوئی نہ کوئی محبوبہ اس کے ساتھ ہوتی۔ جو زیفائن کو اس پر شبہ ہونے لگتا تھا۔ لہذا اچانک فونج کے پڑاؤ پر پہنچنے لگی تھی۔ ایسے ہی ایک موقع پر نیپولین کسی سرحدی قلعے میں فروکش تھا اور باس کے دادا کی بہن اس کے ساتھ تکلیے میں تھی کہ اچانک جو زیفائن پہنچ گئی۔ نیپولین اسے دارالحکومت میں جھوڑ گیا تھا۔ بہر حال وہ پہنچنے تو نیپولین نے بوکھلاہٹ میں باس کے دادا کی بہن کو ایک بڑے صندوق میں بند کر دیا۔ جو زیفائن کے لئے عشرت گاہ کا دروازہ کھول دیا۔ وہ رات بھر وہاں رہی اور بے چاری محبوبہ صندوق میں بند رہی۔ دوسرے دن جب جو زیفائن چلی گئی تو صندوق کھولا گیا۔ محبوبہ دم گھٹ جانے کی وجہ سے چپ چاپ مر چکی تھی۔ دادا کے باپ کو علم ہوا تو وہ صدے سے پاگل ہو گیا۔ جب طبیعت کچھ سنبھلی تو فرانس سے فرار ہو گیا۔ اسے فرانس اور نیپولین دونوں سے

نفرت ہو چکی تھی۔ انگلستان پہنچا اور نیپولین کے بہترے فوجی راز انگریزوں پر ظاہر کر دیئے۔ اس کے عوض خاصی دولت سیست کراemerیکہ کی طرف جانکلا۔ وہیں شادی کی باپ کا دادا جنوبی امریکہ چلا آیا تھا۔ قصہ کوتاہ اس خاندان نے زبردستی بھلا دیا کہ وہ فرانسیسی تھا۔ باس تواب خود کو خالص لاطینی امریکی سمجھتا ہے کیونکہ اس کی ماں کسی یورپی نسل سے تعلق رکھتی تھی۔ انکا نسل کے ایک سردار کی بیٹی تھی۔!

”ورد ناک کہانی ہے.... یہ نیپولین تو سخت نالائق آدمی ثابت ہوا۔ اب میں بھی اس کی عزت نہیں کروں گا۔ دادا کے باپ کی حمایت میں!“ الفروزے بولا اور ٹوٹی ہنس پڑی۔ شام خوش گوار گزری تھی اور رات گئے ہو ٹل سے واپس آئے تھے۔!

الفروزے کو ایک خادم نے بتایا کہ اسے فون پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنے کو کہا گیا ہے۔ وہ بکٹ بھاگا گتا ہوں والے کرے کی طرف اور تھوڑی دیر بعد ایڈ لاوسے گفتگو کرتا ہوا نظر آیا تھا۔ ”نبیں بس....!“ اس نے اس کو جواب میں کہا تھا۔ ”بھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی.... اس پار میں نے ہیڈ کوارٹر سے دو ایسے آدمی بھجوادیے ہیں کہ اگر مطلوبہ عورت میک اپ میں بھی ہوت بھی کسی نہ کسی طرح پیچان لی جائے۔ چلنے کا انداز اور آواز تو نہ بدل سکے گی۔!

”ٹھیک ہے....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”تم نے عقل مندی کا ثبوت دیا ہے.... اس کا ملنا بے حد ضروری ہے۔!“

”ضرور ملے گی باس....!“

دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز آئی۔ ”کمال ختم ہوئی۔!“ اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر وہیں آیا جہاں ٹوٹوں کو چھوڑ گیا تھا لیکن وہ شاداً اپنی خواب گاہ میں جا چکی تھی۔ ٹھنڈی سانس لے کر وہ وہیں ایک صوفے میں بُھن گیا۔ اس عورت نے تو اس کی راتوں کی نیند چھین لی تھی اور مستقل طور پر اسی اوہیز بن میں پڑا رہتا تھا کہ کسی طرح اسے لاطینی امریکہ نہ جانے دے۔ بظاہر یہ مشکل نظر آ رہا تھا۔ لیکن وہ الفروزے ہی کیا جو ہمت ہار دیتا!

”قریب ہی ایک جھوٹی سی میٹھے پانی کی جھیل بھی ہے۔!“ بوڑھا بولا۔ ”جگلی مرغ بکثرت ہیں۔ مہینوں محض شکار پر گذارا ہو سکتا ہے۔ تم دیکھ رہے ہو ان اوپنی اوپنی چیزوں کو....بس یہ سمجھ لو کہ یہ ایک بہت مضبوط قلعہ ہے۔ تین آدمی ایک پوری حملہ آور فوج کا صفائی کر سکتے ہیں اگر لہر لئے جائیں۔!“

”اس میں تو شک نہیں۔!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”خیر میں اب آپ کو سچی کہانی سنادوں.... میریا نے آپ کے ذریعے اصل بات نہ بتائی ہو گی۔!“

بوڑھا اس طرح دیکھ رہا تھا میسے اسے سچی کہانی سن کر شاید صدمہ ہو گا۔ ”در اصل جمن مر اکشی میرا بہت پرانا دوست ہے۔!“ عمران نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔ ”ہر سال یہاں آتا ہے.... اور کچھ دن میرے ساتھ قیام کرتا ہے اس بار بھی آیا تھا۔ میں اپنی ذاتی لائچ میں اس کے ساتھ کومو کے کناروں پر تفریح کر رہا تھا۔ ایک رات ہم اپنی لائچ میں بلکیوں کی طرف واپس آرہے تھے کہ ایک تیز رفتار لائچ ہم سے ذرا فاصلے سے گذرتی چل گئی۔ اس پر سے کسی کو پانی میں پہنچنا گیا تھا۔ اپنے پیچے کی بناء پر میری عقل بھی تیز ہونی چاہئے اور نظر بھی۔ میں نے جمن سے کہا کسی آدمی کو پہنچنا گیا ہے۔ وہ بولا کوئی وزنی چیز تھی اور بس.... پھر میں نے اپنی لائچ کی رفتار بہت کم کر دی اور وہ لائچ تو اتنی دیر میں نہ جانے کہاں پہنچی ہو گی۔ بہر حال اب ہمیں واضح طور پر محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی ڈوب جانے سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ پھر قبل اس کے کہ وہ ڈوب ہی جاتا ہم اس کے قریب پہنچ گئے اور اسے بچالیا۔ وہ بھی آپ کی بھتیجی میریا تھی۔!

”خداحصہ پر رحم کر....!“ بوڑھے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر وہ بولا ”اچھا تو پھر....!“

”کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی نادانستگی میں پھنس جاتا ہے، یہی حال آپ کی بھتیجی کا بھی ہوا تھا۔ اس طرح سمجھئے کہ میں ملاش معاش میں سرگردان ہوں.... کسی تجارتی فرم میں ملازمت مل جاتی ہے لیکن کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں دراصل اسکلروں کے چنگل میں نہیں طرح پھنس چکا ہوں تو پھر کیا ہو گا.... کیا وہ مجھے چھوڑ دیں گے۔!“

”قطعی نہیں....! اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ تم سب کچھ جان گئے ہو اور بھاگنا چاہتے ہو

دونوں گاڑیاں آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ کیونکہ راستے بے حد دشوار گزار ہوتا جا رہا تھا۔ صبح ہونے کو تھی جب وہ منزل مقصود پر پہنچے۔

جیسیں عمران سے کہہ رہا تھا۔ ”مجھے تو بوڑھا سعکی معلوم ہوتا ہے۔!“

”پرواہ مت کرو....!“ ہمیں یہاں کی ایسی جگہوں سے واقف ہوتا چاہئے بوڑھا میری معلومات میں اضافے کا سبب بنے گا۔ میرے لئے بے حد قیمتی ہے۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم نے کیوں کر بات بنائی تھی۔ اپنے اور میریا نے تعلق کے بارے میں کیا بتایا تھا۔!

جیسیں نے من دعن سب کچھ دھرایا اور عمران پر تشویش لجھ میں بولا۔ ”اب کہانی بدلتی پڑے گی۔!“

”کیوں....؟“

”احمق.... میریا نے ان دونوں کو اسی کی موجودگی میں پہچانا تھا اور اس کی زبان سے کچھ ایسی باتیں نکل گئی تھیں جو تمہاری کہانی کی روشنی میں نہ نکلنی چاہئے تھیں۔ خیر میں بات برابر کرلوں گا اور وہ مطمئن بھی ہو جائے گا۔!“

”آپ جانیں....!“ جیسیں نہ اسامنہ بیا کر بولا۔ ”خواہ مخواہ یہ بلاگلے لگالی ہے۔!“

”نہ لگاتا تو خود ایڈلاوا میرے پیچھے نہ دوڑتا ہوتا یہ اس کے کسی ایسے راز سے واقف معلوم ہوتی ہے جس کا خود اسے علم نہیں ہے کہ وہ بہت اہم ہو گا۔!“

”اس نے بتایا تو تھا کہ وہ حکام سے کسی اور شکل میں ملتا ہے۔!“

”یہ بھی اہم ہے.... ممکن ہے کچھ اور بھی نکل آئے.... شروع ہی سے تھوڑا تھوڑا کر کے بتاتی رہی ہے.... میں سوال ہی اس طرح کرتا رہا تھا کہ اسے اگلنا پڑا تھا۔ ابھی اور بھی بہت کچھ اگلے گی دیکھتے جاؤ۔!“

آہستہ آہستہ رات کی دھنڈ چھٹی جا رہی تھی۔ پھر سورج طلوع ہوا بڑی خوب صورت جگہ تھی اور یہاں چنانیں اور کثاؤ بھی موجود تھے جن میں پوری پوری گاڑیاں چھپائی جا سکتی تھیں۔!

تو تمہیں جان سے مار دیں گے۔“

”بس بھی کچھ آپ کی بھتیجی کو بھی پیش آیا ہے۔ بہت اچھی عورت ہے۔ آج کل کے دور میں ایسی عورتیں کم ہوں گی۔ لیکن ناجربہ کاری کی بتا پر ان کے ہاتھوں میں پڑ گئی اور ان کے ایک بہت ہی اہم راز سے بھی واقف ہو گئی پھر یہ ہوا کہ ان لوگوں کو اس کا علم بھی ہو گیا کہ اسے“ باس معلوم ہوئی ہے جس کا علم کسی کو بھی نہیں ہوتا چاہئے کیونکہ یہ ادارے کے سربراہ کا ایک ذاتی راز تھا اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں بہت دونوں سے اس ادارے کی فقر میں ہوں گیونکہ میرا چھوٹا بھائی بھی ان کا شکار ہو کر مارا گیا تھا۔“

”خداوند اے... بوڑھا کراہ رہا تھا۔“

”یہ ہے سارا قصہ... اب آپ میری اور ان دونوں کی گفتگو سن کر ہی اندازہ لگائیں گے کہ وہ کیسے لوگ ہیں۔ ابھی میں نے ان سے پوچھ چکھے نہیں کی آپ کی موجودگی ہی میں کروں گا۔“ بوڑھا کچھ کہنے والہ تھا۔ عقب سے اس کی بیوی کی آواز آئی۔ ”ناشتر تیار ہے.... لیکن وہ دونوں تو ابھی تک ہوش میں نہیں آئے۔“

”فکر نہ کیجھے... امریں گے نہیں... اب یہ گھری نیند ہے بے ہوش نہ ہو گی۔“ عمران بولا۔ انہوں نے زمین پر فرش پچا کر ناشتر کیا اور پھر بوڑھا یک بیک چونک کر بولا۔

”ارے تم نے تو یہ بتایا ہی نہیں۔ پچھلی رات کہاں سے ٹپک پڑے تھے۔“

”میں بھی انہی کی اشیش و میگن کے پچھلے حصے میں موجود تھا۔“

”وہ کس طرح....؟“

”میرا اندازہ تھا کہ آپ کے گھر کی گمراہی ضرور ہو رہی ہو گی اس لئے میں نے واپسی کی اداکاری کی تھی۔ حقیقتاً بستی سے گیا نہیں تھا۔ پھر تھوڑی ہی دری بعد میں نے انہیں ڈھونڈ نکالا۔ اگر پچھلی رات آپ لوگ گھر ہی میں ٹھبرے رہتے تو بھی میرا بنا آپ کے ہاتھ سے نکل جاتی۔ انہوں نے انہیں ہوتے ہی اپنی اشیش و میگن آپ کے پچھوالے کھڑی کردی تھی اور خود وہاں سے ہٹ کر تھوڑے ہی فاصلے پر مکان کی گمراہی کرتے رہے تھے۔ بس مجھے ان کی گاڑی میں چھپ رہنے کا موقع مل گیا۔“

”اگر تم ان لوگوں کے بارے میں پہلے ہی جانتے تھے تو پہلے کیوں نہ کپڑا لیا۔“

”کوئی واضح ثبوت بھی تو ہو...۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ان لوگوں کا سربراہ کتنا طاقتور اور ذہنی اثر آدمی ہے۔ طریق کار ایسا ہے کہ اس تک ہر ایک کی بیچنچ ناممکن ہے اگر وہ مارڈا لاجائے تھیں یہ قصہ ختم ہو گا۔ قانون تو اس کے سامنے بالکل بے بس ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اگر آپ کی بھتیجی عدالت میں بیان دے ڈالے تو اس کا کچھ مگر جائے گا...۔ ہرگز نہیں.... اس کا نام لینے پر عدالت میں ایک ایسا شخص پیش ہو گا کہ خود عدالت ہی اسے ایڈلاوا تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہو گی۔!“

”کیا نام لیا تم نے....؟“ بوڑھا چونک پڑا۔

”ایڈلاوا...!“

”بڑی عجیب بات ہے.... لیکن عدالت اسے ایڈلاوا کیوں تسلیم نہ کرے گی....!“ اس لئے کہ حکام کے لئے اور شکل رکھتا ہے اور ماتحکوم کے لئے کوئی اور شکل.... کوئی نہیں جانتا کہ اس کی اصلی شکل کیسی ہے۔!

”تبھی ایڈلاوا کہلاتا ہے۔!“

”میں نہیں سمجھا محترم....!“

”جنوبی امریکہ میں جوانا کا قوم آباد تھی۔ اس کا بڑا آخری بادشاہ موئیے زو ماسورج کے علاوہ ایڈلاوا کا بھی پچاری تھا۔ ایڈلاوا کا مطلب ہے۔ آواز ہی آواز...۔ یعنی آواز کا دیوتا تھا اور کوئی مخصوص شکل نہیں رکھتا تھا۔“

”خوب....!“ عمران جیسکی طرف دیکھ کر بولا۔ ”دیکھو...! میں نے تم سے کہا تھا تاکہ بڑے صاحب بہت قیمتی چیزیں اور میں ان سے بہت کچھ بیکھوں گا۔!“

”ماننا ہوں آپ کی مردم شناسی کی صلاحیت کو....!“

میری نادم بخود تھی.... اس وقت جو پاتیں ہو رہی تھیں۔ وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھیں۔ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ بزرگ ہمپ اس طرح ایڈلاوا کا نام لے بیٹھے گا اور پھر اس پر حریت تھی کہ اس کے چچانے خود اس سے ابھی تک کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

”اب سننے کے ایڈلاوا بظاہر کیا ہے اور بیاطن کیا ہے....؟“ عمران نے کافی کی چکی لے کر کہا۔ ”میں الاقوامی خیر انڈیش کے نام سے اس نے جنیوں میں ایک ایسا ادارہ قائم کر رکھا ہے جو

بیر و نی تاجریوں کے مفادات کی گئی کرتا ہے۔ اس کی قانونی حیثیت ہے لیکن حقیقت میں اسی ادارے کے توسط سے اسلحہ کی اسمگنگ ہوتی ہے۔ ایک ملک کے رازج اکر کسی دوسرے ملک کے ہاتھوں فروخت کئے جاتے ہیں۔ چوری کا یورپیں اور پلوٹو نیم ایڈ لاوا کے ہاتھ لگتا ہے اور وہ اسے ترقی پذیر مالک کے ہاتھوں فروخت کر دیتا ہے کچھ ملک اس پلوٹو نیم سے ناجائز فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ ایشی دھماکے کر کے پانچواں سوار بننا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کے پڑوی ملک ان سے لرزتے رہیں۔!

”تب توبے حد خطرناک آدمی ہے۔“

”میں نے تمہے کر لیا ہے کہ اسے حلاش کر کے مارڈاں گا۔ ادارہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس طرح اس پر ہاتھ ڈال سکو گے۔“

”وقت بتائے گا....!“

ناشتے کے بعد میریانا عمران کو دوسروں نے الگ لے گئی اور برس پڑی۔ ”تم آخر چاہتے کیا ہو....؟ جنم سے کوئی اور کہانی سنوائی اور اب پچھی ہی بات کہہ دی۔“

”تمہارے پچاکو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ بے چارے نے کب تم سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تھا۔ سنو! تمہاری بچپنی رات والی حادثت کی بناء پر مجھے ایسا کرنا پڑا۔ نہ تم ان دونوں کو پہچان کر بکواس شروع کر دیتیں اور نہ اس کی نوبت آتی۔“

”پہچان لینے پر میں میرے اعصاب قابو میں نہیں رہے تھے۔“

”لبذا میں نے معاملہ برابر کر دیا۔ اب غور سے سنتی رہو کہ میں نے انہیں کیا بتایا ہے۔ درمنہ اگر وہ کچھ پوچھ بیٹھے اور تم نے الناسید حاجواب دیا تو....!“

پل بھر کے لئے خاموش ہو کر اس نے اسے تفصیل سے سمجھانا شروع کیا تھا اور آخر میں میریانا بولی۔ ”چلو ٹھیک ہے.... تم نے میرے پانی میں گرنے کی اصل وجہ نہیں بتائی درمنہ میں تو مادرے شرمندگی کے خود کشی کر لیتی۔ لیکن اگر وہ مجھ سے پانی میں پھینکے جانے کی وجہ پوچھ بیٹھے تو میں کیا بتاؤں گی۔!“

”وہی رازدہ برداشتیا.... جس سے تم اتفاقاً واقف ہو گئی تھیں۔ یعنی ایڈ لاوانے ایک مقامی حاکم سے کہا تھا کہ آپ تشریف رکھئے میں ایڈ لاوا کو آپ کی آمد سے مطلع کرتا ہو۔ پھر کمرے میں

بک ایسا آدمی داخل ہوا تھا جسے تم نے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن وہ حاکم اسے ایڈ لاوا ہی کی حیثیت بے جانتا تھا۔“

”پلو کام چل جائے گا۔“ وہ سر ہلا کر بولی ”لیکن تمہاری کھوپڑی ہے یا....!“  
”کچھ تر بوز....!“

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ جیسن آگیا۔

”وہ جاگ پڑے ہیں....!“ اس نے اطلاع دی۔ ”اور ناشتہ مانگ رہے ہیں۔!“  
”آؤ دیکھیں....!“ عمران نے میریانا سے کہا۔

”نہیں....! میری موجودگی کی ضرورت بھی کیا ہے۔!“

”یہ بھی ٹھیک ہے....!“ وہ جیسن کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ وہ غار شور سے گونج رہا تھا چال انہیں رکھا گیا تھا۔ ان کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے لیکن زبانیں بہت تیز فقاری سے چل رہی تھیں اور بوڑھا ان کے سامنے خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار صاف رکھے چاہتے تھے۔!

”مسڑ پولیس آفیسر...! تھمہیں پچھتا پڑے گا۔“ ان میں سے ایک عمران کو دیکھ کر دھاڑا۔

”پچھتا ہی رہا ہوں تم لوگوں کی حالت دیکھ کر۔ رات ہی ٹھکانے لگا دیتا تو بہتر تھا۔!“

”دونوں کی کھوپڑیوں میں سوراخ ہوتے اور اپنی ہی گاڑی میں پڑے نظر آتے۔!“

”کس قانون کے تحت تم نے ہمیں باندھ رکھا ہے۔!“

”وہ مبکر کے قانون کے تحت....!“

”یہ کون سا قانون ہے....?“

”میرا اپنا قانون ہے.... جہاں قانون بے بس نظر آنے لگتا ہے وہاں میں قوانین مرتب رکھاں ہوں۔!“

”تمہاری لاش کا کبھی پتہ نہ چلے گا۔!“

”فی الحال اپنی خیر مناذ.... ناشتہ کر چکے ہو یا نہیں۔!“

”میں تو دیر سے کہہ رہا ہوں۔!“ بوڑھے نے کہا ”اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلادیتا۔!  
”لا او ناشتہ....!“ دوسرے نے بڑی ڈھنڈائی سے کہا اور بوڑھا غار سے باہر نکل گیا۔

”ہم نہیں جانتے.... اپنی مرضی کا مالک ہے جہاں چاہے گا رہے گا۔ اس چکر میں نہ پڑو....  
ہم چھوڑ دو.... ہم تم سے بھگڑا نہیں کریں گے!“  
”بھگڑے کی بھی ایک ہی کمی.... دو گھونے کافی ہوں گے تمہاری گردنوں کی ہڈیاں توڑنے  
کر لئے!“

”تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے!“

”چلو یہی سہی.... مگر اتنا ضرور جانا چاہوں گا کہ تمہیں ایڈ لاوا کے احکامات براہ راست ملتے  
ہیں یا کسی کے توسط سے!“

”تمہیں اس سے کیا سروکار!“

”سر و کار نہ ہوتا تو پوچھتا کیوں....!“

”وہ آدمی بڑی خوارت سے نہ کر بولا۔“ شاید تم ابھی حال ہی میں ایک دم ترقی کر کے  
انچارج بنے ہو!“

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے....!“

”بہت فرق پڑتا ہے.... بھولے آدمی مثلاً تم یہی نہیں جانتے کہ اس ترقی کو کس طرح  
برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ خیر تم دیکھی ہی لوگے جب ہمارے خلاف کیس بنا کر عدالت میں لے جاؤ  
گے۔ اول تو یہ ہونا چاہئے کہ ہم ایک گھنٹے سے زیادہ حوالات میں گذاری نہ سکیں اور اگر معاملہ  
کی بناء پر عدالت تک چلا بھی گیا تو وہی ہو گا جو ہم کہہ رہے ہیں۔ یعنی تم نے پولیس کو مطلوب  
ایک ملزمہ کو فرار ہو جانے میں مدد دی۔ سنو! پہلے قانون اچھی طرح پڑھ ڈالو اور پھر کار گذار یوں  
کے میدان میں نکلا درست مارے جاؤ گے!“

”پھر تو واقعی.... کیا ایسا نہیں ہے کہ لیگو یا رینجن کے معاملات تو مبارڑی رینجن کے  
معاملات پر اثر انداز نہ ہوتے ہوں!“ عمران کا لہجہ ڈھیلا پڑ گیا۔

”کمال ہے کیا تم ایک معمولی سپاہی کے درجے سے سیدھے جست لگا کر انچارجی تک پہنچ  
جو.... حد ہو گئی۔ قانون کے محافظ اداروں کی یہی جہتی ملک گیر ہے۔ حتیٰ کہ وہ رینجن بھی جو اٹلی  
کے دستور کی طرف سے عطا کی ہوئی داخلی خود مختاری کے حامل ہیں۔ قانون کے محافظ اداروں کی  
ملک گیر یہی جہتی کے بکر نہیں ہو سکتے۔ یعنی اگر سلسی یا سارڈینیا کا بھی کوئی معاملہ ہوتا تو تم قطعی  
میں تقسیم ہو جائیں گی!“

”اگر جاپانی میوزک ہو تو میں ٹین کی تھاںی اٹھاںوں....!“ جیسن نے ان سے پوچھا۔  
”تم کچھ نہیں جانتے!“ پہلا قیدی عمران کو گھوڑتا ہوا بولا۔ ”تمہارے شانوں پر نظر آرے  
والے نشان بتا رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ کسی نہیں منے اسٹیشن کے انچارج ہو گے!“  
”کیا نہیں جانتا....؟“

”اس بے ایمان عورت کی ہمدردی میں مارے جاؤ گے۔ اس نے صد ہزار لیرے کا غیرہ  
ہے۔ جنیوں میں اس کے خلاف روپورٹ درج کرائی جا پکی ہے!“  
عمران نے طویل سانس لی اور جیسن سے اردو میں بولا ”بوڑھے کورڈک دو کہہ دیا کہ اب  
ناشتر نہیں.... میں ان سے کچھ ضروری باتیں کر رہا ہوں!“  
جیسن چلا گیا۔!

”تواب یہ چال چلی گئی ہے!“  
”کیسی چال....؟“

”ہو سکتا ہے تمہیں علم نہ ہو لیکن ایڈ لاوا اور الفروزے اچھی طرح جانتے ہیں۔ تم مجھے!  
کہانی سناؤ گے ناکہ یہ ایڈ لاوا کی سیکرٹری تھی۔ جو میں الاقوای خیر انڈیش کا سربراہ ہے اور یہ  
کے صد ہزار لیرے لے بھاگی ہے!“

”یہ حقیقت ہے....!“  
”تو پھر خود کیوں دوڑے آئے تھے....؟ جنیوں پولیس کو مطلع کیا ہوتا!“  
”ہمیں اطلاع می تھی کہ وہ اپنے چچا کے یہاں مقیم ہے ہم نے سوچا کہ پہلے خود قدم  
کر لیں تو پھر پولیس کو مطلع کریں!“

”تو پھر تصدیق کر کے واپس کیوں نہیں چلے گئے۔ اس کے اخوااء کا پروگرام کیوں بنایا۔  
”تم اسے کسی عدالت میں بھی ثابت نہ کر سکو گے!“  
”اے قتل کر کے غبن کی رقم خود ہتھیا لینا چاہئے تھے!“  
”بکواس ہے....!“

”سنو....! سیدھی طرح بتا دو ایڈ لاوا کہاں چھپا بیٹھا ہے۔ ورنہ تمہاری کھوپڑیاں کئی ملک  
میں تقسیم ہو جائیں گی!“

بے بس ہو جاتے۔!

”اچھا... اچھا... پہلے تم ناشتہ کرلو... پھر بتیں ہوں گی۔!“ عمران نے کہا اور دوڑتا ہوا ایک طویل غار سے باہر نکل آیا۔ ناشتہ بوڑھے نے پہلے ہی سے سنبھال رکھا تھا۔

”آپ یہیں شہر یئے...!“ عمران نے اس سے کہا۔ ”ہم دونوں ہی انہیں ناشتہ کرائیں گے۔ ان کی گفتگو آپ کے لئے دل آزاد نابات ہو گی۔!“

”سنوا صاحب زادے میں نے اب تک کئی طرح کی باتیں سنی ہیں اس سلسلے میں۔ لہذا اچھا... بھی سہی کیا فرق پڑے گا۔!“

”نمیں میری بات مان لیجئے... اسی میں بہتری ہے۔!“

”اچھی بات ہے جیسا تم چاہو...!“ وہ دونوں ناشتے لے کر غار میں داخل ہوئے تھے اور ایک ایک کو سنبھال لیا تھا۔

”بھی اس کی کیا ضرورت ہے ہمارے ہاتھ کھول دو... پیر بندھے ہوئے ہیں۔!“ ناشتے کے بعد ہی اس کی بات بھی کرتا۔!“ عمران بولا۔

”اچھا... اچھا... تمہاری مرضی...!“ جیسن کی خوش مزاجی عود کر آئی تھی لیکن عمران نے اشارے سے اسے خاموش ہی رہنے کاہ تھا۔

دونوں انہی کے ہاتھوں سے کھاتے رہے... ناشتے سے فارغ ہو جانے پر انہوں نے فور طور پر گفتگو کرنی چاہی تھی لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”کچھ دیر آرام کرلو... تم میں سے کو سگریٹ تو نہیں پیتا۔!“

”نمیں...!“ جواب ملا۔

”شراب....؟“

”بس یہی ایک تکلیف ہے.... کیا شراب بھی پلاؤ گے۔!“

”فوارا... ناشتے کے بعد ہی بیو گے۔!“

”شاید ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اس لئے کوئی حرج نہیں۔!“ ”جاو... دو گلاس بنالاؤ۔!“ عمران نے جیسن سے کہا۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر ان میں سے ایک بولا۔ ”کیا شراب بھی خود ہی پلاؤ گے۔!“

”کہو تو میری بات سے پلاؤ دو...!...؟“ عمران اسے آنکھ مار کر مسکرا یا۔

”بس بس...!“ اس نے غصیلے لمحے میں کہا۔ ”میں اس کی ٹھنڈی نہیں دیکھنا چاہتا۔ بے ایمان عورت....!“

”خیر تو ہم دونوں ہی ساقی گری کے فرائض انجام دے لیں گے۔!“

”اب ہاتھ کھول دو... قریب قریب مصالحت ہی ہو گئی ہے۔!“

”شراب بھی اسی طرح پی لو...!“

”نمیں ہم شراب نہیں پیسیں گے...!“ دوسرے نے جھنجھلا کر کہا۔

”کیوں....؟“

”پچھلی رات کی زہر میں سوئی یاد ہے... میں نے کسی پولیس آفسر کے پاس ڈارٹ گن نہیں دیکھی۔!“

”ذاتی شوق کی چیز ہے۔ خواتین کی موجودگی میں لپاڑگی پسند نہیں کرتا۔!“

”تمہاری یہ حرکت بھی غیر قانونی ہے کہ تم ڈارٹ گن استعمال کرتے پھر دو... وہی اسلحہ استعمال کر سکتے ہو جو تمہارے مغلکے کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہوں۔!“

”پھر تو غلطی ہو گئی۔ اچھا میں وعدہ کرتا ہوں کہ شراب پلانے کے بعد باری باری دونوں کے ہاتھ پیر کھول دوں گا۔!“

”بھی تم عجیب آدمی ہو... آخر فرق کیا پڑتا ہے۔!“

”شراب ہرگز نہ پینا...!“ دوسرا بول پڑا۔ ”اب ہمیں یہ دوبارہ نے ہوش کرنا چاہتا ہے۔ شراب میں کوئی خواب آور چیز شامل ہو گی۔!“

”بے ہوش تو میں چلتا گا کہ بھی کر سکتا ہوں۔ شراب اور خواب آور چیز کیوں ضائع کروں گا۔!“

”بے وقوفی کی باتیں مت کرو....!“ قیدی نے اپنے ساتھی سے کہا۔ ”خواب آور چیز ہی دینی ہوتی تو کافی ہی میں دی جائیتی تھی۔!“

”کچھ سمجھے نہیں منے....!“ عمران دوسرے قیدی کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر پہنا...“

عمران بھی کچھ کہئے نہ پھیر اٹھا اور باہر نکلا چلا آیا تھا۔ بوڑھا پہلے ہی سامنے پڑا تھا۔  
 ”کیا رہا....؟“  
 ”آنہیں سوچنے اور آپس میں مشورہ کرنے کا موقع دے آیا ہوں!“ عمران نے بوڑھے کے  
 سوال کا جواب دیا۔  
 ”میساوچنے کا....؟“  
 ”بھی کہ جو کچھ میں ان سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اسے بتاہی دینے پر بخیریت رہ سکیں گے!“  
 ”اگر نہ بتایا تو....؟“  
 ”میں یہی سمجھوں گا کہ وہ لال علم ہیں۔!“  
 ”پھر کیا کرو گے....؟“  
 ”آنہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا!“  
 ”لیکن اس کا خیال رکھنا کہ انہوں نے یہ جگہ دیکھ لی ہے۔!“  
 ”بے ہوش آئے تھے اور بے ہوش ہی جائیں گے۔ آنکھ کھلنے کے بعد سے غار ہی تک مدد و  
 رہے ہیں اس لئے ان کے فرشتے بھی یہ جگہ دوبارہ دریافت نہ کر سکیں گے۔!  
 ”ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔!“  
 ”کیوں نہ جنگلی مرغیوں کا شکار ہو جائے۔ بہت دنوں سے شکار کا گوشت نصیب نہیں ہوا۔!  
 ”ضرور.... ضرور....!“ بوڑھا چکا۔



الفروزے بہت مسرور تھا۔ ٹولی آہستہ آہستہ راہ پر آرہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی  
 محسوس کرتا رہا تھا کہ ہر معاملے پر عام عورتوں سے بہت مختلف ہے۔ ہر طرح کی بے تکلفی  
 برداشت نہیں کر سکتی۔ اسی لئے وہ بعض معاملات میں بے حد محاط رہتا تھا۔ وہ خود بھی نہیں چاہتا  
 تھا کہ اپنے بارے میں اس کے ذہن پر کوئی ناگوار تاثر چھوڑے۔  
 آج انہوں نے اوٹا کی تاریخی عمارت دیکھنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ٹولی ہوتلوں کی تفریح سے

اتنے میں جیمسن والپس آگیا۔ دنوں ہاتھوں میں گلاس تھے۔ ایک اس نے عمران کو تھادیا اور دوسرا  
 چڑچڑے قیدی کو پلانے بیٹھے گیا۔  
 ”میں تو ہر گز نہیں پیکوں گا....!“ وہ جھلا کر بولا۔

”سر پر انڈیل دو....!“ عمران نے جیمسن سے کہا اور اس نے چمچی بیکی کر دلا۔ قیدی کے  
 منہ سے مظاہرات کا طوفان انڈہ پڑا تھا۔ دوسرا قیدی ہنس رہا تھا۔ چڑچڑا قیدی اس پر برس پڑا۔ لیکن وہ  
 مزے لے لے کر عمران کے ہاتھوں گھونٹ گھونٹ کر کے شراب پیتا رہا۔ ہر گھونٹ پر آسودگی کی  
 گھری سانس لیتا تھا۔ خالی گلاس عمران نے جیمسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ”دوڑ کر گلاس  
 دے آؤ کہیں ٹوٹ پھوٹ نہ جائیں۔!“  
 ”اب کھوں دوہاتھ...!“ قیدی بولا۔

”بات دراصل یہ ہے دستوکہ میں کھلانے پلائے بغیر نہیں مارتا۔!  
 ”کیا مطلب....؟“  
 ”اگر تم مجھے وہ اطلاعات بھہم نہ پہنچاؤ گے جو میں چاہتا ہوں تو تم بھی الفروزے کے بیل  
 پاکیلٹ ہی کی طرح غائب ہو جاؤ گے۔!  
 ”لک.... کیا مطلب....؟“  
 ”مطلب صاف ہے کہ میں وہ نہیں ہوں جو تمہیں نظر آ رہا ہوں۔!  
 ”یعنی.... یعنی....!“

”میریا کو میں نے پچالیا تھا۔ الفروزے کو ٹھیک پارک میں لکار کر اتنی دیر تک میں نے ہی  
 الجھائے رکھا تھا کہ اسی پر تباہ کر دیا جائے۔!  
 ”احمق یونائی طالب علم....!“

”درست سمجھے....!“  
 ”آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو۔!  
 ”ایڈ لاوا کی موت....!“  
 ”دنوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ خوف زدگی کے آثار ان کی آنکھوں سے جھانکنے لگے تھے۔  
 چڑچڑے قیدی کی اکڑ بھی غائب ہو چکی تھی اور بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھبرنے لگتا تھا۔

اکتا گئی تھی۔ لیکن اس کا بابس تو سبھی قسم کی تفریحات سے آکتا یا آکتا یا سانظر آتا تھا۔

تاریخی عمارت کے بارے میں وہ کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اس کی دانست میں ہر دور کی تاریخی عمارت آدمی پر آدمی کے جر کی کہانیاں سناتی ہیں۔ یعنی کوئی ایک فرد اتنا دولت مند تھا کہ اس نے ہزاروں کیڑوں مکڑوں سے دو وقت کی روٹی کے حصول کی خاطر بہت وزنی و وزنی پھر اٹھوائے ہوں گے!

”جیچ پاگل معلوم ہوتا ہے....!“ الفروزے اس کے خیالات سے آگاہ ہو کر بولا تھا۔

”فلغی بھی ہے!“ ٹولی کا جواب تھا۔ ”آدمی آدمی کی برادری کا قائل ہے۔ ہر بڑی اور شاندار عمارت کو دیکھ کر کہہ اٹھتا ہے کہ اگر اس کو توڑ کر اس کی اینیوں سے لا تعداد چھوٹے چھوٹے مکانات بنوادیے جائیں تو کتنے آدمیوں کو سرچھپانے کی جگہ مل جائے گی۔ لیکن یہ منہوس عمار تیس خالی پڑی رہتی ہیں۔ اور ٹھیک اسی وقت ہزاروں جھونپڑوں کو کوئی برا طوفان اڑا لے جاتا ہے اور ان کے مکنے بے بھی سے کھڑے چیختہ رہ جاتے ہیں!“

”سوال یہ ہے کہ آخر ہمیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم تین سو سال پہلے کہاں تھے!“ الفروزے بولا۔ اس پر ٹولی نے کہا ”ٹھہر دیں! میں اس سے جا کر پوچھتی ہوں اور اس کا جواب تم تک پہنچاؤں گی!“

”ارے چھوڑو....!“

”نہیں....! تمہارا یہ سوال بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر آثار قدیمہ نہ ہوتے تو ہمیں کیوں کر معلوم ہوتا کہ ہم اس وقت کہاں کھڑے تھے!“

”جیچ عمارت کے اس حصے کی طرف دوڑ گئی جس میں ان کا قیام تھا۔ الفروزے شاید نہیں چاہتا تھا کہ وہ اٹھ کر چلی جائے۔ اس لئے اس کا منہ بگڑ گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت ایک خادم نے ہیڈ کوارٹر کی کال کی اطلاع دی۔ ممنہ کچھ اور بگڑ گیا۔ طوعاً و کرہاً اٹھ کر فون کے قریب پہنچا تھا۔

”ہیڈ کوارٹر....!“ دوسری آواز آئی۔ ”بات سمجھئے!“

”بیلو....!“

”میں سنگانوں بول رہا ہوں....! جتاب.... وہ دونوں واپس آگئے ہیں!“

”کیا خبر لائے!“

”م بھی تو ہپتال میں بے ہوش پڑے ہیں۔ ہوش میں آنے پر شاید خبر بھی دے سکیں!“

”یہ کیا بکواس ہے....!“ الفروزے دھماڑا۔

”آج صحیح دفتر کے سامنے فٹ پاٹھ پر بے ہوش پڑے پائے گئے۔ ائمہ لباس تار تھے!“

”معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ اس حال کو کیوں کر پہنچے!“

”کچھ معلوم کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے تاوقیک وہ خود ہی ہوش میں آکر رہتا ہے!“

”اچھی بات ہے....!“ الفروزے نے کہا اور جھلا کر رسیور کریڈل پر ٹھنڈی دیا!

شدید غصہ آیا تھا۔ یہ بھول گیا کہ وہ واپس آنے والی ہو گی۔ ایک بات ہی تو پوچھنے کی تھی اپنے باس سے!

اس کی مٹھیاں سختی سے بچنی ہوئی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دیواروں پر کے بر سنا شروع کر دے گا۔ اس کیفیت میں وہ نشست کے کرے میں واپس آیا۔ یہاں اس نے ان دونوں

ہی کو اپنا منتظر پیلا۔ وہ فوری طور پر اپنا مودہ بحال کرنے سے قاصر رہا تھا۔ اس لئے اسے ان دونوں پر غصہ آگیا تھا۔ یہ بھی کوئی ایسی بات تھی کہ اس سے پوچھنے دوڑی گئی تھی۔ اور اب آئی ہے۔ تو اسے بھی ساتھ لگالائی ہے!

”یہ کوئی ایسا اہم سوال تو نہیں تھا محترمہ....!“ اس نے ناخوش گوار لبجھ میں کہا۔

ٹولی نے کھٹاک سے اس کاریڈ اٹھیں ترجمہ کھٹھنے لارا۔ ٹھپرڈ نے جواب میں کچھ کہا تھا اور ٹولی افسوس سے فرانشی میں بولی تھی۔ ”باس نے تمہارے جملے کے جواب میں کہا ہے کہ جب ان آثار قدیمہ کی تعمیر ہوئی تھی تو تم وہاں موجود نہیں تھے۔ آج تم ہو تو نہیں تعمیر کرنے والے نہیں ہیں۔ وہ وہاں کھڑے تھے۔ تم یہاں کھڑے ہو۔... دونوں کا درمیانی فاصلہ....!“

”مجھے کوئی دلچسپی نہیں....!“ الفروزے پوری بات سے بغیر ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”اوہ.... اچانک تمہاری طبیعت ناساز ہو گئی ہے!“ وہ سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔

”ہاں میں معافی چاہتا ہوں....!“ کہہ کر وہ واپسی کے لئے مڑنے ہی والا تھا کہ اچانک ایڈلاوا پر نظر پڑی جو بائیں جانب والے دروازے میں کھڑا نہیں غور سے دیکھے جا رہا تھا۔ آدم غیر متوقع تھی۔ اس لئے الفروزے نری طرح بوکھلا گیا۔ اس کی دانست میں ایڈلاوا آج میک اپ کے بغیر ہی اپنی اصلی شکل میں اس تک آپنچا تھا۔ یعنی اس شکل میں جس میں وہ اس سے اسٹریپر ملا

کرتا تھا۔

"اوہ.... آپ.... یہ میرے مہمان ہیں.... اور یہ فرم کے نیجگ ڈائریکٹر...!"  
ژوولی نے غیر مانوس زبان میں اپنے بس کو بتایا تھا کہ وہ کون ہے اس پر اس نے بھی کچھ کہا تو  
جس کا ترجمہ ژوولی نے یوں کیا۔ "بڑی خوشی ہوئی لیکن ہمارا وقت بہت ضائع ہو رہا ہے!"  
ایڈ لاوا نے ان سے مصافی نہیں کیا تھا۔ صرف سر کو خفیف سی جتنش دی تھی۔

"بڑنس کی باتیں صرف مجھ سے کی جاتی ہیں۔!" الفروزے جلدی سے بولا۔ اور ان سے  
مغفرت طلب کر کے ایڈ لاوا کے پیچھے چلنے لگا جو کچھ کہے بغیر دوسرے کرے کی طرف مڑ گیا تھا۔

"میں آپ کو روپورٹ دینے ہی جارہا تھا بس....!"

"کیسی روپورٹ....؟" اس نے سروبلجھ میں پوچھا۔

"وہ دونوں....!"

تحی....؟"

"میں اس حد تک علم نہیں رکھتا۔!"

"میں بھی جاگتا رہتا ہوں.... تم مجھے کیا سمجھتے ہو....؟"

"بالکل.... بالکل.... اگر ایسا نہ ہو تو ہم سب جہنم رسید ہو جائیں۔ باس.... لیکن کیا یہ  
مناسب تھا کہ آپ اپنی اصل شکل میں تشریف لائے ہیں۔!"

"میری کوئی اصل شکل نہیں ہے۔!"

الفروزے کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے تھے لیکن زبان نہیں بلی تھی۔

"اس گدھے سے کہہ دو کہ پلوٹو نیم بھی کھیل نہیں ہے۔ انتظار کرنا ہی پڑے گا....!"

"وہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں باس....!"

"اور وہ دوسری بات جو لا سلکی پیغام میں نہیں کہی جاسکتی تھی۔ وہ یہ کہ تمہیں دیل ڈی اوٹا  
کی سرحدوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اس لئے ایک تجربہ کار آدمی تمہارے ساتھ جائے گا۔!"

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے باس....!"

"پلوٹو نیم لے جانے والی گاڑی وہ خود ہی ڈرائیور کرنے گا اور اسی میں تم تیوں کے بیٹھنے کا بھی

انتقام ہو گا۔!"

"بہت بہتر....!"

"بس اب ان کے پاس واپس جاؤ۔!"

الفروزے واپسی کے لئے مڑ گیا تھا۔ یہ پوچھے بغیر کہ وہ شہرے گایا فوراً چلا جائے گا۔ ایڈ لاوا  
اس طرح اپنے احکامات کی تعییل چاہتا تھا۔

وہ دونوں ابھی تک دیکھنے ہوئے تھے۔ اسے دیکھتے ہی ژوولی نے کہا "جتنے تم خوش مزاج  
ہوتا ہی تمہارا نیجگ ڈائریکٹر گھناء ہے۔!"

"ٹاپ ہوتا ہے! وہ بہت کم بولتے ہیں۔ بسا اوقات کئی کئی دن تک ہم انہیں دیکھتے تو رہتے  
ہیں لیکن آواز نہیں سن پاتے۔ بہر حال انہوں نے کہا ہے کہ دیر تو لگے گی۔ پلوٹو نیم بھی کھیل  
نہیں ہے اور اس کی نقل و حرکت بھی آسان نہیں ہے اپنے بس کو بتا دو....!"

"بتا دوں گی.... لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارا موڈ ٹھیک ہوا یا نہیں.... شاید میرے ساتھ بس کو  
دیکھ کر تمہیں کوفت ہوئی تھی۔!"

"یہی بات تھی....!" الفروزے جلدی سے بولا۔

"یہ میرا عملی لطیفہ تھا.... تم تو زبانی سناتے ہو۔!"

الفروزے مسکرا یا تھا۔

"تمہیں زور سے ہنزا چاہئے.... اس لطفے پر....!"

"میں ہنوں گا تو یہ بھی کچھ سمجھے ہو جسے بغیر ہنس پڑے گا اور مجھے اس کی بھی بالکل اچھی  
نہیں لگتی.... کیا میں تھوڑا سا آرام کروں؟"

"ضرور.... ضرور....!" ژوولی اٹھتی ہوئی بولی.... اسکے ساتھ ہی اس کا بس بھی اٹھ گیا تھا۔  
الفروزے دوبارہ اسی کرے میں داخل ہوا تھا۔ جہاں ایڈ لاوا کو چھوڑ گیا تھا۔ لیکن اب وہ  
موجود نہیں تھا۔



جیسن اور عمران دونوں ہنیوں واپسی گئے تھے جہاں جوزف بے کاری کے ایام گذار رہا تھا۔  
عمران کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"پرڈیس میں لاوارٹوں جیسا برتاونہ کیا کرو بس....!" اس نے شکوہ کیا۔

"صحت اچھی ہو گئی ہے تیری....!"

"بھر روم کی آب و ہوا مجھے تربوز بنائے دے رہی ہے۔ اگر زیادہ وقت درزشوں پر نہ صرف کرتا رہوں تو ہاتھی ہو جاؤں۔!"

جیسن بھی کچھ پوچھنے کے لئے بے چین تھا۔ جب عمران کچھ نہ بولا تو اس نے جوزف کو اسکے مار کر کہا۔ "مس موگمی کی صحت بھی خدا کے فضل سے اچھی ہی ہو گی۔!"

"میں کیا جاؤں....؟" جوزف بھنا کر بولا۔

"کیوں.... کیا بُنیں اٹھتی بیٹھتی تمہارے پاس....؟"

عمران نے جیسن کو گھور کر دیکھا تھا۔

"کیا یہ تیم خانہ ہے....؟" اس نے غرا کر پوچھا۔

"میں نہیں سمجھایور مجھی....؟"

"کبھی کے نایبھر پہنچ گئے ہوں گے دونوں.... انہیں متعلقہ سفارت خانہ کے حوالے کر دیا گیا تھا۔"

"اسی لئے یہ خود کو لاوارٹ محسوس کر رہا تھا اور بات آپ کے بھرپڑال دی۔!"

"پھر تم نے بھریانا شروع کر دیا۔ کہیں تمہیں سمعی انجیار سے نہ دوچار ہوتا پڑے۔!"

"ارے باپ رے....!" جیسن اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بڑے بڑے پھر عمران انہیں اسی کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

"کیا کیا گذری، کہاں کہاں رہے....؟" جوزف نے پاشتیاق لبھج میں پوچھا۔

"کچھ نہ پوچھو....! تمہارے باس واقعی بے حد عجیب چیز ہے۔ ہر موڑ پر کوئی لڑکی اس کے لئے پاگل ہو جاتی ہے۔ ایک نے تو بن باس لے لیا ہے۔ وہ جنگلی مرغیوں کا گوشت کھا کر اس کا انتظار کرے گی۔ ایک روم میں جھک مار رہی ہو گی۔ ارے ہاں صندرا اور جولیا کہاں ہیں؟"

"میں کیا جاؤں.... وہ بیہاں کہاں....؟"

"میرا خیال ہے کہ پوری ٹیم سینی موجود ہے اور سبھی کہیں نہ کہیں مصروف کار ہیں۔!"

"اس خطرناک آدمی کا کیا رہا....؟"

"ابھی تو ہم اس کے ماتخوں ہی سے مکراتے پھر رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس نے اس ملک میں ایک بالطفی حکومت قائم کر لکھی ہو جس کا ظاہری حکومت احساس تو رکھتی ہو لیکن کوئی واضح نشان وہی نہ کر سکتی ہو۔ لہذا اس سے پہنچ کے لئے پوری فوج چاہئے۔... ہم چار مرغیاں اس کا بازار لیں گی۔!"

"فضول باتیں مت کرو....!" جوزف نے ناخوش گوار لبھج میں کہا۔ "میرا بس تھا ایک پورا بریگید ہے۔!"

"جس سے لوٹیاں سر لڑایا کرتی ہیں۔!"

"اے مسٹر بس....!" جوزف اسے مکا دکھاتا ہوا بولا۔ "خدا اور مسٹر کے بعد بس وہی ہے میرے لئے سب کچھ، لہذا اپنی زبان کو لگام دو۔!"

جیسن بائیں آنکھ دبا کر ہنسا تھا۔

دو گھنٹے بعد عمران سے ملاقات ہوئی اور اس نے جیسن کو الگ لے جا کر کہا۔ "ہمیں اس عمارت سے نکل چلا ہے۔!"

"کیوں....؟"

"پولیس کو اس ہیلی کا پتہ کی تلاش ہے جس کے ذریعے میں پوائنٹ نمبر بارہ تک پہنچا تھا۔ الفروزے کا پاٹکٹ بھی میں نظر نہ ہے۔!"

"لیکن اس کلوٹ کا کیا ہو گا....؟"

"پرواہ مت کرو.... یہ اب بھی شہزادہ بنے گا اور ہم سب اس کے خادم ہیں۔!"

"محض ہیلی کا پتہ کی وجہ سے در بدری ہو گی....؟"

"ہاں کیوں نکلے ؟ جسی ہیلی کا پتہ یہاں عام نہیں ہیں۔!"

"مگر ہمارے ساتھ تو ایک قیدی بھی ہے۔!"

"قیدی نہ کہو.... اب اسے بھی دوست ہی سمجھو....!"

"وٹائیں کی غداری کے بعد بھی....!"

"وٹائیں کے انجام نے ہی تو اس کی آنکھیں کھوئی ہیں۔ پوائنٹ ایکس کے پانچوں افراد کا حشر سن کرو پڑا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہمارے ہی ساتھ رہ کر بچار ہے گا۔ ان میں پہنچا اور مارا گیا۔!"

”سوال تو یہ ہے کہ ایکس ٹو کے یہ ایجنت کیسے ہیں جو اس حد تک بھی ہمارا تحفظ نہیں کر سکتے!“

”یہ دوسری قسم کے ایجنت ہیں۔!“

”میں نہیں سمجھا....!“

”ساری دنیا میں ایکس ٹو کے دو طرح کے ایجنت ہیں..... عملی اور معاون تیکسن ہارے یہاں اس کا عملی ایجنت تھا۔ کس طرح سمجھاؤں Active سمجھ لو اور یہ لوگ صرف معاونت کرتے ہیں۔ عملی حصہ نہیں لیتے۔!“

”سمجھ گیا....!“

”اس نے ان کا تحفظ کرنا بھی ہم پر واجب ولازم ہے۔!“

”لیکن میرا خیال اس سلسلے میں کچھ اور ہے۔!“

”کس سلسلے میں....؟“

”جو زف کے سلسلے میں.... کیوں کہ اس کی شہزادگی بھی مشتبہ ہو چکی ہے۔ روم میں خواہ مخواہ شہزادہ سمجھ لیا گیا تھا۔!“

”ہاں اس میں خطرہ تو ہے....!“

”پھر کیوں نہ ہم اسے دنگل کا بادشاہ بنا دیں۔!“

”کیا مطلب....؟“

”اسے بھی وہیں پہنچا دیں جہاں وہ آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ اس کا چچا لکھ بھی جانتا ہے۔ لہذا دونوں ایک دوسرے کو اپنے اپنے کارنامے سنائے اچھا وقت گزار لیں گے۔!“

”میں تو فی الحال جنیوں وہ نہیں چھوڑ سکتا۔!“

”میں نے جاتا ہوں....!“ تیکسن چمک کر بولا۔

عمران نے اسے غور سے دیکھا ہی تھا کہ وہ تڑ سے بولا۔ ”جنگلی مرغیوں کا گوشت مجھے آوازیں دے رہا ہے۔!“

”زیادہ ہاتھ پاؤں نہ نکالنے گا۔ میرا نافرمان ریچمنی ہے۔!“

”ارے.... لا حول ولا.... جو آپ پر نظر رکھتی ہو وہ معمولی چیز تو ہو ہی نہیں سکتی۔!“

”اور تم صرف بند رہ پے ہو.... لہذا محاط رہتا۔....!“

”ارے تو کیا کچھ مجھے جانا پڑے گا۔!“

”تجویز معقول ہے اور ہو سکتا کہ کسی مرطے پر مجھے بھروسہاں پہنچا پڑے کیوں کہ مجھے مزید معلومات حاصل کر کے میریا نے ان کی تصدیق کرنا پڑے گی۔ دراصل اس کے ذہن کی بناوٹ ہی کچھ ایسی ہے کہ جب تک کسی خاص پھوٹن سے دوچار نہ ہو بعض باتیں یاد ہی نہیں آتیں.... پہلے میں سمجھا تھا کہ وہ بہتری باتیں چھپائی ہے۔!“

”لیکن یہاں سے اس کو کیسے نکلوں....!“

”اس کا بھی انتظام ہو جائے گا.... تم فکر مت کرو....!“



میریا ناچھی اور چچا نے جنگل میں منگل منا کر رکھ دیا تھا۔ چچا نے اسے نشانہ بازی سکھانی شروع کر دی تھی اور چھپی ایسے داؤ پیچ بھی سکھاتی تھی جن کے سہارے وہ نہتی ہو کر بھی کسی مسلح دشمن کا مقابلہ کر سکتی۔ دن کا زیادہ تر حصہ سیر و شکار میں بسرا ہوتا اور اس کا چچا تھا۔ ”میں داقعی ایسا ہی محسوس کرنے لگا ہوں جیسے اپنی عمر سے بیس سال پیچھے چلا گیا ہوں....!“

ایک دن چھپی اس سے جن مراکشی کے بارے میں پوچھ چکھ کرنے لگی اور میریا نے محسوس کیا کہ وہ کوئی خاص بات معلوم کرنا چاہتی ہے۔!

”ہرگز نہیں....!“ میریا نے کہا۔ ”ایسی کوئی بات نہیں.... ہمارے تعلقات محض دوستانہ میں اس سے آگے بڑھنے کا امکان نہیں۔!“

”اور وہ پولیس آفیسر....؟“

”بس ہدر دے ہے....!“ میریا کے لمحے میں درود کی لہر موجود تھی۔

بوڑھی اسے غور سے دیکھنے لگی۔ پھر مسکرائی تھی۔

”یہاں ضرور کچھ نہ کچھ ہے....!“ اس نے آہستہ سے کہا۔

”اگر ہو بھی تو مجھے ناممکن ہی لگتا ہے۔!“

”کیوں....؟ ناممکن کیوں....؟ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔“

”اس حد تک بھی نہیں کہ بات آگے بڑھ سکے۔!“

”تمہیں اب شادی کرہی لینی چاہئے۔!“

میریانا کچھ نہ بولی۔ خالی خالی آنکھوں سے خلامیں دیکھتی رہی۔ چچی نے سمجھدی گی سے سر کو جبکش دی تھی پھر کھا تھا۔ ”ارے یہ بھی تو ضروری نہیں کہ وہ غیر شادی شدہ ہو۔!“

”غیر شادی شدہ تو ہے لیکن وہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔!“

”بڑی عجیب بات ہے....!“ بوزہمی حیرت سے بولی۔ ”ابھی تک صرف مردوں کو یہ کہتے تھا کہ عورت کو سمجھنا مشکل ہے ساری دنیا کے لڑپر اسی بکواس سے بھرے پڑے ہیں۔ آج ایک عورت کی زبان سے یہ سن رہی ہوں کہ مرد اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔!“

”کیا کروں.... حقیقت یہی ہے۔!“

”سب جذباتیت کے دھوکے ہیں۔ صرف عورت میں تھوڑا سا الجھاو ضرور پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات وہ اپنی مامتا کو کوئی واضح شکل نہیں دے پاتی اس سے غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔!“

”چچی....! الفاظ میں بیان کر سکتی تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ وہ کیسا آدمی ہے۔!“

”خیر چھوڑو.... پودے آہستہ آہستہ درخت بننے میں ممکن ہے ابھی بیٹھ سے صرف انکھوں ہی نے سرا بھارا ہو۔!“

وہ ایک چیان کی اوٹ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ بوزہما آج تباشکار کے لئے گیا تھا۔ دفعتاً انہوں نے کسی قسم کی آہستہ سنی تھی اور ان کے ہول بتر سے روپا اور نکل آئے تھے۔

”کوئی آہستہ حرکت کر رہا ہے۔!“ بوزہمی نے کہا۔ ”فاصلہ غالباً سو گز کا ہو گا ویکھو۔!“ اس نے چیان کے اوپری حصہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میریانا بڑی پھر تی سے اوپر چڑھتی چلی

گئی اور سرا بھار کر دوسرا طرف دیکھتے ہی پر مسرت لمحے میں چھپڑی تھی ”جن مرا کشی۔!“ پھر تیزی سے نیچے پلٹ آئی تھی اور ہانپتی ہوئی بولی تھی۔ ”اس کے ساتھ ایک سیاہ فام آدمی بھی ہے۔!“

”تمہیں یقین ہے کہ مرا کشی ہی ہے۔!“

”ہاں چچی....! کیا میری نظر کمزور ہے۔!“

اور پھر وہ دونوں نعمودار ہوئے تھے۔ جوزف نے بڑے ادب سے بوزہمی کو سلام کیا تھا اور میریانا کی مزاج پر سی کی تھی۔ جیمن نے اطالوی میں اس کی نیک خواہشات ان دونوں کو پہنچائی تھیں۔!

”یہ کون ہے۔؟“ میریانا نے پوچھا۔

”اپنے آفیسر کے خادم خصوصی اور ان کے لئے جان پر کھیل جانے والا۔ چچا کہاں ہیں؟“

”آج تھا، ہی نکل گئے ہیں شکار کے لئے۔!“

تو بوزہمی دیر بعد وہ اس سے تھائی میں ملی تھی اور بربر ڈھمپ کی باتمیں شروع کر دی تھیں۔

”ذکر تمہارا ہی رہتا ہے لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ کس جذبے کے تحت....!“ جیمن بولا۔

”کیا تم اسے سمجھ سکے ہو....؟“

اچانک انہوں نے کسی کی چیخ سنی اور اچھل پڑے۔ آواز دور ہی کی تھی سمت کا اندازہ بھی ہو گیا تھا۔ دونوں نے اس سمت دوڑنا شروع کر دیا تھا اور پھر جیمن نے دیکھا کہ بوزہمی اور جوزف بھی اسی سمت دوڑے جا رہے تھے۔ آواز پیچان لی گئی تھی۔ میریانا کا بچا مسلسل چھٹے جا رہا تھا اور آواز جھیل کی طرف سے آرہی تھی۔ جیمن چھلا نگیں مارتا ہوا جوزف کے برابر جا پہنچا تھا۔

”یہ لڑکی کے بچا کی آواز ہے.... اوہر سے آؤ۔!“ وہ ایک طرف مڑتا ہوا بولا۔

وہ دونوں بہت پیچھے رہ گئیں تھیں۔

انہوں نے دیکھا کہ بوزہما ویر پوچھیل کے کنارے غسل کے لباس میں اکڑوں بیٹھا ہوئی طرح چھر رہا ہے۔ اس نے داہنے ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ رکھی تھی۔ قریب پہنچ کر جوزف اس پر جھک پڑا تھا۔ بوزہما سے دیکھ کر اور زور سے چینا۔!

”کوئی شوئی....!“ جوزف مڑ کر جلدی سے بولا۔ ”اس سے کہو.... اس پر زور نہ لگائے اگر یہ اندر ہی ٹوٹ گئی تو یہ دیکھتے ہی دیکھتے مر جائے گا۔ بس پکڑے رکھے۔!“

جیمن نے بھی جھک کر دیکھا۔ سرخ رنگ کا ایک سیکھا تھا جس کا کچھ حصہ بوزہمی کی دامیں پنڈلی کے گوشت میں پوست ہو گیا تھا۔ جیمن نے اطالوی میں جوزف کی بات دہرائی پھر یاد آیا کہ بوزہما پہلے ہی سمجھ گیا ہو گا۔

”نہیں نکلتا....!“ بوزہما کرب سے چینا۔

”عورتیں آرہی ہیں.... انہیں ہٹالے جاؤ.... تم بھی اوہر مت آنا.... جلدی کرو....!“

”نہیں مرچکا ہے.... اس شریف آدمی کو فرشتہ رحمت سمجھو جو اپاک اس طرح وارد ہو گیا۔ ورنہ جانتی ہو کیا ہوتا۔!“ بوڑھا اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر بولا۔ ”ورنہ میری موت بھی دفع ہو سکتی تھی۔ قریباً ایک انچ گوشت میں اتر گیا تھا۔ میں کھنچ نکالنے کے لئے زور لگا رہا تھا لیکن نہیں جانتا تھا کہ اس طرح موت کو دعوت دے رہا ہوں۔ آخر مہربان باپ نے اس فرشتے کو بھیج دیا اور اس نے کٹرے پر میری گرفت ڈھلی کر ادا کیا۔ اگر اس کا وہ حصہ جو گوشت میں پیوست ہو پکا تھا اندر ہی ٹوٹ جاتا تو میری موت واقع ہو جاتی۔!“

بوڑھی سکیاں لینے لگی تھی.... میریا نے آگے بڑھ کر اسے اپنے بینے سے بھینچ لیا۔ ”اوہ شہزادے صاحب....!“ جیسن نے جوزف کو اردو میں مخاطب کیا۔ آخر مجھے کیوں بھگا دیا تھا....؟“

”چوب پ راؤ.... بنا ذیگا.... ڈرٹی ٹھنگ....!“  
بوڑھے نے بھی نہ بتایا کہ پھر اس کٹرے نے اس کا گوشت کس طرح چھوڑا تھا۔ بیوی اور بھتی کے استفسار پر کسی قدر شرمندگی کے ساتھ بولا۔ ”بس نکل گیا تھا کسی طرح....!“  
جیسن کا جس سڑھ گیا تھا لیکن خاموش ہی رہا۔  
جوزف.... اسے علیحدگی میں بھی وہ تدبیر بتانے سے گریز کرتا رہا تھا جس کی بنا پر بوڑھے کو کچھ سے نجات مل تھی۔

”تم پاگل تو نہیں ہو گئے....!“ جیسن جھنجھلا کر بولا۔ ”اگر تمہاری عدم موجودگی میں بھی خادشہ کسی اور کو پیش آجیا تو کس طرح پچیلا جائے گا۔!“  
جوزف شرماتا ہوا بدققت تمام بولا۔ ”بس جگہ اس کٹرے نے اپنسر ڈال رکھا ہواں جگہ پیشاب کر دینا.... فوراً باہر آجائے گا۔!“  
جیسن پر قہقہوں کا دورہ پڑ گیا۔

دوسری طرف بوڑھا اپنی بیوی اور بھتی سے کہہ رہا تھا۔ ”بہت کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے.... بے حد تحریر کار....!“  
”آخر اس نے کیا کیا تھا....؟“ بوڑھی نے پوچھا۔  
”یہ تو میں نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن کچھ کیا ضرور تھا۔!“

اس کی زندگی خطرے میں ہے۔!“

”میں سمجھ رہا ہوں.... تم مجھ سے بات کرو....!“ بوڑھے نے انگریزی میں کہا۔ ”یہ بہت اچھا ہے مستر....!“ جوزف نے کہا ”بس اسی طرح پکوئے رکھو کھینچنے کے لئے زور نہ لگا کا۔!“

جیسن عورتوں کی طرف دوڑ گیا تھا۔ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر انہیں آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے کہا۔ ”ادھر مت جاؤ۔!“

”باتاو.... کیا بات ہے۔؟“ بوڑھی اپنی بیوی بولی۔

”خاص بات نہیں، کوئی آئی کیڑا چھٹ گیا ہے.... شاید جھیل میں نہار ہے تھے۔ جوزف انہیں سنجنال لے گا۔!“

”لیکن ہمیں کیوں نہیں جانے دیتے۔!“

”میں نہیں جانتا.... جوزف نے بھی کہا ہے کہ عورتوں کو اس طرف نہ آنے دینا۔... دراصل اس کٹرے کو دیکھ کر تمہاری بھی چینیں نکل جائیں گی۔!“

”کوئی خطرے کی بات تو نہیں....؟“

”ہر گز نہیں.... جوزف ان معاملات کا ماہر ہے۔!“

”ہمیں دور ہی سے دیکھ لینے دو....!“ میریا نے چڑھن کے اوپر سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لمح ساراستہ تھا اور جیسن نے اب تک ہاتھ پھیلا رکھے تھے۔ بوڑھی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر وہ زور سے چینی تھی۔ ”ویریو....! کیا تم میری آواز سن رہے ہو....؟“

”ہاں.... آں.... سب ٹھیک ہے۔!“ چڑھن کی دوسری طرف سے آواز آئی۔

”اب اطیمان ہوا تمہارا....!“

”کیا ہم آجائیں....؟“ میریا نے چیخ کر پوچھا۔

”ہاں.... آں.... اب آسکتی ہو....!“ جواب ملا۔

”ہٹو.... چھوڑ و راستہ....!“ بوڑھی جیسن کو دھکیلیتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ قریب پہنچ کر انہوں نے وہ کچھ وادیکھا۔ سات آٹھ اونچ لبارہا ہو گا۔ گہری سرخ رنگت تھی۔

”کیا یہ زندہ ہے....؟“ میریا نے پوچھا۔

”اس نے تیا بھی نہیں.....؟“

”نہیں..... یہ لوگ .... میرا مطلب ہے افریقہ کے وچ ڈاکٹر اپنے ٹوٹکے کسی کو بتاتے نہیں۔ پوچھو تو نہ امانتے ہیں۔ تم لوگ بھی مت پوچھنا.... خواہ تجوہ بے چارے کی دل آزاری ہوگی!“

ان دونوں نے پھر اس پر اصرار نہیں کیا تھا۔

شام ہوتے ہوتے جمیں نے دیکھا کہ بوڑھا دیر یو اور جوزف اس طرح گھل مل گئے ہیں جیسے برسوں کی جان پہچان ہو.... رات کے کھانے پر جمیں نے جوزف سے متعلق ایک باقاعدہ قسم کی تقریر کرتے ہوئے آخر میں کہا تھا۔ ”دن بھر میں چھ بوتلیں پیتا ہے .... لیکن لوگ اسے کبھی نہیں میں پائیں گے۔ ایک ہفتہ کا کوئہ ساتھ لایا ہے۔ اس لئے اس کی فکر آپ لوگوں کو نہ ہونی چاہئے۔ اندھیرے میں آواز پر نشانہ لگاتا ہے جو شاذ و نادر ہی خطا کرتا ہو!“

”تو گویا یہ روائی آدمی ہے!“ بوڑھی نے کہا۔

”یہی سمجھ بیجھے... نہ کسی کو دکھ دیتا ہے اور نہ چاہتا ہے کہ کوئی اسے دکھ پہنچائے!“

”تمہارا دوست بہت عقل مند آدمی ہوتا ہے!“

”عقل کادیو تاکہئے...!“



یہیلی پائیٹ کی شکل تبدیل ہو چکی تھی۔ عمران اور وہ دونوں پیسے بنے جنیووا کی سڑکوں پر گھومتے پھر رہے تھے۔

عمران کو ایڈلاڈ کی یہ خصوصیت معلوم ہی ہو چکی تھی کہ مختلف قسم کے لوگ اسے مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں۔ یہیلی پائیٹ ایک اچھا مصور بھی تابت ہوا تھا اس نے ایڈلاڈ کی وہ شکل پنسل سے بنانے کی کوشش کی تھی جس میں وہ اسٹریپر نمودار ہوا کرتا تھا۔ عمران نے اس سے کہا تھا کہ وہ یادداشت پر زور دے کر اس کی آنکھوں کی بناوٹ کو من و عن ظاہر کرنے کی کوشش کرے۔ تصویر بنانے کے بعد یہیلی پائیٹ اس سے غیر مطمئن نہیں معلوم ہوتا تھا۔

ویسے اس دوران میں ایڈلاڈ اسے متعلق کچھ ایسی کہانیاں سنائی تھیں جن سے اندازہ

ہوا تھا کہ اس کے آدمی اسے کوئی مافوق القدر تھتی سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے اس سے خائف بھی رہتے ہیں۔ کسی میں اتنی جرأت نہیں کہ اس کے خلاف کسی سازش کا خیال بھی دل میں لا سکے!“ یہیلی پائیٹ عمران کی شخصیت سے بھی بہت زیادہ متاثر نظر آ رہا تھا۔ ایک دن تو کھل کر کہہ بیٹھا تھا کہ ایڈلاڈ کو پہلی بار کسی ہم پا یہ حریف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس پر عمران نے کہا تھا۔ ”ارے میں کیا چیز ہوں اپنے باس کے سامنے ..... میں تو ایک معمولی کارندہ ہوں۔ اپنی تنظیم کا.... ہو سکتا ہے میرا باس اس کا ہم پا یہ حریف ہو پھر تم تو ایڈلاڈ کو کسی نہ کسی شکل میں دیکھتے ہی رہے ہو۔ ہم صرف آواز سنتے ہیں اپنے باس کی....!“

”وہ کہاں ہے....?“

”پتا نہیں....! کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور کون ہے!“

”پچھے کہلاتا تو ہو گا!“

”پچھے بھی نہیں.... صرف باس کہلاتا ہے....!“ عمران مٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”تم کہاں سے آئے ہو....?“

”وہیں سے جہاں کے لئے اسلخ اسکل کیا جانے والا تھا!“

”ہم میں سے کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ مال کہاں کے لئے ہے شاید الفروزے جانتا ہو۔!“

”بس تو پھر یہ معلوم کر کے کیا کرو گے کہ کہاں سے آئے ہیں!“

”پچھے بھی ہو.... تم ذہنوں کو حیرت انگیز طور پر موڑ دیتے ہو۔ میں خود کو خوش نصیب تصور کرتا ہوں۔!“

اور پھر عمران نے اسے اس طرح ”عیش“ کرائے تھے کہ اس کے خواب و خیال میں بھی ملن نہ ہوتے۔ جنیووا کے ایک لکھری ہوٹل میں ان کا قیام تھا اور وہ بہت مال دار لوگ سمجھے جاتے تھے!

ہی صرف شکلوں سے معلوم ہوتے تھے۔ ورنہ صفائی سترائی کے معاملے میں ان کا جواب نہیں تھا۔ جس طرف سے بھی گذر جاتے ایک مخصوص قسم کی خوبصورت فضاہک اٹھتی.... گور تین انہیں گھور گھور کے دیکھتیں.... گھنگریا لے بالوں اور خوش نماڈاڑھیوں کے وجہ سے فراہم سروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرایتے تھے۔

”چہ نہیں....!“  
”وہ فراڈ کپنی اور شاہی میں واقع ہے۔ لیکن الفروزے کو اس سے کیا سروکار!“  
”جب سے تمہارا بڑا آدمی روپوش ہوا ہے وہی اس کی قائم مقامی کر رہا ہے شاکد!“  
”یہ ممکن ہے وہ الفروزے پر بہت زیادہ اعتبار رکھتا ہے!“

”لیکن کبھی تم لوگ اپنے اسٹیر پر پلوٹو نیم بھی لے گئے ہو....؟“

”اگر ایسا ہوا ہوتا تو مجھے اس کا علم ضرور ہوتا۔ کیونکہ الفروزے مجھ پر اسی طرح اعتبار رکھتا تھا جس طرح بڑا آدمی اس پر رکھتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ مجھے تمہارے ساتھ کبھی نہ بھیجا!“

”تو پھر پلوٹو نیم کدھر سے جاتا ہے....؟“

”سوال تو یہ ہے کہ ہمیں پلوٹو نیم لے گا کہاں سے.... ہمارے یہاں تو نہیں بنتا... اور جہاں بھی اس کی انٹرنسی ہے سرکاری تحويل میں ہے!“

”اس سلسلے میں تمہاری معلومات ناقص نہیں۔ امریکہ میں ایسی اینڈ ہن کی چوری بھی ہوتی ہے وہاں خبی کپنیوں کو پلوٹو نیم تیار کرنے کی اجازت ہے۔ یہ نہ صرف اسے تیار کرتی ہیں بلکہ اس کا اختیار بھی رکھتی ہیں کہ اسے ایسی اداروں کو سپلائی کریں۔ انہیں کپنیوں سے چرایا جاتا ہے اور دوسرا ممالک کو اسمگل کر دیا جاتا ہے!“

”یہ تو بڑی خطرناک بات ہے!“

”تمہارے بڑے ملک کے اہم ادھار کے ایسے ہی پلوٹو نیم کے رہن منت تھے!“

”میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا!“

”وہ اسی طرح ایسی طاقت بنا ہے!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”امریکہ مستوں کا ملک ہے۔ اسے وہاں تو جرائم پیشہ لوگ بھی پلوٹو نیم حاصل کر لیتے ہیں دوسرا ایسی طاقتیں اس سلسلے میں بہت متکھاں ہیں۔ عام آدمی کو پلوٹو نیم یا یورپنیم کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتیں۔ خود امریکہ کے اخبارات بھی اس سلسلے میں بہت شور چارے ہیں!“

”خدا رحم کرے.... میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا تمہیں یقین ہے کہ بڑا آدمی اس کی اسمگنگ میں بھی ملوٹ ہے!“  
”اسی طرح جیسے اسلئے کی اسمگنگ پر یقین رکھتا تھا!“

لیکن آج وہ پیدل ہی نکل کھڑے ہوئے تھے۔ یہی پائیکٹ نے عمران سے اس کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔ پھر خود عمران ہی بولا۔ ”بڑا کہ ہو گا۔ اگر اٹلی آکر یہاں کی سیر نہ کی جائے۔ بڑا خوب صورت ملک ہے۔ ایسے ہیں قدرتی مناظر مجھے تو کہیں اور نظر نہیں آتے۔ فضاء میں اپنا بیت کی محسوس ہوتی ہے!“

”شکر یہ....!“ یہی پائیکٹ نے طویل سانس لے کر پوچھا ”کہاں لے چلوں....؟“

”بس اس قدیم شہر کی تجھک گلیوں اور شاندار عمارتوں کو دیکھتے پھر ہیں گے۔ مجھے بتاؤ کہ یہ شہر جو بیک وقت ساطھی اور پہاڑی دونوں طرح کامقاوم ہے کتنا قدیم ہو سکتا ہے....؟“

”قدیم ترین....! لیکر یہاں چڑا ہے قبائل جنہوں نے ساحلی علاقوں میں ڈیرے ڈالے تھے جنیوں اباسیا۔ آہستہ آہستہ یہ ایک رومنی میں بنیا۔ جس پر قراقوں کے جملے ہوتے رہتے تھے۔“

بندتر تریخ ایک خود مختار اور آزاد رومنی اسٹیٹ میں تبدیل ہوتا گیا....!“

”اس کی تجھک گلیاں اور اوپنجی عمارتیں مجھے اپنے دلیں کے ایک شہر کی یاددالاتی ہیں کیوں نہ ساحل کی طرف نکل چلیں۔ لیزنا کے آس پاس کے مناظر بڑے ہیں ہیں!“

”کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے دوست....!“ یہی پائیکٹ مسکرا یا۔ ”تم محض تفریح کی خاطر کہیں نہیں جا سکتے۔ لیزنا.... آہا.... سمجھا....!“

”کیا سمجھے....?“

”سان کیوان کے قریب ایک قدیم عمارت ہے جہاں غیر ملکی ہی بھرے رہتے ہیں۔ بڑی بدبو دار جگہ ہے.... دم گھنٹے لگتا ہے!“

”بہت تیز ہوتے چارے ہے ہو....!“ عمران نے نہس کر کہا۔ ”میں تمہاری ناک کے نھنوں پر ایک ایسے محلوں کی ماش کر دوں گا کہ کشیدنی مشیات کا دھواں تمہاری خوش ذوقی پر حملہ آور نہیں ہو سکے گا اور نہ تم اس دھواں دھار فضائیں گھٹھن ہی محسوس کر سکو گے!“

”اس کی پرواہ نہیں ہے جنم میں بھی لے چلو گے تو انکار نہیں کروں گا!“

انہوں نے ایک ٹیکسی رکوائی تھی اور چل پڑے تھے۔

”الفروزے تو اونٹا میں ہے....!“ عمران بولا۔

”اوٹا میں کیا کر رہا ہے....?“

”بڑی بھائیک بات ہے... تب تو پڑو سی ملک کو اسی کے توسط سے پلوٹو نیم ملا ہو گا!“  
 ”جانتے ہو...! وہ محض ہمارے لئے ایسی طاقت بنا ہے۔ کیونکہ پچھلی جنگ میں مسویں  
 تازیوں کا ساتھی تھا۔ صرف ہمارے لئے.. ورنہ روس کے مقابلے میں وہ آج بھی پدی ہی ہے!“  
 ”اسی سے اندازہ کر لو کہ تمہارا بڑا آدمی کتنا بڑا نذر ہے۔ ہاں ٹھیک یاد آیا... کیا وہ اسلجہ اپنی  
 ذاتی گنگرانی میں سرحد پار کرتا ہے!“

”ہاں یہ درست ہے... دریائے بریکی گلیا کے دہانے پر ہمارا کام ختم ہو جاتا تھا۔ وہاں سے اسلجہ  
 چھوٹی چھوٹی لانچوں پر بار کر کے دریا میں لے جایا جاتا تھا۔ اس فلیٹ کی قیادت وہ خود ہی کرتا تھا!“  
 ”تو پھر پلوٹو نیم کے سلسلے میں بھی یہی کرتا ہو گا لیکن سوال تو یہ ہے کہ پلوٹو نیم کہ ہر سے  
 جاتا ہے!“

”خدا کی پناہ...!“ دفتہ یہیل پائیکٹ اچھل پڑا۔  
 ”کیا بات ہے....؟“

”ایک خیال آیا ہے لیکن ابھی مجھے سوچنے دو... منزل مقصود پر پہنچ کر بتاؤ گا!“

”اچھا... اچھا...!“  
 اور جب وہ یہیکی سے اتر کر پیدل ہی ایک طرف روانہ ہوئے تھے تو یہیل پائیکٹ بولا تھا۔  
 ”آخر ہمیشہ گیری کی اس فراڈ کمپنی کا صدر دفتر ڈی او شارکین میں کیوں بنایا گیا ہے!“

”یہی سوال میرے ذہن میں بھی تھا!“ عمران چلتے چلتے رک کر بولا۔  
 ”دو اہم ترین ملکوں کی سرحدوں پر وہاں سے کام ہو سکتا ہے!“  
 ”گذ.....! میں نے بھی یہی سوچا تھا!“ عمران تر سے بولا۔ ”لیکن شاید یہ نہ سوچ سکوں کہ  
 پلوٹو نیم کس ملک کی سرحد سے پار کیا جائے گا!“

”دیکھو دوست اب تم بن رہے ہو...!“ یہیل پائیکٹ انگلی انھا کر بولا۔  
 ”یقین کرو...! بحالت امن اول درجے کا حق ہوں... میرے اندر کا جانور تو اس وقت  
 جاگتا ہے جب خود کو کسی خطرے میں محسوس کرتا ہوں!“  
 ”اس ملک کی سرحد کے علاوہ اور کس کی ہو سکتی ہے جسے اسمگل کیا ہوا پلوٹو نیم پہلے ہی فراہم  
 کر چکا ہو۔ کیا وہ ملک اسے اتنی بھی رعایت نہ دے گا کہ بڑا آدمی کسی اور کے کام بھی آسکے!“

”یہ اس وقت تو تم میرے بھی کان کاٹ رہے ہو...!“ عمران اس کی پیٹھے ٹھونکتا ہوا بولے۔  
 ”بس اب ایک ہی مرحلہ رہ گیا... مار گوئی ان منہوس پیوں کو... اڑے پر کون جائے... کھلی  
 ہوا میں تفریح کریں گے... چلو سائل کی طرف...!“  
 ”اب کون سامر حلہ باقی رہ گیا...؟“

”اس ملک کی سرحد پر وہ پوائنٹ جس سے مال گزرے گا!“

”اس کا علم شاید الفروزے کو بھی نہ ہو۔ بڑے آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ کو مو  
 جھیل میں بھی وہ بریکی گلیا کے دہانے پر سے کبھی آگے نہیں بڑھا تھا۔ وہاں سے کمائٹ خود بڑا آدمی  
 سنجاہاتا تھا۔“

”خیر... سوچیں گے....!“

وہ ٹھیکتے ہوئے اس ڈوک کے قریب پہنچتے جہاں ہائی لیوہا نی لائچ لنگر انداز رہتی تھی۔  
 لیکن یہیل پائیکٹ پر اس کا کوئی رد عمل نہ ہوا۔

وہ محافظت کے قریب جا پہنچے۔ اس نے انہیں قہر آلود نظروں سے دیکھا تھا۔  
 ”اگر بیگل لنگر انداز ہو تو...!“ عمران بھی جملہ پورا نہ کر پیلا تھا کہ محافظت ہاتھ ہلا کر  
 بولا۔ ”بھاگ جاؤ...! ادھر مکمل صحت کے لوگ بھی آنے لگے ہیں۔ یہاں تم کچھ فروخت نہ  
 کر سکو گے!“

”پوری بات بھی تو سنو پیارے بھائی...! اس طرح اچاک ناراض کیوں ہونے لگے۔ انٹو نیو  
 نے بتایا تھا کہ سارے محافظوں سے میری گھری دوستی ہے جس سے بھی کہو گے مجھے بلادے گا۔!“  
 ”اچھا... وہ بیگل والا...!“ حافظ کاروڈی بدلتا گیا۔

”ہم ڈوک پر قدم بھی نہیں رکھیں گے۔ تم اس سے بس اتنا کھلوادو کہ تمہارے دوست  
 جنم رکاشی نے کسی کو بھیجا ہے!“

”اچھا... اچھا...! ہاں بیگل شاید موجود ہے۔ تین دن سے کہیں نہیں گئی پھر اس نے کسی  
 کو آوازو دی اور کہا تھا کہ پیغام انٹو نیو تک پہنچا دے!“

”جن رکاشی کا نام یاد رکھے...!“ عمران بولا اور محافظ نے پیغام لے جانے والے کو دوبارہ  
 یاد دہانی کرائی۔

”نہیں شکریہ....! ہم دونوں تھیڈین کے علاوہ اور کچھ نہیں لیتے۔ تم ٹرائی کرو اور ہنا جن کا ایک کام ہے۔!“

”ارے اس کے سو کام بتاؤ ایک کیا.... انٹوینو کو ہر وقت تیار پاؤ گے۔!  
”کام جلدی کا ہے۔!“

”ابھی بتاؤ کیا فکر ہے.... لیکن ذرا میں اس کا ذائقہ تو دیکھ لوں۔!  
”ضرور.... ضرور.... جن نے کہا تھا بس ہلکی سی لکیر سگریٹ پر....!“ عمران بولا۔

انٹوینو نے بڑی بے تابی سے سگریٹ نکال تھی اور ماچس کی تلکی سے سیال کی ہلکی سی لکیر سگریٹ پر کھینچ کر اسے سلاکنے لگا تھا۔ پہلاں لے کر اس نے آنکھیں میچ لیں اور پھر آنکھیں کھول کر بولا۔ ”واہ.... مزہ آگیا.... لیکن اگر جلدی کا کوئی کام ہے تو پھر پورا سگریٹ میرے بس سے باہر ہو گا۔!“

”پھیکو اٹھا کر.... تمہارے لئے چھ ماہ کے لئے کافی ہو گا۔ ویسے جلدی ہی کا ہے۔!  
انٹوینو نے دو کش اور لئے تھے اور سگریٹ بجھا کر بڑی اختیاط سے پھر ڈیبی میں رکھ دیا تھا اور بولا تھا۔ ”اب بتاؤ.... میرے پیارے دوست کا کیا کام ہے۔!“

”یہاں سے قربادس میں تک جانا پڑے گا۔!“

”اس کے لئے ہزار میل تک جاؤں گا۔ تم پروادہ مت کرو۔!“

”اور وہاں پہنچ کر کم از کم دو گھنٹے تک ہماری واپسی کا انتظار کرنا پڑے گا۔!“

”دو ہزار گھنٹے بھی قبول.... تم بتاؤ کہاں چلانا ہے۔!“

عمران اسے اس سفر کے متعلق بتاتا رہا تھا اور وہ سر ہلا کر سب کچھ ذہن نشین کرتا جا رہا تھا۔  
پھر عمران ہیلی پائیکٹ کے پاس آگیا تھا اور لاٹچ ڈوک چھوڑنے لگی تھی۔

”اب کہاں....؟“ ہیلی پائیکٹ نے پوچھا۔

”تھوڑی سی سمندر کی سیر....!“

”میں ابھی تک پلوٹنیم میں الجھا ہوا ہوں۔!“

”کوئی خاص بات....؟“

”میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسی دھماکے کا سامان چوری چھپے ادھر اُدھر ہو سکتا۔

پھر پانچ منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ انٹوینو جلدی جلدی قدم بڑھاتا ہوا ان کے پاس آپنچا۔

”سی نور انٹوینو....!“ عمران مصالغے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔

”ہاں.... ہاں.... تم جن کے دوست ہو....!“ اس نے لہک کر مصالغہ کیا۔

”ہاں.... اس کے باس نے تمہارے لئے کچھ بھجوایا ہے۔!“

”آؤ.... تو یہاں کیوں کھڑے ہو.... لانچ پر چلو....!“ پھر اس نے گارڈ سے کہا۔ ”اپنے ہی آدمی ہیں۔!“

”م... ملکہ صحت....؟“ ہمارڈ ہکلایا۔

”ارے جنم میں جائے ملکہ صحت.... اب وہاں بھی اپنی ہی حکومت ہے۔ آؤ آؤ  
لوگ.... اور انہیں لانچ پر لایا تھا۔!“

”بتاؤ میرا دوست کیسا ہے.... مجھے شکوہ ہے کہ اس کی شکل دیکھنے کو ترس گی۔!“

”ٹھیک ہے آج کل ڈیوٹی ذرا سخت ہے.... تم میرے ساتھ ذرا علیحدگی میں چلو۔!“

ہیلی پائیکٹ کو وہیں چھوڑ کر وہ انجن روم میں آئے۔ انٹوینو کہہ رہا تھا۔ ”اس کا باس بھی بہت پیار آدمی ہے۔ کیا نام بتایا تھا جنم نے۔“ وہ ہن پر زور دینے کے لئے خاموش ہو گیا۔ عمران سوچ رہا تھا پتا نہیں مردود نے کیا نام بتایا ہو کہ اچاک انٹوینو اچل کر بولا۔ ”ہاں یاد آگیا.... سی نور ٹوٹی امر انو....!“

”کیا....؟“ عمران منہ پھاڑ کر رہا گیا۔

”ٹوٹی امر انو....!“

”ہوں.... میں صرف جنم کو جانتا ہوں۔ اس کے باس سے واقف نہیں۔ جو کچھ لایا ہوں جنم کے بیان کے مطابق اسی کے باس کا تھا ہے تمہارے لئے....!“

”لاو.... لاو....!“

عمران نے تھیلے سے ایک جھوٹی شیشی نکالی جس میں سیاہ رنگ کا کوئی گاڑھا سماں بھرا ہوا تھا۔ بتاتا نہ انداز میں انٹوینو نے شیشی اس کے ہاتھ سے جھپٹ لی تھی اور بولا تھا ”تم بھی وہیں چل کر بیٹھو.... دو سگریٹ تمہارے لئے بھی بنالاؤں گا۔!“

دس فٹ کی بلندی پر پہنچ کر انہوں نے خود کو مٹھے زمین پر پایا جہاں سبزہ ہی سبزہ نظر آ رہا تھا۔ لیکن نظرت کا حسن بے پواہ نہیں تھا۔ بلکہ اسے نکھارنے سنوانے میں انسانی ہاتھوں کا دخل ضرور تھا۔ سبزے کے درمیان ایک تین فٹ چوڑی گپٹہ دی دور تک چل گئی تھی اور پھر اس کا انتظام شاید کسی نشیب پر ہوا تھا۔

”ہم کہاں آگئے.....؟“ یہیلی پائیٹ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

”آگے پیوں کی ایک جنت ہے.....!“ عمران بولا۔ ”تم نے وہاں کسی اٹے کا ذکر کیا تھا لیکن وہ روشنی کے منارے کے قریب والا نہیں تھا۔!“

آگے بڑھتے ہوئے وہ اس نشیب کے سرے پر پہنچے تھے۔ وہ گپٹہ دی بالکل پہنچلے ہی تاب سے نشیب میں بھی اترتی چل گئی تھی اور پھر انہیں اوچے اوچے درختوں کے درمیان ایک عمارت دکھائی دی۔

کسی نے ان کی طرف آکھ کر بھی نہیں دیکھا تھا اور وہ عمارت میں داخل ہو گئے تھے۔ چاروں طرف ہی ہی پھر آئے۔ عورتیں مرد مختلف قومیوں اور رنگوں کے لوگ۔۔۔ دھوکیں کے بادل ہوا میں چکراتے پھر رہے تھے اور مدھم سروں والی موستقی کی لمبیں فضا میں بھنوڑ سے ڈال رہی تھیں۔

عمران دروازے کے قریب رک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ لیکن شاید جس کی تلاش تھی وہ وہاں نہیں تھا۔ اس نے یہیلی پائیٹ کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ باہر نکل کر وہ بامیں جانب مڑا تھا۔ قریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد وہ نشیب میں اترے اور وہاں انہیں بے شمار چوبی جھونپڑیاں نظر آئی تھیں۔

”تم تو بڑی عجیب عجیب ایک دکھانے ہو گئے.....!“ یہیلی پائیٹ بولا۔ ”یہی کیا کام ہے۔“ دیکھو اور زندہ رہو۔۔۔ اس کے علاوہ اور کیا رکھا ہے اس زمین پر۔!“ عمران بولا وہ ایک جھونپڑی کے دروازے پر رکا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور سامنے ہی ایک بھی پلاسٹک کی آرام دہ کر سی پر پڑا اونگھہ رہا تھا۔

”پار کر....!“ عمران نے اُسے آواز دی۔

اس نے آنکھیں کھولی تھیں انہیں دیکھا تھا لیکن سیدھے ہو کر بیٹھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

ہے۔!

عمران کچھ نہ بولا کسی گہری فکر میں ڈوب گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لائق ایک ٹنک سی چنانی پڑی کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ دونوں اطراف میں اوپنی تھی چنانوں کے سلسلے دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ جگہ اتنی ہی تھی کہ اگر وہ لانچیں برابر سے چلیں تو کہیں نہ کہیں آپس میں نکرو۔ ضرور ہوتا۔ آگے چل کر آہستہ آہستہ یہ تھوڑی بہت کشادگی مزید تنگ اختیار کرتی جا رہی تھی۔ عمران یہیلی پائیٹ کے پاس سے اٹھ کر انجمنِ روم میں آیا۔

”عجیب جگہ ہے....!“ انٹو نیزو بولا۔ ”میں تو اور ہر کبھی نہیں آیا۔!“

”اسی لئے جنم نے تمہارے بارے میں سوچا تھا۔ کوئی اور اور ہر آنے کیلئے تیار ہی نہ ہوتا۔!“

”تم غلط سمجھے....! میں شکوہ نہیں کر رہا تھا لیکہ اپنی لا علمی کا انہصار کر رہا تھا۔ جنم جیسے دوستوں کے لئے تو میں جان نکل دے سکتا ہوں۔!“

اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد انٹو نیزا چھل پڑا تھا اور اس نے لائق کی رفتار یک لخت بہت کم کر دی تھی۔

”آگے راستہ نہیں ہے....!“ اس نے سامنے نظر جمائے ہوئے عمران سے کہا۔

”بس اس ٹکون میں لگادیں اور لفڑاں دینا۔!“

”بہت اچھا۔۔۔ آہا۔۔۔ بہت بہت شکریہ۔۔۔! میں یہاں کا باشندہ ہوں اور ایسے خوب صورت اسپاٹ سے واقف نہیں تھا۔۔۔ اوہر کیا ہے۔۔۔!“ اس نے ٹکون کے اوپر کی سر بز چڑھائی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”ایک اڈہ ہے....!“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”محضے وہاں ایک کام ہے۔ پریشانی کی ضرورت نہیں تمہارا بال بھی بیکانہ ہو گا۔ کیونکہ وہ اڈہ دراصل ایک سرکاری آدمی کی ملکیت ہے۔!“

”نہ ہو۔۔۔ تب بھی کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ میرا باس بھی معنوی آدمی نہیں۔ اگر ایک آدمہ قتل بھی کر دوں تو وہ مجھے صاف بچالائے گا لیکن میں ہوں ہی نہیں لڑائی بھڑائی والا آدمی۔۔۔!“

”پرواہ نہ کرو۔۔۔ ہم جلد از جلد واپس آنے کی کوشش کریں گے۔!“

”بے فکر ہو کر جاؤ۔۔۔ دس گھنٹے تک انتظار کر سکتا ہوں۔!“

عمران یہیلی پائیٹ کو ساتھ لے کر اتراتھا اور دونوں ٹکون کے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ قریباً

”تمہیں کیا ہو گیا ہے بھائی....؟“ عمران آگے بڑھتا ہوا نکلش میں بولا۔

”میں تمہیں پہچان نہیں سکتا۔ میری آنکھوں میں غبار ہے۔!“ وہ ہی آواز میں بولا۔

”اوہ.... تو کیا تم بالکل فلاش ہو چکے ہو؟“

”بالکل.... اور اب.... موت کا منتظر ہوں۔!“

”یہ ناممکن ہے میرے بھائی.... تم جانتے ہو کہ میں کتنا شریف آدمی ہوں۔!“

”میں تمہیں پہچان نہیں سکتا۔!“

”اب بھی پہچان لو گے.... پرواہ مت کرو....!“

ہیلی پائیٹ باہر ہی کھڑا تھا۔ عمران اس کی طرف پلٹ آیا۔

”وزرا ایک سگریٹ تو دیتا....!“ اس نے اس سے کھا تھا۔

پائیٹ نے جیب سے پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس سگریٹ کے ساتھ وہی کاروائی کی جو لانچ پر انٹیون کے ساتھ ہوئی تھی۔ پھر وہ سگریٹ لئے ہوئے اُس کے قریب پہنچا تھا۔

”منہ کھلو بھائی.... اپنی زندگی ہونتوں میں دباؤ.... میں سلاکے دیتا ہوں۔!“

اس نے کسی ندیدے کے کی طرح سگریٹ کی طرف دیکھا تھا اور عمران کے ہاتھ سے جھپٹ لیا تھا۔ عمران نے ماچس دکھائی اور دھوئیں کا کثیف بادل پھی کے منہ سے نکل کر جھونپڑی کی محدود فضائیں بکھر گیا۔ وہ مر بھکوں کی طرح اس سگریٹ پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ہیلی پائیٹ حیرت سے آنکھیں چھڑائے اسے دیکھا رہا۔

”وزرا سنجھل کر....!“ عمران بولا۔ ”بہت ہے میرے پاس.... فلمت کر۔!“

اس کی آواز سن کر وہ چونکا تھا۔ کچھ دیر پہلے کی دھنڈ لائی ہوئی آنکھیں اندر ہی رات کے ستاروں کی طرح چکنے لگی تھیں۔

”ارے.... اوہ.... تم ہو....!“ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اٹھتا ہوا بولا۔ ”میرے بھائی.... میرے دوست....!“ اور پھر وہ عمران سے لپٹ گیا تھا۔

”ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے.... بیٹھ جاؤ.... یہ تم کس حال کو پہنچ گئے۔!“

”حماقت.... اور کیا کہوں.... لوگ وہ نہیں ہیں جو نظر آتے ہیں۔ پتہ نہیں کتنے چور ہم

”مکس آئے ہیں۔!“

”ہو سکتا ہے.... رہ بیکا کہاں ہے۔!“

”پور.....!“ پار کر کی آنکھیں اٹل پڑیں.... ”پور.... وہ ہم میں سے نہیں تھی۔ کسی خاص تھمد کے تحت ہماری بھیڑ میں مکس آئی تھی۔ وہ تو مجھے مار ہی ڈالتے لیکن اس چور لڑکی میں اتنی روت تو تھی کہ اس نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا۔!

”تم کہاں کی ہاںک رہے ہو بھائی.... کیا دوسرا سگریٹ تیار کروں۔!“

”بیٹھ جاؤ.... اوہ کون ہے اسے بھی اندر بمالو.... میں اپنے اعصاب پر قابو پا چکا ہوں۔!“

”عمران نے ہیلی پائیٹ کو اندر آنے کا اشارہ کیا تھا۔!“

”وہ رہ بیکا.... ہم میں سے نہیں تھی۔!“ پار کر کھتارا رہا۔ ”چھپلی رات دو آدمی آئے تھے ان کے ساتھ چلی گئی۔ اس کے لبے لبے بال نفلی تھے۔ اس نے انہیں اتارا۔... ان کا لا یا ہوا بس پہنا اور اونچے طبقے کی لڑکیوں کے روپ میں آگئی۔ پھر اس نے ان دونوں سے کہا تھا کہ پار کر کو مار ڈالنے سے کیا فائدہ.... بے ضرر آدمی ہے۔ تم یہی چاہتے ہو تاکہ ہماری بات فی الحال اس سے آگے نہ بڑھے تو اس کے لئے بہترین صورت یہ ہو گی کہ یہ کچھ دونوں سے نہیں قید ہے۔ مز، جائے اور پھر اس کیتی نے انہیں وہ تدبیر بتائی تھی یعنی پار کر کو بالکل فاش کر دیا جائے۔ اس نے ساری رقم چھین لی جائے نہ یہاں کے واجبات ادا کرے گا اور نہ یہاں سے باہر قدم نکال سکے گا۔!

”اوہ.... تو انہوں نے تمہیں اٹھ لیا۔“

”یہی بات ہے اب میں مر رہا ہوں۔ پانچ لیرے بھی تو نہیں چھوڑے میرے پاس....!“

”کب کی بات ہے....؟“

”چھپلی رات کی.... وہ اپنا تحیلا بھی نہیں لے گئی۔ جو کپڑے پہنے ہوئے تھی وہ بھی اتار گئی۔ وہ اس کے لئے دوسرا بس لائے تھے۔!“

”تمہارا انتقام ضرور لیا جائے گا پار کر اور تم یہاں قید بھی نہیں رہو گے۔!“

”وہ کس طرح پیارے بھائی....؟“

”میں تمہارے واجبات ادا کر دوں گا۔ اس کا تحیلا اور اتارا ہوا بس کہاں ہے۔!“

”وہ ادھر.... اس کو نے میں....!“ پار کرنے ایک طرف اشارہ کیا تھا۔

عمران نے تھیلا اٹھایا تھا اور اسے فرش پر الٹ دیا تھا۔ اس میں نہ جانے کیا البا بلا بھری ہوئی تھی۔ ایک نسخی سی نوٹ بک بھی ہاتھ کی تھی۔ وہ اسے لٹا پلتا رہا۔ پھر اس نے اس سارے سامان میں صرف وہی منتخب کی تھی اور اسے اپنے کوٹ کی اندر دنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ ”انداز آکتے کی اوائی گی تھیں یہاں کرنی پڑے گی؟“ اس نے پار کرے پوچھا۔ ”دو صد ہزار لیرے کی!“

عمران نے کمر سے چینی کھوئی اور اس کی تہہ میں ہاتھ ڈال کر کچھ بینک نوٹ کھینچ نکالے۔ ”یہ تو ہوئے بچاں ہزار لیرے کے چار نوٹ..... اور یہ دس دس ہزار لیرے کے تین نوٹ.... اب تو تمہیں اپنے لئے کاغذ نہیں ہوتا چاہئے۔ عیش کرو... کرتے رہو لیکن جب تک میں نہ کہوں تم یہاں سے ہو گے بھی نہیں۔ نہ دے دقوں کے لئے ایک تھن بھی دوں گا۔ لیکن اسے اسی وقت استعمال کرنا جب خریدنے کو تمہاری جیب میں کچھ بھی نہ پچے!“

”آخر تم مجھ پر اتنے تمہاراں کیوں ہو...؟“ پار کر کی آنکھیں چپک اٹھیں۔

”ہم بقیہ دنیا سے کئے ہوئے لوگ ہیں.... لہذا ہمیں ہوش مندوں کی طرح سودوزیاں کی فکر نہ ہونی چاہئے۔ تم کیسے ہی ہو کہ اس قسم کے سوالات کرتے ہو؟“ ”معافی چاہتا ہوں پیارے دوست....!“ پھر عمران نے اسے بھی وہی تقدیم دیا جو انٹیویو کو دے چکا تھا اور بولا ”تم ابھی جو کچھ پلی چکے ہو۔ بھی تھا... ایک تسلی سے سکریٹ پر ہلکی سی لکیر ڈالو اور شروع ہو جاؤ۔ سیکڑوں ہزار لیرے کا مال ہے۔“

”تمہارے حکم کے بغیر یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔ خواہ قیامت تک انتظار کرنا پڑے۔“ ہی نے بڑی گرم جوشی سے اس کا ہاتھ دبیا تھا۔

”کیا وہ بہت زیادہ جلدی میں معلوم ہوتی تھی...!“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں.... میرا خیال ہی ہے.... ورنہ تھیلا کیوں چھوڑتی۔!“

”اپنے ہاتھ اور اٹھاو...!“ دفعتاً عقب سے آواز آئی۔ اطالوی میں کہا گیا تھا۔ عمران اور ہلکا پانیٹ کے ہاتھ اور اٹھ گئے اور عمران نے پار کرے اٹکش میں کہا تھا کہ وہ بھی اپنے ہاتھ اٹھا دے۔ دروازے میں کھڑے ہوئے بلڈ اگ ٹاپ اطالوی کے ہاتھ میں خود اسی کی شکل کا ساخنوب

ہاں پستول بھی تھا۔

”کیا ان دونوں میں آپ بھی تھے....؟“ پار کرے عمران نے اٹکش میں پوچھا۔

”ہاں پیارے بھائی.... اسی نے مجھ سے میرے چار ہزار لیرے چھینتے تھے!“

”اچھا.... اچھا....!“ عمران نے کہا اور نووارد سے اطالوی میں پوچھا۔ ”تمہیں کیا لکلیف ہے بھائی!“

”تم سب اپنی جیسیں خالی کر دو!“

”اچھا.... اچھا.... اور کچھ....؟“

”یہاں ایک لڑکی تھی جو اپنا تھیلا چھوڑ گئی ہے.... واپس چاہئے!“

”وہ اور پڑا ہے تم اسے اٹھاو ہم اپنی جیسیں بھی خالی کے دیتے ہیں!“

”نہیں پہلے جیسیں....!“ وہ جھپٹ کر آگے بڑھا اور پستول کی نال عمران کے سینے پر رکھ دی پھر وہ اس کی جیسیں مٹونے لگا تھا۔ عمران کے دونوں ہاتھ اور اٹھے ہوئے تھے۔ اس نے ٹکلیں جھکا کر پستول کو غور سے دیکھا اور اس کے ہونٹوں سے شarat آمیز مسکراہٹ نظر آئی تھی۔ نووارد قد میں اس سے چھوٹا تھا اور اسے ایک بے ضرر ہی سمجھ کر بڑی لاپرواہی سے ٹریٹ کر رہا تھا۔ صرف اسی کو کافی سمجھا تھا کہ پستول کی نال اس کے سینے سے ٹکائے رہے۔ باہم ہاتھ سے جیسیں مٹوں لے جا رہا تھا۔ دفعتاً اور ہمی عمران نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ایک مٹھی بنائی اور اس کے سر پر دے ماری۔ وہ کسی ربر کے بولے کی طرح بیٹھا چلا گیا پھر حلق سے آواز نکالے بغیر چٹ ہو گیا۔ پار کر اور ہلکی پانیٹ نے قتفیہ لگائے تھے۔ نووارد بے ہوش ہو گیا تھا۔

”تم یہیں ٹھہر دے...!“ عمران نے ہلکی پانیٹ سے کہا۔ ”میں دیکھ لوں ... کوئی اور بھی تو نہیں ہے۔ دروازے اندر سے بند کر لو... ہوش آجائے تو دیوار سے کور کئے رکھنا کیوں نکھلے خود اس کا پستول نفلی ہے اور ہاں جیسیں وغیرہ مٹوں کردیکھ لیتا کہ چاقو تو نہیں رکھتا!“

اس کے بعد وہ باہر نکل آیا تھا۔ دور دور تک دیکھ آیا لیکن کہیں بھی کوئی غیر ہی دکھائی نہ دیا۔ اور نہ کوئی ایسا ہی جھوپار کر کی جھوپڑی میں دلچسپی لے رہا ہو۔ وہ پھر پلٹ آیا۔ اجنبی اطالوی اب بھی بے سدھ پڑا تھا۔

”آخر یہ نفلی پستول...!“ ہلکی پانیٹ اس کے پستول کو ہاتھ میں لئے الٹ پلٹ رہا تھا۔

”امریکی کھلونے فروش بے حد خوش مراجع واقع ہوئے ہیں۔ پجوں کے لئے ایسے ذرا عن  
اور بھانست بھانست کے پستول بارہے ہیں جنہیں دیکھ کر دوسرا مالک کے والدین کا دم نکل  
جائے۔ یہ میں ماڈر کی نقل ہے۔“

”یہ ہے کون....؟“

”فکر نہ کرو سے بھی ساتھ لے چلا ہے۔“

عمران نے اپنے تھیلے سے ایک چھوٹی سی ہائپوڈر مک سرخ نکالی اور پر تشویش نظر وہ سے بے  
ہوش آدمی کی طرف دیکھنے لگا۔

”اور تم....!“ دفتار وہ پار کر کی طرف مڑ کر بولا ”فورا جا کر اپنا حساب بے باق کر دو.... اور  
جدھر سینگ سائیں نکل جاؤ۔“

”لک.... کیوں....؟“

”اس کے بعد وہ تمہیں مارڈالیں گے۔!“

”م..... میرا..... قق..... قصور....؟“

”پار کر....! اگر زندہ رہتا ہے تو وہی کرو جو کہا جا رہا ہے اب یہ جنگل بھی صاف کر دو تاکہ  
آسانی سے پہچانے نہ جاسکو.... جاؤ حساب بے باق کر آؤ....!“

وہ بوکھلانے ہوئے انداز میں جھونپڑی سے باہر نکل گیا تھا۔ عمران نے بے ہوش آدمی کے  
بازوں میں کوئی سیال اجھکت کر کے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہایہ ہمارے ساتھ ہی چلے گا۔

”یہ بھی لانچ ہی سے آیا ہو گا اور ادھر ہی کھڑی ہو گی۔!“

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.... جدھر سے ہم آئے ہیں ادھر سے صرف غیر قانونی طور پر  
نشیات یہاں آتی ہے۔ عام راستہ نہیں ہے۔ یہ بیکھی جانے والی سڑک سے آیا ہو گا۔!“

”ہاں.... آں.... تو کیا یہ جگہ اس سڑک سے قریب ہے۔!“

”زیادہ سے زیادہ چار فرلانگ دور ہو گی۔!“

پار کر ابھی پلانا نہیں تھا کہ اطالوی کو ہوش آگیا وہ اٹھ بیٹھا اور اس طرح آنکھیں چھاڑ چھاڑ  
کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے کچھ سمجھنے نہ رہا ہو۔!

”موپو....!“ عمران اسے گھورتا ہوا بولا ”تمہارا نام موپ ہے نا....؟“

”ہہ.... ہہ.... ہاں سی نور....!“ وہ اٹھتا ہوا بڑے ادب سے بولا۔!  
”دھوپی ہو....؟“  
”ہاں سی نور....!“  
”تمہارا باپ گدھا تھا....؟“  
”ہاں.... سی نور....!“  
”تم کتے ہو....؟“  
”ہاں.... سی نور....!“  
”چلو انھوں میرے ساتھ....!“  
”چپ چاپ اٹھ گیا تھا اور یہیلی پائیکٹ کی آنکھیں حرمت سے پچھلی ہوئی تھیں۔ پھر وہ پار کر  
کا انتظار کئے بغیر نکل کھڑے ہوئے تھے۔ عمران خود بھی تیز چل رہا تھا اور انہیں بھی چلا رہا تھا۔  
اطالوی بھیگی ملی بنا ہوا تھا۔ عمران جو کچھ کہتا اس کے خلاف ہر گز نہ کرتا۔.... اس طرح وہ لانچ نک  
پہنچ تھے۔!

انٹوینو نے تیرے آدمی کو دیکھ کر کچھ پوچھا نہیں تھا۔ عمران اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہیں  
میں لایا تھا اور اس سے بولا تھا۔ ”موپو....!“ تم بہت تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔!

”ہاں.... سی نور....! شائد میں تھکا ہوا ہوں۔!“

”اچھا تو یہاں لیٹ کر سو جاؤ۔!“

”بہت اچھا سی نور....!“

لانچ حرکت میں آکر الٹی چلتی ہوئی اتنی کشادہ جگہ پہنچ چکی تھی جہاں سے اسے واپسی کے  
لئے موڑا جا سکتا۔

یہیلی پائیکٹ دم بخود تھا۔ کبھی عمران کی طرف دیکھتا اور کبھی اس اطالوی کی طرف جو ایک  
وفادر اور مالک سے محبت کرنے والے کئے کی طرح ہر حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ اسے وہیں لینا چھوڑ  
کر عمران یہیلی پائیکٹ سمیت عرش پر واپس آگئا۔

”میں تو حرمت کے مارے پاگل ہو جاؤں گا۔ کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے؟“ اس نے عمران سے پوچھا۔

”آج سے پہلے نہ میں نے کبھی اس کی شکل دیکھی ہے اور نہ اس نے میری دیکھی ہو گی۔!“

پلاڈاہی کی حکومت ہوتی... میر امطلب ہے....!

”سمجھ گیا۔ خواہ مخواہ میری تعریفیں کر کے میرا دمل غنے الٹ دینا!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔



افروزے بے حد پریشان تھا۔ کوئی کہہ باس نے بھی ٹولی میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ یہ کسی بہانے روز ہی پہنچنے لگا تھا۔ لیکن ظاہر یہی کہا جاسکتا تھا کہ وہ افروزے کو بہت زیادہ پس رہنے کی ہدایت دینے آیا ہے۔

افروزے عورتوں کے معاملے میں اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھا....!

چونیں عدد سیکرٹریاں یونیٹیں پال رکھی تھیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے انداز میں پھرپورا پن نہ رہا ہو۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ایڈ لاڈا بے حد خلک آدمی ہے۔ اتنی سیکرٹریاں کو چھوڑنے میں کوئی مصلحت ہو گی۔ کسی خاص مقصد کے لئے یہ فوج تیار کی گئی ہے!

لیکن افروزے ان لوگوں میں سے نہیں تھا۔ اسے ایڈ لاڈا سے قریب رہنے کے جتنے موقع لے تھے شاید ہی کسی دوسرے ماتحت کو نصیب ہوئے ہوں۔ اس وقت بھی ایڈ لاڈا اسی عمارت میں موجود تھا اور افروزے سے انہیں دونوں کے بارے میں لفڑگو ہو رہی تھی۔

”تم اچھی طرح ہوشیار ہونا.... اس پر خاص طور پر نظر رکھنا کہ ان کی نگرانی تو نہیں اور ہی۔!“ ایڈ لاڈا نے کہا۔

”نہیں باس....! میں پوری طرح چوکس ہوں.... یہ عمارت سے باہر ہی نہیں نکلتے جب لک میں ان کے ساتھ نہ ہوں۔ انہیں بھی اپنی مهم کی اہمیت کا احساس ہے۔!“ افروزے نے ضریبانہ انداز میں کہا۔

”آلن پھر ڈ تو اول درجے کا حق معلوم ہوتا ہے۔!

”وہ کہتی ہے کہ بہت عقل مند ہے اور ملک کے مانے ہوئے سیاست دنوں میں اس کا شمار ہتا ہے۔!

”تو پھر وہ.... موپو....!

”کیا تم نے سنائیں تھا کہ اس نے اپنے دھوپی اور باپ کے گدھے ہونے کو بھی تسلیم کر لیا تھا۔!

”اوہ.... ہاں....!

”اس کے بازو میں دیا جانے والا نجاشن برائے نزلہ وزکام نہیں تھا۔ وہ بارہ گھنٹوں کے لئے اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے۔ اس وقت اسے قطعی ہوش نہیں ہے کہ وہ کون ہے۔ وہاں کیوں آیا تھا۔ کس کو جواب دہے۔!

”خدا کی پناہ....!

”میں اس قسم کی چیزیں بدرجہ مجبوری استعمال کرتا ہوں.... اسے ہاں سے ساتھ لانا تھا کی ہنگامے کے بغیر۔!

”ہے کون آخر....؟ اور تمہیں کس لڑکی کی تلاش تھی۔!

”ایک انگریز لڑکی ہے۔ اس کے دوسرا تھی اور ہیں ان کی قومیت نہیں معلوم ہو سکی۔ پلوٹو نہیں ہیں لوگ اسمبل کر کے لائے ہیں۔ لڑکی ہبیوں کے روپ میں تھی اور ان دونوں نے پتا نہیں کون سا طریقہ اختیار کیا تھا۔ بہر حال وہ اس پھی کے ساتھ آوارہ گردوں کی طرح اٹلی میں داخل ہوئی تھی۔!

”اور تمہارا یہ موپو.... میں نے ہی سے تمہاری باتیں سنی تھیں۔ مجھے تھوڑی بہت اٹکش آتی ہے۔ تمہارے مانی اضمیر سے آگاہ ہو گیا تھا۔ تو موپو اس لڑکی کا چھوڑا ہوا تھیا وہاں لینے آیا تھا۔!

”ہاں....! اور جس چیز کے لئے تھیا لینے آیا تھا وہ میری جیب میں ہے۔!

”اوہ شاید تم نے کوئی مخفی سی نوٹ بک نکالی تھی۔!

”تمہارا خیال درست ہے۔!

”تو پھر اب اس موپو کا کیا کرو گے۔!

”یہ بھی ممکن ہے کہ ان دونوں میں سے ایک یہ خود ہی ہو۔ جن کے بارے میں مجھے اطلاع می تھی اور لڑکی تو پہلے ہی سے جانی پہچانی ہوئی ہے۔ بہر حال ان سے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ پلوٹو نہیں کہاں لے جایا گیا ہے۔!

”اگر ایڈ لاڈا کے آدمیوں میں تم جیسا کوئی پھر تیلا اور ذہین آدمی بھی ہوتا تو شاید اٹلی ہے۔!

غاکہ جس عمارت میں مقیم ہے اس میں کوئی ایسا میکانی نظام بھی موجود ہو گا۔! وہ کمرے میں پٹ آیا اور بے خیال میں ٹھہر رہا۔ تو اس عمارت میں یہ سب کچھ بھی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہر کمرے میں ایڈ لاوا کی رسائی ہو سکتی ہو۔ خواہ اس کا دروازہ مغلل ہی کیوں نہ ہو۔ وہ سے ٹولی کا بھی خیال آیا۔ کہیں اس کمرے میں بھی.... الفروزے کی منہیں ختنی سے بھجن ٹئیں۔ اس شدت سے دانت پر دانت جمائے تھے کہ جبڑے دکھنے لگے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اگر اس طرح ایڈ لاوا کی رسائی ٹولی تک ہو سکتی تو وہ کافی میں خواب آور دوادینے کی تجویز کیوں چیز کرتا۔ پہلے ہی اندازہ لگا کچا ہوتا کہ وہ میک اپ میں تو نہیں ہے۔!

موڑ بے حد خراب ہو چکا تھا۔ رات آدمی سے زیادہ گذر پکی تھی اور وہ دونوں اپنی خواب گاہوں میں جا چکے تھے آج سے پہلے بھی اس نے ایڈ لاوا کے لئے نفرت محسوس نہیں کی۔ ایک وفادار کتے کی طرح اس کے پیچھے دم ہلاتا پھر اتھا۔ لیکن یہ معاملہ؟ اگر وہ ٹولی پر نظر رکھتا ہے تو اسے پچھتا پڑے گا۔ اسے اپنادادا ذان الفریضہ یاد آگیا۔ جو ایک عورت ہی کے لئے ایک اپنی شہزادے کو قتل کر کے اٹلی بھاگ آیا تھا۔ پھر یہاں دوسری عورت سے اس کا باپ پیدا ہوا تھا اور اس کے خاندان اٹلی ہی میں بس گیا تھا۔ پچھتائے گا ایڈ لاوا اگر اس نے ذان الفریضہ کے پوتے کی عورت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ بہر حال اب اسے خاموشی سے حالات کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔ دماغ ٹھنڈا رکھ کر.... ایڈ لاوا اسی لئے ایڈ لاوا بنا ہے کہ اس کی کھوپڑی میں برف کی سل رکھی ہوئی ہے پھر اسے وہ احمد یونانی طالب علم بھی یاد آیا اور وہ شدید غصے کے باوجود بھی مسکرا پڑا۔ وہ تو شاید ایڈ لاوا سے بھی زیادہ ٹھنڈے دماغ کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ تبھی تو ایڈ لاوا بھاگتا پھر رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پوری فوج لے کر اٹلی میں گھس آیا ہو۔ حالانکہ پو لیس بھی اس سے پیچھے تی۔ اسیں کسی تباہی کے بعد پولیس بھی حرکت میں آگئی تھی۔ لیکن شاید اس کی ریشہ دو نیاں اب بھی جاری ہیں۔ اسی لئے ایڈ لاوا کو یہ خیال آیا کہ یہ گاہک اصلی ہی میں یا اسی کے آدمی ہیں۔

جون توں کر کے الفروزے نے وہ رات گزاری تھی اور ناشتے کی میز ہی پر ٹولی سے پوچھ بیٹھا تھا کہ آرام سے ہوئی ہے یا اسے بیہاں کوئی تکلیف ہے۔ پھر خیال آیا کہ ایک بختم بعد اس قسم کا سوال احتمالہ ہی کہلائے گا۔ یہ تو پہلی رات گزارنے کے بعد ہی پوچھنے کی بات تھی۔ ٹولی کے چہرے پر پہلے توجیہت کے آثار دکھائی دیئے پھر وہ بنس پڑی اور بولی۔ ”لیا یہ کوئی اطیفہ ہے۔!

الفروزے کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ ایڈ لاوا سے بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور الفروزے کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خود اس کا ذہن جیچ جیچ کر ایڈ لاوا کی آنکھوں کو یہ سب کچھ بتائے دے رہا تھا دفعہ ایڈ لاوا بولا ”میں ان دونوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔!

”کہ..... کیوں بس.....؟“

”میا تمہیں یقین ہے کہ وہ میک اپ میں نہیں ہیں۔!“

”میک اپ..... ہرگز نہیں بس..... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!“

”کیوں نہیں پیدا ہوتا۔!“

”قریب ہی سے دیکھتا ہوں انہیں۔!“

”کتنے قریب سے.....؟ کیا کبھی ان کے گالوں پر ہاتھ پھیرا ہے۔!“

”سوال ہی..... نن..... نہیں پیدا ہوتا باس....!“

”میں انہیں چیک کرنا چاہتا ہوں۔ رات کے کھانے کے بعد والی کافی میں خواب آور دوا طوادیں۔!“

”یعنی کہ..... یعنی کہ.....!“

”یہ کیا کواس لگا رکھی ہے۔! ایڈ لاوا پیر ٹیک کر دہاڑا۔“

”لک..... کچھ نہیں بس.....! دراصل اس وقت میرے پیٹ میں تکلیف ہے.... بار بار ذہن اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔!“

”اچھا تو اب تم آرام کرو...!“ ایڈ لاوا اٹھتا ہوا بولا۔ ”یاد رکھنا کافی میں خواب آور دوا....!“

”بہت بہتر باس....!“ الفروزے بولا اور شاید یہی بار ایڈ لاوا کے لئے خوف کے ساتھ ہی

نفرت کا حساس بھی اس کے ذہن کے کسی گوشے سے ابھر آیا تھا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکل

غیر ارادی طور پر الفروزے بھی اٹھ گیا تھا۔ اس سے قبل کبھی اس نے یہ جانے کی کوشش نہیں کر

تھی کہ وہ کھڑھ سے آتا ہے اور نہ یہ دیکھنے کا خیال ہی آیا کہ کھڑھ جاتا ہے۔ لیکن وہ خود پر قابو نہ

پا سکا۔ شاید اخطر اری طور پر یہ فل اس سے سرزد ہوا تھا کہ وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ ایڈ لاوا

طویل راہداری میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس کی پشت الفروزے کی طرف تھی اور پچھ

کیک اسے زمین نکل گئی۔ الفروزے بوکھلا کر پیچے ہٹ آیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں

"نہیں....!" وہ گز بڑا کر بولا۔ "وراصل یہاں کی آب و ہوا... اچانک ایسی ہوا چلتی ہے کہ آدمی نئی میں بنتا ہو جاتا ہے۔ پچھلی رات میری یہی کیفیت تھی میں نے سوچا ممکن ہے۔!"  
"ایسی کوئی بات نہیں... میں گھری نیند سوئی تھی!"

دن بھر وہ اسی قسم کی اکھڑی اکھڑی باتیں کرتا رہا اور بعد میں پچھتا رہا تھا۔ کچھ سمجھتی میں نہیں آرہا تھا کہ اس کی ذہانت اور بدلتے سبji کیاں عجائب ہو گئی۔ ایسی ذہنی کیفیت سے تو پہلے کبھی دو چار نہیں ہوا تھا۔ "اوہ....! یہ ایڈلاوا...!" وہ دانت پیس کر رہا گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے ایڈلاوا بھی اسی عمرات میں مستقل طور پر رہا ہو۔ محض پوز کرتا ہو کہ اور کہیں سے آیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تہہ خانے سے اس کی لاسکلی کالیں ہیڈ کوارٹر جاتی ہوں وہاں سے یہاں ری ڈائریکٹ کر دی جاتی ہوں۔ بہر حال اس کے اور ٹولی کے درمیان ایڈلاوا کا بھوت گھس آیا تھا۔ لیکن اس رات تو اسے اس کے حکم کی تعییل کرنی ہی تھی۔ رات کے کھانے کے بعد کی کافی میں خواب آور دو اشامل کردی گئی تھی اور وہ دونوں دینیں بیٹھے میٹھے سو گئے تھے۔ آگے کی طرف بھلے تھے اور ان کے سر ڈائینینگ نیبل پر نکل گئے تھے۔ آج وہ نہیں کافی نوشی کے کمرے میں نہیں لے گیا تھا۔ ڈائینینگ روم میں ہی کافی طلب کر لی تھی۔ ٹولی کو اس حال میں دیکھ کر اس کا دل ڈوبنے لگا۔ پہنچنے کیوں اس کے سلسلے میں بالکل بچوں کا ساز بھن ہو کر رہ کیا تھا۔

تحوڑی دیر بعد ایڈلاوا ڈائینینگ روم میں داخل ہوا پہلے اس نے آلن شپرڈ کے گال نتویے تھے اور پھر جیسے ہی ٹولی کی طرف بڑھا۔ الفروزے بولا۔ "کیوں باس لیا وہ میک اپ میں ہے؟"  
"نہیں....!" اس نے کہا اور ٹولی کے گالوں پر باتھ پھیرنے ہی والا تھا کہ الفروزے بول پڑا۔ "یہ بھی ٹھیک ہی ہو گی!"

"خاموش کھڑے رہو...!" ایڈلاوا سرد لبجھ میں بولا۔ الفروزے خون کے گھونٹ پی کر رہا گیا۔ ویسے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اچانک ایڈلاوا پر ٹوٹ پڑے۔ خواہ پھر انجمام کچھ بھی ہو۔!

"یہ بھی میک اپ میں نہیں ہے۔!" ایڈلاوا پیچھے بنتا ہوا بولا۔  
"لیکن کیا یہ یونہی پڑے رہیں گے....؟" الفروزے نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔  
"اچھا تو پھر....؟ کیا ایسا دوست ہے.... نہیں گود میں اٹھا کر خواب گاہ میں پہنچاؤ گے۔!"

"نن... نہیں....!"  
"بچی ہوئی کافی پھکوا کر اتنی ہی مقدار میں دوسرا ڈاودو پاٹ میں۔!" ایڈلاوا نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

اس کے لئے ایک گندی سی گالی الفروزے کے ذہن میں گونجی تھی لیکن اسے وہی کرنا پڑا جس کی ہدایت ملی تھی۔ اس کے بعد وہ اس سوچ میں پڑ گیا تھا کہ اسے وہیں نہ ہر کرو بارہ ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنا چاہئے یا ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ ہرگز نہیں.... ذہن نے جواب دیا۔ ایڈلاوا اسی عمارت میں موجود ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے یہ چال ٹھیک اسی لئے چلی ہو کہ ٹولی اپنی خواب گاہ میں مغلول نہ ہونے پائے۔ ایسی کی تمیز ایڈلاوا کے بچے کی۔ مجھے اس کمرے سے تیرا باب بھی نہیں ہٹا سکے گا۔ اس نے بلی ہولش کو ٹھکل دی تھی اور ڈائینینگ روم میں ہی بیٹھا رہا تھا۔



عمران اس سے کچھ بھی نہ معلوم کر سکا۔ اس نے اپنے بارے میں بتایا تھا کہ وہ نہیں۔ میں نہیں رہتا ہے اور کسی نے اس کام پر آمادہ کیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ لڑکی کون تھی۔ اس آدمی نے معقول معاوضے پر اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔ وہ لڑکی کو اپنے ساتھ لے گیا اور دوسرا صحن پھر اس کے گھر پہنچ کر کہا تھا کہ معقول معاوضے پر اسے ایک کام ادا کرنا پڑے گا۔ ریکا اس بہت من اپنا تھیلا بھول آئی۔ اگر وہ چاہے تو بہ آسانی اسے دہاں سے لاسکتا ہے۔

"اور اب وہ تھیلے کے لئے میرے گھر پکر لگا رہا ہو گا!" اطاالوی نے کہا۔ اب وہ انگلشن کے اثرات سے آزاد ہو چکا تھا۔ جس نے بازہ گھنٹے تک اسے خود فراموشی کی سی کیفیت میں بنتا رہا تھا۔ وہ اب بھی یہیں ہی پر تھے لیکن اطاالوی کو لاٹچ کے زیریں حصے میں مغلول کر دیا گیا تھا۔

"آخر پکر کیا ہے....?" انٹویز نے عمران سے پوچھا۔

"ہمارے ایک حریف کا کاروباری گرگا.... جو ہمارا بزرگ تباہ کر دینا چاہتا ہے!"

"تو پھر اب اس کا کیا کرو گے....؟"

"انہیں ہر اچھیلے تک اسے روکے رکھنا چاہتا ہوں!" عمران نے کہا۔ اسے بعد سوچیں

گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔!

"جیسی تمہاری مرضی....! میں بھی تمہارا ہوں اور فی الحال اس لائق کو بھی اپنا ہی سمجھو کیونکہ میرا بابس فرانس گیا ہوا ہے۔ پندرہ دن سے قبل اس کی واپسی ممکن نہیں۔"

"خوب اچھی طرح سوچ او کہیں بعد میں ٹھپانے ہو بائے!"

"میری ذمہ داری....! اب اگر میں ایسے بیمارے دوستوں کے لئے اتنا بھی نہ بخوبی تو تفہیم ہے میری ذمہ داری پر۔!"

عمران نے اطاولی سے اس کے گھر کا پتہ معلوم کیا تھا اور پھر اسے اور بیلی پانیٹ کو دیں چھوڑ کر خود نکل کھڑا ہوا تھا۔ اطاولی نے لیزنا کے قریب کا پتہ لکھوایا تھا اور یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ جسی بولا ہو۔ ویسے عمران نے اس پر ذرا برا بری بھی تشدید نہیں کیا تھا۔ اگر اس نے نفلات پتہ بتایا تھا بطلب برآری ہو جانے کی توقع کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔ ہر حال وہ اس عمارت کو ڈھونڈنے کا نئے میں کامیاب ہو گیا جس کے ایک فلٹ میں اس نے اپنی رہائش بتائی تھی۔ وہ اس فلٹ کے سامنے بھی جا پہنچا اور کال بیل کے بیٹن پر انگلی رکھ دی۔ کسی نے دروازہ کھولا تھا۔ یہ ایک قوی الجثہ آدمی تھا۔ عمران کو گھورتے ہوئے اس نے اطاولی میں پوچھا "کیا بات ہے.... تم کون ہو؟....؟" سوال اطاولی میں ضرور کیا گیا تھا لیکن وہ کسی اطاولی کی اطاولی نہیں تھی۔ لبجہ غیر ملکی تھا۔ بعض الفاظ صحیح تلفظ کے ساتھ او کہیں کئے گئے تھے۔

"سی نور مریانو ہیں رہتے ہیں....؟" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"ہاں.... کیوں....؟"

"میں ولی ڈیا گو سے آیا ہوں....!" عمران بولا۔

"وہ ولی ڈیا گو...!" اس نے اس طرح پلکیں جھپکائیں تھیں جیسی ولی ڈیا گو اس کے لئے کوئی نیلام ہو پھر بولا تھا "اچھا... اچھا... کیوں آئے ہو؟"

"سی نور مریانو کا ایک بیان ہے.... ان کے گھر والوں تک پہنچتا ہے۔ لیکن سی نور آپ اس کے خاندان کے فر، تو نہیں معلوم ہوتے!"

"اندر آ جاؤ.... میں اس کی بیوی کو بلاتا ہوں.... مہمان ہوں مریانو کا....!"

"اچھا... اچھا شکریہ....!"

وہ عمران کو ایک کمرے میں بٹھا کر چلا گیا۔ پھر ایک لاکی کمرے میں داخل ہوئی تھی اور یہ آدمی اس سے پہنچے تھا۔

"کیا بات ہے....؟" لڑکی کی اطاولی بھول دار نہیں تھی لیکن وہ بھی اہل زبان نہیں۔ معلوم ہوتی تھی۔!

"سی نور مریانو ولی ڈیا گو کے ایک بہت میں چھپے بیٹھے ہیں اور آپ کو پیغام بھجوایا ہے کہ میں نظرے میں ہوں۔!"

لڑکی نے مزکر مرد کی طرف دیکھا تھا۔ عمران نے اسکی آنکھوں میں الجھن کے آنار دیکھے تھے۔!

"اس نے یہ نہیں بتایا کہ نظرے کی نو عیت کیا ہے۔!" لڑکی نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں سی نورا... انہوں نے یہ نہیں بتایا۔"

"کیا تم وہیں مقیم ہو...؟"

برا بر والے بہت میں.... عمران نے کہا اور سوچنے لگا کہ مریانو نے تھی قریب میں تھا۔ اس کو اپنے کا انتظام کیا تھا۔ لیکن وہ اس لڑکی کو اچھی طرح پہنچا تھا۔ البتہ مرد اس کے لئے اپنی تھا۔

"ہم تمہارے ساتھ ہی چلیں گے....!"

"مجھے خوشی ہو گئی آپ کی خدمت کر کے.... کیا آپ کے پاس گاڑی موجود ہے۔" اس کو نہیں لیکن والا جانے پر تیار نہیں ہوتا۔ البتہ اگر جیگھی تک کا کرایہ طے کیا جائے تو شائد مان بات ہے۔

لیکن وہ ولی ڈیا گو سے اسے خالی واپس آنحضرت گا۔"

"ہمارے پاس اپنی گاڑی ہے۔!"

"تب تو پھر ٹھیک ہے۔!"

وہ عمارت سے باہر آئے تھے اور سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی ایک گاڑی میں باہر بیٹھے تھے۔ وہ دونوں آگے بیٹھے اور اچھی بیٹی کو بھیچلی سیٹ پر بٹھلا تھا۔ جب گاڑی جیگھی والی سڑک پر اس جگہ پہنچی جہاں سے باہمیں جانب ایک کچار است مغرب کی طرف چلا گیا تھا تو عمران نے گاڑی کو اس راستے پر موز لینے کو کھل لیکن انگلی سیٹ سے آواز آئی۔

"ہم جانتے ہیں۔!"

اس راستے پر درود یہ پائیں کے اوپنے اوپنے درخت کٹڑے تھے۔ ایک بگد پھر نران نے

بائیں جانب موڑنے کو کہا۔

”کیوں کیا ضرورت ہے...؟“ مرد نے اکھڑ لیجھے میں سوال کیا۔

”اچھا تو گازی تینیں روک کر میری ایک بات سن لیجھے... اس کے بعد جو دل چاہے کہے گا!“

مرد نے بریک لگا کر گازی کنارے کر لی اور اسے نیوٹل گیئر میں ڈال کر انہن بند کئے بغیر

عمران کی طرف ملا۔

اگر سی نور امر سیاںو... علائیہ اور سے گذر سکتے تو مجھے آپ کے پاس بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس طرف سے ہم سیدھے اسی ہٹ کے قریب پہنچیں گے۔

”عقل مندی کی بات ہے...!“ مرد سر ہلا کر بولا اور پھر گازی تباہی ہوئی سمت میں موڑی

گئی لیکن وہ جیسے ہی کسی قدر راٹ میں پہنچی تھی عمران کا پستول لڑکی کی کھوپڑی سے جالا گا تھا۔ ساتھ ہی اس نے کہا بھی تھا۔ ”لڑکی کا بھیجا اڑ جائے گا۔ ورنہ گازی روک کر انہن بند کر دو!“ دھمکی انگلش میں دی گئی تھی اور انداز اسکات لینڈ نیڑ والوں کا ساتھ۔ مرد نے بریک لگایا۔ لیکن عمران غافل نہیں تھا۔ اسے جس رد عمل کا خدشہ تھا وہ ہوا۔ بریک لگاتے ہی اس نے لڑکی کی زندگی کی پروادہ کئے بغیر پستول پر ہاتھ ڈال دینے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرا ہی لمحے میں عمران کا بیالا ہاتھ اس کی داہنی کٹپٹی پر چڑا۔ ایسا ہی چاٹلا ہاتھ تھا کہ فوری طور پر اس کے اعصاب بے کار ہو گئے۔

”لڑکی انہن بند کر دو... اور کنجی اکنیش سے نکال کر میرے حوالے کر دو...!“ عمران نے اس کی کھوپڑی پر پستول کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ نعلیٰ بلی ماوزر نہیں ہے۔!

لڑکی کے ساتھی کا سر بائیں جانب کھڑکی کے اوپر جانکا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ لڑکی نے بے چون وچرا تعقیل کی۔ بائیں ہاتھ سے اس نے کنجی سنبھال کر اپنے دانتوں میں دبای تھی۔ اور پھر لڑکی کی گدی پر ضرب لگائی تھی وہ ڈلیش بورڈ سے جاگکر اٹی اور دوبارہ سیدھی نہ ہو سکی۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمران نے اپنے جسم کی مشینزی میں کوئی فاضل پر زہ لگایا ہو۔ بڑی پھرتی سے ان دونوں کے بازوؤں میں بھی وہی سیال انجکٹ کر دیا جو مر سیاںو پر استعمال کر چکا تھا۔ اس کے بعد نیچے اتر کر دونوں کو اگلی سیٹ سے پچھلی سیٹ پر منتقل کرنے میں بھی دیر نہیں لگائی تھی اس پوری کارروائی میں تین چار منٹ سے زیادہ صرف نہیں ہوئے تھے۔

گازی دوبارہ روشنی کے مینار لیزنا والے علاقے کی طرف واپس جا رہی تھی۔ ان دونوں کو اس طرح پچھلی سیٹ پر بٹھایا تھا کہ دور سے دیکھنے والوں کو سوتے ہوئے نظر آئیں۔ جیسے لے سفر کی تھا وہ نہ انہیں بیٹھے ہی بیٹھے سو جانے پر مجبور کر دیا ہو۔ لیزنا کے قریب پہنچ کر اس نے گازی بیگل والے ذکر کی طرف موڑی تھی۔



الفروزے کچھ درستک تو یونی خالی اللہ ہی کے سے عالم میں بیٹھا رہا تھا۔ پھر چونک کر چاروں طرف دیکھتا ہوا اٹھا تھا اور برتوں والی الماری کے پیچے دبک رہا تھا۔ ایسے تھیم شیخم آدمی کے لئے لفڑد بکنا شاید موزوں نہ ہو لیکن اپنی دانست میں وہ دیکھا ہی تھا۔ جب کہ ہر گوشے سے کم از کم اس کی آدمی چڑھائی ضرور نظر آسکتی تھی۔

اس کے ذہن میں اس وقت اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں تھا کہ ٹولی کو کسی نہ کسی طرح ایٹلاوا سے بچایا جائے۔ خواہ اسے اپنی زندگی ہی سے کیوں نہ ہاتھ دھونے پڑیں۔ عجیب سی وحشت ذہن پر طاری تھی۔ اس لڑکی ٹولی نے اسے کہیں کانہ رکھا تھا۔ کبھی کبھی وہ سوچتا کاش یہ آلن شپرڈ اکو کا پٹھا تھا ہی آیا ہوتا۔ بہت کوشش کر ڈالی تھی کہ ٹولی سے اس طرح متاثر ہونا چھوڑ دے لیکن محض اس کی آواز ہی سن کر قوت ارادی پر کچکی طاری ہو جاتی۔!

وھفتا اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ناک کے سوراخوں میں جلن سی شروع ہو گئی ہو۔ پھر ایک بلند آہنگ چھینک سے کمرے کی مدد و فضا کو خاکھی تھی اور... اور وہ رہ رہ کر آنکھیں پھاڑتا ہوا ایک جانب ڈھلتا چلا گیا۔ متحرک پہاڑ بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ پھر جب آنکھ کھلی تھی تو بہت دیر تک یہی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ کس حال میں ہے اور کہاں ہے.... افسوس پر پڑے ہی پڑے چاروں طرف نظر دوڑائی تھی۔ اور پھر اسی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے کسی بہت وزنی کچھوئے نے چھلانگ لگانے کی کوشش کر ڈالی ہو۔ اس چھلانگ کے ساتھ ہی ذہن بھی فوری طور پر صاف ہو گیا۔ سب کچھ یاد آگیا تھا۔ یہ کمرہ تو وہی تھا لیکن ڈائینگ نیبل کر سیوں سمیت غالب تھی۔ افروزے بوکھلا کر ان دونوں کی خواب گاہوں کی جانب دوڑ پڑا۔... دونوں کے دروازے

”ایک بات بتاؤ....!“ الفروزے چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

”ہاں سی نور....!“

”اس عمارت میں مجھ سے پہلے کون رہتا تھا۔!“

”کوئی بھی نہیں سی نور.... یہ تو کہنی کامہان خانہ ہے۔ مہمان آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن اب ہمیں حکم ملا ہے کہ مستقل طور پر آپ کی تائیں داری کریں۔!“

”اچھا... اچھا.... یہ بتاؤ تم یہاں کب سے ہو....؟“

بلکہ کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ کم و بیش دس سال بجھ لجھتے۔ سی نور.... بلڑی کی حیثیت سے تقریر ہوا تھا۔ میں کاؤٹ ڈی دی سینی کا بلکہ بھی رہ چکا ہوں۔!“

”نہیں.... تم بہت شاستہ آدمی ہو.... میرا یہ مطلب نہیں تھا۔!“

”شکریہ سی نور....!“

”میں دراصل یہ معلوم کرتا چاہتا ہوں کہ کیا یہ عمارت آسیب زدہ ہے....؟“

”ہرگز نہیں سی نور.... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دس سال میں میں نے یہاں کچھ بھی نہیں دیکھا۔ البتہ کاؤٹ ڈی دی سینی کے کیل کا ایک حصہ ضرور آسیب زدہ تھا۔!“

”اے جہنم میں جھوکو.... میں اس عمارت کی بات کر رہا ہوں۔!“

”نہیں... سی نور.... اگر اجازت ہو تو میں پوچھوں کہ آپ کو کس بنا پر اس کا خیال آیا۔!“

”اوہ.... کچھ نہیں ہو سکتا ہے.... میرا ہم ہو لیکن وہم کیونکر ہو سکتا ہے۔ آخر وہ دونوں کہاں غائب ہو گئے۔!“

”سی نور.... ہو سکتا ہے کہ صحن چیل قدمی کے لئے نکل گئے ہوں اور ناشستہ کسی ریشور نہ میں کر لیا ہو۔ اس نے اس طرح کہا جیسے الفروزے کی دماغی صحت پر شہید رکھتا ہو۔!“

”اچھا دوسرا بات.... ڈائینگ روم سے سارا فرنیچر غائب ہو گیا تھا۔ جب میں دوبارہ اندر واپس آیا تو موجود تھا۔!“

”ہم نے تو فرنیچر کوہا تھے بھی نہیں لگایا سی نور....!“

”ظاہر ہے کوئی غیر ضروری حرکت کیوں کرو گے۔ لیکن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تھا ہے۔!“

”ہو سکتا ہے سی نور....!“

کھلے ہوئے تھے.... بستر خالی نظر آئے۔ ان کی حالت سے صاف ظاہر تھا کہ استعمال ہی نہیں کرے گئے۔ الفروزے نے گھری پر نظر ڈال۔ دوسرادن شروع ہو چکا تھا۔ باہر وہ پھیل رہی ہو گی۔ وہ دیوانوں کی طرح پوری عمارت میں دوڑتا پھر اتھا لیکن اندر تو وہ نہ دکھائی دیئے ان کے بارے میں ملازموں نے بھی لا علی ظاہر کی تھی اور بتایا تھا کہ کافی نوشی کے کمرے میں بہت دیر ہوئی ناشستہ میز پر لگایا جا پکا ہے۔ الفروزے عمارت کے باہر بھاگا تھا۔ پا گلوں کی طرح چاروں طرف دوڑتا پھر رہا تھا۔ پور نیکوں میں ساری گاڑیاں بھی موجود تھیں وہ پھر ملٹ آیا۔ نیزی طرح بات پر رہا تھا۔ اب بھی اس کا رخ ڈائینگ روم ہی کی طرف تھا۔ وہاں پہنچا تو ایک بار پھر اسے پوچھنا پڑا۔ کیوں کہ ڈائینگ نیبل کر سیوں سمیت موجود تھی۔ اس نے دل ہی دل میں ایڈا لو اک ایک گندی سی گال دی اور پھر یک بیک خود اس کی مکارانہ صلاحیتیں بیدار ہو گئیں اور اس نے کسی خوف زدہ بچے کی طرح چینخا شروع کر دیا۔ کئی ملازم دوڑتے ہوئے اس طرف آئے تھے۔ الفروزے دونوں باتحف اور اٹھائے بھجھوٹ.... بھوت.... بھوت.... کہے جا رہا تھا۔ پھر وہ ہڑام سے فرش پر آ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا میں ایڈا لو اک بھی تک تو میں تمہارا افادا رہا ہوں اب تم دیکھنا۔.... سور کے پچے.... کیا میں اتنا بدھو ہوں پر رھویں صدمی کا کوئی ایمنی ہوں کہ سائنس اور مکنالوجی کے کسی کارنامے کو ماقول القطرت سمجھ لوں گا۔

شاید ملازم اس یہ تو قوف کو پکڑ لائے تھے جو ان کا معانج تھا۔ اس نے الفروزے کو ہوش میں لانے کی تدبیریں شروع کر دی تھیں اور الفروزے نے اسے مایوس نہیں کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اٹھ گیا لیکن خوف زدہ نظروں سے ڈائینگ نیبل اور کر سیوں کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

”کیا ہوا تھا سی نور....؟“ بلرنے پڑے اوب سے پوچھا۔

”مک.... کچھ نہیں.... مم.... میرا خاندانی مرض ہے۔ کبھی کبھی دورے پڑتے ہیں۔ اب ٹھیک ہوں شکریہ....! تم سب جاؤ.... لیکن بلڑ تم ٹھہر دے گے۔!“

”بہت بہتر سی نور....!“

جب وہ سب چلے گئے تو الفروزے نے اس سے بھی کمرے سے نکل چلنے کو کہا۔ وہ اسے عمارت سے باہر لایا تھا۔ ہذا متحیر تھا۔ اس سے پہلے تو اس نے مالک نے اسے اتنی اہمیت نہیں دی تھی۔ کسی ملازم کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔

برابر کہے جا رہا تھا کہ وہ اپنی زبان بند ہی رکھیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت ان دونوں کی آنکھوں میں اس کے لئے شناسائی کی بلکل سی جھلک بھی نہ رہی ہو۔!  
لڑکی اور مرد جو کچھ بھی بولتے تھے انگلش ہی میں بولتے تھے اور زیادہ تر یہی کہتے تھے کہ وہ ان سے جو کچھ بھی کہہ رہا ہے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا۔ وہ صرف انگلش ہی سمجھ سکتے ہیں۔ تھک ہار کر مرسیانو خاموش ہو گیا تھا اور پھر عمران بولا۔ ”فضول ہے دوست... جس طرح تم چپ چاپ میرے ساتھ چلے آئے تھے اسی طرح یہ بھی آئے ہیں... اس لئے ان کے باقاعدہ طور پر ہوش میں آنے کا انتظار کرو... انہیں اطالوی زبان بھی یاد آجائے گی!“  
وہ اسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہا گیا تھا۔!

”ویسے تم نے میری گردن ہی کٹوادی نے کا انتظام کیا تھا۔!“ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ”اب خیریت اسی میں ہے کہ جو کچھ بھی پوچھا جائے اس کا بالکل صحیح جواب مہیا کرو...“  
ورنہ حشر بر اہو گا!“  
”میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو اور تم نے مجھے کیوں قید کر رکھا ہے... اور میرے ان مہمانوں کو یہاں کیوں پکڑ لائے ہو۔!  
”دونوں مہماں ہیں....!“

”ہاں میرے مہماں ہیں۔ مجھے قانوناً حق پہنچتا ہے کہ اپنے غیر ملکی دوستوں کو مہماں بناؤ۔!“  
”لیکن تمہارے مرد مہماں نے تو لا کی کا تعارف تمہاری بیوی کی حیثیت سے کرایا تھا۔!  
مرسیانو اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہا گیا۔  
”اور....!“ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرا تھا ہوا بولا۔ ”اس وقت یہ دونوں بُری طرح بوكھلا گئے تھے جب میں نے تمہارے پیامبر کی حیثیت سے انہیں یہ بتایا تھا کہ تم پیوس کے اٹے کے ایک جھوپڑے میں چھپے بیٹھے ہو اور خود کو خطرے میں محسوس کر رہے ہو۔!  
”تم نے یہ کہا تھا ان سے....!“ وہ حلقت پھاڑ کر دہزاد۔  
”یہ نہ کہتا تو اس کا اندازہ کیوں کر لگا سکتا کہ تم محض کراچے کے ٹوٹ نہیں بلکہ ان پر حکم چلاتے ہو۔!  
اس نے پھر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا تھا۔

”کیا ہو سکتا ہے....!“  
”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا عرض کروں جب کہ....!“  
”خیر.... خیر.... جاؤ.... لیکن اس گفتگو کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔!“  
”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں کاڈنٹ ڈی دی سینی کا بٹر اور ان کا رازدارہ چکا ہوں۔!“  
افروزے نے دل میں کاڈنٹ ڈی دی سینی کو بھی ایک گندی سی گالی دی اور بٹر کو رخصت کر دیا۔  
”اسی دو پہر کو وہ ہیڈ کوارٹر کے قوسط سے ایٹلاوا کو کال کر رہا تھا۔!“  
”کیا بات ہے....؟“ تاملوم جگہ سے ایٹلاوا کی آواز آئی۔  
”وہ دونوں غائب ہو گئے....!“ افروزے بوكھلا ہوئے لجھ میں بولا۔  
”نہیں فرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔!“  
”م... مطلب.... یہ.... کے....!“  
”اپنے کام سے کام رکھو اور اینڈ آل....!“  
دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو جانے پر افروزے نے اتنے زور سے ریسیور کریڈل پر پنجا تھا کہ کمرہ گونج اٹھا تھا۔  
”ولد المحرام.... میں دیکھوں گا تجھے۔!“ وہ دانت پیس کر بڑا بڑا۔



انٹوینو سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن اسے اس کی ذرہ برا بر بھی پرواہ نہیں تھی کہ لانچ میں کیا ہو رہا ہے کیونکہ خود اس کا اندازہ یہی تھا کہ چس کے ایمسن کی وہ قلیل مقدار کم از کم چھ ماہ کے لئے کافی ہو گی اور پھر جن مرکشی کے آدمیوں نے خود اسے کوئی تکمیل نہیں دی تھی۔... وہ لانچ کے پچھے حصے میں اپنے معاملات پنثار ہے تھے اور وہ خود اوپر کی بنی میں دھوئیں کے بادل از رہا تھا۔ عمران کے دونوں نے قیدی ابھی تک اسی انجکشن کے زیر اثر تھے۔ مرسیانو کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔ لیکن اس کی زبان چل رہی تھی اور وہ اپنے ساتھیوں سے اطالوی میں

کوئت قائم کر رکھی ہے چند دنوں کا مہمان ہے۔ اگر تم ان دنوں سمیت پولیس کے حوالے کر دیے گئے اور اس ملک کا سفارت خانہ بھی ملوٹ کیا گیا جس سے ان دنوں کا تعلق ہے تو وہ بڑا آدمی بے دست پا ہو جائے گا اور تم تینوں کے چیخڑے از جائیں گے!“

اطالوی کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ آنکھوں کی سرفی غائب ہو گئی۔ سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح پھونے لگنے لگا۔

”اگر تم نے ذخیرے کی جگہ بتا دی تو کم از کم تمہیں تو چھوڑ دی دوں گا۔“

”ان دنوں کو یہاں سے ہٹا لے جاؤ...!“ وہ آہستہ سے بولا۔

”ان کی قطعی پرواہ نہ کرو...! یہ ابھی دس گھنٹے تک نہ تو تمہیں بھیجاں سکیں گے اور نہ تمہاری کوئی بات ہی ان کے پلے پڑے گی!“

”اوٹا پروانس...!“ وہ آہستہ سے بولا۔ ”سیست و سد...! اپاویشیو...!“

”اگر یہ اطلاعات غلط نہیں تو...?“

”نہیں سی نور...! میں کہاں بھاگ کر جاؤں گا...! لل...! لیکن یہ دنوں میری گردن کٹوادیں گے!“

”قطعی نہیں...! نہیں ان کے سفارت خانے کے حوالے کر دوں گا اور سفارت خانہ ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مقامی پولیس کے کان میں اس کی بھنک بھی پڑنے پائے۔ لہذا اگر انہوں نے تمہارا نام لیا بھی تو بات سفارت خانے کی حدود ہی میں رہ جائے گی!“

”یقین کرو یہ نور...! میں نے تمہیں وہی جگہ بتائی ہے جہاں پہنچایا جاتا ہے۔!“

”آمد کی او سط کیا ہے...?“

”ہر دن ماہ کے دوران میں دس کلوگرام...!“

”اور وہ وہیں پہنچا دیا جاتا ہے...!“

”میں خود پہنچتا ہوں...! دو دن ہوئے...! یہ کھیپ پہنچائی تھی!“

”اوائیگی کس طرح ہوتی ہے...?“

”رقم سو نیزر لینڈ کے ایک پینک میں جمع کر کے رسید ہمیں دی جاتی ہے۔ وہ ہم تینوں کا مشترکہ اکاؤنٹ ہے رسید حاصل کئے بغیر ہم باہم حوالے نہیں کرتے!“

”تم آخر چاہتے کیا ہو...?“ اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”ابھی بتا دوں گا۔ لیکن تمہیں پہلی یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ربیکا میرے لئے جان پہچانی لڑکی ہے اور اس کا اصل نام ایڈ تھا ہار لٹکر ہے۔ دیسٹ ولی کے ان بد معاشوں کی نمائندگی ہے جو پوری شہیم اور پلوٹو نیم کے ذخیرے پر باتھ صاف کر کے اسے اسمگل آوث کرتے ہیں۔ یہ ابھی حال ہی میں کمی کلوگرام پلوٹو نیم اسمگل کر کے اٹلی لائی ہے۔ کمی ملکوں کے سکرٹ ایجنس اس کے پیچے تھے لیکن یہ ہیوں میں مل کر کسی نہ کسی طرف یہاں داخل ہو گئی اور اب تم مجھے بتا گے کہ وہ پلوٹو نیم کہاں ہے....؟“

مریساو چیرت سے منہ پھاڑے ستارہا۔ عمران کے خاموش ہوتے ہی اس نے اپنے دانت سختی سے بھپٹھے تھے۔

”تم اس کا تمہیلا لینے والا پہنچے تھے حالانکہ اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ کوئی ایسی قیمتی چیز نہیں تھی لیکن نہیں...!“ بے حد قیمتی تھی۔ شاید جلدی میں ربیکا ایڈ تھکو خیال نہیں رہا تھا کہ اس کی نہیں سی ڈائری تمہیں ہی میں رہ گئی ہے۔!

”تم آخر ہو کون...?“ وہ پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔

”حقیقتاً مجھے میں دنوں درکار میں تمہیں صاف چھوڑ دوں گا۔ کیونکہ میرا تعلق تمہارے ملک سے نہیں۔!“

”تم کیا چاہتے ہو...?“

”چرا یا ہو پلوٹو نیم یہاں اسمگل کر کے کس جگہ ذخیرہ کیا جا رہا ہے...?“

”م...! میں نہیں جانتا...! کہ یہ اٹلی کیوں آتے ہیں...! لیکن میرے دوست ہیں۔!“

”تو تم نہیں جانتے حالانکہ ان کی شکلیں دیکھ کر تم نے چیخنا شروع کر دیا تھا کہ وہ اپنی زبانیں بند رکھیں...! آخر تم انہیں کس بات سے روک رہے تھے۔!“

”وہ پھر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر خاموش ہو گیا۔

”اگر میں تم تینوں کو پولیس کے حوالے کر دوں تو کیسی رہے گی۔“ فتح عمران کا لہجہ بد لگا۔

”نن...! نہیں...!“

”اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ وہ بڑا آدمی جس نے کہ اپنی دانست میں یہاں ایک باطنی

پوچھا۔ وہ دونوں پیٹھے بیٹھے ہی سو گئے تھے!

”تمہارے معاملات کس سے طے ہوئے تھے اور تمہیں رسید کہاں سے ملتی ہے۔!“  
”بین الاقوامی خبر انداز نام کا ایک دفتر ہے۔!“ اس نے کہا اور لڑکی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ ”جس کا پتہ اسی سے ملا تھا مجھ کو۔ خود اس نے گفت و شنید نہیں کی تھی۔ مجھ تجھ میں ذرا تھا۔ مجھے وہاں سے رسید ملتی ہے.... اور میں .... مال بینٹ و نسٹ میں اسپاڈ یشیو کے ناظم کے والے کر آتا ہوں۔!“

”تم کی بول رہے ہو.... اب تم میرے ساتھ اپنے گھر چلو گے.... تمہاری گاڑی ڈوک کے قریب موجود ہے وہاں سے چیک بک لائیں گے اور تمہارا کام ہو جائے گا۔!“ لیکن اس کا کام دوسرا طرح ہوا۔ جیسے ہی وہ دونوں ڈوک سے اتر کر گاڑی کی طرف بڑھتے۔ مریسا نو لڑکھا اور ذہیر ہو گیا تھا۔ خود عمران نے بڑی پھرتی سے ایک طرف چھلانگ لگائی تھی اور اس کے قریب ہی مٹی اڑی تھی وہ قلابازیاں کھاتا ہوا نشیب میں لڑکھا تا چلا گیا۔ ورنہ تیر ابے آواز فائز راستے بھی چاٹ گیا تھا.... ابھی تاریکی پوری طرح نہیں چھلی تھی۔ افک میں خاصا جالا تھا.... شاید فائز کرنے والے نے اس کے بعد وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ورنہ اپر سے وہ بے آسانی نشانہ بنایا جا سکتا۔ ابھی وہ منہلنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک زور دار دھماکے سے فضال رزا ہٹھی۔

”خداوند....!“ وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔ ... پھر دوسرا ہی لمحے میں وہ اپنے مصنوعی بال نوچ نوچ کر چیرے سے الگ کرنے لگا تھا۔ دھماکے کی وجہ سے آس پاس ایسی افراتفری پھیلی تھی کہ کسی کو کسی کا ہوش نہیں تھا۔ عمران مصنوعی بالوں سے پیچھا چھڑا چکا تھا اور اب ایک طرف بے تکشاد و زاجارہ تھا۔ دوڑنے والوں میں صرف وہی ایک تو نہیں تھا، اس جیسے نہ جانے کتنے تھے۔ دوسرا طرف ڈوک پر اب اس جگہ کوئی لا جو نہیں تھی۔ جہاں پہنچ دیں پہلے جس مراکشی کے دوست انٹوئیو کی انجی ییگل لنگر انداز تھی اور وہ ہوئیں کاشیف بال فضا میں بلند ہو کر اپنا جنم بڑھا رہا تھا۔

”اور مال کی حوالگی تم ہی کرتے ہو۔!“

”ہاں ہی نور....!“

”انداز اکٹھی رقم ہو گی.... تم تینوں کے نام پر....!“

”مجھے اندازہ نہیں ہے لیکن چیک پر تینوں کے دستخط ہوتے ہیں تب ہی رقم نکل سکتی ہے۔ اب وہ سب تو ڈوب ہی گیا۔!“

”کوئی چیک بک ہے تمہارے پاس....!“

”گگ.... کیوں....?“

”مجھے کچھ بھی نہ چاہئے.... میں چاہتا ہوں کہ تمہاری رقم ڈوبنے نہ پائے.... بلکہ تم ہی بہضم کر جاؤ۔!“

”نن.... نہیں.... انہیں ان کے ملک میں پہنانی تو نہ ہو جائے گی۔ جہاں بھی ہوں گا ڈھونڈ کر مارڈالیں گے۔“

”بکواس ہے.... سفارت خانے کے والے کئے گئے تو عمر قید سمجھو....!“

”تھت.... تو یہ کیسے ہو گا ہی نور....!“

”سارے چیکوں پر دونوں کے دستخط لوں گا اور تمہارے والے کردوں گا۔ پاپورٹ تو ہو گا ہی تمہارے پاس....!“

”ہے ہی نورا....!“ اس کی آواز سے مسرت آمیز جوش کا انہمار ہو رہا تھا۔!

”تمہارا اور کوئی ساتھی....؟“

”سوال ہی نہیں بیدا ہوتا۔!“

”لیکن ایک بات بتا دوں.... میں کھلے دل سے لوگوں پر اعتماد کر لیتا ہوں اگر دھوکا ہو تو پھر دنیا کے کسی حصے میں بھی سر نہیں چھپانے دیتا....!“

”اور میں یہ بھر بتا دوں کہ میں صرف اسپاڈ یشیو ہی تک کی بات کر رہا ہوں اور وہاں سے کہیں اور آگے گا جاتا تو مجھے اس کا علم نہیں۔!“

”مجھے اندازہ ہو جائے گا کہ تم صحیح کہہ رہے ہو یا غلط... میرے صرف ایک سوال کا جواب دو۔!“

”وہ کیا ہے ہی نور....؟“ اس نے ٹکھیوں سے دوسرا سے قیدیوں کی طرف دیکھتے ہوئے

”دنیا کا خاتمہ جلد از جلد ناممکن ہے.... ایک زیر دست ایسی جگہ بھی ایسا نہیں کر سکتی۔ اس کرہ ارض پر زندگی کے آثار اس وقت تک باقی رہیں گے جب کہ یہ خود کسی دوسرے سیارے سے نہ نکلا جائے اور اس وقت تک یہ ناممکن ہے جب تک کسی دوسرے سیارے کی کشش اس پر غالب نہیں آجائی۔“

”کیا اب سائنس پڑھاؤ گے....؟“ جوزف بول پڑا ”تمہارا جمہوری انقلابی مجازی کافی تھا۔“ ویریو ٹھن پڑا اور بولا ”اگر یہ بات ہے تو اب تم کبھی میری زبان سے اس کا نام تک نہیں سنو گے.... میں سمجھتا تھا کہ تم لوگ بھی عالمی سیاست سے دلچسپی رکھتے ہو.... اچھا آؤ خوش رنگ اور دیدہ زیب عورتوں کی باتیں کریں۔“

”ارے بڑے صاحب کیا عورت اور سیاست کے علاوہ دنیا میں اور کچھ نہیں۔!“ جوزف بولا۔ ”نہیں روٹی بھی ہے....! لیکن اسے سیاست کے کائنے میں پھنسی ہوئی چھلی سمجھ لو.... کیونکہ عورت بھی آج کل زیادہ تر سیاست و انہی پیدا کر رہی ہے۔!“ بات کچھ اور آگے بڑھتی لیکن اچانک پچاکی مادہ چینی ہوئی سنائی دی۔ ”ارے تم لوگ یہاں ہو.... وہ آگیا ہے۔!“

”کک.... کون آگیا....؟“ بوڑھا چوک پڑا۔ جیمن اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا اور رہائشی حصے کی طرف دوڑ گاہی تھی۔ جوزف کے پلے کچھ بھی نہ پڑا۔

”کیا بات ہے....؟“ اس نے بوڑھے سے پوچھا۔ ”اس نے اطلاع دی ہے کہ کوئی آگیا ہے۔!“

”کہیں پاس نہ ہو....!“ جوزف بھی اٹھتا ہوا بولا۔ ”اور کون آسکتا ہے بقول تمہارے۔!“

”چلو دیکھیں....!“ وہ جو کوئی بھی رہا ہو.... میریا نا اس سے چٹی کھڑی پھوٹ پھوٹ کر روئے جا رہی تھی۔ ”مک..... کون ہے یہ....؟“ بوڑھے نے ہکلا کر جیمن سے پوچھا۔

”ارے وہی ہے.... پولیس والا....!“ ”للن.... لیکن....!“



”پہلے مجھے پیش ہوئی تھی اور اب تم بڑھا پے کے ایام خواتین کے ساتھ گذار رہتے ہو۔!“ جوزف نے جیمن سے کہا جو تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا را نقل کی نال صاف گرد باتھا۔

”سب نحیک ہے.... میں یہاں بہت خوش ہوں....!“ ”بوڑھے کی باتیں سن کر میں پاگل ہوا جا رہا ہوں۔!“

”مجھے کسی سے بھی کوئی شکایت نہیں ہے.... میں نے تھوڑے ہی فاصلے پر معدنی پانی کا ایک چشمہ دریافت کیا ہے۔ اس کے دو گھنٹ دن بھر کے لئے کافی ہوتے ہیں یعنی چو میں آنکھوں میں پندرہ منٹ کے لئے بھی بور نہیں ہوتا۔!“

”عورتوں میں بینچ کر گیمیں ہائکنے والے بوریت کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ پھر وہ انہیں اپنا مزاں ہی معلوم ہونے لگتی ہے۔!“ جوزف بولا اور جیمن را نقل رکھ کر اس طرح اسے گھورنے لگا جیسے اس پر اچانک جوزف کے ”افلاطون“ ہونے کا اکٹشاف ہوا ہو۔

”اس طرح کیا دلکھ رہے ہو....؟“

”یہی کہ تم آسمان پر کب اٹھائے جاتے ہو۔!“

”میرا منکر نہ اڑا دی مسٹر....!“ مجھے الجھن ہو رہی ہے ایسا لگتا ہے جیسے باس پر کوئی پتہ بڑی ہو۔ ہزاروں میل دور بینچ کر بھی میں یہ محسوس کر سکتا ہوں۔ اگر وہ فکر مند بھی ہوں گے تو یہاں میرا دم گھٹ رہا ہو گا۔!

”یار کبھی تو افلاطون لگتا ہے.... اور کبھی اٹھار ہویں صدی کی کوئی والدہ مختتم۔!“

”آخاہ.... تو تم دونوں یہاں ہو....!“ سعقب سے بوڑھے ذیریو کی آواز آئی اور دونوں ہی اچھل پڑے۔ یہ بڑھا ب جیمن کو بھی کھلنے لگا تھا، وہ وقت اپنے جمہوری انقلابی مجاز کی باتیں کرتا رہتا تھا۔

”بالکل یہیں ہیں پچا اور سوچ رہتے ہیں کہ کس طرح جلد از جلد دنیا کا خاتمہ ہو جائے۔!“ جیمن بولا۔

نصیب ہوا ہے!“ ویریو نے کہا پھر وہ بھی اسی طرف چلا گیا تھا جدھر اس کی بیوی گئی تھی۔

”اب آپ حضرات فرمائیں!“ عمران ان دونوں کو گھورتا ہوا بولا۔

”کیا آپ نے شادی سے انکار کر دیا تھا....؟“ جیسن نے پوچھا تھا۔

”کیا بکواس ہے!“

”پھر بے چاری اس طرح کیوں رورہی تھی!“

”تم میری عدم موجودگی میں اسے منشوی زہر عشق کا ترجمہ سناتے رہے ہو گے بدجنت...!“

”میرے میرا جی تک پڑھا دیا ہے!“

”تمہاری سر کوبی کے لئے گرز نیمان“ ملاش کرنا پڑے گا!“

”مجھ سے بھی تو کچھ بولو باس....!“ جوزف نے دردناک لبھ میں کہا۔

”اور اسے شاید خواجہ سگ پرست کا قصہ سناتے رہے ہو!“

”سب کچھ میں ہی کرتا رہا ہوں....!“ جیسن چڑھ کر بولا۔

”ہاں آپ نے کیا فرمایا....!“ عمران جوزف کی طرف مڑا۔

”پر دلیں میں تم سے الگ رہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ مر جاؤں!“

”اب اسے میرا بائی کے بھجن سناؤ....!“ اس نے جیسن سے کہا اور جیسن نہیں پڑا۔

”اب اسکیم یہی ہے کہ سب ساتھ رہیں گے!“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ پھر اس نے

جیسن کو یہ گل کے انجمام سے آگاہ کرتے ہوئے کہا تھا ”بھی کبھی کوئی بڑی غلطی بھی سرزد ہو جاتی

ہے مجھ سے!“

”مجھے تو اس معاملے میں کوئی غلطی نہیں نظر آئی!“

”میں نے یہ کیوں سمجھ لیا تھا کہ ایڈ لاوا کی باطنی حکومت ایسے لوگوں کی مگر انی نہ کرتی ہو گی

جو اس کے لئے مال فراہم کرتے ہیں!“

”بالکل.... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!“

”بہر حال انہوں نے لائن کی تباہی کا انتظام کر لیا تھا اور ڈوک کے آس پاس ہی منڈلاتے

رہے تھے۔ لیکن میں وقت پر مجھے اور مرسیانو کو لائن چھوڑتے دیکھ کر انہوں نے بے آواز فائر گ

شروع کر دی۔ دھماکہ بھی فور اتھی ہوا تھا لیکن اگر میں پائچ منٹ کی تاخیر سے بھی لائن چھوڑتا تو تمہ

”بڑے میاں بور مت کرو.... دوسرے ملٹے میں ہے.... ورنہ آپ کی بھتیجی صاحبہ کسی اور کو اس طرح یور نہیں فرمائیں!“

”یہ کیوں رو رہی ہے....؟“

”دو پچھڑے ہوئے اچانک اس طرح ملتے ہیں تو یہی ہوتا ہے.... تمہاری عقل تو جمہوری انقلاب نے چڑلی ہے!“

”اچھا.... اچھا.... تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے....؟“

”دوسری طرف عمران میریا نا سے کہہ رہا تھا۔“ اب بس بھی کرو.... ورنہ میرا نزوں بریک ڈاؤن ہو جائے گا!“

جیسن نے کان پر ہاتھ رکھ کر اردو میں ہاٹک لگائی۔ ”ہم کو بھی کوئی پیدا کرتا تو کتنا اچھا ہوتا!“

”تم کیا نا میں نا میں کرتا سالا.... چوب پ راؤ....!“ جوزف بھنا کر بولا۔ اس کے دانت بھی نکلے پڑ رہے تھے!

اچانک میریا نا سے چھوڑ دیا اور دوڑتی ہوئی غار کی طرف چلی گئی۔ بڑھیا آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔ اب عمران ان کی طرف پڑا۔

”تم تو پچھانے نہیں جا رہے.... آواز نہ پچھانتے ہوں ہم لوگ تو.... مارے ہی جاؤ!“

بڑھیے ویریو نے ہنس کر کہا۔

”تم سب خیریت سے ہو نا....!“

”ابھی تک تو خیریت ہی ہے!“

”لیکن شاید اب نہ رہے....!“

”کیوں....?“

”اس کے آدمی ان حصوں میں دور دور تک پھیل رہے ہیں جہاں میرے یا میریا نا کے لئے کے امکانات ہو سکتے ہیں!“

”اوھر کون آئے گا!“

”میں اب اس خوش نہیں میں بتلا نہیں رہا۔ ایڈ لاوا مکھن کی ڈلی نہیں لوہے کا چنانا ہے!“

”تم جانو بھی....! جو کچھ کہو گے کریں گے.... ابھی تک تو یہاں گھر سے زیادہ آرام

”لیکن یہ چچا اور چھی...!“  
”چچا بھی ساتھ ہو تو کیا کہنا... البتہ چھی!“ عمران خاموش ہو کر اپنا بیالاں کاں مردٹنے لگا!



ان کی نیز ختم ہوئی تھی تو انہوں نے خود کو ڈائینگ روم میں نہیں بیالاں کاں مردٹنے لگا۔ بوکھلا کر سیدھے ہو بیٹھے اور ٹولی ٹو گوان نے ٹوٹی پچھوٹی اردو میں کہا۔

”یہ کذھر ہوتا... ہام کافی پی کر جو سیا... میز پر...!“

”یہ تو.... کوئی تہہ خانہ معلوم ہوتا ہے!“ آن فپر ڈصاحب نے بھی اردو میں فرمایا تھا۔ ”ٹوفیر... ٹوفیر...؟“ جو لیا ہکلائی۔ تھائی میں وہ اردو ہی بولتے تھے کہ کہیں کسی ڈکٹافون نے ان کی خجی گفتگو کہیں اور پچھاڈی تو کیا ہو گا۔ وہ اپنی پوزیشن سے مطمئن تو نہیں تھے۔!

”تو پھر یہ کہ ہمیں سمجھلی رات کافی میں بیو شی کی دوادی گئی تھی۔!“

”ٹو... ام کو پے چان لیا... گایا...!“

”ضرور پچھاں لیا گیا ہے...!“

”بس.... فیر... مارا جائیں گا...!“ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

”دیکھا جائے گا!“ صدر نے گھری پر نظر ڈالتے ہوئے کہا ”دوسرے دن شروع ہو چکا ہے۔!  
اور بوكا مرسیں گا....!“

”نہیں بھوکی نہیں مرو گی... اگر ہم پچھاں بھی لئے گئے ہیں تو ہمیں آرام ہی سے رکھا جائے گا کیونکہ صرف ہم ہی اس کے ہاتھ لگے ہوں گے اور وہ گرو گھٹاں اس تنظیم سے پشتا پھر رہا ہو گا۔ لہذا اس پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ہمیں ضرور استعمال کرنے کی کوشش کی جائے گی۔!  
”ڈیکو... کیا... ہوتا...!“

”سب ٹھیک ہی ہو گا... پرواہ نہ کرو... ہمارا سر برہ بھی معمولی ذہانت کا آدمی نہیں...!“ دھنعتا نہیں نے قدموں کی چاپ سنی تھی اور بے ساختہ مڑے تھے۔ سامنے وہ آدمی کڑا نظر آیا جس سے الفروزے نے یہ کہہ کر ملوایا تھا کہ وہ کمپنی کا فینچنگ ڈائریکٹر ہے.... وہ ناشتے

نشین ہو چکا ہوتا۔ مجھے ایسے بھی مرنے والوں پر حرم آتا ہے جو بے بی اور بے خبری کے عالم میں مارے جائیں۔ ہیلی پائیٹ بھی کام کا آدمی تھا!“

”اب کیا سوچا ہے۔!“

”بھجہ میں نہیں آتا کہ ان کا کیا ہوا...؟ کوئی اطلاع نہیں مل رہی۔ الفروزے تک تو جا پہنچ تھے... لیکن تین دن سے عمارت سے باہر نہیں نکلے۔!“

”کس کی بات کر رہے ہیں...؟“

”جو لیا اور صدر کی... نہیں لاطینی امریکہ کے ایک ملک کا نام نہندہ بنا کر پلوٹو نیم کے گاہک کی حیثیت سے خیر اندیشوں تک پہنچایا تھا... اور اب.... شاید اس... پر بھی پچھلتا پڑے گا۔!“

”الفروزے کہاں ہے...؟“

”اوٹا میں...!“

”تو پھر جلدی ہی ان کی خبر لینی چاہئے۔!“ جیسن بولا ”آج رات کو جب یہ لوگ سورہ رہے ہوں چپ چاپ گھمک لیں گے۔!“

”اب دوسرا عقل مندی سرزد نہیں ہو گی۔!“ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”کیا مطلب....؟“

”پورا اٹلی میرا چھانا ہوا نہیں ہے.... جب بھی آیا صرف وغیرہ یاروم تک محدود رہا۔ جنیودا بھی کسی قدر دیکھا ہوا تھا۔ لمبارڈی ریجن میں کسی نہ کسی طرح کام چلا لینے کا مطلب یہ نہیں کہ ذی اوشار ریجن میں بھی ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ شامد ایڈ لاوا کو اس کا وہ بھی نہ رہا ہو کہ ہم اسیئر ہی کو تباہ کر دیں گے۔ ورنہ وہ اسیئر کی طرف سے اس طرح غافل نہ ہو تا اور اب میں اس غلط فہمی میں بتلا نہیں کہ اس نے پاؤنٹ نمبر بارہ کو ایکس ٹو کے خوف سے تباہ کیا ہو گا۔ یہ اس کی حکمت عملی تھی۔ اسیئر کی تباہی سے پہلے وہ بے خبر تھا۔ پاؤنٹ نمبر بارہ سے فرار ہو کر اس نے مجھے غلط فہمی میں بتلا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ میں بڑھ بڑھ کر ہاتھ دکھانے کی کوشش کروں اور وہ کسی دن میرا کاں پکڑ کر اپنے ساتھ لے جائے۔!  
”تو پھر میرا کے خداشات درست ہی تھے۔!“ جیسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”اس لئے کم از کم میرا کا ہمارے ساتھ ہونا ضروری ہے۔!  
”

کی ٹرالی دھکیلتا ہوا لایا تھا۔!  
”ناشہ ما موز نیلی....!“ اس نے جولیا کو فرانسیسی میں مخاطب کیا۔  
”لیکن ہم اس حال میں کیوں ہیں موسیو....؟“  
”یہ ایک بے حد آرام دہ تہہ خانہ ہے.... نہ یہاں تم گھٹن محسوس کرو گی اور نہ کوئی دوسری  
قلم کی تکلیف....! اس یہ سمجھ لو کہ اوپر کی عمارت کے رقبے کے برابر ہی اس کا پھیلاو ہے....  
کیا یہ خواب گاہ تمہیں پند نہیں۔ کیا یہ بستر بھی استھنی آرام دہ نہیں.... اور پھر تمہیں اس لیے  
احمق کی بکواس سے بھی نجات مل گئی جو لکڑ بکھوں کی سی آواز میں ہستا ہے۔!  
”لیکن آخر کیوں....؟“

”پہلے ناشہ کرو.... پھر بتاؤ گا....!“ اس نے بے حد فرم لجھ میں کہا اور جولیا صدر کو  
قدیم انکازبان میں سوال کا جواب پکھ اس طرح دینے لگی جو موقع کی مناسبت سے ذرا طویل  
ہو گیا۔ دفتار ایڈا ابولا ”پہلے ناشہ کر لجھ.... موز نیلی.... باتیں بھی ساتھ ہوتی رہیں گی۔!  
اس نے ٹرالی جولیا کے بستر کے قریب لگادی.... اور دو کریاں بھی رکھ دیں۔ ایک پر خود  
بیٹھا اور دوسری کی طرف صدر کے لئے اشارہ کیا۔ ناشہ کے دوران میں اس نے کہا ”پکھ  
لوگ ہمارے پیچے لگ گئے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس وقت تم دونوں کا تعاقب کیا جائے جب تم سرحد  
پار کرنے کے لئے روانہ ہونے لگو۔!  
”مگر.... کون پیچے لگ گئے ہیں....؟“ جولیا ہکلائی۔

”ہو سکتا ہے مقامی پولیس کے لوگ ہوں.... کمشز کے لوگ بھی ہو سکتے ہیں....؟ اس  
لئے تم دونوں اوپر سے نیچے منتقل کر دیئے گئے ہو اور نیچے سرحد پار کر جاؤ گے....!  
”اوہ....!“ جولیا نے طویل سانس لی اور پھر صدر سے چڑپڑ کرنے لگی۔ جواب میں صدر  
بھی کچھ کہہ رہا تھا۔

دفتار ایڈا ابولا۔ ”یہ تم دونوں بندروں کی طرح کیوں بولنے لگتے ہو....!  
”یہ موسیو آلن شپرڈ کی مادری زبان ہے....!“ جولیا نے کہا اور اس کے فرانسیسی اجداد کی  
کہانی سناتی ہوئی بولی ”اس کی ماں قدیم انکا خاندان کی فرد تھی....!“ مونٹے زوما کے قریبی اعزہ میں  
اس کی ماں کے اجداد بھی تھے جنہوں نے اپنی حملہ آور پیزارو کی دشمنی سے بچنے کے لئے وسطی

انہیز کے پیچو کچھ شہر میں پناہ لی تھی میں نے مجھو کچھ کے گھندرات دیکھے ہیں موسیو! کیسی حرست  
برتی ہے اور کتنی حرست ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ اتنی انچائی پر ایسا شہر کیوں کربا یا جاسکا ہو گا....  
یقیناً مونٹے زوما کے دور کے لوگ مہذب اور انخیز بگ کے ماہر ہے ہوں گے۔ جنہوں نے اسی  
عمرگی سے عمارتیں بنائی تھیں....!“

”لیکن سوال تو یہ ہے کہ اس کی ماں اس کے باپ کے ہاتھ کیسے لگی جب کہ اس کے اجداد  
مجھو کچھ پر جا بے تھے کیوں کہ وہ سب تو دیں مرکھ پچھے تھے.... کوئی بھی مجھو کچھ کے زیر سایہ  
نہیں آیا تھا پھر اس کی ماں کہاں سے پُک پڑی۔!  
”یہ تو میں نہیں جانتی موسیو....!“

”پوچھ کر بتاؤ....!“

جولیا نے پھر چڑپڑ شروع کر دی اور صدر کی چڑپڑ سن کر فرانسیسی میں بولی۔ ”اس کی ماں  
کے جد امجد بعد میں پہاڑ سے اتر آئے تھے اور پیزارو کی اطاعت کر لی تھی۔!  
”کھلی ہوئی بکواس ہے.... جو وہاں چلے گئے تھے وہیں مر گئے ان میں سے کوئی بھی اتنا بے  
ضیر نہیں تھا کہ پیزاروں کی اطاعت کر لیتا۔!  
”پتا نہیں.... ہو گا کچھ....!“ جولیا نے لاپرواہی سے کہا۔

”اور یہ وہی زبان بولتا ہے جو مونٹے زوما کے دور میں پیزو کی زبان تھی....?  
”ہاں موسیو....!  
”تمہیں یقین ہے۔!  
”ارے میں خود بھی تو اسی زبان میں اس سے گفتگو کرتی ہوں۔!  
”یہ بندروں کی زبان تو ہو سکتی ہے لیکن جس زبان کا ذکر کر رہی ہو وہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔!  
”آپ ہماری توہین کر رہے ہیں موسیو....!  
اس پر ایڈا اونے اسکی نامعلوم زبان میں کچھ کہہ کر جولیا سے اس کا جواب مانگا تھا اور جولیا کا  
جگہ فتح ہو گیا تھا۔

”یہ ہے وہ زبان جس کا تم نام لیا تھا.... مونٹے زوما کے دور میں بولی جانے والی  
زبان.... تمہاری اطلاع کے لئے میں لاطینی امریکہ کی کئی قدیم زبانوں کا ہبہ ہوں....!“

”اور اسی سے یہ ہدایت بھی ملی ہو گئی کہ قدیم انگریز زبان کی پات کر کے میرے آدمیوں کو پوری طرح مطمئن کر دینا....!“  
 ”یہ ہماری اپنی حماقت تھی موسیو....!“  
 ”یہ حماقت نہ ہوتی تب بھی تم ایڈلاوا کو دھوکا نہیں دے سکتے میرے ذرا رائج لامحمد ود ہیں....!  
 میں نے معلوم کر لیا تھا کہ چیزوں کی حکومت نے کوئی آدمی نہیں بھیجا....!  
 ”آپ.... آپ.... ایڈلاوا....!“ صدر بوكھلا کر کھڑا ہو گیا.... اس کے جسم پر کچکی سی طاری ہو گئی تھی۔

”بیٹھ جاؤ....!“ ایڈلاوا نرم لجھے میں بولا۔ ”میرے سب ہی آدمی مجھے دیکھتے رہتے ہیں۔  
 ہزاروں دشمن بھی رکھتا ہوں.... اس کے باوجود بھی کوئی میرا کچھ نہیں بلکہ سکتا!“

”ایسا ہی ہو گا.... موسیو....! مجھے یقین ہے....!“

”اب تم دونوں کچھ دونوں تک میرے مہمان رہو گے.... پھر میں تمہیں آزاد کروں گا۔  
 ظاہر ہے کہ وہ چوہا تو اپنے بل سے نکلے گا نہیں.... پیدلوں کو کٹوٹا رہے گا.... لیکن ایسا نہیں ہو گا.... میرے ہاتھوں پیدل حفظ رہیں گے اور میں اس چوہے کو بل سے نکال کر مار ڈالوں گا.... اچھا اب تم دونوں آرام کرو.... تباہی کے علاوہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی....  
 تفریحات کے سارے سامان تمہیں اس وسیع تہہ خانے میں میں گے.... ایک چھوٹا سا پروجیکشن ہاں بھی ہے.... اٹلی کی بہترین فلمیں موجود ہیں.... خود چلاو اور دیکھو.... یا جس زبان کی فلمیں چاہو ہمیا کر دی جائیں!“

”بہت بہت شکریہ موسیو....!“ جولیا بولی.... لیکن اب ایڈلاوا اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا۔ ساری باتیں صدر سے مخاطب ہو کر کہی تھیں.... پھر وہ اٹھا اور انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ ایک لفت کے ذریعے وہ عمارت کی کھلی چھت پر جا پہنچا اور جیسے ہی اس نے چھت پر قدم رکھا تھا چھت کی وہ جگہ برابر ہو گئی جس سے خود برآمد ہوا تھا۔ اب وہ زینے طے کر کے ٹھلی منزل پر آیا اور الفروزے کے رہائشی کمروں کی طرف چل پڑا۔  
 وہ شاید دفتر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس کی آہٹ پر مڑا تھا اور پھر بوكھلائے ہوئے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

صدر بھی فرق جانتا تھا اس کی حالت بھی غیر ہو گئی۔

”اب تم دونوں بھوٹ پڑو....!“ ایڈلاوا بے حد سرد لجھے میں بولا۔ ”شپر ڈ خاصا طاقتور معلوم ہوتا ہے اور میرے اندازے کے مطابق تم بھی کم پھر تسلی نہ ہو گی۔!“  
 وہ دونوں دم بخود بیٹھے رہے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے ہی ان کی رو جس قبضہ کر لی گئی ہوں۔ ایڈلاوا انہیں غور سے دیکھے جا رہا تھا۔ یک یک غیر متوقع طور پر بے حد نرم لجھے میں ان سے پوچھا ”ایکس ٹو کے آدمی ہو....؟“

”ہاں موسیو....! اب اعتراض ہی کر لیا جائے....!“ صدر نے کہا۔

”میں نے کبھی کسی ماحت آدمی کو پریشان نہیں کیا.... وہ قابل معافی ہوتے ہیں مختصر ہے.... اس لئے تمہیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔!“

”ہر اضافہ پسند آدمی یہی سوچے گا.... موسیو....!“ جولیا بولی۔

”تم تو خاموش ہی رہو شریر لڑکی.... تم بہت تیز ہو.... اپنی قومیت بتاؤ....!“

”سوئیں ہوں موسیو....!“

”اور شائد تم وہی ہو....!“ ایڈلاوا صدر کو بغور دیکھتا ہوا بولا ”جس نے میرے نائب الفروزے کو ٹھرپنی پارک میں چلتی کیا تھا....!“

”تمہیں....! میں وہ نہیں ہوں بلکہ مجھے تو اس کا علم بھی نہیں.... وہ کوئی اور ہو گا....!“

”تمہیں احکامات کس سے ملتے ہیں....?“

”ایکس ٹو سے....!“

”مہماں بھی....!“

”ہاں موسیو....! وہ ہمیں مخصوص اوقات پر لا سکلی پیغامات بھیجا تھے۔!“

”کل کتنے آدمی بہماں آئے ہیں....?“

”یہ بتانا مشکل ہے موسیو....! ہم دونوں کو جواہکامات ملے ہیں بجالائے ہیں....!“

”ہم نے آج تک اسے دیکھا نہیں صرف آواز سننے ہیں....!“

”مجھے علم ہے....!“

”ہمیں پلٹو نیم کا گاہک بنانے کی بھیجا گیا تھا....!“

”میں نے آج تک کسی کی زبانی ایسی کوئی بات نہیں سنی....!“  
 ”میں اپنا تجربہ بیان کر رہا ہوں....ڈائیننگ روم سے میز اور کرسیاں غائب ہو گئیں تھیں  
 پھر واپس آگئیں....!“  
 ”کون سی لپی رہے ہو آج کل....!“  
 ”باس....!“

”میرا خیال ہے کچھ دنوں کے لئے سینٹ ونسٹ چلے جاؤ....معدنی چشمون کا پانی پیو....  
 شل کرو ٹھیک ہو جاؤ گے....بہر حال یہ مسئلہ اسی جگہ ختم کر دو....اگر یہ عمارت آسیب زدہ  
 ہی ہے تو میں ڈاں الفروزے کو بڑول سمجھ لینے پر ہرگز تیار نہیں....اب رہا اس لڑکی کا مسئلہ اگر  
 تم سے اسی قدر متاثر ہوئی ہے تو پیر دسے تمہارے پاس واپس بھی آسکتی ہے۔!  
 ”اگر یہ اس کے لئے ممکن ہو تا تو یہ تجویز ہرگز پیش نہ کرتی کہ تم ساتھ چلتا اور مجھے زبردستی  
 روک لیتا....!“

”یہ کہا تھا اس نے۔!  
 ”میں جھوٹ نہیں بول رہا باس....!“

”بس تو پھر فکر نہ کرو....اسے واپس آتا پڑے گا....میر دیں دنیا کی کوئی قوت اسے نہ  
 روک سکے گی....یہ میں کہہ رہا ہوں سمجھے....!  
 ”سمجھ گیا باس....!“ الفروزے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”اور معافی چاہتا ہوں اس  
 جمارت کی....!“

”سب ٹھیک ہے....میں دیکھوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!  
 ”بہت بہت شکریہ باس....!“ الفروزے کھل اٹھا۔

”ایڈلاو کر کے سے نکلتا چلا گیا....جب اس کے قدموں کی چاپ سنائی دینی بند ہو گئی تو  
 الفروزے کے ہونٹوں پر ایسی مسکراہٹ دکھائی دی تھی جیسے ایڈلاو کو الوبنا کر خوش ہو رہا ہو۔!  
 ”

”وہ دونوں بعافیت سرحد پار کر گئے....! ایڈلاو اپر مکون بجھ میں بولا۔  
 ”کب....؟“ الفروزے کے طبق سے یہ ”کب“ توپ کے گولے کی طرح نکل تھی۔  
 ”کیا مطلب....؟ تمہیں کیا ہو گیا....!“ ایڈلاو اسے گھورتے ہوئے بولا۔ ”تمہیں اس سے  
 کیا سر و کار....؟ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ اس بار میں کوئی خطرہ مول لوں گا۔ تمہارے حوالے کر دیں گا  
 کہ تم سرحد پار کر آؤ.... پہلے یہی سوچا تھا اور شاید تم سے کہا بھی تھا کہ تم انہیں وہاں تک پہنچاؤ  
 گے جہاں سے پلوٹو شم والی گاڑی انہیں سرحد پار کرنے کے لئے لے جائے گی۔!  
 ”پھر.... تو پھر....؟“

”شاید تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے.... تم چہلی بار ایڈلاو سے اس طرح سوال کر رہے  
 ہو.... اپنے کام سے کام رکھو.... تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہاری ایک بڑی، حماقت پر تمہیں  
 کوئی سزا نہیں دی گئی.... تمہیں اس رات اسٹریٹ کو اس طرح نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔!  
 الفروزے نشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہا گیا.... ایڈلاو اسے گھورے جا رہا تھا۔

”بب.... بہت بُرا ہوا باس....!“ الفروزے کچھ دیر بعد بڑا لایا۔  
 ”کیا ہے....؟ اوہر دیکھو میری طرف....!“ ایڈلاوانے سخت بجھ میں کہا۔  
 ”اس نے مجھے کہا تھا کہ وہ سرحد تک جا کر میرے ساتھ واپس آجائے گی۔!  
 ”اس کو اس کا مطلب....؟“

”وہ بہتیں میرے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔!  
 ”اور....؟ اس نے کہا تھا تم سے....؟“  
 ”کہا تھا باس....!“  
 ”تم نے پہلے کیوں نہیں تباہی۔!  
 الفروزے سر جھکائے کھڑا رہا.... ایڈلاو اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔  
 دفعتاً الفروزے نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ ”میں اس عمارت میں نہیں رہنا چاہتا۔...  
 یہ.... یہ آسیب زدہ ہے....!“

”مجھے جیرت ہے.... کیا تمہاری ذہنی حالت درست کی جا سکتی ہے۔!  
 ”میں غلط نہیں کہہ رہا باس....!“



سینٹ ونسٹ ایک پر فضا پہاڑی مقام تھا.... جہاں زیادہ تر معدنی چشموں سے فائدہ اٹھانے والوں کی بھیز نظر آتی تھی۔ مئی سے اکتوبر تک خاصی چل پہل رہتی تھی.... ہر طرف بزرگی سبزہ نظر آتا۔ یہاں ایک اعلیٰ درجے کا ہوٹل تھا اور پھر تیرے اور چوتھے درجے کے متعدد ہوٹل ہر طبقے کے سیاحوں کو سمینٹ رہتے تھے۔ اعلیٰ درجے کا ہوٹل وہی ”اپا“ تھا جس کا نام مریسا زو نے پلوٹنیم کی کھپ کے سلسلے میں لیا تھا۔ لہذا مریسا زو کے افسوس ناک انجمام اور یہ گل کی جاتی کے بعد بھلا عمر ان ادھر کارخ کیسے کر سکتا تھا۔ ایک تیرے درجے کے ہوٹل میں اس نے اپنے ساتھیوں کے لئے کمرے حاصل کئے تھے اور خود بھی وہیں رہ پڑا تھا۔ ساتھیوں میں صرف جیمسن اور میریانا شامل تھے جو زفاف کو پھر پچھے چھوڑ آیا تھا اس کی رنگت کی بناء پر ساتھ رکھنے کا خطہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ بوڑھے دیر یو نے کہا تھا کہ وہ لوگ بخوبی جاسکتے ہیں وہ اپنی اور جو زفاف کی حفاظت کر سکے گا۔

میریانا عمران کی عدم موجودگی میں اپنے چلنے کا انداز بدل دینے کی مشق کرتی رہی اور اس میں کامیاب بھی ہو گئی تھی۔ لیکن آواز پر قابو نہیں تھا۔ ایک دن عمران نے انہیں تو سینٹ ونسٹ میں چھوڑا اور خود اتنا کی طرف نکل کھڑا ہو۔ جیمسن کو بتا دیا تھا کہ کہاں جا رہا ہے لیکن میریانا تو اس سے بھی بے خبر رہی تھی کہ وہ کہیں باہر چلا گیا ہے۔۔۔ جب رات گئے تک اس کی واپس نہ ہوئی تو میریانا نے جیمسن کو گھوڑتے ہوئے کہا۔ ”تم دیکھ لیتا بالآخر ہمیں روئے کو اس کی لاش بھی نہ مل سکے گی۔“

”اچھا ہے..... میں تمہیں روتا ہوانہ دیکھ سکوں گا۔ عجیب مصکنہ خیز ٹھکل ہو جاتی ہے!“

”تم زیادہ بکواس نہ کیا کرو ورنہ پوچھ گے..... میرے ہاتھ سے کی دن....!“

”تم اپنے بربر ڈھپ کی باتوں سے مجھے بورنہ کیا کرو۔ کیا میں اس سے کم خوبصورت ہوں!“

”جیسے جھینگے....!“ وہ نہ اسامنہ بنا کر بولی تھی۔

دوسری صبح جیمسن نے اس سے کہا ”چو اپا پیشو چلیں..... ذرا معدنی پانی کی رہے...“

ہری آنٹی شنک ہو گئی ہیں جنگلی مرغیاں کھاتے کھاتے شاید جگ بھی کسی قدر متاثر ہے!“  
”میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی.... اپا پیشو کی کہانی نہیں سنی تھی اور پھر اس کے لئے اسی ہوٹل میں کیوں جائیں.... یہاں کمی اور چشمے ہیں۔!“

”ارے بابا تو نکلو بابر، کمرے میں مقید رہنے کے لئے تو نہیں آئے تھے!“

”عجج تباو کیا وہ تمہیں کوئی خاص کام بتا گیا ہے....!“

”یقیناً.... اور وہ خاص کام اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ خوش رکھوں اور اس کے بارے میں بتاتا رہوں کہ وہ کیا آدمی ہے!“

”بہت کچھ وہ خود ہی تاپچکا ہے.... میں اس سلسلے میں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں.... لیکن اس کے باوجود بھی اس کے ساتھ جو وقت گذرتا ہے مجھے اپنی زندگی کا حاصل معلوم ہوتا ہے!“

”تمہاری نفیات بہت پچیدہ ہے.... عام طور پر عورتیں ایسے مرد کو پسند کرتی ہیں جو بلدی سے قابو میں آجائے!“

”جدو جد کے بغیر حاصل ہو جانے والی چیزیں میرے لئے بے وقطت ہیں۔!  
”اچھا ایک بات بتاؤ!“

”دس بتاؤں گی جیسے پیارے تم پوچھو تو...!“

”اگر ایڈلاڈ کے ہاتھ لگ جاؤ تو تمہارا کیا حشر ہو گا....؟“

”کچھ بھی نہیں....! وہ بھی اسی قسم کا آدمی ہے۔ جو کچھ ہوتا تھا ہو چکا سے بھول جاؤ۔ ظاہر ہے کہ اس کا کوئی کیا بگاڑ لے گا۔ لہذا اسے پرواد بھی نہیں ہوتی ایک اسٹریم اسٹریم جاہ ہو گیا۔ بقیٰ رقم صائم ہوئی ہے وہ دوسرے ذرائع سے پھر پوری ہو جائے گی۔ اس کی بساط پر جو مہرے پڑے ہیں ان کی جگہ دوسرے لیں گے.... کوئی عورت اس سے بھاگ کر پھر اسی کی طرف پلٹ جائے تو وہ اسے اپنی فتح سمجھتا ہے۔ اگر میں اس سے کہہ دوں گی کہ میں نے صرف اس نے خود کشی کرنی چاہی تھی کہ وہ مجھے ہاتھ لگا چکا تھا۔ اس کے بعد کسی اور کی قربت پر میں نے موت ہی کو ترجیح دیا مناسب سمجھا تھا تو جانتے ہو کیا ہو گا!“

”کیا ہو گا....?“

”الفروزے سے جیسے کام کے آدمی کو میرے ہی ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر وادے گا!“

”تم نے تو کہا تھا کہ سزا بھی تمہیں ہی ملے گی۔ وہ الفروزے یا اس کے آدمیوں سے کچھ نہیں کہے گا کیوں کہ وہ اس کے لئے کام کے آدمی ہیں۔!“

”میں نے غلط کہا تھا کیونکہ میں اپنی اس توہین کے بعد واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔!“

”پھر وہ تمہاری بازیافت کے لئے کیوں اس قدر کوشش کر رہا تھا جب کہ تم اسے کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا سکتیں۔!“

”محض ایک واقعہ کی بناء پر.... شائد میں نے تم لوگوں کو بتایا تھا۔!“

”اچھا وہ کوئی حاکم جو اس سے ملا چاہتا تھا اسی سے اس کے بارے میں پوچھ جیٹھا تھا اور وہ اس سے اس شکل میں نہیں ملا تھا جس میں خیر انڈیش کا عملہ اسے جانتا تھا۔!“

”میرا بھی خیال ہے کہ اسی وجہ سے وہ مجھے اپنے ہی پاس رکھنا چاہتا ہے لیکن کسی عورت کا قتل اس کے ہاتھوں یا اس کے حکم سے.... ناممکن قطعی ناممکن....!“

”تو پھر ایسا کرو کہ اس کے پاس چل جاؤ۔... اس طرح ہم اور آسانی سے اس پر ہاتھ ڈال سکیں گے۔!“

”یکواں مت کرو.... میں ایسا نہیں کروں گی.... کسی کے لئے بھی نہیں حتیٰ کہ ڈھپ کے لئے بھی نہیں.... وہ مجھ سے کبھی ایسا نہ کہتا.... جیسے جھینگے میں اس انداز میں تم لوگوں سے معاونت نہ کر سکوں گی۔!“

”ارے تم تو نہ امان گئیں....!“

”میں اب صرف اپنے بربر سے قریب رہنا چاہتی ہوں۔ خواہ یہ ساتھ عارضی ہی کیوں نہ ہو۔!“

”یہ بر بر بھی پتا نہیں کس مٹی کا بنائے اور میں اس کو یہاں اسی لئے لایا تھا کہ کسی اسپاہیں کچڑ کا تھرمل باٹھ دلوں سکوں تاکہ اس کی کھال پر جو چکنے والا مادہ پیا جاتا ہے اس کا صفائی ہو سکے۔!“

”تم آخر اتنی بکواس کیوں کر رہے ہو....؟“

”وہ آج تک کسی بھی عورت کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوا۔... میرا مطلب یہ ہے کہ اس کی زندگی میں عورت کی گنجائش ہی نہیں ہے۔... نہ جانے کتنی عورتوں کی زندگیاں اس کی وجہ سے سنور گئی ہیں۔!“

”یہی احسان تو مجھے اس سے قریب رکھنا چاہتا ہے کہ وہ سچا ہمدرد اور دوست ہے اور اسی لئے

میں ایڈلاوا کے سلسلے میں اس کی مدد صرف اس حد تک کرنا چاہتی ہوں کہ وہ ایڈلاوا سے مارنے کھانے پائے۔.... یقین کرو یہ پہلا مرد ہے جس نے مجھے ان نظروں سے نہیں دیکھا جن نظروں سے مرد عورتوں کو دیکھتے ہیں۔!“

”چچ ہے....!“

”خاموش رہو۔.... ورنہ جوچ جھینگے ہی کی طرح تمہاری کھال اتار دوں گی۔!“ جیسے دانت نکالے اس کی آنکھوں میں دیکھا رہا پھر بولا ”تم نے ابھی ایک غلط بات کہی تھی۔!“

”میں نہیں سمجھی۔!“

”تم نے کہا تھا کہ وہ کسی عورت کا قتل گوارہ نہیں کر سکتا لیکن شاید تم اس لامنج کی جاہی بھول گئیں جس کا ذکر تمہارے بر بردھمپ نے کیا تھا۔ اس پر بھی تو ایک لڑکی تھی۔!“

”ضروری نہیں کہ ایڈلاوا کو اس کا علم ہو۔.... مختلف لوگوں کے سپرد مختلف کام ہیں اور وہ خود بخود انہیں مزید کسی ہدایت کے بغیر سر انعام دیتے رہتے ہیں۔ جو لوگ ان اسمگلروں کی گرانی کرتے رہے ہوں گے۔.... انہوں نے ایڈلاوا سے براہ راست احکامات لینے کی ضرورت ہی نہ محسوس کی ہو گی۔!“

”خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ تو مذہب اتحاد کی کیسی رہے گی۔!“

”مجھے ضرورت نہیں ہے جلدی امر ارض کے لئے ہوتا ہے کچڑ کا غسل۔۔۔!“

”میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کس طرح کیا جاتا ہے۔۔۔!“

”کچڑ کو تالابوں میں اکھا کیا جاتا ہے۔ ان میں مختلف معدنی نمکیات ملا ہوا پانی بھی شامل ہوتا ہے مخصوص نمیں کچڑ کا خیال رکھا جاتا ہے اور پھر اسی کچڑ کا پلاسٹر کر دیا جاتا ہے مریضوں کے جسموں پر۔۔۔ تم تو بالکل گندے جھینگے لگو گے مذہب اتحاد لیتے وقت۔۔۔!“

”میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔!“

”تمہارا چلے جاؤ۔۔۔ اس کی عدم موجودگی میں باہر نہیں جاؤں گی۔۔۔ اور سنو ہبھر بھی ہے کہ چلے جاؤ۔۔۔ وہاں کوئی نہ کوئی لڑکی مل ہی جائے گی۔ وقت گزار لو گے۔۔۔ اور میں بالکل خاموشی سے وقت گزارنا چاہتی ہوں۔!“

پھر جیسے نکل کھڑا ہوا تھا۔۔۔ جانے کہاں کہاں مارا مارا پھر ایکن میریا ناکی چیز گوئی پوری نہ

پر صدر کی کال ہو ہی جائے۔ فرانس میٹر کا سوچ دو منٹ پہلے ہی آن کر دیا تھا اور پھر اس کی توقع پوری ہی ہو گئی.... صدر اسے کال کر رہا تھا۔ اس کی کالیں اور دو میں ہوتی تھیں اور وہ اسے ایکس ٹو ہی کہہ کر مخاطب کرتا تھا تاکہ ایکس نو کا نام ایڈ لاوا یا اس کے کسی آدمی کے کان میں پڑھی جائے تو یہ کہم کچھ زیادہ ہی مرعوب کرنے والی بن جائے گی۔ عمران نے اس کی کال کا جواب دیا تھا لیکن گفتگو کا آغاز ہوتے ہی اس کے کان کھڑے ہو گئے.... صدر کی آواز تو صاف پیچان لی تھی لیکن وہ خلاف معمول اردو کی بجائے انگریزی زبان استعمال کر رہا تھا۔ حالانکہ عمران نے اردو کے علاوہ کسی اور زبان کے استعمال پر پہلے ہی پابندی عائد کر دی تھی۔ صدر کہہ رہا تھا "اسکیم شاید بدلتی ہے... روانگی کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ دوسرا آئندہ پیغام کل بارہ بجے دن... اور اینڈ آں....!" فرانس میٹر کا سوچ آف کر کے بڑا لیا۔ "تو یہی اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم دونوں دھر لئے گئے ہو....!" وہ آج ہی اوستا پہنچا تھا۔ اس سے قبل کے پیغامات میں صدر اسے جو لیا اور الفروزے کے روز افزوں عشق کی داستانیں بھی سناتا رہا تھا اور اسی سلسلے میں ان تفریح گاہوں کے نام بھی بتائے تھے جہاں جہاں وہ انہیں لئے پھر رہا تھا۔ لہذا بہ اب ان دونوں کی صحیح پوزیشن اسی طرح معلوم ہو سکتی کہ عمران ان تفریح گاہوں کو کھنگاں ڈالتا۔ صدر کے بیان کے مطابق الفروزے نے گھر سے تھانہ لکھا ہی چھوڑ دیا تھا۔ وہ دونوں ضرور ہوتے تھے اسکے ساتھ.... پھر وہ اس جگہ سے اٹھ ہی رہا تھا کہ کسی ہیلی کا پڑ کی گرج سنائی دی ساتھ ہی اس کی چھٹی حس نے بھی اسے جھنگوڑا تھا وہ بڑی تیزی سے نشیب میں اترنے لگا۔ مسط زمین پر پیچ کر تو باقاعدہ دوڑ لگادی تھی۔ ہیلی کا پڑ کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی۔ اس چٹان کے اوپر پیچ کر ہیلی کا پڑ نضا میں معلق ہو گیا جس پر ذرا دیر پہلے عمران نے صدر کی کال ریسیو کی تھی اور مزید کچھ دیر بیٹھا اسی کے متعلق سوچتا رہا تھا۔ حالانکہ اب خاصاً نہیں رجھیں گیا تھا لیکن تاروں کی چھاؤں میں ہیلی کا پڑ کا ہیولا صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران ایک جگہ رک کر حریت سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اچانک مشین گن کی فائر ٹرگ سنائی دینے لگی تھی۔ اس نے دوبارہ دوڑنا شروع کر دیا۔ فائر ٹرگ ہیلی کا پڑ سے اسی چٹان پر ہوئی تھی جس پر سے عمران نے اپنی اس دوڑ کا آغاز کیا تھا۔

کچھ دیر بعد سناثا چھا گیا اور ہیلی کا پڑ کی آواز بھی بتدربیج دوڑ ہوتی تھی عمران زمین پر گر کر ہانپہنچ گا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آئے گا۔ کیا صدر کی کال ریسیو

ہو سکی کہ اسے بھی کہیں نہ کہیں کوئی لڑکی مل ہی جائے گی۔ تھا ہمارا شام کو واپس آیا تھا لیکن کمرہ خالی دیکھ کر ابھن میں پڑ گیا.... میریانا کا سوٹ کیس بھی موجود نہیں تھا۔ تو گویا اس نے اسے اسی لئے باہر بھیجا تھا۔ وہ جلدی جلدی اپنی چیزیں بھی چیک کرنے لگا اور پھر ایک طویل سانس لے کر آرام کری ہی پر گر پڑا.... کیونکہ وہ اس کا جیبی فرانس میٹر بھی لے گئی تھی۔



عمران ان دونوں کے لئے منتظر تھا۔ آج پانچویں دن تھا کہ ان کی طرف سے کوئی لائلی پیغام نہیں ملا تھا۔ وہ ان اوقات پر جیبی فرانس میٹر کا سوچ ضرور آن کر دیتا تھا جو گفتگو کے لئے پہلے سے طے کر لئے گئے تھے۔ لیکن صدر کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ پانچ دن پہلے اس نے اطلاع دی تھی کہ جو لیا الفروزے پر ہاتھ صاف کر دینے میں کامیاب ہو گئی ہے اور عنقریب یہ معلوم ہو جائے گا کہ سرحد کب پار کرائی جائے گی۔ الفروزے کی مخصوص جگہ پر ان دونوں کو پہنچائے گا۔ وہاں سے مال بردار گاڑی میں بیٹھ کر وہ سرحد کی طرف جائیں۔ گمان غالب ہے کہ "ڈرائیور مطلوبہ آدمی ہی ہو گا جو اس مال بردار گاڑی کو ڈرائیور کرے گا۔ الفروزے بھی ساتھ ہو گا کیونکہ جو لیانے اس سے وعدہ کیا ہے کہ وہ سرحد پار نہیں کرے گی بلکہ غیر متوقع طور پر الفروزے کے ساتھ واپس چلی آئے گی۔ اور صدر یعنی اس کا پاس آلن ٹھپر ڈبے بل آدمیوں کی طرح سرحد پار کر جائے گا۔ وہاں کوئی بکھیرا کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ بات الفروزے کی سمجھ میں آگئی ہے اور وہ اس کی تجویز سے متفق ہو گیا ہے!

صدر اور جو لیا کو الفروزے تک پہنچانے کے لئے عمران کو بڑے پا پڑ بیٹھنے پڑے تھے۔ اس نے کچھ پیرود کے ذریعے رابطہ قائم کرایا تھا اور پیرود کے سفارت خانے کے ایک ذمہ دار آدمی نے "خیر اندیش" سے اس سودے کی بات چیت کی تھی۔ پھر جب صدر نے وہاں پیچ کر اطلاعات دینا شروع کی تھیں تو عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ ایڈ لاوا اخود ہی انہیں سرحد پار کرائے گا اور پھر وہ دیکھ لے گا ایڈ لاوا کو....!

اس وقت وہ اسٹا میں ایک دیر ان مقام پر بیٹھا واقعہ گذار رہا تھا اس موقع پر کہ شاید معینہ وقت

کرنے کی بنا پر اس کی اتنی درست نشان دہی ہوئی تھی....؟ حیرت انگیز.... کیا ایسا لاوا کے پاس کوئی ایسا آہہ بھی موجود ہے جو لاسکلی کاں کا جواب ملنے کی جگہ کا فاصلہ، زاویہ اور سمت بتائے۔ اتنی صحیح نشان دہی کر سکے.... جس کا ثبوت یہیں کاپڑے نے ذرا دیر پہلے دیا تھا۔ وہ اس چیزان پر سے فور آئی نہ بھاگ کھڑا ہوتا تو یہیں کاپڑے کی جانے والی گنگ اسے جھٹلی کر دیتی۔

کچھ دیر بعد سانسوں پر قابو پا کر وہ پھر اٹھا اور آبادی کی طرف چل پڑا۔ خدشہ تھا کہ کہیں کوئی شیم یہیں کاپڑ کی کار کردگی کا جائزہ لینے نہ پہنچ جائے۔

اوشاپروانس کی راتیں خوش گوار ہوتی تھیں تفریق گاہیں بھری پڑی نظر آئیں ہواں میں لطیف سی ننکی ذہنوں کو تازگی بخشی رہتی۔۔۔ یہاں عمران نے دوسرے درجے کے ایک ہوٹل میں قیام کیا تھا اور اب بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ کوئی ایسی حرکت اس سے سرزد نہیں ہوتی تھی جس کی بناء پر دوسروں کی توجہ اس طرف مبذول ہو سکتی۔ ایسے ملبوسات کا استعمال بھی ترک کر دیا تھا جن میں اس کی شخصیت دوسروں سے نمایاں لگتی۔۔۔ ایک شریف سیاح کی سی دھنچ بنائی تھی جو صرف دیباں یکھنے اور تحریرہ جانے کے لئے گھر سے نکلا ہو۔

صفدر کی کال کے سلسلے میں پہلے جو شہہ پیدا ہوا تھا وہ یہیں کاپڑ کی فارنگ کے بعد یقین کی شکل اختیار کر چکا تھا وہ ضرور پکڑے گئے تھے۔۔۔ اس کے باوجود بھی وہ ان تمام تفریق گاہوں کے چکر کا نتا پھر رہا تھا جن کے حوالے صدر نے اپنے پچھلے لاسکلی روابط میں دیے تھے۔ بالآخر آئی کولانے کے ریکر نیشن ہاں میں الفروزے نظر آئی گیا۔ لیکن وہ دونوں اس کے ساتھ نہیں تھے اور خود بھی کچھ بجا بجا سانظر آرہا تھا۔ اس کی میز پر کئی بو تلیں اور سائیفن موجود تھے۔ ویسے کوئی ساتھی بھی نہیں تھا۔ تنہا تھا اپنی میز پر۔۔۔ بیتیری میز میں خالی تھیں کیونکہ یہاں بیٹھتا کون تھا۔ ساری بھیز تور قص کے فرش پر ہوتی تھی۔۔۔ بس تھکے تھکائے جوڑے ذرا دیر کو کہیں نکلتے اور پھر ناپنے چل دیتے۔۔۔ بلند آہنگ منسقی سے ہاں گونج رہا تھا۔ عمران بیٹھنا تو چاہتا تھا لیکن تنہا نہیں۔ اتفاقاً الفروزے کے قریب ہی کی میز پر دو سیخ عورتیں نظر آئیں۔ چالیس سال سے کم نہ رہی ہوں گی۔ چھوٹی سے گھر میوپن ظاہر ہوتا تھا۔۔۔ عمران آہستہ ان کی طرف بڑھا اور قریب پہنچ کر بڑے ادب سے بولا۔ ”معزز خواتین مخدرات خواہ ہوں۔۔۔ عظیم اٹلی میرا موضوع ہے اور میں ایک طالب علم سیاح ہوں۔“

دونوں حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔۔۔ اس نے پھر کہا تھا۔ ”آپ اٹلی کی اصل پلجر کی نمائندہ نظر آئیں۔۔۔ اسی لئے اگر اسے بد تہذیبی خیال نہ کریں تو ذرا دیر گفتگو کا خواہش مند ہوں!۔“

”کیوں نہیں۔۔۔ کیوں نہیں!۔“ ان میں سے ایک مسکرا کر بولی۔ ”بیٹھو۔۔۔ خوش آمدید!۔“

عمران ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بڑے ادب سے بیٹھ گیا۔ لیکن ایسی کرسی منتخب کی کہ رخ الفروزے ہی کی طرف رہے دونوں خواتین داکیں باکیں تھیں۔ الفروزے اس کے مقابل ہی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں تھرکتے ہوئے جوڑوں پر گلی ہوتی تھیں۔

”یہاں سے آئے ہو۔۔۔؟“ دوسری عورت نے پوچھا۔

”مصر سے سی نورا۔۔۔ اٹلی کی تاریخ میرا موضوع ہے۔۔۔ اوشا کے آثار قدیمہ خصوصیت سے تفصیلی مطالعہ میں ہیں۔۔۔ کیا بات ہے اوشا کی رومن آگٹا پر ٹیوریا۔۔۔ جب میں آنکھیں کی محراب سے گزر کر شہر میں داخل ہو رہا تھا تو آنکھیں قدیم رومن تہذیب کے خوابوں میں کھوئی ہوتی تھیں!۔“

”تم بہت پڑھے لکھتے ہوئے اطاہلو بیوں کے سے انداز میں اطاہلو بیول رہے ہو!۔“ پہلی عورت بڑے بیمار سے بولی۔ ”کسی غیر ملکی سے اپنی زبان سن کر عجیب سالاکاؤ محسوس ہوتا ہے مجھے!۔“

”اور میں آپ دونوں میں اٹلی کی اسی عظمت رفتہ کی جھلکیاں دیکھ رہا ہوں اس بھیز میں کیا رکھا ہے۔۔۔!“ عمران نے رقص کرنے والوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”ان کے پاس اپنا کیا ہے۔۔۔ لباس جانے کہاں سے لائے ہیں اور افریقہ کے وحشی قبائلوں کی طرح اچھل کو درہ ہے ہیں!۔“

”ان کے اندر اطالیہ دم توڑ رہا ہے۔۔۔!“ دوسری عورت نے قابلیت چھانٹے کی کوشش کی تھی۔ اتفاقاً اسی دوران میں عمران اور الفروزے کی نظریں ملی تھیں اور عمران نے غیر ارادی طور پر اسے آنکھ ماری تھی۔ وہ ایک دم جھر جھری سی لے کر اسے گھورنے لگا تھا۔ عمران جلدی سے دوسری عورت کی طرف جھک کر بولا۔ ”میں دوڑاں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ۔۔۔!“

”ہاں۔۔۔ ہاں بولو۔۔۔ کیا معلوم کرنا چاہتے تھے!۔“

عمران نے آہستہ سے راز دارانہ لمحے میں کہا۔ ”کیا یہاں کوئی ایسا خیراتی ادارہ موجود ہے جو

میری مدد کر سکے میں بالکل قلاش ہو گیا ہوں اپنے سفارت خانے سے اس لئے رجوع نہیں کرنا  
چاہتا کہ وہاں میری ایک خاندانی دشمن بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے ایزیاں رگڑ کر رہا جانے پر مجبور کردے گا  
ائٹی کے کسی نیک دل آدمی کو بھی میری مدد نہیں کرنے دے گا۔!

وہ اس انداز میں آہستہ آہستہ بول رہا تھا کہ الفروزے اس شہبے میں بتا ہو سکے کہ شاید گفلگو  
اسی سے متعلق ہو رہی ہے۔ تیجہ خاطر خواہ نکلا تھا۔ الفروزے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبانے انہیں  
گھوڑے جارہا تھا اور ادھر دونوں عورتیں اس اکشاف پر بالکل ہی بجھ کر رہ گئی تھیں اور اسکے  
چہرے آکتا ہوں کی آماجگاہ بن گئے تھے۔

”نہیں سی نور....! ہم کسی ایسے ادارے سے واقف نہیں....!“ ایک عورت بولی اور پھر  
اس نے دوسری سے کہا۔ ”اب چلتا چاہئے.... بہت دیر ہو گئی ہے....!“ پھر وہ اسے دیں بیٹھا  
چھوڑ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ عمران نے طویل سانس لی۔ الفروزے کی طرف  
دیکھا اور پھر جھپٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ الفروزے اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف آیا تھا اور  
بھرائی ہوئی آواز میں بولا تھا۔ ”خبیث آدمی....! کیا میں تم سے ان کھوٹ بوز ہیوں کا سودا  
کروں گا۔!“

وہ نئے میں بھی معلوم ہوتا تھا بالا نوش ضرور تھا۔۔۔ لیکن اس وقت اس سے بھی بچھ زیادہ ہی  
ہو گئی تھی۔

”میں نہیں سمجھا سی نور....!“ عمران بھی اٹھتا ہوا بولا۔ الفروزے قد میں اس سے قریباً  
گیارہ اچھے اور جارہا تھا۔

”تم نے کیا سمجھ کر آنکھ ماری تھی۔!“

”یہ آپ کہہ رہے ہیں!“ عمران گنتگو میں مناسب الفاظ استعمال کر رہا تھا لیکن لہجہ آخر تھا۔!

”تم سمجھتے ہو کہ میں کوئی گھلیا شیٹ کا آدمی ہوں....ہاں اگر کوئی ڈھنگ کی ہو تو لاد....!“

”مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے آپ جیسے گفام کو آنکھ ماری ہو.... لیکن کیا آپ مجھے  
عورتوں کا دلال سمجھ رہے ہیں....!“

”پھر تم کون ہو....!“

”میں کوئی بھی ہوں.... تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔!“

”گھونسہ مار کر چپتا کر دوں گا۔!“

”باہر چلو تو بتاؤں اگر یہ پہاڑ ریزہ ریزہ نہ کر دوں تو شمال کے خانہ بدشوش کا خون نہیں گدھی  
کا پیشاب دوڑ رہا ہے میری رگوں میں....!“

الفروزے نے اسے حقارت سے دیکھا تھا اور بولا تھا۔ ”آؤ....!“

پھر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے پچھے چل رہا تھا۔ ساتھ ہی الہر لجھے  
میں کہتا بھی جا رہا تھا۔ ”پتا نہیں کیا سمجھ لیتے میں خود کو یہ لبے چوڑے لوگ.... ہوش ہی میں  
نہیں رہتے۔!“

”الفروزے سن رہا تھا اور خاموشی سے چلا جا رہا تھا لیکن دروازے تے گذر کر اچاک مڑا تھا  
اور اس کا گھونسہ کسی گرز ہی کی طرح عمران کے سر پر پڑا ہوتا۔ لیکن شاید وہ اس لئے اس نے  
دلاتا ہوا آیا تھا کہ باہر نکلتے ہی وہ اس پر حملہ کر بیٹھے۔ گویا پہلے ہی سے اس کے لئے تید تھا لہذا امار  
کھا جانے کا امکان ہی نہیں تھا۔ پھر تی سے جھکائی دے کر باہمی جاتب ہٹ گیا۔ دیوار پر پڑا تھا  
الفروزے کا گھونسہ اور وہ خود ہی تکلیف سے بلبلا اٹھا تھا۔ پھر تو کھوڑپی سے بالکل ہی آؤٹ ہو گیا۔  
دوبارہ چھپتا عمران پر اور عمران نے برآمدے سے پورچھ پر چھلانگ لکائی۔

”زندہ نہیں چھوڑوں گا....!“ وہ دہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ عمران اس چکر میں تھا کہ دوسروں  
کی پہنچ سے دور لے جا کر اس کی مرمت کرے۔۔۔ یہی ہوا بھی۔۔۔ پارک کے ایک نیم تاریک  
گوشے میں اچاک مڑ کر اس نے الفروزے کے سینے پر نکلماری اور وہ اس غیر متوقع تھے کی تاب  
نہ لا کر چاروں خانے چت ہو گیا۔ وہ تو سمجھ رہا تھا کہ اکھڑ خانہ بدشوش اب اس سے خائن ہو کر نکل  
جانا چاہتا ہے۔ شراب نے دیے بھی دماغ گھما کر رکھا تھا۔ بہر حال گرا تو پھر اخھنا نصیب نہ ہو سکا۔  
عمران چھلانگ لگا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا تھا اور پھر کسی ہزار پاکی طرح اس کے جسم سے چمٹتے  
ہوئے سر گوشی کی ”پلوٹو نیم کب جا رہا ہے۔!“

الفروزے کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔۔۔ اور عمران کے بیرون کی گرفت اور سخت ہو گئی۔

”سخت.... تم کون ہو....?“

”یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم بتاؤ کہ آج وہ دونوں تمہارے ساتھ کیوں نہیں ہیں۔!“

”تیچ.... ٹپے گئے....!“

”بکواس ہے....!“

”ویکھو....!“ وہ ہانپاٹ ہوا بولا۔ ”اگر تم ایکس ٹو کے آدمی ہو تو.... میں .... تھت تو

میں ....!“ وہ اس کے بعد کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ عمران کی گرفت بندوقی سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھی۔ الفروزے کے عضلات بھی سخت ہی تھے۔ لیکن گوشت کی زیادتی کی بناء پر وہ کسی حد تک ناکارہ ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ اس لئے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران کی ہڈیاں اُس کی کمال پھاڑاتی ہوئی گوشت ہی میں اتر جائیں گی۔!

”خاموش کیوں ہو گئے بولو.... پہلاں کے بیٹے....!“

”تم اگر ایکس ٹو کے آدمی ہو تو میں تم سے ایک خفیہ معابدہ کرنا چاہتا ہوں۔!“

”تم اپنیں ہوا مریکہ نہیں ہو پیدا رہے۔!“

”مم.... میری بات سمجھنے کی کوشش کرو.... مجھے اٹھنے دو.... دوستوں کی طرح نہ ملوں تو کتیاکی اولاد سمجھنا۔!“

”ایکینی بات کے پکے ہوتے ہیں....!“ عمران بولا۔ ”میں ضرور یقین کروں گا.... تمہارے قول پر!“ عمران نے یک لخت نہ صرف گرفت ڈھیلی کر دی بلکہ اسے چھوڑ کر ہٹ بھی گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس کے بعد اسے زمین سے اٹھنے میں مدد بھی کی تھی.... الفروزے کھڑا ہانپاٹ رہا۔ پھر عمران نے اندر ہیرے میں اس کا دباؤ باساقہہ ساختا۔

”میں مطمئن ہوں....!“ عمران بولا ”کوئی کہتے ہو....؟“

”پہلے مجھے نہ لینے دو....!“

”ضرور شنو....!“

”وجہ نہیں پوچھو گے....!“

”طبعیت ہے اپنی اپنی میں پٹھے کے بعد بچھوٹ بچھوٹ کر روتا رہا ہوں تم جنتے ہو.... وجہ پوچھ کر کیا کروں گا....!“

”یہ بات نہیں ہے.... تم وہی مردود یوتانی طالب علم معلوم ہوتے ہو.... میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔!“

”لیکن میری بے بی پچھر گئی۔!“

الفروزے کا قہقهہ دور دور کے گو نجا تھا۔!

”چلو اپس چلیں....!“ وہ بلا آخر بولا۔

”کہیں اور.... اب وہاں نہیں....!“ عمران بولا۔

”کہیں اور سکی.... آؤ میری گاڑی موجود ہے۔!“

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنسی دی اور الفروزے کے ساتھ چل پڑا۔ الفروزے نے اس کے لئے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا اور خود گھوم کر اسٹیر گ کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ دس منٹ بعد وہ فویشیو میں پہنچتے اس کا پارک بھک نور بنا ہوا تھا۔ حالانکہ خاصی خنکی تھی لیکن لوگ کھلے ہی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ الفروزے نے ایک گوشہ منتخب کیا جہاں آس پاس میزیں غالی پڑی تھیں۔!

”میا پیٹھ گے....!“ اس نے عمران سے پوچھا۔  
”سمانی....!“

”صرف....?“

”پر دلیں میں اس سے آگے نہیں بڑھتا۔!“

”ایسی لئے شیطان کے داوا ہو....!“ الفروزے اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا یا۔ عجیب ہاپ تھا اس کا.... قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس کے ہاتھوں زک اٹھائی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے برسوں کا پچھڑا ہوا کوئی دوست ملا تھا۔!

”میا تم ہی ایکس ٹو ہو....?“ الفروزے نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

اس پر عمران نہیں کر بولا تھا۔ ”اس کا ایک ادنیٰ خادم.... وہ تو صرف ایک بہت بڑا دماغ ہے... خود حرکت نہیں کرتا... صرف پلانگ کرتا ہے۔ ہم لوگ تو اس کی بساط کے مہرے ہیں۔!“

”اس کے مہروں نے ایڈلا اوکو تھکاما را تھا۔!“

”پیدلی مات ہو گی....!“ عمران خنک لجھے میں بولا۔ ”اب تم کام کی بات کرو.... مجھے لیتیں نہیں آتا کہ پلوٹو شم سرحد پار کر گیا....!“

”ایڈلا اوکا بیان ہے.... میں کچھ نہیں جانتا.... میں تو ہمیشہ اسٹیر پر ہی رہا ہوں....!“

”وہ دونوں ہی لے گئے ہیں یا کوئی اور بھی تھا....?“

"میری دانست میں کوئی چوتھا آدمی ہرگز نہ رہا ہو گا۔" الفروزے بولا۔ "میں صرف عزم حکم ہوں.... ذہانت نہیں رکھتا.... کائنٹ کر سکتا ہوں.... پلانگ نہیں کر سکتا.... ایڈ لاوا مجھے دلہوزر کی جگہ استعمال کرتا ہے!"

"میرا یہی اندازہ تھا....!"

"وہ اس تنظیم کا ذہن ہے اور میں جسم.... لیکن اس نے میری خواہشات کا گلا گھونٹ دیا زندگی میں پہلی بار ایک دلکش عورت نے مجھے چاہا تھا۔ ایڈ لاوانے اسے مجھے سے چھین لیا۔"

"اس سے برا کمینہ پن اور کوئی نہیں ہو سکتا....!" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ پھر الفروزے نے ٹولی ٹو گواں کی کہانی شروع کر دی۔ عمران خاموشی سے ستارہا لیکن

بات جب تک اپنے زبان تک پہنچتی تو وہ اپنی کھوپڑی سہلائے بغیر نہ رہ سکا۔!

"وہ اس کا ترجیح فرانسیسی میں کرتی ہوئی اتنی بھلی لگتی تھی کہ کیا بتاؤں۔!" "کیا ایڈ لاوا کی موجودگی میں بھی بھی ان کی زبان اور فرانسیسی ترمیم کی ہوئی تھی یا نہیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"مجھے تو نہیں یاد پڑتا.... لیکن تمہرے....! مجھے سوچنے دو.... اوہ ہاں.... پہلی بار جب وہ اچانک ان کی موجودگی میں پہنچ گیا تھا۔"

عمران نے منہ چلا کر شہنشہ سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

"لیکن تم نے یہ کیوں پوچھا تھا....؟"

"ایڈ لاوا چاہتا تو خود ان سے اسی زبان میں لفظ کر سکتا تھا۔!" عمران بولا۔

"میں ایڈ لاوا کے متقلق اس حد تک نہیں جانتا۔!" الفروزے اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں جانتا ہوں.... وہ اسی خاندان کا ایک بچا چھا آدمی ہے جس کی حکومت اپنی حملہ آور فرانسکو پزارد کے حملے کے وقت ڈبر دیں تھی.... مونے زدماں کی نسل کا آدمی ہے۔"

"کمال ہے.... میں پندرہ سال سے....!"

"تم نے آج تک اس کی اصلی ٹھکلی نہ دیکھی ہو گی۔"

"تم لوگ بہت کچھ جانتے ہو....!"

"ایڈ لاوا.... اسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے آواز یعنی آواز....!"

"خدا کی پناہ....!" وہ عمران کو حیرت سے دیکھے جا رہا تھا۔

عمران دیڑ کی طرف متوجہ ہو گیا جو کافی اور شراب کی بوشن لایا تھا۔ اس کے رخصت ہو جانے پر الفروزے نے بقیہ کہانی شروع کر دی اور اختتام پر بولا۔ "اس نے میری لاعلی میں نہیں سرحد پار کر دی ورنہ اگر میں ساتھ ہوتا تو وہ وابس آ جاتی۔!"

"مجھے یقین ہے کہ وہ واپس آگئی ہو گی....!" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"میسا کہہ رہے ہو....!" الفروزے اچھل پڑا۔

"پر سکون رہو.... میں غلط نہیں کہہ رہا.... وہ ایڈ لاوا کے ساتھ ہی پلت آئی ہو گی۔ اگر تمہیں اتنا چاہنے لگی تھی.... لیکن ایڈ لاوا اسے ہڑپ کر گیا۔!"

الفروزے کی مٹھیاں کھلنے اور بند ہونے لگیں.... چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں اپنے طقوں سے ایڈ پڑھی تھیں۔ بالآخر وہ پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔ "میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" پھر اس نے ایڈ لاوا کے خلاف ٹکوٹ کا ففتر کھول دیا تھا۔ اس عمارت کا بھی ذکر کیا جہاں خود مقیم تھا۔ تھہ خانوں پر بات چلی اور اس نے عمران کو بتایا کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ تھہ خانے میں داخل ہونے کا راست نہیں تلاش کر سکا۔!

"دونوں مل کر تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔!"

"اگر وہ مل گئی تو میں تمہیں مالا مال کر دوں گا تم لوگ بھی چاہتے ہوئے... ایڈ لاوا امار ڈالا جائے۔!"

"کھلی ہوئی بات ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا بس اس کی لاش دیکھنا چاہتا ہے۔!"

"تم جیسا کوئی پھر تیلا اور زین آدمی میرے ساتھ ہو تو یہ ناممکن بھی نہیں۔.... میں نے اپنی اتنی زندگی اس کے ساتھ خواہ خواہ بر باد کر دی.... نہ وہ وفاوں کا صلدہ دے سکتا ہے اور نہ خود کسی کا وقار اور رہ سکتا ہے۔!"

"میں کوئی نئی اسکیم ترتیب دوں گا تم بے فکر ہو.... ٹولی ٹو گواں تم تک ضرور پہنچے گی۔!"



وہ دونوں تھے خانے ہی میں تھے اور یہاں انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ لیکن بقیہ دنیا سے کٹ کر رہ جاتا ہی بڑا تکلیف وہ مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ایڈ لاوا کے علاوہ ابھی تک یہاں انہیں چوتھی شکل نہیں دکھائی دی تھی۔ ان کی دانست میں ایڈ لاوا نہیں شٹے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پچھلے دن اس نے صدر سے ایکس ٹو کے لئے کال بھی کرائی تھی۔ اس کے لئے کچھ ہدایات دی تھیں اور صدر کو بے چون و چروہی کرنا پڑا تھا جو ایڈ لاوا نے کہا تھا۔ ویسے صدر کو یقین تھا کہ اردو کی بجائے انگلش میں پیغام سننے کے بعد عمران کا ذہن فوری طور پر دوسرے لکھنے نظر سے سوچا شروع کر دے گا۔ اسے رہ رہ کر اپنی اور جولیا کی حمافت یاد آتی رہی۔ ”انکا“ قبائل کی زبان والی حمافت.... یہ حرکت عمران کی اسکیم میں شامل نہیں تھی۔ آلن شپرڈ کا شجرہ نسب بھی خود جولیا ہی نے مرتب کیا تھا۔ ورنہ اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ عمران نے تو ان سے بھی کہا تھا کہ ”فرانسیسی اور ٹوٹی پھوٹی اطاولی سے کام چلائیں گے۔ لیکن ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے۔ الفروزے کا سامنا ہوتے ہی جولیا کی مراح کی حس بیدار ہو گئی تھی اور اس نے آلن شپرڈ کا نسب نامہ فی البدیہہ کھینچ مارا تھا۔ بہر حال صدر نے ناکامی کا سارا الزام اسی کے سر کھدیا اور جولیا جھنجلا کر دی۔ ”میرا بھی اتنا قصور نہیں جتنا عمران کا ہے۔“

”بھلان کا کیا قصور....!“

”اس کی صحبت میں تو ہم سب خراب ہوئے ہیں۔ بسا اوقات غیر شعوری طور پر اس کی نقل کرنے پڑتے ہیں اور مارنے جاتے ہیں۔!“

”یہ دلیل ٹھیک رہے گی۔!“ صدر بولا ”اگر زندہ بچپیں اور ایکس ٹو جواب طلب کرے تو تم اپنی عرضی میں بھی عذر ناٹک دیتا۔...!“

”بھر کیا کروں گی۔...?“

”اب سونا چاہئے۔...!“ صدر گھری پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت کسی نے پارٹیشن کے دروزے پر دستک دی۔ ”آجاؤ۔...!“ صدر نے فرانسیسی میں کہا اور ایڈ لاوا دروازہ

کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک ہمورت بھی تھی۔

”تو وقت آیا ہوں۔... میں نے سوچا تم لوگ بور ہو رہے ہو گے۔... لہذا تم میں ایک فرد کا اضافہ کر دیا جائے۔... یہ میریا تھا۔ میری آٹھویں سیکرٹری۔... یہ جولیا ناٹر وائز۔... اور یہ صدر سعید۔...!“ ایڈ لاوا نے ان کا تعاب ف کرایا تھا۔ میریا نے دونوں سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئی۔

”تم لوگ کافی پیٹا چاہو تو۔...! ایڈ لاوا بولا۔

”نہیں ہی نور تکلیف نہ کیجئے۔...!“ جولیا بولی ”ہم سونے کی تیاری کر رہے تھے۔!“

”میری یہ سیکرٹری ایک حداثت کا تکار ہو کر تمہارے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ مجھ سے رابطہ قائم نہ کر سکی۔... اب یہ پھر میری طرف پلت آئی ہے۔ بس ان کے پنج سے نکل آئے کا ایک موقع نصیب ہو گیا تھا۔!“

”ہمارے آدمیوں نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی تو نہیں کی ہی نورا۔...!“ جولیا نے اس سے پوچھا۔

”قطعی نہیں۔...! جہاں تک آدمیت کا سوال ہے ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔!“ میریا نے طویل سانس لے کر کہا ”بس وہ مجھے میرے عزیز ترین بس کے خلاف استعمال کرنا چاہتے تھے۔!“

”خبر یہ تو محبت اور جنگ میں ہوتا ہی رہتا ہے۔!“ جولیا نے کسی قدر طفیریہ انداز میں کہا اور محبت کے نام پر میریا چوک کر اسے گھورنے لگی تھی اور جولیا نے کوئی بہت ہی خاص بات نوٹ کی۔!

”ایڈ لاوا صدر کو بغور دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتاً بولا۔“ موسیو صدر سعید! کیا تم اپنے بس سے انگلش ہی میں گفتگو کرتے ہو۔!“

”ہاں موسیو۔...! وہ ہمیں اسی زبان میں احکامات دیتا ہے۔ سبکی وجہ ہے کہ آج تک ہم یہ اندازہ نہیں کر پائے کہ وہ ہمارے ہی ملک کا کوئی باشدہ ہے یا غیر ملکی۔!“

ایڈ لاوا کی سپاٹ آنکھیں کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرنے لگی تھیں۔ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا ”تم اسے معینہ اوقات میں برابر کال کرتے رہو۔!“

”ضرور موسیو۔...! پہلے ہم سمجھتے تھے کہ وہ بہت باخبر آدمی ہے۔... لیکن بالآخر اس کی بے

جو لیا کے ہوتوں پر معمی خیز مسکراہٹ تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی۔  
میریانا اگر بڑا کر دوسرا طرف دیکھنے لگی۔ دوبارہ نظر طبی تب بھی جو لیا اسی طرح دیکھے جا رہی تھی۔  
”تت.... تم کیا سمجھتی ہو.... آخر....!“ وہ بولنے پر مجبور ہو گئی۔  
”کچھ بھی نہیں....!“ جو لیا مسکرائی۔

”تمہاری نظر مجھے الجھن میں بتتا کر رہی ہیں۔!“

”میں کہنا چاہتی تھی کہ وہ صرف ایک سخنہ درندہ ہے اس سے متاثر ہو کر جی کو روگ نہ لگا لینا....!“

”بکواس مت کرو....!“ میریانا بھنا کر بولی۔ ”میں صرف اپنے باس کی وفاوار ہوں.... میرا باس مافق الفطرت ہے.... وہ عظیم ہے.... حسین ہے اس جیسا کوئی مرد میری نظر سے آج تک نہیں گذر اور وہ ڈھمپ....!“ میریانا تھارت سے بھسی تھی۔

جو لیا کے چہرے پر اس نے اطمینان کی لہریں محسوس کر لی تھیں۔ میریانا بھی کم گھاگ نہیں تھی۔ صدر ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے ان کی اطاالوی سے جا رہا تھا!



الفروزے والیں آیا تو بے حد خوش تھا۔ صبح ہونے میں صرف ڈھانی گھنٹے باقی تھے۔ خواب گاہ میں داخل ہوا۔ بلب روشن ہی کیا تھا کہ ایڈ لاوا سامنے کھڑا نظر آیا۔ اس کی آنکھیں الفروزے کو اپنے پورے وجود میں چھتی محسوس ہو رہی تھیں....!

”کیا یہ مناسب ہے....?“ دفعنا یڈ لاوا سر دل بھجے میں بولا۔

”مم.... میں نہیں سمجھا باس....!“

”وہ کون تھا.... جس سے تم فونے شیو میں مل بیٹھے تھے....!“

”ارے وہ باس.... لوپو فونا تا....!“

”یہ کیا بلاہے....?“

”ایک شمالی خانہ بدلوش.... میرے بچپن کے دوست کا بیٹا ہے۔ اس کا باپ ٹو گوفونا ہترین نشانے باز تھا۔ شمال میں سفید بھیڑیوں کا مشہور ترین غکاری....!“

خبری نے ہماری گردن کٹواہی دی۔ .... نہ ہم تمہاری قوی زبان میں گفتگو کرتے اور نہ اس حرث کو پہنچتے اور پچی بات یہ ہے موسیو کہ میں اس پر یقین کرنے پر ہرگز تیار نہیں کہ تمہیں پیر دے سے ہمارے متعلق کوئی اطلاع ملی ہو گی۔!“

”کیوں....?“

”ہمارے باس نے پاکا میں کیا تھا پیر دے سفالت خانے کے توسط سے.... دراصل ہم اپنی مادری زبان کی وجہ سے مارے گئے جو تمہارے لئے بندروں کی چڑپڑ سے زیادہ انہیت نہیں رکھتی تھی۔ الفروزے تو آگیا تھا پکر میں....!“

ایڈ لاوا کچھ نہ بولا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے میریانا سے کہا تھا ”تم فی الحال انہی اوگوں کے ساتھ رہو گی۔!“

”جیسی باس کی مرضی....!“

”ایک بار پھر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ الفروزے تمہارے ہی ہاتھوں اپنے ابنا کو پہنچنے گا۔ میں قصور بھی نہیں کر سکتا تھا.... مجھے دوسرا کہانی سنائی گئی تھی۔!“

”غیر.... دیکھا جائے گا....!“ میریانا بولی۔

ایڈ لاوا چلا گیا تھا اور جو لیا میریانا کو گھوڑتی رہی تھی۔ دفعنا دہ بولی ”کیا صرف اطاالوی ہی بول سکتی ہو....?“

”نہیں....! تھوڑی بہت فرنج بھی آتی ہے۔!“

”تم ہمارے کس آدمی کے ہاتھ لگی تھیں۔?“

”ایک نہیں دو ہیں.... بر بڑھمپ اور جمن مرکاشی.... ڈھمپ کہیں گیا ہوا تھا میں جن مرکاشی کا جیسی ٹرانس میٹر جا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ ٹرانس میٹر پر باس سے رابطہ قائم کیا اور ان کے پاس چلی آئی۔ جانتی ہو میرے باس کی چو میں سیکر ٹریاں ہیں۔ سب ہی اسے یکساں طور پر چاہتی ہیں اور ایک دوسرا سے حد نہیں رکھتیں۔ میں ایک غلط نہیں کی بناء پر اپنے آدمیوں سے پچھڑ گئی تھی۔!“

”ذرا میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو....!“ جو لیا بولی۔

”کیا مطلب....?“

”یہ الفروزے کی آواز ہے....!“ ایڈ لاو اپنے طنزیہ لہجہ میں کہا۔ الفروزے کچھ نہ بولا۔  
 ”خام خایلوں سے باز آ جاؤ.... میں نے وعدہ کیا ہے کہ اسے پیرو سے بلوالوں گا.... فی الحال چھیڑنا مناسب نہیں.... اگر میں یہ طریقہ اختیار نہ کرتا تو پھر زک اٹھانی پڑتی.... وہ لوگ ان لوگوں تک بھی پہنچ گئے تھے جن کے ذریعے مال ہمارے پاس پہنچتا ہے!“  
 ”یہ تو بہت براہو باس....!“  
 ”پرواہ مت کرو.... دروازہ بند کر دیا گیا ہے.... اس کے آگے کوئی راہ نہیں اور ہاں.... وہ تمہارا شماں خانہ بدوسش کیا مستقل طور پر بیہاں رہتا ہے!“  
 ”یہ میں نے پوچھا ہی نہیں.... قریباً پانچ سال بعد ملاقات ہوئی ہے.... پانچ سال پہلے بیار بیانیں ملا تھا!“  
 ”کیا کرتا ہے....؟“  
 ”وہی خاندانی پیشہ.... سفید بھیڑیوں کا شکار....!“  
 ”کہاں مقیم ہے....؟“  
 ”یہ بھی نہیں پوچھا میں نے.... ضروری نہیں کہ کل پھر ملاقات ہو.... ہو سکتا ہے دس سال بعد ہو!“

ایڈ لاو اپنے کھنہ نہ بولا۔ کمرے سے نکلا چلا گیا.... پھر وہ متعدد راستوں سے ہوتا ہوا چھٹت پر پہنچا اور لفت اسے تہہ خانے میں لے گئی تھی۔ تہہ خانے کی تاریکیوں نے اسے نگل لیا۔ میریانا دسری صبح خود ہی بیدار ہوئی تھی اور چاروں طرف دیکھنے لگی تھی۔ جیسے خواب دیکھ رہی ہو۔ کیونکہ یہ تہہ خانے کا وہ کرہ نہیں تھا جہاں وہ سوئی تھی۔ یہ تو کسی کھلی چکد پر بننے ہوئے مکان کا کوئی کمرہ تھا۔ وہ بوکھلا کر کھڑکی کے قریب آئی تھی اور باہر دیکھنے لگی تھی۔ بڑا پر فضامقام تھا۔ صبح کی ابتدائی کرنیں فضامیں بھیگی بھیگی سی زم حرارت پھیلاری تھیں اور دور تک بزرہ ہی بزرہ لمبہا رہا تھا۔ لیکن کہیں اور کوئی عمارت نہ دکھائی دی۔ وہ پلت کر بستر کی طرف آئی تھی۔ سلپر پہنچنے اور سرہانے پڑے ہوئے سلپینگ گاؤن کو اٹھا کر دیکھا اور پھر اسے پہن کر روزی کستی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔ عمارت زیادہ بڑی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ کل چار عدد کمرے رہے ہوں گے۔ لیکن صرف وہی کمرہ مغلول نہیں تھا جس سے خود میریانا برآمد ہوئی تھی.... کچن میں کھانے

”میں سمجھا شاکر وہ کوئی اجنبی تھا!“  
 ”نہیں باس....! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!“  
 ”میریانا واپس آگئی ہے!“  
 ”نہ.... نہیں!“ الفروزے بوکھلا گیا۔ اس سے اصل بات چھپائے رکھی تھی۔ یہ بتایا تھا کہ موگمبی والے معاملے میں دونوں کے درمیان سخت کلامی ہوئی تھی اور میریانا نے طیش میں اُکر اسٹریس سے چھلاگ لگادی تھی۔  
 ”وہ اسی طرح آئی ہے جیسے وٹائی پوائنٹ نمبر بارہ پر پہنچا تھا....!“  
 ”تب تو....!“ الفروزے نے ہاتھ کو جنبش دے کر کہا.... انداز ایسا ہی تھا جیسے قتل کردینے کا مشورہ دیا ہو۔  
 ”فی الحال نہیں....!“  
 ”میرے بارے میں اس نے یقیناً کوئی نہ کوئی جھوٹ بولا ہوگا!“  
 ”کیا فرق پڑتا ہے.... مجھے کب یقین آئے گا!“  
 ”اعتماد کے لئے شکر گزار ہوں باس....!“ الفروزے گھکھیا۔  
 ”اور اب تم اس طرح تمہاباہر نہیں نکلو گے!“  
 ”لکھ... کیوں.... باس....؟“  
 ”ایکس ٹو او سائی میں موجود ہے.... آج مارا ہی گیا ہوتا لیکن نکل گیا....!“  
 الفروزے نے تھیرانہ نظریوں سے دیکھا تھا۔ ایڈ لاو اس رد لہجے میں بولا۔ ”میں جانتا ہوں کہ تم بہت دلیر ہو.... تمہیں پرواہ نہیں کہ کب اور کہاں مر جاؤ گے لیکن میں تم جیسے کار آمد آؤں سے ہاتھ دھونا نہیں چاہتا!“  
 ”جیسا حکم باس.... لیکن کھلی ہوا کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا اور اسے بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ باذی گارڈ کے ساتھ باہر نکلوں....!“  
 ”تم میرا مطلب نہیں سمجھے.... کم از کم چار بھترین لڑاکے تم سے دور رہ کر عقب سے ہونے والے حملے کا خیال رکھیں گے!“  
 ”میں زندہ نہیں رہنا چاہتا باس....!“ وہ بھرا ہی ہوئی آواز میں بولا۔

بھی شکل واضح طور پر نہ دکھائی دی۔ کچن کے سارے برتن دھندا ہے ہوئے تھے۔ کچن میں پنجی تو بار آیا کہ اس نے ناشتہ نہیں کیا لیکن بھوک پیاس تو غائب ہی ہو چکی تھی۔

آج الفروزے نے شام باہر گزارنے کا رادہ تک کر دیا تھا۔ وہ ایڈ لاوا سے خائف تھا۔ ہے ذرا ذرا اسی بات کی خبر ہو جاتی تھی۔ شکر تھا اس کے سراغ رسانوں نے انہیں اس ہوٹ میں دیکھا تھا جہاں دونوں دوستانہ انداز میں گفتگو کر رہے تھے۔ وہاں نہیں دیکھا جہاں یونانی طالب علم نے اس کی پانی کی تھی۔ بند کروں میں شام گزارنا اس کے بس سے باہر ہو جاتا تھا۔ اس نے سوچا بس عمارت ہی تک محدود رہنا چاہئے۔ عمارت کے سامنے والے پارک میں آبیٹھا۔ بلڑ کو بلوکر و پین شراب طلب کی اور پینے بیٹھ گیا۔ سبتر کا مہینہ تھا وٹا کی شامیں اور راتیں خاصی سرد ہونے لگی تھیں لیکن اتنی بھی نہیں کہ آتشِ دنوں کی یادستانے لگے۔

سورج غروب ہو جانے تک وہ اتنی پی چکا تھا کہ ذہن کو جس راستے پر بھی لگانا چاہتا گا دیتا۔ اس نے سوچا اب اٹھنا چاہئے اور خواب گاہ میں پہنچ کر اتنی ہی اور پینی چاہئے۔۔۔ جبکہ اب تک پی چکا ہے۔ اس کے بعد دماغ میں اتنی سکت نہ رہے گی کہ وہ جا گتارہ سکے۔ خواب گاہ کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ اچھل پڑا تھا۔ پھر دہائی نہیں تھا اور اس کا سامنے کھڑے ہوئے ملازم نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ الفروزے کا کھلا ہوا منہ بند ہوا۔ ملازم نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ جیب سے نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن اس کی انگلی بدستور ہونٹوں پر رہی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تحریر پڑھ لینے سے قبل ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالے۔ تحریر اطابوی میں تھی ”دوست الفروزے! تمہارا افادار دوست یونانی طالب علم حاضر ہے۔ ہمارے درمیان تحریر یہی گفتگو ہو گی۔ کیونکہ پوری عمارت بگذہ ہے بلکی ہی سرسر اہست بھی کہیں نہ کہیں ضرور سنی جاتی ہو گی۔ آج دن بھر میں یہاں اسی دیکھ بھال میں رہا ہوں۔ تہہ خانے کا راستہ بھی دریافت کر لیا ہے۔ فکر نہ کرو۔ تمہارا وہ ملازم بخوبی ہے جس کے روپ میں مجھے دیکھ رہے ہو۔ فی الحال ایڈ لاوا یہاں نہیں ہے۔“!

الفروزے کے دانت نکل پڑے۔ اس نے جیب سے قلم نکال کر لکھنا شروع کیا ”تم قول کے سچے ہو۔ میں مطمئن ہوں۔۔۔ مگر میری جان پر بنی ہوئی ہے۔ ٹوٹی ٹوٹی گواں۔۔۔“

پینے کے سارے لوازم موجود تھے لیکن وہ اس عمارت میں بالکل تھا تھی۔ پھر تھوڑی دیر ہی بعد اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ فی الحال کسی دیرانے میں مقیم تھی۔ جہاں دور دور تک کسی عمارت کا پہاڑ نہیں تھا دس پندرہ منٹ اس نے کھلی فضائیں گذارے تھے پھر عمارت کی طرف پہنچ تھی۔ صدر دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے پشت پر ایک زبردست قسم کی بھیکار سنی اور اچھل پڑی۔

پھر مرتے ہی چیخ پڑی۔ ایک بہت بڑا اٹھا اس کی جانب ریگ رہا تھا۔ ایک تیج پھر اس کے حلق سے نکلی پھر اچانک باہمیں جانب سے زرورگ کی کسی گول مٹول سی شے نے اٹھا پر چھلانگ نکالی تھی۔ میریا نا اور اٹھدھے کے درمیان حائل ہو جانے والی یہ شے ایک بہت بڑی بلی تھی۔ زرورگ کے لمبے لمبے بالوں سے ڈھکی ہوئی ایک غیر معمولی جسامت والی بلی۔۔۔ اٹھا سکتا ہوا کسی قدر پیچھے ہٹا تھا اور پھر یک بیک بلی پر رجھنا تھا۔ بلی بھی اس پر چڑھتی تھی۔۔۔ میریا نا گرتی پڑتی صدر دروازے سے اندر داخل ہوئی اور دروازہ بولٹ کر کے چکرائی تھی اور فرش پر آری تھی۔

بے ہوش تو نہیں ہوئی لیکن جسم بالکل بے دم ہو کر رہ گیا تھا۔ ہاتھ پیدھلانے کی سکت بھی محسوس نہیں کر رہی تھی۔ دونوں درندوں کی پر جوش آوازیں اب بھی اس کے کانوں میں پڑ رہی تھیں اور جسم کے اندر نہ مٹنے والی تھر تھر اہست جاری تھی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ پر سکون ہوتی گئی۔ ان درندوں کی آوازیں بھی اب نہیں آرہی تھیں۔ وہ انھی تھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کرے میں پہنچی جو متفقل نہیں تھا اور جہاں وہ بیدار ہوئی تھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیوں اور کیسے ہوا۔ کیا ایڈ لاوا اس کا بھی وہی حشر کرے گا جو وٹائیں کا ہوا تھا۔ کاش وہ جلد بازی سے کام نہ لیتی۔ وہ تو اسے پھا لینے کے لئے ایڈ لاوا کے پاس دوبارہ آئی تھی اور اسی کہانی ساتھ لائی تھی جس پر ایڈ لاوا کو یقین کر لینا چاہئے تھا۔ وہ اس کے قریب رہ کر بربڑھمپ کی حفاظت کرنا چاہتی تھی ایسا محسوس لیکن یہ کیا ہو گیا۔ وہ مضطربانہ انداز میں اپنی پیشانی رکڑنے لگی پھر نری طرح چونکی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے چہرے کی کھال بالکل بے جان ہو۔ اس کیفیت کا تجربہ تھا۔ بربڑھمپ نے کئی بار اس کا پلاسٹک میک اپ کیا تھا اور وہ میک اپ ہی میں ایڈ لاوا کے پاس پہنچی تھی۔ لیکن ایڈ لاوا نے اس کا میک اپ اتار دیا تھا اور جب وہ اس کے ساتھ تہہ نانے میں پہنچی تھی تو میک اپ میں نہیں تھی لیکن اس وقت کیا ایڈ لاوا نے دوبارہ اس کا میک اپ کیا تھا۔ پھر وہ پوری عمارت میں آئیں ڈھونڈتی پھری تھی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی تھی۔ پانی کے ذخیرے میں جھاک کر دیکھائیں اس میں

عمران نے پرچہ اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر لکھنا شروع کر دیا۔ ”وہ نہیں موجود ہے لیکن ایڈ لاوا سے نہیں بغیر اسے چھیننا مناسب نہ ہوگا۔ اس لئے چپ چاپ بیٹھو اور مجھ پر اعتماد کرو۔ جو کچھ میری زبان سے نکل جاتا ہے اس کے لئے سر دھڑکی بازی لگادینا میری ہابی ہے اور ہاں ابھی تمہیں تھہ خانے کا راستہ بھی نہیں بتاؤں گا۔“

”بھی تمہاری مرضی...! میں مطمئن ہوں...!“ الفروزے نے لکھا اور عمران اس کے ہاتھ سے پرچہ لے کر کرے سے باہر آگیا۔ الفروزے کمرے کے وسط میں تختہ کھڑا رہا۔ پہ نہیں کتنی دیر تک کھڑا رہا تھا۔ شراب کے نشے کے علاوہ بھی کسی اور طرح کا نشہ طاری ہو گیا۔ لذت آگیں، سرور آمیز اور اسی کیفیت کو برقرار رکھنے کے لئے اس نے مزید پینے کا رادہ ملتی کر دیا تھا۔ دفعتاً وہ چونکا تھا بالکل سر ہی پر کسی بڑے ہیلی کو پڑ کی گھن گرنے سائی دی تھی اور یہ اس کے لئے کوئی نیت بھی نہیں تھی۔ ایڈ لاوا کبھی کبھی یوں بھی نازل ہو جاتا تھا۔ عمارت کی وسیع چھت پر ایک طرف مختصر سائیلی پیڈ بھی بنा ہوا تھا۔ وہ نہایت اطمینان سے آرام کر کی پر یہ دراز ہوتا ہوا سوچنے لگا تھا۔ آؤ بیٹھے تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کسی اپنی سے سابقہ پڑا تھا۔ ایسی تیسی موئے زماں کی ہونہہ آج تمہیں فرانسکو پرزا رو سے الجھا پڑے گا۔

توہڑی دیر کے بعد راہداری میں وزنی جو توں کی آواز گونجی تھی اور پھر کسی نے دروازہ پر دستک دی تھی۔

”آ جاؤ...!“ الفروزے غریا۔ ہوائی فوج کا ایک بادر دی پائیکٹ کرے میں داخل ہوا۔

”تم.... تم کون ہو...!“ الفروزے اٹھتا ہوا بولا۔

”باس نے طلب کیا ہے اور یہ دیا ہے۔!“ اس نے ایک لفافہ الفروزے کی طرف بڑھا دیا تھا۔ الفروزے نے خط نکالا۔ ایڈ لاوانے صرف اتنا ہی لکھا تھا ”حال رقعہ کے ساتھ چلے آؤ اور ٹوولی کو لے جاؤ۔!“

الفروزے نے پائیکٹ کو گھوڑ کر دیکھا اور بولا تھا۔ ”تم نہیں بیٹھو میں ابھی آیا۔!“

”مشکل یہ جتاب...!“ پائیکٹ بڑے اوپ سے بولا اور اسی کسی پر بیٹھ گیا جس کی طرف الفروزے نے اشارہ کیا تھا۔ وہ باہر نکلا تھا اور پوری عمارت چھان ماری تھی۔ اس ملازم کی تلاش میں جو کچھ دیر پہلے اسے ڈھار سیندھا گیا تھا۔ لیکن وہ کہیں نہیں ملا تھا۔... جھنگلا کر پھر خواب گاہ

کی طرف چلا آیا تھا اور پائیکٹ سے بولا تھا۔ ”چلو...!“ وہ دونوں چھٹ پر آئے۔ ہیلی پیڈ پر ایک بڑا ہیلی کا پتھر موجود تھا جس پر فضا سیئے کا نشان دور سے دیکھا جاسکتا تھا۔ پائیکٹ نے اسے اپنے برابر کاک پٹھی ہی پر بٹھایا تھا۔ ہیلی کا پتھر پر واڑ کے لئے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ پھر وہ مغرب کی طرف مڑ کر سیدھی پر واڑ میں آگیا تھا۔ الفروزے سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے بیٹھا رہا۔ اس سفر کا اختتام قریباً چالیس منٹ بعد ہوا تھا۔ وہ ایک ویرانے میں اترے تھے جہاں چاروں طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ پائیکٹ نے نیچے اتر کر پلاسٹک کی بڑی دستی سرچ لائسٹ روشن کی اور الفروزے کو راستہ دکھانے لگا۔ توہڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک بھی ایک قسم کی بھی کار سائی دی تھی۔ دونوں ٹھنڈک گئے۔ آواز کی سمت روشنی کا رخ ہوتے ہی الفروزے کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی تھی۔ ایک بہت بڑا اڑدھامنہ پھاڑے غالباً ان پر جھپٹ پڑنے ہی والا تھا کہ پائیکٹ نے تین بار زمین پر پاؤں مارا اور اڑدھا فور اور سری طرف مڑ کر چل دیا۔

”باس کے کئی محافظوں سے ملاقات ہو سکتی ہے۔!“ پائیکٹ نے الفروزے سے کہا۔

”بب... بس عظیم ہے...!“ الفروزے بھرا تھا ہوئی آواز میں بولا تھا اور وہ آگے بڑھتے رہے تھے۔ پھر کچھ دور چل کر زور دیگ کی ایک عظیم الجوشی بیلی بھی ان پر جھپٹ پڑنے کے لئے تیار نظر آئی تھی۔ پہاں بھی پائیکٹ نے تین بار زمین پر پاؤں مارا تھا اور وہ راستے سے ہٹ کر باہمیں جانب بھاگ گئی تھی اور وہ ایک بڑی عمارت کے سامنے رکے تھے۔ پھر پائیکٹ الفروزے کو ساتھ لئے ہوئے اندر را خل ہوا۔ وہ ایک بڑے کمرے میں آئے تھے جو اپنی وضع کے اعتبار سے سہائی تھی۔ تجھ پر گاہ معلوم ہوتا تھا۔... پائیکٹ نے ایک آہنی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا ”بیٹھ جاؤ۔... میں بس کو مطلع کرتا ہوں۔!“

الفروزے تختیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

چیسے ہی پائیکٹ اس کمرے سے باہر نکلا دروازہ خود بند ہو گیا۔ یہی نہیں بلکہ الفروزے کے حلق سے ایک بے ساختہ قسم کی کراہ نکلی تھی۔ کیونکہ جس کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس نے اسے جکڑ لیا تھا۔ پشت گاہ کی دونوں اطراف سے بے شمار موئے موئے تار بر آمد ہو کر اس کے گرد لپٹ گئے تھے اور وہ اپنی جگہ سے جنمیں بھی نہیں کر سکتا تھا۔

میریا نے اسی ایک کرے میں پورا دن گزار دیا تھا ان درندوں کی وجہ سے نہ تو باہر قدم نکالنے کی بہت پڑی اور نہ کسی اور طرف گئی تھی کیونکہ بقیہ تم کرے تو مقلعہ ہی تھے۔ لیکن باورچی خانے تک جانے سے کب تک گریز کرتی۔ کھانے پینے کے لئے بھی تو کچھ نہ کچھ مہیا ہی کرنا تھا۔ بہر حال جوں توں شام ہوتی تھی اور ڈر کے مارے اس کی حالت اتر ہونے لگی تھی وہ خوف ناک اٹھدا ہے.... وہ خون خوار بلی.... کیا اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو ٹالیں کا ہوا تھا...؟ لیکن نہیں! ایڈلاوا کسی عورت کو اذیت نہیں دے سکتا۔ پھر آخر یہاں لا کر رکھتے کی کیا ضرورت تھی۔ اندھیرا ہوتے ہی کمرہ خود بخود روشن ہو گیا تھا۔ دیواروں پر بڑی بڑی روشن لکریں نظر آنے لگی تھیں۔ روشنی تیز تھی۔ لیکن بصارت پر گراں نہیں گزر رہی تھی۔ اس نے کرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر بقیہ حصوں کو دیکھا وہ بھی تاریک نہیں تھے۔ اس طرح خوف اور گھٹن سے کسی حد تک نجات مل گئی اور اس نے پھر باورچی خانے کا رخ کیا۔ فرانچ ہنگ پین میں اٹھے توڑہ رہی تھی کہ پشت پر کسی کی آہٹ سن کر مڑی اور پھر اس کی ٹھاٹھی بندھ گئی تھی۔ ایک عجیب الحلقست آدمی دروازے میں کھڑا نظر آیا۔ اس کے جسم پر ایک لمبا سالاباد ہوا اور پھرے پر کھریے اور گیر کے نشانات بنائے گئے تھے۔

”زوہ نہیں....! میں ایڈلاوا ہوں.... آواز ہی آواز.... میری کوئی شکل نہیں ہے۔“

”بب.... بس....!“ دھکائی۔

”ہاں.... ہاں.... اور تمہارا شکار میرے قابو میں ہے اور تم ہی اسے نہ کانے لگاؤ۔“ اپنی توہین کا بدلہ لو گی!“

”لگ.... کون ہے.... بس....?“

”خود ہی چل کر دیکھ لینا.... میں اسی کرے میں تمہارا منتظر ہوں.... لیکن پہلے یہ دیکھو تم اس وقت میریا نہیں ہو۔“

”اس نے لبادے کے نیچے سے ایک آئینہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ میریا اپنی شکل دیکھ کر اچھل پڑی۔ یہ تو اسی عورت کی شکل تھی جسے اس نے پچھلی رات تہہ خانے میں دیکھا تھا۔“

جو یا ناضر والر.... ڈھمپ کی ساتھی....!“

”یہ.... یہ.... لگ کیا بس....؟“

”بس دیکھ لیتا.... تم اسے مار دیگی.... اپنے ہاتھ سے!“

میریا کا دل بڑھنے لگا۔ تو کیا وہ ڈھمپ کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو اس کی ساری محنت خاتم ہو گئی.... وہ اسی کے بچاؤ کے لئے تو بھاگ نکل تھی خیر دیکھا جائے گا.... اس نے فرانچ ہنگ پین چوہ لہے سے اٹھا کر رکھ دیا اور ایڈلاوا کے پیچھے پیچھے پل پڑی تھی۔ ایڈلاوا صدر دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

”بب.... بس.... اوہ را یک خوف ناک اٹھو ہا اور ایک عفریت نما لی بھی ہے۔ ا!“ میریا خوف زدہ آواز میں بولی۔

”اوہ.... وہ.... وہ چوکیدار ہیں میرے.... میریا کا بس عام آدمیوں سے بہت مختلف ہے وہ آدمیوں سے زیادہ جانوروں پر اعتماد کرتا ہے۔ لیکن اب تم انہیں بھی اپنا غلام پاؤ گی!“

”باس عظیم ہے....!“ میریا نے ایڈلاوا کا پسندیدہ جملہ دہرا دیا۔

”آؤ....!“ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ ایڈلاوانے اب ثاریخ روشن کر رکھی تھی۔ میریا نے دیکھا کہ وہ کوئی چھوٹی سی عمارت نہیں تھی بلکہ اس رہائشی حصے سے ملحق ایک بڑی عمارت پچھوڑا ہے بھی موجود تھی۔ لیکن رہائشی حصے کے اندر سے اس تک کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ دیوار سے لگے چلتے رہے اور پھر اس عمارت کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ اس حصے میں بھی دیواروں سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔

”باس....! یہ ایک دور افتادہ اور ویران مقام ہے یہاں یہ روشنی کیسی....؟“ میریا نے پوچھا۔

نیچے تہہ خانے میں ایسا برتنی نظام موجود ہے جو دوسو مریع میل کے رقبے کو بہ آسانی منور کر سکتا ہے۔ یہ ایڈلاوا کی سائنسی تجربہ گا ہے۔ یہاں ایڈلاوا اپنے اجداد کا انتقام لینے کے لئے نت نتی تدبیریں کیا کر رہا ہے۔“

”میں نہیں سمجھی بس....!“

”بس ذرا دیر اور سب کچھ سمجھ میں آجائے گا۔!“ ایڈلاوانے کہا پھر وہ ایک دروازے سے

”ہاں.... میں میریاتا ہوں....!“

ایڈ لاوانے تھہہ لگایا اور بولا ”جس پر تم مر منے ہو وہ ایکس ٹو کی عورت ہے۔!“

”نن.... نہیں....!“ الفروزے کر سی کی گرفت سے آزاد ہو جانے کے لئے زور لگانے لگا۔

”تو میرے لئے سانپ پالتا رہا ہے.... خیر.... میریاتا ہو شوب دیکھ رہی ہو جس کے سرے

پر ایک بھی سی سوئی فٹ ہے اس کی بخف والی رگ میں اتار دو تاکہ میرا با تھہ ثب بھر جائے

میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ الفروزے تمہارے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے گا۔!“

”مجھے یاد ہے باس....!“ میریاتا نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ شوب اٹھایا اور الفروزے کی نہیں

ٹھوٹ لئے گلی۔

”نن.... نہیں....!“ وہ بے بھی سے ہکلایا۔۔۔ اس کے پیڑ بھی آزاد نہ تھے۔ ٹھیک اسی

وقت وہ دروازہ کھلا جس کے بند ہونے پر الفروزے کو کر سی نے جکڑ لیا تھا۔ اس کا کھلانا تھا کہ کر سی

پھر اپنی اصلی حالت میں آگئی اور الفروزے کی ٹھوٹ کرنے میریاتا کو دور اچھال دیا۔

”اب آؤ سور کے پنجے ایڈ لاوا....!“ وہ دھاڑتا ہو ایڈ لاوا کی طرف بڑھا تھا۔

ایڈ لاوانے تھہہ لگایا اور بولا۔ ”یہ حسرت بھی نہال لے گوشت کے پہاڑ....!“

وہ دونوں آپس میں گتھ کر رہے گئے تھے۔ میریاتا کے پیٹ پر الفروزے کی لات پڑی تھی۔ اسے

ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے دم نکل جائے گا۔ وہ اپنے ذہن سے لڑ رہی تھی کہ بے ہوش نہ ہو پائے۔

دفعنا کسی نے میریاتا کی بغلوں میں ہاتھ دے کر کمرے سے باہر گھیست لیا تھا۔ وہ دروازے کے

قریب ہی گری تھی۔ اب بھی ہوش ہی میں تھی۔ اجنبی اسے دوسرے کمرے میں اٹھا لایا وہ اطالوی

ہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن لباس سے کوئی کمتر درجے کا آدمی لگتا تھا۔

”مم.... میں.... مر مر.... رہی ہوں۔!“

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم چپ چاپ لیٹی رہو....!“ اس نے کہا اور اسے فرش ہی

پر لانا دیا تھا۔ میریاتا کو ایسا لگ رہا تھا جیسے پیٹ کے اندر کچھ پھٹ گیا ہو۔ ایسی شدید تکلیف تھی کہ

ذہن کو ماواف کئے دے رہی تھی۔

”مگر تم یہاں کیوں چلی آئی تھیں۔!“

”تت.... تم کون ہو....؟“

اس کرے میں داخل ہوئے تھے جہاں الفروزے لوہے کی عجیب وضع والی کر سی میں جکڑا ہوا بے بس بیٹھا تھا۔ میریاتا پر نظر پڑتے ہی جسمانی تکلیف کے باوجود بھی پر سرت لجھے میں چینا تھا ”شوٹی.... جان سے پیدا ری....!“ پھر ایڈ لاوا کو دیکھ کر ہکلایا تھا۔

”یہ.... یہ کون ہے۔!“

”مونئے زوہا....!“ ایڈ لاوا پر قارب لجھے میں بولا۔ ”اور تم آج کی رات فرانسکو پزارو۔!“ ”بب.... بس....!“ الفروزے نے حیرت سے کہا۔ ”یہ.... تم ہو....!“ اس نے اسے پچھاں لیا کیونکہ وہ اس کی سیہی آواز سنتا چلا آیا تھا۔

”ہاں.... میں ہی ہوں۔ فرانسکو پزارو جب تمہاری فوج نے میری مملکت پر چڑھائی کر دی۔!“

”اس میں میرا کیا قصور ہے باس.... پزارو مجھ سے سینکڑوں سال قبل بیباہ ہوا تھا۔!“

”وہ برابر نئے نئے جنم لیتا رہا ہے اور میں بھی اس سے پیچھے نہیں رہا۔ کیا تمہیں وہ رات یاد نہیں جب تمہارے سپاہیوں نے میرے گھرانے کی تیس عورتوں کو زبردستی تباہی کے غار میں دھکیل دیا تھا۔ میرے آدمی جو پہلے ہی سے چیک کی وبا میں مبتلا تھے۔ بے موڑ مر گئے تھے۔ تم سفید فام سوروں نے ان پر جہنم کا دہانہ کھول دیا تھا۔ سنو! آج کی رات میرے غسل کی رات کھلاتی ہے میں اس رات کو ایک اپیکنی کے خون سے غسل کرتا ہوں۔ اس بار میں نے تمہیں منتخب کیا ہے.... میں تمہارے خون سے غسل کروں گا۔ پھر تمہارے مردہ جسم کو میرے چوکیدار تین چار دن تک کھاتے رہیں گے۔!“

”مم.... میرا قصور باس....؟ میں تو ہر حال میں وفادار رہا ہوں۔!“

”تو اگر میرا وفادار ہوتا تو میری عورت کی اس طرح توہین نہ کرتا۔ تو نے میریاتا کے سلسلے میں مجھے جھوٹی کہانی سنائی تھی۔ وہ تو اس نے بروقت جان پر کھیل جانے کا فیصلہ کر لیا ورنہ تم سب میرے ہی ہاتھوں اسی اسٹینر سیت غرق ہو جاتے۔!“

”وہ جھوٹی ہے....!“

”میں جھوٹی ہوں....؟“ میریاتا مٹھیاں بھٹخ کر چینی تھی۔

”تت.... تت.... تم....!“

”میں تمہیں وٹائیں کا نجام یاد نہیں رہا تھا۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا سوچی تھی۔!“

”ڈھپ....!“ وہ ہاتھ پھیلا کر سکیاں لینے لگی۔ تیرے لئے... میرے محبوب تیرے تحفظ کے لئے... تو نے دیکھا میری جان... وہ کیسا آدمی ہے۔ میرے قریب آجائیں میں مر رہی ہوں۔!“ اور پھر اس کے منہ سے جیتا جیتا خون امل پڑا تھا۔! یہ دیکھے...! پھر اس کی لات پڑی تھی میرے سینے پر۔!

عمران بوکھلا کر جھک پڑا اور آشینے سے اس کامنہ صاف کرنے لگا۔

”بس.... میں بیٹھا... رہ... میرے سب کچھ اور میں تجھے دیکھتے دیکھتے مر جاؤں۔!“ اس دوران میں دوسرے کمرے سے دھینگا مشتی کی آوازیں آتی رہی تھیں۔ پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا ہے کوئی بڑا جانور ذبح کیا جا رہا ہو۔!

”سنو....!“ وہ بھراں ہوئی آواز میں بولی۔ ”شاید اس نے الفروزے کو ذبح کر دیا۔ اب اس کے خون میں غسل کرے گا۔ اوہ... بھاگو۔ ڈھپ.... بھاگ جاؤ میری جان تم اسے ٹکست نہ دے سکو گے۔ اس کے اندر کوئی خبیث روح سماں ہوئی ہے۔ اس نے اڑو ہا اور... دیونی ملی پال رکھی ہے۔!“

”دونوں کو ختم کر چکا ہوں.... تم فکرنا کرو... اور انہیں بھی جہنم میں جانے دو میں تمہارے لئے کیا کروں.... بہت اچھی لیکن بے وقوف لڑکی...!“

”میں اچھی لڑکی ہوں ڈھپ....؟“

”لاکھوں سے بہتر... تم میں برائی کے خلاف جگ کرنے کی صلاحیت ہے... تم بہت اچھی لڑکی ہو۔!“

”اپنی پیشانی میرے ہوتوں پر رکھ دو ڈھپ.... آخری خواہش...!“

عمران جھکا تھا اور وہ اس کی پیشانی چوم کر بولی تھی۔ ”اب میں سکون سے مر سکوں گی۔ ایک آدمی تو اس بھری پری دنیا میں ایسا ہے جو مجھے اچھی لڑکی کہہ رہا ہے.... اب میں سکون سے مر سکوں گی۔!“

وفتحا ایڈ لاوا کی دہاز سنائی دی۔ ”میریاں...! تم کہاں ہو...؟ دیکھو میں نے غسل کر لیا۔ مونئے زماں رہے۔ فرانسیسکو پزارو... مردہ باد...!“ اور پھر وہ خون میں نہیاں ہوا اسی کمرے میں

گھس آیا۔ اس کے ہاتھ میں بڑا سا چک دار خیبر تھا۔ ”تو کون ہے....؟“ وہ عمران کو دیکھ کر دہاڑا۔

”تیری موت...!“ عمران نے سرد لبجھ میں کہا۔

اور اب وہ دونوں آئنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھورے جا رہے تھے۔!

”ایکس ٹو...؟“ ایڈ لاوا کسی درندے کی طرح غرایا۔

”نہیں اس کا ایک ادنیٰ خادم.... وہ اپنے ہاتھ سے کسی کو بھی نہیں مارتا۔!“

”اچھا تو... تو بھی جا...!“ ایڈ لاوا نے عمران پر چھلانگ لگائی تھی۔ عمران پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔... خلاف موقع ایڈ لاوا جھوک میں آگے نکل جانے کی بجائے اسی جگہ سے اس کی طرف مڑ گیا۔... پھر مقدر ہی نے عمران کو خیبر کے وار سے چھلایا تھا۔ سنگ ہی سے سیکھا ہوا ایک پینتھہ کام آگیکا۔ دشواری یہ تھی کہ ایڈ لاوا خون میں بھیگا ہوا تھا۔ اس لئے جب تک خیبر اس کے ہاتھ سے نہ نکل جاتا ہو پہنچنے کا خطہ مول نہیں لے سکتا تھا اور خود اس کے کمرے سے بھی نکل جانا چاہتا تھا کیونکہ میریاں اتنا نکل بہو شہری تھی۔ کہیں اس دھینگا مشتی میں کچل ہی نہ جائے اور پھر اسے کمرے سے نکل جانے کا موقع مل گیا تھا۔ لیکن لو ہے کہ وہ بڑی سلامخ اسے نہیں دکھائی دی تھی جو راہداری میں پڑی ہوئی تھی۔ اس پر پیر پڑتے ہی پر پٹ گیا تھا۔ نہ سنجھل سکا۔...

منہ کے بل فرش پر جاتا پڑا۔ ساتھ ہی اس پر ایڈ لاوا نے چھلانگ لگائی تھی لیکن وہ گرتے گرتے بھی نہیں بھولا تھا کہ ایڈ لاوا اس کے پیچے ہے۔ اس پر ٹوٹ ہی پڑے گا۔ اس لئے گرتے ہی کچھ اور آگے اپنی کوشش سے سرک گیا تھا۔ اندازے کی غلطی کی بنا پر ایڈ لاوا بھی گرا تھا اور عمران نے لیٹھی لیٹھے دونوں ٹانگیں جوڑ کر بھر پور لات اس کی کھوپڑی پر رسید کی تھی۔ ایڈ لاوا کے حلقو سے کریبہ سی آواز نکلی اور قبل اس کے وہ پھر امتحانہ عمران نے اس کے اوپر سے دوسری طرف چھلانگ لگائی۔ پھر ایڈ لاوا کے پوری طرح سنجھنے سے پہلے ہی اس نے لو ہے کہ اس موٹی سی سلامخ پر قبضہ کر لیا تھا۔ جس سے رپٹ کر گرا تھا۔ سلامخ گھوٹی اور ایڈ لاوا کے اس ہاتھ پر پڑی جس میں خیبر دبا ہوا تھا۔ خیبر اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ سلامخ کا دوسرا دار ایڈ لاوا کے سر پر ہوا تھا۔ پھر عمران اسے سنجھنے کا موقع کہاں دینے والا تھا۔ سلامخ سر پر تراٹر پڑتی رہی اور ایڈ لاوا چیختا رہا۔ دہاڑتا رہا۔ قلابازیاں کھا کھا کر خود کو بچانے کی کوشش کر تا رہا۔ لیکن عمران کے ہاتھ گویا کسی مشینی عمل کے تحت یکساں رفتار سے چل رہے تھے۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں سر کی جگہ کچور نظر آئے

لگا۔ ایٹ لاو اخنثدا ہو چکا تھا۔ وہ سلاخ پھیک کر میریانا کے کمرے کی طرف دوا تھا۔ لیکن اسے اس کمرے کے سامنے ٹھٹھک جاتا پڑا جہاں الفروزے کا سر الگ پڑا ہوا تھا اور دھڑالگ... اس نے سر کو جبکش دی اور اس کمرے میں گھس پڑا جہاں میریانا فرش پر پڑی گہری سانسیں لے رہی تھی اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ عمران نے اسے آوازیں دی لیکن جواب نہ ملا۔ اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور عمارت سے باہر نکل گیا۔ چاروں طرف گہرے اندر ہیں اور سنائے کی حکمرانی تھی۔ نھا ایسی پر سکون تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ سر پر تاروں بھر آسمان پہلے ہی کی طرح لاپرواہ نظر آرہا تھا۔ عمران اسے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے اندازے سے ہیلی کا پڑ کی طرف بڑھتا رہا۔ کتنی بھی انک رات تھی۔ اسے ایسے محسوس ہوا تھا جیسے اب صح بھی نہ ہو گی۔ آدمی حیوانیت کے تاریک جنگل میں ہمیشہ ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔ کیا خود اس سے حیوانیت سرزد نہیں ہوئی تھی۔ صرف عمل اور رد عمل کا نام زندگی ہے۔ مظفیٰ حواز تو بعد میں علاش کیا جاتا ہے۔

کی وجہ سے بہت زیادہ پوچھ گھو سے بچ گا۔ کہہ دینا کہ سڑک کے کنارے بے ہوش پڑی ملی تھی۔ کسی بھی سڑک کا نام لے لیتا۔ کئی دن یہاں گھو سے پھرے ہو.... میں ہسپتال کے باہر ہی نہ ہوں گا!“

پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر یہ کام بھی ہو گیا۔ بے ہوش میریانا ہسپتال میں داخل کر لی گئی تھی۔ واپسی پر جو لیا بولی۔ ”تو یہ محترم تھیں!“

”کیوں.... کیا تم اسے جانتی ہو....؟“

”کیوں نہیں.... تم سے کٹ کر پھر ایٹ لاو کے پاس آگئی تھی!“

”سوال یہ ہے کہ آپ نے کیا کیا؟“ صدر مضطربانہ انداز میں بولا۔ ”ہم تو پھنس گئے تھے!“

”اور اس نے پھنس گئے تھے کہ قدیم ریڈائلین زبان بڑی روائی سے بول سکتے ہیں آپ لوگ!“

”تمہیں کیسے معلوم ہوا....؟“ جو لیا بول کھلا کر بولی۔

”آپ کے چوہے باس نے اطلاع نہیں دی۔... خود دو دو ہاتھ کرنے پڑے ایٹ لاو سے تو پتہ چلتا برخوردار کو!“

”بات دراصل یہ ہے....!“ صدر بولا۔ ”آپ کی صحبت نے ہم سب کو تباہ کر دیا ہے!“

”نقال کے لئے بھی عقل چاہئے۔ ایٹ لاو اسلام انکا قوم کے بادشاہ موئے زدما کے سلسلے سے تعلق رکھتا تھا!“

”رکھتا تھا کا کیا مطلب....؟“ جو لیا بولی۔

”اس لئے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے!“

”یعنی.... یعنی.... آپ نے اس کا خاتمہ کر دیا!“

”مورخین سے یہی روایت ہے....!“ عمران نے کہا۔ ”خیر ان جگڑوں کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ تمہیں اس نے کس طرح مجھے کال کرنے پر مجبور کیا تھا۔ یہاں میں تمہاری داشمندی کی تعریف کے بغیر نہ رہ سکوں گا کہ تم نے وہ کال انکش میں کی تھی!“

”کیا کرتا.... کس طرح آپ کو اطلاع دیتا کہ ذہر لئے گئے ہیں!“

”کال کیا اسی تہہ خانے سے ہوئی تھی....؟“

جو لیا اور صدر بے خبر سورہ ہے تھے جب ان کے زمین دوز پارٹمنٹ کا دروازہ پھٹا جا رہا تھا۔ جو لیا ہی پہلے بیدار ہوئی اور ایک اجنبی کو سامنے کھڑا دیکھ کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔

”میا تم دونوں کے جعلی کاغذات محفوظ ہیں!“ عمران اصلی آواز میں بولا۔ وہ ابھی تک میک اپ میں تھا۔

”ہاں.... ہاں.... کیوں....؟“ اس نے بول کھلا کر کہا۔

”اے بھی جلدی سے اٹھاؤ اور نکل چلو....!“

وہ منٹ کے اندر ہی اندر وہ روائی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ لفت کے ذریعے چھت پر پہنچے تھے۔ جو لیا خاموشی سے سب کچھ دیکھے جا رہی تھی۔ صدر بھی چپ ہی تھا۔ وہ عمارت سے باہر آئے اور گیراج سے الفروزے کی گاڑی نکالی۔ ان دونوں کو اگلی ہی سیٹ پر اپنے برابر بٹھایا تھا اور گاڑی سڑک پر نکل آئی تھی۔ عمران نے صدر سے کہا۔ ”پچھلی سیٹ پر ایک زخمی لوکی بے ہوش پڑی ہے۔ تم اپنے سفارت خانے کے حوالے سے اسے ہسپتال میں داخل کرواؤ گے!“

”م..... میری اطاولوی....!“ صدر ہکلایا۔

”جو لیا تمہاری طرف سے گفتگو کرنے لگی۔ مطلب یہ ہے کہ تم سفارت خانے کے حوالے

اس عمارت کا جائزہ لینا پڑے گا!“

”تو کیا آپ اس عمارت تک پہنچ گئے تھے!“

”وہیں سے آرہا ہوں... ایڈ لاوا نے الفروزے کو مارڈا اور میں نے ایڈ لاوا کو...!“

”اوہ....!“ صدر چوک کر بولا۔ ”لیکن اب تم کہاں جا رہے ہیں....؟“

”الفروزے کی گاڑی میرے حوالے کر کے چپ چاپ جنیووا ہٹک جاؤ....!“

”کہانی سے بغیر ہر گز پچھا نہیں چھوڑوں گی....!“ بولیا جھنجڑا کر بولی۔

”اس وقت ایسے لمحے میں گنتگومت کرو... ورنہ مجھ پر خون سوار ہے ہی ابھی تھی نہیں بھرا!“

”باتوں میں نہ اڑاؤ....!“ جو لیاغت سے بولی۔

”تو پھر آپ ایسا کیوں نہ کریں....!“ صدر بولا۔ ”ہمیں ریلوے اسٹیشن پر چھوڑ دیں۔ صح  
والی لکڑی سے نکل جائیں.... صح بھی ہونے ہی والی ہے!“



جنیووا میں وہ سب اسی عمارت میں مقیم تھے جہاں کرٹل موگمی اور زیخا موگمی عمران  
کی قید میں رہے تھے۔ جیمن تو دوسرے ہی دن پہنچا تھا اور جوزف تیرسے دن.... لیکن عمران  
کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ ان چاروں نے اپنی اپنی کہانیاں سنائیں اور پھر کہانیوں کو آپس  
میں مربوط کر کے قیاس آرائیوں کے سہارے داستان کمل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن  
جب بات کسی طرح نہیں تو جوزف کے علاوہ اور سکھوں نے عمران پر جھلانا شروع کر دیا تھا۔

اسی دن اچانک ان چاروں کو اس عمارت سے بھی نکلا پڑا۔ عمارت کے کمین نے ان کے لئے

ایک تیز رفتار مانیکرو بس مہیا کی تھی اور وہ اپنے سامان سمیت اس پر سوار کرادیئے گئے اور اب وہ

اپنی اصلی شکلوں میں تھے۔ ہر قسم کا میک اپ ختم کر دیا گیا تھا اور صاحب خانہ نے ان کے ہر قسم

کے جعلی کاغذات آتش دان میں ڈال دیئے تھے۔ مانیکرو بس ان چاروں کو لیگو ریار یجگن کی سب

سے خوب صورت جگہ پورٹونیو لے جا رہی تھی۔ اس بس میں ڈرائیور کے علاوہ اور کوئی پانچواں

آدمی نہیں تھا۔ جو لیا خصوصیت سے جیمن کو ساتھ لے کر پچھلی سیٹ پر چلی گئی تھی اور اس سے

میریتا کے بارے میں پوچھ گئی کرتی رہی تھی۔ لیکن جیمن نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش

”نہیں....! وہ ہمیں ایک دیران جگہ پر لے گیا تھا۔ ہماری آنکھوں پر چڑے کے تھے چڑھا  
دیئے گئے تھے۔ پھر شاید ہم لفت کے ذریعے اسی عمارت پر پہنچ تھے۔ وہاں اٹلی کی فضائیہ کا ایک  
ہیلی کا پڑر موجود تھا!“

”کیا ایڈ لاوا خود لے گیا تھا!“

”نہیں فضائیہ کا ایک پائیٹ تھا!“

”وہ خود.... ایڈ لاوا ہی تھا۔ تمہارے ایک ٹوکی ٹکر کا آدمی... بے چارہ۔ اس کا طریق کار  
یہی تھا کہ نام تو ایڈ لاوا ہی چل رہا تھا لیکن مختلف شکلوں میں دیکھتے تھے۔ میک اپ  
کا ایسا ماہر آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ آواز بدلنے پر قدرت رکھتا تھا!“

”ہاں....! تو وہ پائیٹ تمہیں کہاں لے گیا تھا....?“

”ایک دیران سی جگہ پر ایک بڑی عمارت میں غالباً وہ اس کی تجربہ گاہ تھی۔ بہر حال پائیٹ  
وہاں مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا اور میں نے اپنی کوشش کر دیا تھی کہ اس تجربہ گاہ کے بند  
دروازوں میں سے کسی کو کھوں کر نکل بھاگوں مگر کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ پھر ایڈ لاوا آیا اور اس  
نے اپنے ٹرانس میٹر کے ذریعے ایک ٹوکے لئے کاں کرائی تھی!“

”ٹرانس میٹر کا سائز کیا رہا ہو گا....؟“ عمران نے سوال کیا۔

”میرے لئے بالکل نیچی تھی.... سائز کیا بتاؤں... کمپیوٹر تو یکھے ہوں گے آپ نے!“

”نہیں.... بھلامیں نے کہاں دیکھے ہوں گے.... مدد والہ یار میں رہتا ہوں تا اور کھیتی باڑی  
کرتا ہوں!“

”یہ مطلب نہیں تھا.... دراصل مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ بیک وقت کمپیوٹر بھی ہو اور  
ٹرانس میٹر بھی!“

”ایسی لئے اتنا پتا لاحملہ ہوا تھا مجھ پر....!“

”میں نہیں سمجھا...!“

عمران نے اسے بتایا کہ کس طرح ٹھیک اسی جگہ ایک ہیلی کا پہنچا تھا جہاں سے اس کی کاں  
کا جواب دیا تھا۔ ”اس نے نہ صرف کاں کے جواب کی صحیح سمت بتائی ہو گی بلکہ ٹھیک اس جگہ کی  
نشان دہی کی ہو گی۔ اب مجھے اس معاملے کو مقابی پولیس کے پرورد کرنے سے پہلے ایک بار پھر

نبیں لے جانے کے لئے آیا تھا تو میں ہیلی کا پڑک کے پچھلے حصے میں چھپ گیا تھا۔ اس طرح اس عمارت تک بہنچ سکا۔...!“ وہ تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا تھا پھر اس عمارت میں جو کچھ پیش آیا تھا دہرانے لگا۔ صدر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں وہ پھر خاموش ہو گیا۔ صدر نے اسے کبھی ایسے مودع میں نہیں دیکھا تھا۔ اس قدر بچھے ہوئے عمران کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

شاید عمران نے اس کے چہرے سے اس کے خیالات پڑھ لئے تھے۔ طولی سانس لے کر بولا۔ ” دراصل میں ہی نادانستگی میں میریانا کی موت کا سبب بن گیا تھا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ اس کرسی کی آٹو میک گرفت کے کھلنے اور بند ہونے کا انحصار اسی کرے کے اسی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے پر تھا۔ جیسے ہی میں نے ہینڈل کو گھما کر دروازے کو دھکا دی الفروزے آزاد ہو گیا۔ پھر وہ ایک پہاڑ کی لات تھی جو میریانا کے پیش پر پڑی تھی اور یہ بھی سن لو کہ ایڈ لاوا کو میں مار کر بھی خوش نہیں ہوں وہ بھی مظلوم تھا۔ صدیوں پرانے دکھ میں بتلا تھا۔ ان سفید درندوں نے امریکہ کے دونوں براعظموں میں قیامت برپا کر دی تھی۔ وہ جو صدیوں پہلے بھی مہذب ہونے کے دعوے دار تھے بھوکے کتوں کی طرح سادہ بورخ مقامی آدمیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ خصوصیت سے ایتنی، فرانسیسی اور انگریزان میں پیش چیز تھے۔ ٹھہر و.... میں تمہیں ایڈ لاوا کی ڈائری کے کچھ منتخب ہے سناتا ہوں.... وہ دراصل ایک بہت بڑا فنڈا کٹھا کرنے کے لئے اتنا عظیم الشان اور مختلف النوع گھٹراؤں کا مجموعہ پھیلایا تھا۔ وہ ذاتی طور پر اتنے ایڈ بم بنانا چاہتا تھا جن سے پورے ایکین کو کھنڈر بنائے۔ اس نے خاموش ہو کر اپنے بریف کیس سے ایک ڈائری کا کل اور لہ کی تحریر کا اردو ترجمہ صدر کو سناتا رہا۔.... ”سفید فام نسلوں کا وجود ہی دنیا میں بد امنی کا باعث ہے۔ ان کے امن کے جھوٹ پر ایگنڈے کاشکار ہو جانے کی بجائے ساری دنیا کی رنگ دار اقوام کو ان کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے۔ ان کے سفید سینوں میں اتنے تاریک دل ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھیں انسانیت کی روشنی سے محروم ہو گئی ہیں۔ اب انہوں نے اپنی بقاء کے لئے دو یکپ بنا لئے ہیں۔ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے یعنی رنگدار اقوام کا استحصال.... بظاہر دونوں متضاد نظریات کے حامل اور ایک دوسرے کے جانی دشمن ہی نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ محض فریب نظر ہے۔ عالمی جہانی چارے کی بات بھی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن ریڈ انڈین لوگوں کو اپنے برادر حقوق دینے پر تیار نہیں۔ میں جس تیسرے یکپ کا خواب دیکھ رہا ہوں وہ صرف رنگ دار اقوام پر مشتمل

نہیں کی تھی بلکہ ایک طرح سے اسے چڑھاتا اور جلاتا رہا تھا۔ پورٹونیو میں مائیکرو بس اسی ہوش کے سامنے رکی تھی جہاں انہیں قیام کرنا تھا اور عمران انہیں وہاں پہلے سے موجود ملا تھا۔ جیسیں نے چھوٹتے ہی میریانا کی خیریت دریافت کی تھی اور سمجھا تھا کہ عمران اس کے بارے میں کچھ نبے کلمات کہے گا کیونکہ اس کی دانست میں تو وہ ونالیئی ہی کی طرح فرار ہوئی تھی۔

”مجھے بے حد افسوس ہے کہ انتہائی کوششوں کے باوجود اس کی جان نہ بچائی جاسکی۔ میں زیادہ تر اس کے قریب ہی رہا تھا۔ اسی لئے اتنی دیر ہوئی اور نہ کبھی کرے دوانہ ہو چکے ہوتے۔!

”کمال ہے کہ آپ کو اس دھوکے باز کی اتنی پرداہ ہوئی....!

”تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا ”بھر کبھی بتاؤں گا۔“ اور اپنے کمرے کی طرف مرتا ہوا بولا۔ ”صدر کو بیچج دینا....!

تھوڑی دیر بعد صدر اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اور اسے اپنی مریبوط کی ہوئی کہانی سنانے بیٹھ گیا۔ عمران سر ہلاکارہ تھا کہیں کہیں ٹوک کر اس کی اصلاح کرتا لیکن یہ کہانی قدیم انکا زبان والے مرطے سے آگے نہ بڑھ سکی اور عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ ”صل کامیابی اس وقت سے شروع ہوئی تھی جب میں نے الفروزے پر ہاتھ صاف کیا تھا....!“ اس نے الفروزے سے ٹکراؤ کا واقعہ بتاتے ہوئے کہا ”اس نبڑی طرح رجھا تھا ژو گواں پر کہ ایڈ لاوا کا دشمن بن گیا تھا اور تم دونوں اسی عمارت کے تہہ خانوں میں رکھے گئے تھے۔ بہر حال جب میں نے اس پیچنی دی تھی تو بے ساختہ اس کی زبان سے احمق یو ہانی طالب علم کا حوالہ سرزد ہوا تھا اور اس نے ایکس ٹو سے معاونت کا وعدہ کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ژو کو خود ایڈ لاوا ہبڑ پ کر گیا اور ہرے کی بات یہ ہے کہ خود الفروزے محض شہبے میں بتلا تھا کہ عمارت کے نیچے تہہ خانے بھی ہیں۔ لیکن راستہ تلاش کرنے میں ناکام رہا تھا۔ بہر حال میں اسی کے ایک ملازم کے میک اپ میں عمارت میں داخل ہوا اور تہہ خانے کی لفت چھت پر دریافت کر لی۔ ایک لفت پھلی منزل کی ایک راہداری میں بھی تھی۔ شاکر ہے میں نہ تلاش کر سکا اور نہ اسے آپریٹ کرنے کے طریقے ہی سے آگاہ ہو سکا۔ چھت پر ہیلی پیڈنہ ہوتا تو شاکر اس میں بھی ناکاہی ہوتی کیونکہ ایڈ لاوا کے حکم کے مطابق اسے صرف پھلی منزل تک محدود رہتا تھا۔ ہاں تو ایڈ لاوا فضا یسے کے پانیک ہی کے وپ میں چھت پر پہنچا تھا اور تہہ خانے میں اتر کر لباس تبدیل کر لینے کے بعد تم لوگوں کو ساتھ

ہو گا۔ میں لاطینی امریکہ میں بھی سفید قام نسلوں کی حمایت نہیں کر سکتا۔ انہیں ہماری سرزی میں سے نکلا ہو گا۔ خواہ انہوں نے کتنی ہی صدیاں وہاں کیوں نہ گزاری ہوں۔ میں ایڈ لاڈ اسٹر اسی لئے زندہ ہوں۔ میری مہم کا آغاز اپنیں میں ہو گا۔ میں پہلے اسے کھنڈر کر دوں گا پھر پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہو گا۔ مرتبے دم تک میری یہ جدوجہد جاری رہے گی۔ میں مردوں گا تو دوسرا ایڈ لاڈ اسٹر ای جگہ سنچال لے گا! ” عمران ڈائری بند کر کے صدر کی طرف دیکھنے لگا جیسے پوچھ رہا ہو.... کیا خیال ہے؟ صدر کچھ نہ بولا اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں نمایاں ہو گئیں تھیں۔ ” ہوڑی دیر عمران بولا تھا ” اس نے مختلف کاموں کے لئے مختلف شعبے قائم کر کرکے تھے۔ ” بین الاقوامی سراغ رسانی اور رازوں کی چوری کے شعبے کا سربراہ کرتل ہو ریشیو تھا۔ ”

” اور وہ رنگ دار اقوام کا ہمدرد تھا....! ” صدر زہریلے لبھے میں بولا۔ ” کیا ہم سفید قام ہیں! ”

” کسی نہ کسی سفید قام کی پکا طفیلی ہونے کا شہبہ ہم پر ضرور کیا جاسکتا ہے۔ خواہ ہماری خارجہ پالیسی کچھ ہی کیوں نہ ہو۔! ”

” اگر وہ اسپیوں سے اتنا ہی تنفر تھا تو الفروزے کو دست راست کیوں بنایا تھا....! ”  
” اپنی تسلیم کے لئے کہ ایک دیو پیکر اپنی اس کے تلوے چاثا رہتا ہے۔ مجھے اس کے آدمیوں میں زیادہ تر اپنی ہی نظر آتے ہیں۔! ”

” کیا وہ بہت طاقت ور تھا....? ”  
” یقین کرو.... قوت میں مجھ سے کم از کم دس گناہ ضرور رہا ہو گا۔ اگر مجھے لو ہے کی سلاح اتفاقاً نہ مل گئی ہوتی تو شاید تم بھی میری لاش کو شناخت نہ کر سکتے۔ محض چلت پھرت کی وجہ سے فجع گیا۔ اب سوچتا ہوں تو خود مجھے یقین نہیں آتا کہ ایڈ لاڈ اسٹر میرے ہی ہاتھوں مارا گیا ہے۔! ”

” اور آپ تھا رمک لینے کی عادت ترک نہیں کریں گے۔! ”  
” سب چلتا ہے اللہ کی طرف سے مدد ہو ہی جاتی ہے۔ جب تک وہ مہربان ہے پہاڑوں سے نکلا جائی رہوں گا....! ”

﴿ختم شد﴾